الله
بسم الله الرحمن الرحيم

قرآنی نباتات کے خواص وافادیت طبِ جدید کے نقطہ نظر سے

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی (Ph.D)

نگراں مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

پرنسپل قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج کراچی

سپروائزر ایم فل پی ایچ ڈی، HEC

اسلام آباد و جامعہ کراچی

تحقیق کنندہ

فیاض احمد

۲۰۰۹ء

فیکلٹی آف آرٹس، شعبہ تاریخِ اسلام جامعہ کراچی

CERTIFICATE

It is certified that the dissertation entitled, "**Qurani Nabatat Kay Khawas wa Afadiyat Tibb-e-Jadeed kay Nuqta-e-Nazar Say**" submitted to the Board of Advanced Studies and Research, University of Karachi, by Mr. **Fayyaz Ahmed S/o Abdul Hannan** File No. 641/Ar., Enrolment No. uk-15385/06 satisfies the requirements for the award of degree of Doctor of Philospophy (Ph.D.). This thesis will serve as a guide for those who wish to explain in detail the subject contained in Quran. Likewise, this thesis is the extract of historical research work done on modern herbal Qurani medicine and ancient Herbal medicine. Permission is hereby granted to submit this thesis to the University.

Prof. Dr. Salahuddin Sani
Research Supervisor
H.E.C. Islamabad & Karachi University
Principal Quaid-e-Millat Govt. Degree College
Liaqatabad Karachi.

تصدیق برائے تصحیح

میں تصدیق کرتا ہوں کہ میرے شاگرد فیاض احمد کے اس
ریسرچ مقالہ میں جہاں جہاں بیرنی ممتحن نے تصحیح کی
نشاندہی کی تھیں وہ تصحیح کردی گئیں ہیں۔

پرفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

ریسرچ سپروائزر

پرفیسر ڈاکٹر عبدالشہید نعمانی

ڈین فیکلٹی آف آرٹس

باب اول

فصل اول: قرآنی علوم وعہد حاضر میں اس کی اہمیت

فصل دوم: قرآنی علوم کی عہد حاضر میں اہمیت

فصل سوم: قرآنی نباتات کا علم

باب دوم

قرآن کی پہلی منزل میں آنے والی نباتات

اناج

انگور

ترکاری

ثمر

پیاز

ککڑی

شجر

کھجور

لهسن

مسور

من

باب سوم

قرآن کی دوسری منزل میں آنے والی نباتات

انار

برگ

زراعت

باب چہارم

قرآن کی تیسری منزل میں آنے والی نباتات

طوبیٰ

رال

باب پنجم

قرآن کی چوتھی منزل میں آنے والی نباتات

تیل

رائی

باب ششم

قرآن کی پانچویں منزل میں آنے والی نباتات

جھائو

سدرہ یا بیری

شجر

باب ہفتم

قرآن کی چھٹی منزل میں آنے والی نباتات

زقوم

لوکی

باب ہشتم

قرآن کی ساتویں منزل میں آنے والی نباتات

ادرك

انجیر

ببُولِ عرب

ریحان

زیتون

کافور

اظہارِ تشکر

حمد وثناء کون ومکاں اور درود وسلام سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں انعام واحسان ہے کہ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، بعنوان ''قرآنی نباتات کے خواص وافادیت طبِ جدید کے نقطۂ نظر سے'' کا کام مکمل ہوا۔ اس مقالہ کی تیاری میں مجھے جن لوگوں کا تعاون حاصل رہا ان کا شکریہ ادا کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں:

سب سے پہلے میں **پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن** (FRS,N.I.,H.I.,S.I.,T.I.) سابق ڈائریکٹر، شعبہ ایچ، ای، جے ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف کیمسٹری یونیورسٹی آف کراچی، کا زیرِ بارِ احسان ہوں جنھوں نے اپنے ادارہ کے ایک ادنیٰ ملازم کو اعلیٰ تعلیم کے لئے ابھارا اور وقتاً فوقتاً اس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ادارہ ھٰذا کے موجودہ ڈائریکٹر **پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال چوہدری** (H.I.,S.I.,T.I.) کا میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں جنھوں نے پی ایچ ڈی میں داخلے سے لے کر آخری مراحلہ تک آنے والی تمام مشکلات کو دور کرنے میں بھرپور مدد فرمائی اور ہر قسم کی علمی معاونت وشفقت فرمائی۔

بڑی ناشکری وناسپاسی ہوگی اگر میں استادِ محترم پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ، شعبہ اسلامی تاریخ کا ذکر نہ کروں کہ جنہوں نے خصوصی توجہ اور شفقت سے میرے تحقیقی مباحث میں میری اعانت فرمائی۔ اپنے ذاتی ذخیرہ کتب سے انتہائی اہم نوعیت کی کتب فراہم کیں، آپ کی حوصلہ افزائی نے پر خار راہوں کو طے کرنے میں میری جس طرح مدد کی اس کا شکریہ ادا کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

سب سے زیادہ شکریہ کے لائق میرے نگرانِ تحقیق پروفیسر ڈاکٹر حافظ صلاح الدین ثانی صاحب، پرنسپل قائدملت گورنمنٹ کالج لیاقت آباد ہیں جنہوں نے اس مقالہ کی نگرانی کی ذمہ داری قبول کی، مکمل تعاون کیا۔ میری تحقیقی مشکلات کو آسان کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی علمی معاونت، مشاورت اور علمی دلچسپی ہی کی وجہ سے یہ مقالہ تکمیل کے مراحل پورے کرسکا۔ ان کی محبت وشفقت میرا سرمایہ افتخار ہے۔

میں ان تمام لوگوں کا بے حد ممنوں ہوں جنہوں نے تحقیق کے مختلف مراحل میں میری خصوصی مدد فرمائی، ان میں پروفیسر عبدالحفیظ صاحب (صدر شعبہ اسلامیات ایس، ایم، گورنمنٹ سائنس کالج کراچی)،

پروفیسر سید شعیب اختر صاحب (شعبہ اسلامیات قائد ملت گورنمنٹ کالج کراچی)، پروفیسر ڈاکٹر زیبا افتخار صاحبہ (شعبہ تاریخِ اسلام جامعہ کراچی)، پروفیسر ڈاکٹر سہیل شفیق صاحب (شعبہ تاریخِ اسلام جامعہ کراچی)، پروفیسر محمد بلال عثمانی صاحب (شعبہ اسلامیات جامعہ این، ای، ڈی، یونیورسٹی کراچی)

حسابِ دوستاں دردل اگرچہ درست سہی لیکن قلم چاہتا ہے کہ کم از کم اعترافِ احسان تو کرلیا جائے، لہٰذا یہاں اُن پرخلوص دوستوں کا ذکر بھی ضروری ہے جنہوں نے تحقیق کے مختلف مراحل میں میرا ساتھ دیا۔ان میں محمد محمود صاحب (شعبہ ایچ، ای، جے، جامعہ کراچی)، محمد آصف خان (شعبہ ایچ، ای، جے، جامعہ کراچی)، مقبول احمد (شعبہ ایچ، ای، جے، جامعہ کراچی)، رفعت علی (شعبہ ایچ، ای، جے، جامعہ کراچی)، نصیر احمد (شعبہ ایچ، ای، جے، جامعہ کراچی)، فرحین ضیاء (شعبہ ایچ، ای، جے، جامعہ کراچی) اور برادرِ عزیز سید رضوان اللہ نے میری اس قدر معاونت کی کہ میں ان کے شکریہ کے لئے الفاظ نہیں پاتا۔

میں ان کتب خانوں کا ذکرِ خیر کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن سے اس تحقیقی مقالہ کی تیاری کے سلسلہ میں استفادہ کیا ان میں سیمینار لائبریری شعبہ اسلامی تاریخ (جامعہ کراچی)، مدینۃ الحکمت لائبریری، ہمدرد یونیورسٹی (کراچی)، ڈاکٹر محمود حسین لائبریری (جامعہ کراچی)، شرف آباد بیدل لائبریری (کراچی)، مجلسِ علمی لائبریری (کراچی)، اسٹیٹ بینک لائبریری (کراچی)، تیموریہ لائبریری (کراچی)، عبدالمجید کھوکھر یادگاری لائبریری (گوجرانوالہ) اور لیاقت لائبریری (کراچی) قابلِ ذکر ہیں۔

اور یقیناً اس کام میں میری والدہ، میری زوجہ محترمہ، میرے بچے اور میرے بہن بھائی برابر کے شریک ہیں جن کی دعائیں اور ہر ممکن تعاون اگر میرے شاملِ حال نہ ہوتا تو شاید اس مقالہ کی تکمیل ہر گز ممکن نہ ہوتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام معاونین و مخلصین کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

جزاهم الله عنی خیر الجزاء

وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت و الیه انیب

ریسرچ اسکالر فیاض احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

علم انسانیت کی معراج، معرفت حق کا زینہ، روحانی اور مادی ترقی کا سرچشمہ، دینی و دنیوی کمال کو اوجِ ثریا تک پہنچانے کا مؤثر ذریعہ، دنیا وعقبیٰ کی ظفریابی و کامرانی کا موجب، تہذیب و ثقافت کی روحِ رواں، انسانی دل و دماغ کی تعمیر اور ذہنی قوتوں کی نشو ونما کا واحد ذریعہ ہے۔ انسان کی تشکیل و تعمیر، انسانی افکار و نظریات، روحانی اور ثقافتی قدروں کا تحفظ اور ترقی علم کی رہن احسان ہے۔ تعلیم و تعلّم کی اہمیت وضرورت تخلیق و تعلیم آدم علیہ السلام سے آشکارا ہے، جن کی پیدائش کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کی لازوال نعمت سے سرفراز فرمادیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے نام سکھادیئے۔

پھر جب زمین انسانی حلقوں سے معمور ہوگئی، تو بتدریج ایک لاکھ چوبیس ہزار معلّمین کے ذریعہ تعلیم و تربیت کا قابل قدر انتظام کردیا گیا۔ جنہوں نے اپنے کام کے نقطۂ آغاز سے لے کر نقطۂ انتہا و تکمیل تک علم و دانش کی ترویج و ترقی پر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کیا۔ اسی جماعت کے آخری فردِ فرید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

یعنی علم وحکمت کی تعلیم اور فروغ کے لئے ہی آپ کو بھیجا گیا ہے۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُراٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ہ

''یہ قرآن جو ہم نازل کررہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے''۔

قرآن آسمانی، آفاقی، لاثانی ولافانی کلام الٰہی ہے قرآن کے نزول کے بعد آنے والے آخری فرزند آدم تک کیلئے اس میں رشد وہدایت موجود ہے۔ اس کی ضیاء سے ہر دور میں بنی نوع انسان نے اپنی عقل، علم، فہم، فراست وصلاحیت کے مطابق رہنمائی حاصل کی ہے اور بعد میں آنے والوں کیلئے دعوت غور وفکر کیلئے مثالیں چھوڑی ہیں اور اہل علم وفکر کی علمی پیاس، ذہنی سکون اور قلبی راحت کیلئے راہیں واء کی ہیں۔ جب تک روئے زمین پر بنی آدم آباد رہیں گے اس وقت تک بیماری وعلاج کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ رب کریم نے قرآن کریم کو بنی نوع انسان کیلئے شفاء اور عالموں کیلئے رحمت بنایا ہے۔

علوم قرآن سے مراد وہ تحقیقات ہیں جو اس کتابِ مقدس اور غیر فانی کلامِ الٰہی کے سلسلہ میں کی گئی ہیں۔ مثلاً نزول کی کیفیت، جمع وترتیب، ناسخ ومنسوخ اور محکم ومتشابہ کی پہچان ان کے علاوہ دوسری کئی تحقیقات جو قرآن کریم سے (براہ راست) تعلق رکھتی ہیں یا کسی بھی حوالے سے قرآن کریم سے متعلق ہیں۔ اس مطالعہ کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے نقل کردہ تفسیری توضیحات وبیانات کی روشنی میں قرآن کریم کو سمجھنا ہے۔ علمِ تفسیر کا یہ تقاضا ہے کہ قرآنی علوم کا ایک جائزہ پیش کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کتابِ مقدس کے کس کس پہلو کی طرف کس قدر خصوصی توجہ مبذول کی گئی ہے۔ کس قدر وسیع کوششیں صرف ہوئی ہیں اور کتنی تفصیل سے تحقیقات عمل میں لائی گئی ہیں۔ روز اول سے لے کر موجودہ دور تک کی جانے والی تمام مساعی اور تحقیقات ان مشہور اساتذہ فن اور فحول علماء کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئیں جنھوں نے اس عظیم علمی ورثہ اور قیمتی خزانہ کی حفاظت کے لئے اپنی عمریں صرف کیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں چلے گئے۔ ان بزرگ ہستیوں نے ہمارے لئے اپنے پیچھے وہ عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے جس کا چشمہء صافی کبھی خشک نہ ہوگا اور ابدالآباد تک اس خزانے کے موتی باقی رہیں گے اور اپنی آب وتاب سے قلوب واذہان کو منور کرتے رہیں گے۔

قرآنی ارشادات زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہیں۔ایک طرف انسان کو عبادات کا مفہوم سمجھاتے ہیں تو دوسرے طرف انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے اخلاق و ایمان کے بنیادی اصولوں کو اپنانے کی دعوت دیتے ہیں۔قرآن کریم نے کائنات اور اس کے اسرار و رموز پر پڑے ہوئے دبیز پردوں کو چاک کر کے اس کے نظم و ترتیب اس کے عجائبات، اس کی رنگینیوں اور تنوع پر روشنی ڈالی ہے۔کائنات کی تخلیق کے مقاصد کو سمجھایا ہے اور انسان کو کائناتی نظم و ضبط پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔قرآن ایک مکمل دین بھی ہے اور سائنسی علم بھی ہے۔وہ انسان کو قدرت کے مظاہر کا گہری نظر سے مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اس کے نتائج کا تجزیہ کرنے کی ہدایت فرماتا ہے۔یہی تجزیہ واستنباط موجودہ سائنس کے بنیادی عناصر ہیں۔اس کے علاوہ متعدد آیات میں بتایا گیا ہے کہ تمام نباتات، اشجار و اثمار خالقِ ارض و سماء کے پیدا کئے ہوئے ہیں لیکن جن پودوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ان کو دیگر زمینی پودوں پر ایک امتیاز اور برتری حاصل ہے۔اس طرح ان پودوں کا نام ابدالآباد تک کلامِ الٰہی میں محفوظ ہو گیا اور کلامِ الٰہی میں ان کا ذکر آنے سے ان کو خصوصیت حاصل ہو گئی اور جن واقعات کے ساتھ ان کا تذکرہ ہے ان واقعات کی وضاحت میں ان نباتات کی خصوصیتوں کو سمجھنا ایک علمی و دینی ضرورت بن گئی۔ یہ پودے کیا ہیں ان کی نباتاتی خصوصیات کیا ہیں، قرآن کریم کی تفسیر کرنے والے علماء و فضلاء نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق ان پودوں کی خصوصیات بیان کی ہیں۔خود اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَ الَّذِیٓ اَخۡرَ جَ الۡمَرۡ عٰی ہ فَجَعَلَهٗ غثَآ ءً اَحۡوٰ ی ہ

"اور جس نے تازہ گھاس پیدا کی۔ پھر اس نے اس کو (سکھا کر) سیاہ کوڑا کر دیا"

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے اشاد فرمایا کہ:

وَ هُوَ الَّزِیٓ اَنۡشَاَ جَنّٰتٍ مَّعۡرُوۡشٰتٍ وَّغَیۡرَ مَعۡرُوۡشٰتٍ وَّ النَّخۡلَ وَ الذَّ رۡ عَ
مُخۡتَلِفًا اُکُلُهٗ وَ الزَّیۡتُوۡنَ وَ الرُّ مَّانَ مُتَشَا بِهًا وَّ غَیۡرَ مُتَشَا بِهٍ ط
کُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِ ہٖۤ اِذَآ اَثۡمَرَ وَ اٰتُوۡا حَقَّهٗ یَوۡ مَ حَصَا دِ ہٖ وَ لَا تُسۡرِ فُوۡا ط

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ہ

''اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو منڈیروں میں چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو منڈیروں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی مختلف چیزیں مختلف طرح کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ بھی نہیں ہوتے ان سب پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن یاد کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے''

معروشات سے مراد بعض درختوں کی وہ بیلیں ہیں جو (چھپروں منڈیروں وغیرہ) پر چڑھائی جاتی ہیں، جیسے انگور اور بعض ترکاریوں کی بیلیں ہیں۔ اور غیر معروشات، وہ درخت ہیں جن کی بیلیں اوپر نہیں چڑھائی جاتیں بلکہ زمین پر ہی پھیلتی ہیں، جیسے خربوزہ اور تربوزہ کی بیلیں درخت اور کھجور کے درخت اور کھیتیاں، جن کے ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور زیتون اور انار، ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بعض بعض ان نباتات کا ذکر ہے جو قرآنِ کریم میں بیان نہیں کی گئیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے باعثِ رحمت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تھا، یہ رحمت روحانی اور مادّی بھی ہے جس کا فیض ساری کائنات پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھی انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے وہ نسخہء کیمیاء عطا فرمایا تھا جو رہتی دنیا تک انسانوں کے ہر طبقے کے لئے شفاء و رحمت ثابت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں دنیا کے لئے معلّم اور ہادی تھے وہیں آپ ان کے ہر قسم کے امراض ظاہری و باطنی کے لئے طبیب کامل بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدّن اور معاشرت کے جہاں اعلیٰ اصول دنیا کو بتائے وہیں پاکیزہ اور صحت بخش زندگی کے انمول فارمولے بھی عطا فرمائے، آپ نے جہاں حکمرانی و جہاں بانی اور فتوحات و کشور کشائی کے اٹل اور محکم اصول وضع فرمائے، وہیں مظلوم اور زخمی دلوں پر ایسی

مسیحائی فرمائی کہ دنیا آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمودہ نسخوں پر عش عش کر رہی ہے۔ شریعت محمدی کے کمال اور اس کی لازوال جامعیت کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، کھیل کود، ہنسی مذاق، بول و براز، شادی بیاہ، پہننے اوڑھنے، نہانے دھونے، چلنے دوڑنے، سیر و تفریح، ورزش و مقابلہ آرائی، پہلوانی و زور آزمائی غرض جسمانی تربیت کے تمام چھوٹے بڑے گوشوں کو بے نقاب کر کے ہر ایک کے بارے میں ایسی مفید و سہل و زود اثر نفع بخش ہدایات دیں کہ آج دنیا چاند پر پہنچ کر بھی انہیں تعلیمات محمدی کی پابند و محتاج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت کی انمول فیاضیوں کا ایسا تجزیہ فرمایا کہ آگ و پانی، دریا و پہاڑ صحرا و سمندر، شہر و بیابان، نباتات و جمادات، شجر و حجر، انسان وحیوانات، پرند و چرند، لکڑی، لوہا، دھات، معدنیات، سونے چاندی، پیتل، تانبا، دھوپ و سایہ، گرمی و سردی، رات و دن، موسم بہار و خزاں، تاریکی و روشنی، سب کے خواص و فوائد اور ان سے استفادہ کے اصول و طریقے بیان فرمائے اور ان سب چیزوں کو انسانی زندگی کے لئے قدرت کی بیش بہا نعمت قرار دیا۔ زمین پر پھیلی قدرت کی بیش بہا جڑی بوٹیوں، پھول پتے، پھل و ترکاریاں، غلّے و سبزیاں، حلال کھائے جانے والے جانوروں کے جسم کی تمام چیزوں، گوشت و چربی، ہڈی و دودھ، گھی، پنیر سب کے فوائد و خصائص اور استعمال کے مفید طریقے بتائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آداب و اصول کا ایسا نظام مقرر فرمایا جس سے انسانی معاشرہ صحت بخش، مسرور و مطمئن حیات طیبہ سے ہمکنار ہوتا ہے۔ دنیا میں طب نے بڑی ترقی کی اور اس ترقی کی رفتار شب و روز ترقی پذیر ہے۔ لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت پیغمبر اسلام روح و جسم کی حفاظت و سلامتی کے لئے جو نسخہ پیش فرمادیا ہے اس پر دنیا نے اپنی ترقیات کے باوجود ایک نکتہ کا اضافہ نہیں کیا ہے اور طب محمدی اپنی جگہ یکساں مفید اور نافع ہے۔ اس لئے طب نبوی بھی شریعت اسلامیہ کی طرح وحی الٰہی کی بنیاد پر قائم و دائم ہے، اور طب نبوی کے سارے اصول بھی اسی وحی کے ترجمان ہیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے، بہ نظر غائر دیکھا جائے تو روحانیت کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ہماری مادی زندگی کے لئے بھی ایک بہترین اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس پر عمل پیرا ہونے سے اس کے پیروکار نہ صرف مادی، معاشی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی عروج حاصل کر سکتے ہیں، بلکہ صحت و توانائی کی دولت سے

بھی بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔قرآن کریم تمام علوم کا سرچشمہ ہے،اسی سے چہار طرف علم کے سوتے نکل کر بہہ رہے ہیں جس سے علم کے متلاشی اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں اور نئی راہیں تلاش کر رہے ہیں۔قرآنِ کریم کا ہر لفظ حقائق پر مبنی ہے مگر ان کے مشاہدے کے لئے علم و دانش اور ریسرچ و تحقیق کی ضرورت ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں ہر علم اور ہر فن کے لئے اشارے موجود ہیں مگر ان کو سمجھنے کے لئے عمیق مطالعہ کی ضرورت ہے جو ہر سائنسدان اور عالم کی بنیادی خوبی مانی جاتی ہے۔

اس مقالہ کا تعلق بھی طب جدید اور حفظانِ صحت کے ان اصولوں سے ہے جن کو قرآنِ کریم اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہماری روزمرہ کی زندگی کے لئے اہم اور بنیادی جز و قرار دیا تھا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو اصول اور ضابطے قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے وضع کئے تھے جدید سائنس اب کہیں جا کے ان زریں اصولوں کی افادیت سے آگاہ ہوئی ہے۔اور یہ بھی گنے چنے پہلو ہیں جن پر سائنسدانوں نے تحقیق کی ہے اور سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد ان نتائج پر پہنچے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سادہ اور عام فہم زبان میں امت کو سمجھائے تھے۔ ہماری زندگی کے بے شمار پہلو ایسے ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے احسن طریقے سے ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔لیکن چونکہ سائنس ابھی تک ان جواہر پاروں میں مضمر فوائد کا اندازہ نہیں لگا سکی اس لئے لوگ انہیں اپنانے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ہمیں چاہئے کہ اپنے مضبوط ایمان کے ساتھ ان اصولوں کو اپنائیں اور انہیں اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں تا کہ ہم صحت و توانائی اور سلامتی کے راستہ پر گامزن ہوں۔

میں نے اپنے مقالہ کا انتخاب بھی اسی چشمہ علم یعنی قرآنِ کریم سے کیا ہے۔ مجھ سے پہلے احباب علم نے قرآنی حیوانات، قرآنی جمادات و قصص قرآن وغیرہ پر کام کیا لہٰذا میرے حصے میں نباتات آئیں۔قرآنی نباتات کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ جڑی بوٹیاں، سبزیاں، ترکاریاں، پھل اور پھول اپنے اندر معالجاتی اہمیت کی حامل ہیں۔اکثر بوٹیاں اور پیڑ ایسے ہیں جن کے پھل کے علاوہ پھول بھی اطباء و حکماء کے نزدیک مختلف بیماریوں کی روک تھام اور ان کیعلاج کے لئے جید الاثر اور اکسیر ہیں ان کے حکیمانہ علاج سے انسان بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے اور شفاء بھی پاتا ہے۔اس اعتبار سے پھول، پھل اور سبزیاں بھی جڑی بوٹیوں کی طرح قدرتی معالج ہیں جن سے انسان صدیوں سے مستفید ہوتا چلا آرہا ہے۔لہٰذا پھولوں ، پھلوں اور

سبزیوں کے خواص اور معالجاتی اثرات کی معجزہ نمائی اپنی جگہ مسلّم ہے۔ نباتات صناعی فطرت کا دلکش و دلفریب نمونے چشمِ انسانی کے لئے محض رنگ و بو اور نگہت و نزہت اور انسان کی جمالیاتی حس کی تسکین کا موجب ہی نہیں بلکہ صحتِ انسانی کے لئے بڑا اہم اور غیر معمولی فطری کردار ادا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ عصر حاضر کے جدید ماہرین علوم طبیہ اور محققین امراض وعوارض نے اس موضوع پر کیمیائی، غذائی اور ادویاتی تحقیق کے بعد اپنے مشاہدات و تجربات سے ایسے ایسے حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں جن سے یہ ظاہر ہے کہ پھولوں، پھلوں اور سبزیوں کے ذریعے متعدد امراض کا علاج ممکن ہے۔ کیونکہ اس سب کا ہماری زندگی سے بڑا گہرا اور قریبی تعلق ہے۔

موجودہ صدی احیاء وتجدید طب کی صدی ہے، دُکھی و بیمار انسانیت فطرت کی آغوش میں پناہ لینے کے لئے تڑپ رہی ہے۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں نباتات پر تحقیق کا کام زور وشور سے کیا جارہا ہے اور عالمی سطح پر مختلف ممالک میں سینکڑوں ایسے تحقیقی ادارے قائم ہو چکے ہیں جس میں پیچیدہ اور لاعلاج سمجھے جانے والے امراض کا علاج دریافت کرنے کے لئے قدرت کی پیدا کردہ جڑی بوٹیوں اور نباتات پر شب و روز تحقیقی کام جاری وساری ہے۔ ماضی میں برصغیر پاک و ہند میں اکابر اطباء کرام نے معالجاتی تحقیقات کے جھنڈے گاڑ دیئے تھے اور ہر قسم کے پیچیدہ، مزمن اور لاعلاج قرار دیئے جانے والے امراض کا علاج کامیابی سے کیا جاتا تھا، جو حوادث زمانہ کی بناء پر کم ہوتا گیا لیکن تاہنوز اپنے انداز سے تحقیق کا عمل جاری ہے۔

مزید تحقیقات اور ریسرچ کے لئے مستند معیاری لٹریچر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسا لٹریچر جو طبّی میدان میں نو وارد طبیب کی مکمل رہنمائی کرے اور آسمانِ طب کے جگمگاتے طبّی ستاروں کی روشنی کو اور زیادہ کردے اور وہ روشنی ہر طرف پھیل کر امراض کی ظلمت کی سیاہی کو مکمل طور پر نہ صرف ختم کردے بلکہ آئندہ کے لئے ایسے حالات پیدا ہی نہ ہونے دے کہ جس سے انسانیت پھر سے دُکھ درد میں مبتلا ہو جائے۔ اس مقالہ کی تدوین و ترتیب میں بڑی تحقیق و تجسس سے کام لیا گیا ہے اور صحیح ترین مستند معلومات اخذ وفراہم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔ یقینِ کامل ہے کہ علم معالجات وادویات ونباتات سے شغف رکھنے والے معالج با

لخصوص اور طالبِ علم اس مقالہ کو موضوعاتی اعتبار سے اس موضوع پر لکھی گئی کتب سے منفرد و جامع پائیں گے۔

میرا تعلق چونکہ طب اور تاریخ دونوں سے ہے اور بہت عرصہ سے نباتات پر کام کر رہا ہوں جس میں قرآنی نباتات بھی شامل ہیں۔ بیشتر اہل علم کی رائے تھی کہ اسے پی ایچ ڈی کا موضوع بناؤں تا کہ میرے کام، وسیع تجربے اور مطالعہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور بلخصوص مسلمان قرآنی نباتات سے آگاہ ہو کر زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ واضح رہے میرے موضوع کا طب، اسلامیات اور تاریخ طب تینوں سے تعلق ہے اس لئے تینوں مکتب کے طالبِ علم اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں اور اپنے طبی و تاریخی مطالعہ کو اسلامی اصولوں پر آگے بڑھا سکتے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی ایسا کام کروں جس سے انسانیت کی خدمت ہو سکے چنانچہ میں نے اپنے طبی تجربے کو قرآنی نباتات کی افادیت کے لئے وقف کر دیا تا کہ طب اور قرآنی نباتات کی خدمت کر سکوں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اس کام کو کرنے کی توفیق عطا کی، میرے قابل استاذ نے میری بھر پور رہنمائی کی جس سے میرا کام آسان ہو گیا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں کے لوگ بھی قرآنی نباتات کے نام سے واقف ہو جائیں اس سلسلے میں میں نے مختلف ڈکشنریز کی مدد سے قرآنی نباتات کے ناموں کو ان کی اپنی زبان میں بھی بیان کیا ہے تا کہ ان کو قرآنی نباتات کی پہچان اس کے مطالعے اور استعمال میں آسانی ہو سکے۔ اس مقالہ کے مآخذ تو متعدد تفاسیر، سائنسی کتابیں اور جریدے ہیں نیز مختلف زبانوں کی لغات، انسائیکلوپیڈیا اور فلورا ہیں۔ جن کتب کے اقتباسات اور نظریات سے استفادہ کیا ہے ان کے حوالے مقالے کے آخر میں دے دیئے گئے ہیں۔ جس سے قارئین کو مقالہ کے متن میں دی گئی آیات، تفاسیر یا سائنسی کتابوں میں ان کے اقتباسات کو تلاش کرنا مشکل نہ ہو گا۔

وما علینا الا البلاغ

ریسرچ اسکالر فیاض احمد

خلاصہ

قرآنی نباتات کے خواص وافادیت طب جدید کے نقطۂ نظر سے

زیرِنظر پی ایچ ڈی مقالہ میں شامل تحقیقی کام آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب میں تین فصول ہیں۔

پہلی فصل میں قرآنی علوم بیان کئے گئے ہیں۔اس فصل میں علوم القرآن کا مفہوم،علوم القرآن پر اہم کتب،تعارف اہم علوم القرآن کا مختصر تعارف جس میں رسوم القرآن،تجوید القرآن،قرأت القرآن،علل القرأت،غریب القرآن، مصادر القرآن،مفردات القرآن،معرفتہ الوقف والابتداء،معربات القرآن،محاسن معانی القرآن،اعجاز القرآن، مجاز القرآن،تشبیہ القرآن،امثال القرآن،بدائع القرآن،اجزاء القرآن اسلوب القرآن،احکام القرآن،اسماء القرآن اور نزولِ قرآن سے لے کر تاریخی جائزہ تک تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

دوسری فصل میں قرآنی علوم کی عہد حاضر میں اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اس فصل میں قرآنِ کریم کے اعجازات کی سائنسی علوم کی روشنی میں وضاحت،مسلم سائنسدانوں کی قرآنی علوم پر تحقیق،غیر مسلم،ملحد اور اہلِ کتاب سائنسدانوں کی علوم قرآن میں دلچسپی اور اہمیت سے مفصل بحث کی گئی ہے۔کائنات کی وسعت پذیری،اجرام فلکی اور ان کے مدار،زمینی تہیں اور پہاڑ اور پہاڑوں کے اندر کیا ہے؟،لوہا کیا ہے؟ اس کی افادیت کیا ہے؟ قرآنی ارشادات و اشارات لوہے کے بارے میں کیا ہیں؟ ان سب کی تفصیل کلام اللہ کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔باراں آور ہواؤں کے علوم کی اہمیت ۔نیز ذخیرہ آب اور اسکے علوم کی اہمیت کی قرآن کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے۔

درج بالا سطور میں جتنی بھی معروشات پیش کی گئی ہیں۔بحث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن ایک ایسی عظیم کتاب ہے جس میں بیان کی گئی پندونصائح اور حقائق سب سچے ثابت ہو چکے ہیں۔ان آیات میں سائنسی واقعات اور مستقبل کے بارے میں باتیں ایسے وقت بتائی گئی تھیں جب کوئی بھی شخص ان سے آگاہ نہیں تھا۔اس وقت علم اور ٹیکنالوجی کی جو سطح تھی اس کے بل بوتے پر حقائق تک انسان کی رسائی ممکن نہیں تھی۔یہ علوم قرآن کے کلام اللہ ہونے ،خدا کے خالق و مالک اور علیم وخبیر اور بصیر ہونے کا روشن ترین ثبوت ہے۔چنانچہ ایک جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ہ

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے ؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بھی کچھ اختلاف پاتے''۔

قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے اس میں غور وتدبر کی تاکید کی جارہی ہے اور اس کی صداقت جانچنے کے لئے ایک معیار بھی بتلایا گیا ہیکہ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہوتا (جیسا کہ کفار کا خیال ہے) تو اس کے مضامین اور بیان کردہ واقعات میں تعارض وتناقص ہوتا۔ کیونکہ یہ کوئی چھوٹی سی کتاب نہیں ہے۔ ایک ضخیم اور مفصل کتاب ہے، جس کا ہر حصہ اعجاز وبلاغت میں ممتاز ہے۔ قرآن مجید میں کوئی تضاد بیانی نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کتاب الٰہی کو مضبوطی کے ساتھ تھامے اور اس کے پیغام کو سمجھے، کیونکہ یہ دنیا کی واحد کتابِ ہدایت ہے چنانچہ سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ہ

''اور یہ ایک کتاب ہے، جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر وبرکت والی سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو''۔

قرآنی علوم کی اہمیت عہد حاضر میں اور بھی بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ اس میں دی گئی تمام معلومات جدید ترین ٹیکنالوجی سے ثابت ہورہی ہیں۔ جب تک مسلمان قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے رہے دنیا پر حکمرانی کرتے رہے اور جب قرآن سے منہ موڑا اور دوسری اقوام نے قرآن کا مطالعہ کیا تو غیر مسلم مسلمانوں پر حکمرانی کرنے لگے۔

تیسری فصل میں قرآنی نباتات کے علم پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، جو کہ اس مقالہ کی اصل واساس ہے۔ اس فصل میں وہ نباتات جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اُن کا بیان ہے، فہرستِ نباتات۔ امراض کی اقسام اور قرآنی نباتات سے ان کا علاج، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات قرآنی نباتات کے بارے میں اور آخر میں قرآنی نباتات کا تقابلی مطالعہ صحف آسمانی سے کیا گیا ہے۔ جس میں قرآن میں آنے والی نباتات کا زبور، انجیل، توریت کی نباتات سے موازنہ کیا گیا ہے۔

دوسرا باب:

دوسرے باب میں جو کہ قرآن کی پہلی منزل سے متعلق مباحث پر مشتمل ہے اس میں آنی والی نباتات کا بیان حروف تہجی کے اعتبار سے کیا گیا ہے جس میں اول اناج ہے۔ جو کہ انسان کے دنیا میں آنے کے بعد اس کی غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہے سب سے پہلا شعبہ جو عالمِ وجود میں آیا وہ زراعت کا تھا۔ تاریخِ عالم سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی کاشت حضرت آدم علیہ السلام نے گندم اُگا کر کی جس کی تعلیم حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دی۔ غذائی اہمیت کے اعتبار سے تمام اناج ایک جیسی کیمیائی ترکیب اور غذائی اہمیت رکھتے ہیں۔ انہیں کاربوہائیڈریٹس سے مالا مال غذائیں کہتے ہیں کیونکہ ان میں ستر (۷۰) فی صد کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں۔ یہ توانائی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ پروٹین مہیا کرتے ہیں جو عموماً اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ اناج کے قدرتی فوائد اور شفاء بخش خصوصیات کا قدیم و جدید تحقیق کی روشنی میں مفصل بیان اس باب میں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انگور ہے جو کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس کے کیمیاوی فوائد، افعال و خصوصیات قدیم و جدید محققین کی تحقیقات کا خلاصہ اس باب میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ترکاری جو کہ روزمرہ کے استعمال کی چیز ہے اس کی افادیت قرآن و حدیث کی روشنی میں جدید تحقیقات کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ امراضِ معدہ میں ترکاریوں کی مسیحائی بھی اس باب کا حصہ ہے۔ اس کے بعد پیاز جو کہ ایک مقبولِ عام سبزی ہے جو موٹاپا دور کرنے اور بدن میں ڈھیلا پن نرمی اور پھیلاوٹ زائل کرنے کی سستی غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ تازہ ترین یورپی تحقیق کے مطابق پیاز دل کے درد سے محفوظ رکھنے کے لئے موثر غذا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ دل کی بیماریوں میں پیاز ایک اچھا علاج ہے۔ ان کے مطابق پیاز کی یہ افادیت اس میں پائے جانے والے نباتاتی اجزاء ایلی پروپائل ڈائی سلفیٹ، کیٹیکول، پرٹوکیٹلنک تیزاب، تھایو پروپا ئینو ایلڈی ہائیڈ، تھائیو سایانیٹ، کیلشیم، لوہے، فاسفورس اور حیاتین کی بدولت ہے۔ اس بارے میں تفصیلی بحث اس باب کا خاصہ ہے۔

قرآنی ارشادات کے ذریعہ اللہ تعالی نے متعدد مقامات پر ان احسانوں اور مہربانیوں کا ذکر کیا ہے جو اس نے پھلوں کی صورت میں انسان کو عطا کیے ہیں۔ ان پھلوں میں یوں تو انگور اور زیتون کا تذکرہ بار بار آیا ہے لیکن جس پھل اور

درخت کا حوالہ سب سے زیادہ دیا گیا ہے وہ ہے کھجور کا درخت۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ پھل کھجور جس کا ذکر قرآن میں مختلف ناموں سے اٹھائیس (۲۸) بار ہوا ہے۔ اور توریت اور انجیل میں کھجور کا ذکر ۴۸ مقامات پر آیا ہے۔ جس کی افادیت مسلم اور فوائد بے شمار ہیں۔ کھجور میں انسان کو تندرست رکھنے کے لئے مطلوب تمام عناصر خاطر خواہ مقدار میں ہیں۔ کھجور انسان کے لیے بہترین غذا ہے اس کی غذائیت کا اندازہ اس کے کیمیاوی اجزاء سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں تقریبا ساٹھ فیصد Invert sugar اور Sucrose کے علاوہ اسٹارچ، پروٹین اور چربی مختلف مقدار میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں اس میں وٹامن 'A' ۔ وٹامن 'B1' ۔ وٹامن 'B2' اور وٹامن 'C' بھی پائے جاتے ہیں اس کے معدنیاتی اجزاء بھی اہمیت کے حامل ہیں یعنی سوڈیم، کیلشیم، سلفر، فاسفورس اور آئرن، غذائیت سے بھرپور ان کھجور کے پھلوں سے مشروبات سرکہ، مٹھائیاں شکر اور ایک قسم کا شیرہ تیار کیا جاتا ہے جو شہد کے مانند ہوتا ہے۔ کھجور کے بے مثال طبی فوائد میں دماغ کا ضعف مٹانا اور یادداشت کی کمزرری کو دور کرنا ہے۔ کھجور قلب کو تقویت دیتی ہے اور بدن میں خون کی کمی کو دور کرتی ہے، گردوں کو قوت دیتی ہے سانس کی تکالیف میں بالعموم اور دمہ میں بالخصوص سودمند ہے۔ کھانسی، بخار اور پیچش میں اس کے استعمال سے افاقہ ہوتا ہے۔ غرضیکہ کھجور کا استعمال ایک مکمل غذا بھی ہے اور اچھی صحت کے لیے ایک لاجواب ٹانک بھی۔ اس باب میں قدیم وجدید تحقیقات سے کھجور کی افادیت بیان کی گئی ہے جس سے آنے والے اسکالر بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد لہسن کا تذکرہ ہے دنیا میں سب جگہ پائی جانے والی نباتات لہسن سستی غذا اور صحت کی حفاظت کے لئے بہترین دوا ہے۔ لہسن کی بالعموم دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) عام لہسن جس میں کئی پوتھیاں ہوتی ہیں۔

(۲) ایک پوتھیا یا ایک نالیہ:۔ یہ پیاز کی طرح ہوتا ہے جس میں صرف ایک ہی پوتھی ہوتی ہے۔ یہ عام لہسن کی نسبت زیادہ فائدمند ہوتا ہے۔ اور مہنگی قیمت میں فروخت ہوتا ہے۔ اس کا رنگ سفید، ذائقہ تلخ اور تیز ہوتا ہے۔ لہسن کے استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے اور بادی کو مٹاتا ہے۔ لہسن کا استعمال قوت ہاضمہ اور قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے۔ لہسن کو جلا کر سرکہ اور شہد میں پیس کر لگانے سے پھوڑے پھنسیاں، پھلبہری بالخورہ، گنج، چھیپ اور داد دور ہوتا ہے۔ سرکہ اور شہد میں اس کا مرکب لگانے سے جوڑوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ لہسن کا عرق ملنے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ ہر قسم کا جسمانی ورم لہسن کو سرکہ میں گھوٹ کر لگانے سے دور ہو جاتا ہے۔ لہسن کو گرم گرم چبانے سے دانت

کا درد دور ہوتا ہے۔لہسن کو رائی کے تیل میں تل کر لگانا خشک کھجلی کیلئے مفید ہے۔لہسن کا عرق گرم پانی کے ساتھ کھانسی میں مفید ہے۔لہسن کا حلوہ کھانے سے لقوہ دور ہوتا ہے۔لہسن کھانے سے سینہ کا درد دور ہوتا ہے۔فالج میں فائدہ ہوتا ہے۔طب جدید اور قدیم دونوں ہی اس کی افادیت سے خوب واقف تھے اور دونوں ہی اس کی معجزنما خصوصیات سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتے رہے ہیں۔اس باب میں بہت تفصیل سے لہسن پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔جس کے مطالعہ سے محققین کے ساتھ ایک عام انسان بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اس کے بعد دال پر تحقیق پیش کی ہے تقریباً دنیا کے ہر ملک میں دالیں کھائی جاتی ہیں۔ ہندو پاک میں زیادہ تر ارہر، چنا، ماش یہ سب دالیں بنیادی طور پر مختلف پودوں کی بیج ہیں۔مسور کی چار اقسام ہوتی ہیں جس میں لال رنگ کی قسم سب سے زیادہ مقبول ہے۔جس کا ذکر قرآن میں بنی اسرائیل کی صحرا نوردی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔جب انھوں نے من وسلویٰ کو چھوڑ کر دنیاوی غذائیں طلب کی تھیں۔مسور ان اجناس میں سے ایک ہے جو ازمنہ قدیم ہی سے بطور غذا اگائی اور استعمال کی جارہی ہے۔جدید تحقیق کے مطابق مسور میں ۲۵ فیصد کے قریب نائٹروجنی اجزاء یعنی لحمیات پائے جاتے ہیں اور یہ گندم کی نسبت دوگنی مقدار ہے۔۵۵ فیصد نشاستہ اور ۳ فیصد تحمیات یعنی چکنائی موجود ہوتی ہے۔ایک تحقیق کے مطابق مسور کی بغیر چھلکے کی دال دیر ہضم، نفاخ اور قابض ہے۔جبکہ ثابت دال ملین شکم ہے اور پیٹ کے سدّے دور کرتی ہے۔لقوہ، فالج اور رعشے میں فائدہ دیتی ہے۔مسور کے جوشاندے کے غرغرے خناق اور کھانسی میں مفید ہیں۔ یہ نفخ یعنی اپھارا کرنے کے باعث قولنج پیدا کرتی ہے۔اس باب میں مسور پر جدید تحقیق پیش کی گئی ہے۔جو کہ اس کی افادیت کو بڑھا دیتی ہے۔

باب کے آخر میں ''من'' نباتات کا ذکر ہے، ''من'' کے لفظی معنی یوں تو احسان اور انعام کے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں وہ ایک قسم کا شبنمی گوند ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحرائے سینا میں بھٹکنے والے اسرائیلیوں کے لئے بطور غذا نازل فرمایا تھا۔یہ گوند درختوں کے پتوں پر جمع ہو جاتا تھا اور بنی اسرائیل اسے اکٹھا کر کے کھاتے تھے۔بقول اطبائے یونان ''من'' کے خواص میں:۔ جالی، ملین طبع، مسہل اخلاط ثلاثہ، مقوی جگر و معدہ واحشاء اور مسکنِ حرارت معدہ و قلب وجگر ہے۔حلق، سینہ اور ریح کے دردوں میں مفید ہے، کھانسی، خشونتِ سینہ وحلق، مواد رقیقہ سے پیدا ہونے والے حمیات اور دانتوں کے درد کو دور کرتا ہے۔بروئے جدید ڈاکٹروں کے مسہلِ خفیف، ملطف، مخرج بلغم اور مدر

صفرا ہے۔اس باب میں ''من'' کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے جو اس سے پہلے کسی جگہ بیان نہیں ہوئی ہے۔اس سے مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کو رہنمائی حاصل ہوگی۔

باب سوم:

باب سوم میں قرآن کی دوسری منزل میں آنے والی نباتات پر تحقیق اسی ترتیب سے ہے جس طرح پہلی منزل میں بیان کیا گیا ہے۔اس میں سب سے پہلے انار پر بحث کی گئی ہے۔انار ایک مشہور معروف درخت کا پھل ہے۔انار کی بارہ اقسام ہیں جن میں تین معروف ہیں شیریں، ترش، میخوش۔انار دشتی کو صرف پھل لگتا ہے۔ جسے گلنار کہتے ہیں۔ انار ایک حیرت انگیز اور نایاب پودا ہے۔پھل سمیت اس کے ہر حصے کے طبی فوائد مسلم ہیں۔اس کا پھل غذائیت سے بھر پور ہے اس لئے کچھ لوگ انار کے دانوں کو طبی غذا یا طبی ثمر بھی کہتے ہیں۔میٹھا انار معدہ اور اس میں موجود اشیاء کے لئے بڑا مفید ہے یہ حلق کی سوزش سینہ کی سوزش اور پھیپھڑوں کے التہاب میں اکسیر ہے۔پرانی کھانسی میں بڑا کار آمد ہے۔صفرا کو تسکین دیتا ہے، قے کو روکتا اور اسہال کو بند کرتا ہے۔جگر کی حدت کو بجھا کر ختم کر دیتا ہے۔جسم کے تمام اعضاء کو قوت دیتا ہے۔دل کی پرانی بیماریوں کو آرام دیتا ہے اور معدہ کے منہ کی دکھن دور کرتا ہے۔اطبّاء قدیم اس کا شربت رُب انار شیریں اور کھٹے اناروں سے رُب انار بناتے تھے۔ جسے اسہال کے بعد کی کمزوری، یرقان اور جسم میں ناطاقتی کے لئے شہرت حاصل تھی۔اطبّاء جدید کی رائے میں جس شخص کی جلد سے بار بار خون نکل آتا ہو یا بواسیر سے خون بہتا ہو اسے انار کے دانے فائدہ دیتے ہیں۔اس باب میں انار کی قدیم و جدید تحقیقات کی روشنی میں ساری خوبیوں کو جمع کیا گیا ہے اور بہت پر مغز بحث پیش کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ اس باب میں برگ اور زراعت کا بھی بیان ہے۔کسی خاص برگ کا ذکر نہیں اور نہ ہی کوئی خاص زرعی اجناس کا بیان ہے۔پھر بھی اس باب میں مختلف برگ مثلاً برگِ سناء(Senna Leaf)، برگِ حنا(Hinna Leaf)، برگِ بنفشہ(Sweet Violet Leaf)، برگِ بید سادہ (Willow)، برگِ تبت وغیرہ اس باب میں ان برگ کی خصوصیات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

باب چہارم:

باب چہارم میں جس درخت کا ذکر آیا ہے وہ ایک ایسا درخت ہے جس کا تعلق دنیا کے درختوں سے نہیں ہے۔ جب جنتی جنت میں جائیں گے وہاں طوبیٰ کو پائیں گے۔ طوبیٰ کو بعض علماء نے طالب کا مصدر بتایا ہے۔ اس طرح اس کے معنی خوشگوار، لذیذ اور عمدہ کے ہوتے ہیں۔ اس کو طیبۃ کی جمع بھی کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس باب میں ''رال'' کا ذکر بھی آیا ہے۔ جسے قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ''ان کے کرتے (لباس یا جسم) قطران کے (قطران میں لتھڑے ہوئے) ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی''۔ قرآن پاک کے بعض مفسرین نے قطران کو گندھک بتایا ہے لیکن بیشتر علماء نے اسے ایک لیس دار روغن سے تعبیر کیا ہے جو کالا ہوتا ہے۔ اور مختلف پودوں سے یا ان کی لکڑی کو اُبال کر حاصل کیا جاتا ہے۔ مشرقی محققین نے رال پر کچھ کام نہیں کیا البتہ مغربی محققین نے اس پر کام کیا ہے ان میں سے کچھ محققین کی تحقیق سے حاصل خصوصیات اس باب میں شامل کی گئی ہیں۔

باب پنجم:

پانچویں باب میں تیل کا ذکر آیا ہے۔ تیل دو طرح کے ہوتے ہیں معدنی اور نباتاتی عام طور سے نباتاتی تیل غذا میں استعمال ہوتا ہے۔ اور معدنی تیل دوسری ضروریات مثلاً جلانے یا ایدھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی علیہ وسلم کے زمانے میں عام طور سے زیتون کا تیل غذائی ضرورتوں کے لئے آسانی سے دستیاب تھا اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ کالی سرسوں جسے عربی میں خردل کہتے ہیں دستیاب ہو کیونکہ سرسوں کی کاشت اُن دنوں عرب میں کی جاتی تھی۔ اس باب میں مختلف تیلوں کی خصوصیات پر تفصیلی تحقیق پیش کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اس باب میں رائی کا ذکر بھی آیا ہے، رائی کو عربی میں خردل کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے سرخ بیج ہوتے ہیں۔ عرب اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں بھی رائی (خردل) کو نباتات کے سارے بیجوں میں چھوٹا مانا جاتا ہے۔ اس باب میں رائی کی خصوصیات بھی بیان کی گئی ہیں۔

باب ششم:

چھٹے باب میں جھاؤ، سدرہ اور شجر کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ جھاؤ کو جھاؤ کے علاوہ لئی، پلچھی، لاڑان وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ روہی کا مشہور درخت ہے۔ جھاڑی کی شکل میں چھوٹا اور درخت کی شکل میں بڑا ہوتا ہے۔ نباتاتی اعتبار سے جھاؤ کے پودے Tamarix جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کی کئی ذاتیں (species) پورے عرب میں پائی جاتی ہیں۔ جھاؤ پر مشرقی محققین اور مغربی محققین نے بہت محنت کی ہے اور جھاؤ پر خوب کام کیا ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق جھاؤ کے درخت کی لکڑی کی راکھ کو گلے سڑے زخموں پر لگانے سے زخم بھر جاتے ہیں جھاؤ کے درخت کے تازہ پتوں کو کوٹ کر رات کو مٹی کے برتن میں بھگو کر رکھیں صبح چھان کر اس پانی میں ہلکا میٹھا ملا کر مریض کو پلائیں یہ پانی پرانے دستوں کی بیماری میں بہت مفید ہے۔ جگر اور مثانے کی گرمی کے لئے فائدہ مند ہے۔ ایک نئی تحقیق کے مطابق جھاؤ کے درخت کی لکڑی جلا کر اس کی راکھ ایک ماشہ ہمراہ پانی استعمال کرائیں گرمی، خشکی اور پیشاب کی جلن کے لئے مفید ہے اگر اسی راکھ کو پانی میں گھول کر رات کو رکھیں اور صبح چھان کر مریض کو پلائیں تو یرقان کے لئے لاجواب نسخہ ہے۔ ایسا یرقان جس کا تعلق چھوت سے ہو جیسے وائرس جنڈس کہتے ہیں۔ ایسی تمام کیفیات کے لئے یہ مفید ہے۔ ورم طحال کے لئے اکسیر ہے۔ اس باب میں جھاؤ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

اس باب میں سدرہ یا بیری کا ذکر بھی آیا ہے۔ بیر ایک مشہور پھل ہے باغی اور جنگلی دو قسم کا ہوتا ہے، باغی کے درخت کو بیری (سدرہ) اور جنگلی کے درخت کو ضال (جھڑ بیری) کہتے ہیں۔ بیر سے مطلقاً باغی بیر مراد ہے۔ بیر کا پھل خواہ تازہ ہو یا سوکھا اپنی لیس کی وجہ سے منہ، معدہ اور آنتوں کی جلن کو دور کرتا ہے۔ یہ خون کو صاف کرتا ہے۔ آنتوں یا معدہ سے اگر خون آ رہا ہو تو بیر کھانے سے بند ہو جاتا ہے۔ آنتوں میں ہونے والی بے جا حرکت کو بند کر کے اسہال کو رفع کرتا ہے۔ بیر کی کیمیاوی ساخت میں لیس دار مادوں، مٹھاس، ثمری حموضات کی موجودگی اسے کمزوری کے علاوہ معدہ اور آنتوں کے السر کے لئے مفید بنا دیتے ہیں۔ اس باب میں بیر کی افادیت قدیم و جدید تحقیقات کی روشنی میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے سبب مسلمان جہاں بھی ہوں منہ کو صاف رکھتے ہیں۔ مسواک دن میں کئی بار استعمال کرنے سے منہ پاک اور صاف رہتا ہے۔ برش سے دانتوں کی اچھی طرح صفائی کے بعد بھی ان پر میل (Plaque) کی تہہ چڑھ جاتی ہے۔ تجربات ثابت کرتے ہیں کہ پابندی کے ساتھ مسواک کرنے والوں کے دانت صحت مند ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں دانتوں کی بوسیدگی بھی کم پائی گئی ہے۔ اس باب کے آخر میں شجر مسواک کا بیان اس کی تمام خوبیوں اور جدید تحقیقات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

باب ہفتم:

باب ہفتم میں زقوم اور لوکی کا ذکر آیا ہے۔ زقوم کا درخت تہامہ کے علاقے میں ہوتا ہے۔ مزہ اس کا تلخ ہوتا ہے بو ناگوار ہوتی ہے اور توڑنے پر اس میں سے سفید دودھ جیسی رطوبت نکلتی ہے۔ جو اگر جسم پر لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔ غالباً یہ وہی چیز ہے جسے ہمارے ملک میں تھوہڑ کہتے ہیں۔ اس کے دودھ کو فرفیوم (فربیوم) عربی زبان میں کہا جاتا ہے۔ قرآن میں تھوہڑ کا تذکرہ دوزخیوں کی غذا کے طور پر کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم کے مفسرین کی اکثریت نے زقوم کو تھوہڑ کی ذات کا پودہ کہا ہے۔ جو صرف قرینِ قیاس ہی نہیں ہے بلکہ سائنسی اعتبار سے بھی درست نظریہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک سوتیس (۱۳۰) قبلِ مسیح میں اطباء اس کی افادیت سے واقف ہو چکے تھے۔ جس کا تذکرہ حکیم جالینوس اور بادشاہ جوبا دوئم کے زمانے میں ملتا ہے۔ حکیم جالینوس (130 B.C. - 200 A.D.) نے اس کی طبّی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اسے مختلف امراض کے لئے دوا تجویز کیا۔ بوعلی سینا (980 A.D. - 1037 A.D.) نے بھی اس کی طبّی اہمیت کو تسلیم کیا۔ بوعلی سینا کے نزدیک اس کی معمولی مقدار اسقاطِ حمل کا باعث بن سکتی تھی۔ زمانہ قدیم سے اطباء شیرِ زقوم سے کشتہ جات کی تیاری میں اسے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس کے دیگر فوائد میں اطباء کا قول ہے کہ داد ہر قسم پر زقوم کا دودھ لگانے سے آرام آجاتا ہے۔ دردِ گوش دور کرنے کے لئے اس کے پتوں کا پانی نیم گرم کان میں ٹپکاتے ہیں اور دردِ دندان کو زائل کرنے اور اس کو جلد اُکھیڑنے کے لئے ماؤف دانت پر اس کا دودھ لگانے سے فائدہ دیتا ہے۔ زقوم سے بطریق معروف نمک (کھار) بھی بنایا جاتا ہے جو بلغمی کھانسی دمہ اور استسقاء میں مفید ہے۔ نفع خاص اس کا محمر جلد اور منفث بلغم ہے۔ گرم مزاجوں کے لئے مضر ہے، دودھ اس کا مصلح

ہے۔اس باب میں زقوم پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اوراس کی افادیت بہتر انداز میں پیش کی گئی ہے۔

اس باب کے آخر میں زقوم کے بعد لوکی کا ذکر آیا ہے۔یقطین عربی میں کدو کو کہتے ہیں یہ گول اور لمبے دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔کدو فارسی لفظ ہے جس کے معنی اردو اور ہندی میں لوکی کے ہیں۔لوکی کی تاثیر سرد ہے یہ پیشاب آور ہونے کے ساتھ ساتھ صفراوی کیفیت کو ختم کرتی ہے۔اور مزاج میں چڑ چڑے پن کو دور کرتی ہے۔لوکی کے عرق کو لیموں میں ملا کر چہرے پر لگانے سے مہاسے دور ہو جاتے ہیں۔تیل میں ابلی ہوئی لوکی وجع المفاصل (گھٹیا) کا علاج ہے۔اس کے بیجوں کا تیل سر درد میں فائدہ کرتا ہے۔جدید تحقیقات کے مطابق حمل کے دوران یا حمل سے پہلے کدو کا استعمال کرتے رہنے سے حمل گر جانے کا اندیشہ نہیں رہتا۔اگر حاملہ عورت کو حمل کے دوران ایک یا دو چھٹانک کدو کا گودا مصری ملا کر استعمال کراتے رہیں تو اس سے خوبصورت اور تندرست بچہ پیدا ہوتا ہے۔اس باب میں لوکی کی افادیت بیان کی گئی ہے۔

باب ہشتم:

باب ہشتم اس مقالے کا آخری باب ہے اس باب میں بھی اسی ترتیب کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔اس میں سب سے پہلے ادرک کا ذکر آیا ہے۔عربی میں ادرک کو زنجبیلِ رُطب اور سونٹھ یعنی خشک ادرک کو زنجبیل یابس کہتے ہیں۔ادرک ایک سدا بہار بوٹی ہے جس کی موٹی اور گٹے دار جڑیں ہی طبی افادیت اور غذائی اہمیت رکھتی ہیں۔یہ باہر سے سفید یا زرد ہوتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ خاکستری، بھوری یا نارنگی رنگ کی ہو جاتی ہیں۔ادرک کے پتوں اور جڑوں میں ایک مخصوص بو، کاٹنے یا کچلنے پر پیدا ہوتی ہے۔قرآن میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ:

وَ يُسْقَوْ نَ فِيْهَا كَاْ سًا كَا نَ مِزَا جُهَا زَ نْجَبِيْلًا ہ

''اور انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن میں آمیزش زنجبیل کی ہوگی''

زَ نْجَبِيْلٌ (سونٹھ ، خشک ادرک) کو کہتے ہیں. یہ گرم ہوتی ہے اس کی آمیزش سے ایک خوشگوار تلخی پیدا ہو جاتی ہے. علاوہ ازیں عربوں کی یہ مرغوب چیز ہے، چنانچہ ان کے قہوہ میں بھی زنجبیل شامل ہوتی ہے۔علامہ الجوزی فرماتے ہیں سونٹھ

دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہے، کھانا ہضم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ ٹھنڈک اور رطوبت کی وجہ سے ہونے والے جگر کے سدوں میں نافع ہے۔ اور اس کو کھانے اور بطور سرمہ استعمال کرنے سے رطوبت کے باعث پیدا ہونے والا آنکھوں کا دھندلا پن ختم ہو جاتا ہے، آنتوں اور معدہ میں پیداہ ہونے والی ریاح غلیظہ کو تحلیل کرتی ہے۔ بہر حال سونٹھ بارد معدہ اور بارد جگر دونوں کے لئے موزوں ہے۔ کھانے کی خوش ذائقی بڑھاتی ہے، اور بدن پر بلغم کے غلبہ کو ختم کرتی ہے، حافظہ زیادہ کرتی ہے، جگر اور معدہ کی برودت کے لئے مناسب ہے، اور پھل کھانے سے معدہ میں پیدا ہونے والی رطوبت کو ختم کرتی ہے۔ منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے۔ ثقیل غذاؤں اور کھانوں کے ضرر کو دور کرتی ہے۔ طبی اعتبار سے ادرک کے فوائد اتنے اہم ہیں کہ ان کا تفصیلی ذکر حکیم جالینوس اور بوعلی سینا کی طبی تصنیفات میں بھی ملتا ہے۔ حکیم جالینوس نے ادرک کو فالج اور (Cold Humore) سے پیدا ہونے والی ساری شکایات میں بے انتہا مفید بتایا ہے۔ بوعلی سینا کے خیال میں ادرک قوتِ باہ کو بڑھاتی ہے، ادرک کے عرق (تیل) کو ذیابیطس، پرانی گٹھیا اور شروعات کی (Liver cirrohosis) میں فائدہ مند سمجھا گیا ہے ادرک ہاضم ہونے کے ساتھ ساتھ معدہ اور آنتوں کو طاقت بخشتی ہے، معدہ کی خرابیوں سے پیدا ہونے والے جملہ امراض میں اس کے فائدوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ادرک کی اس گونا گوں خصوصیات پر اس باب میں قدیم وجدید تحقیقات کی روشنی میں تفصیلی بحث کی گئی۔

اس کے بعد اس باب میں انجیر کا ذکر آیا ہے۔ انجیر کو پھلوں میں بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ نرم میٹھی اور گودے سے بھر پور لذیذ وصحت بخش ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اس کا بیان اللہ تعالیٰ نے اس طرح کیا ہے کہ:

وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ ہٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾

''قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی، اور طور سینین کی، اور اس امن والے شہر کی، یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا''

انجیر ایک کثیر الغذا میوہ ہے اسی وجہ سے بدن کو فربہ کرتا اور رنگ بدن کو نکھارتا ہے۔ مواد بدن کو نکالتا ہے، قبض کو

کھولنے اور دمہ کھانسی میں اخراج بلغم کے لئے دیتے ہیں چونکہ یہ معرق ہے اور فضلات کو ظاہر بدن کی طرف خارج کرتا ہے لہٰذا امرض جدری میں استعمال ہوتا ہے، جگر اور طحال کے سدوں کو کھولنے اور ورم طحال کو تحلیل کرنے کے لئے بھی زیادہ مستعمل ہے۔ انجیر میں چونکہ سٹرک ایسڈ، ایسٹک ایسڈ اور میلک ایسڈ کی موزوں مقدار بھی موجود ہوتی ہے اس لئے یہ پھل قوت ہاضمہ کی اصلاح کرتا ہے۔ اس میں تازہ خون پیدا کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔ اسی لئے اسے حکماء واطباء ''مولد خون'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جدید تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ انجیر میں اجزاء لحمیہ اجزاء معدنی اور اجزاء شکر، کیلشیم، فاسفورس پائے جاتے ہیں۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ انجیر میں جو معدنی اجزاء پائے جاتے ہیں دونوں قسم کے انجیر میں (یعنی تازہ اور خشک) وٹامن اے اور سی کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں اور قلیل مقدار میں وٹامن بی اور ڈی بھی ہوتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا اجزاء کے پیش نظر انجیر ایک نہایت مفید دوائے غذائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے عام کمزوری اور بخاروں میں اس کے استعمال سے اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ غرض کہ انجیر اپنی افادیت کے اعتبار سے بہت ہی نفع بخش ہے۔ اس باب میں انجیر کو قدیم وجدید تحقیقات کی مدد سے نہایت اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کے بعد اس باب میں ببول کا ذکر آیا ہے۔ عرب میں ببول کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں جن میں سب سے اہم (Acacia seyal) ہے جس کو عربی میں سیال اور طلح کہتے ہیں۔ قابض ومجفف ومغلظ ہونے کی وجہ سے اس کو اسہال رقت سرعت احتلام، سوزاک، جریان وسیلان الرحم میں بطور سفوف کھلاتے ہیں۔ برگِ نورستہ ببول کو زیرہ اور غنچہ انار کے ہمراہ پیس کر پانی میں اسہال اطفال کے حبس کرنے کے لئے مستعمل ہے۔ جدید تحقیقات سے اس کی چھال سے زیادہ مقدار میں ''ٹے نین'' حاصل ہوئی اور قابض جو ہر بھی پایا گیا اور گوند میں عربین نامی جو ہر ایک کیلشیم پوٹاشیم اور میگنیشیم کے ہمراہ پایا جاتا ہے۔ اس کی قدیم وجدید تحقیقات کی روشنی میں تفصیلی بحث اس کا حصہ ہے۔

اس کے بعد جو پودا اس باب بیان کیا گیا ہے اس کا نام ریحان ہے۔ سائنسی اعتبار سے ریحان وہ پودے ہیں جو خودرو بھی ہوتے ہیں اور کاشت بھی کئے جاتے ہیں۔ عرب کے ریگستانی علاقوں میں خوب پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا نباتاتی نام (Ocimum basilicum) ہے، جو ہندوستان میں بابو تلسی کہلاتا ہے اور یورپ میں سوئٹ باسل کے نام سے موسوم ہے۔ قرآن میں سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ه

''اور بھس والا اناج اور خشبودار پھول ہیں''۔

فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ه

''اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے''۔

افادیت کے اعتبار سے تخمِ ریحان سینے اور پھیپھڑوں میں آنے والے خون کو نکالنے میں نافع ہے، معدہ کی صفائی کرتا ہے۔ اس میں چونکہ جلا اور صفا کرنے کی قوت ہوتی ہے اس لئے سینہ اور پھیپھڑے کو ضرر نہیں پہنچاتا اس کی خاصیت یہ ہے کہ کھانسی کے ساتھ آنے والے دست (اسہال) کو روکنے میں ایک انوکھی دوا ہے۔ پیشاب آور ہے، مثانہ کی سوزش اور کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے نیز بچھو کے ڈنک میں بھی نفع بخش ہے۔ اس کی جڑ سے خلال کرنا مضر ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ زمانہ قدیم کے طبیب اور قرون وسطٰی کے راہب جملہ امراض میں ریحان کی افادیت سے بخوبی آشنا تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے باغات میں اس کی کاشت کو یقینی بنایا اور پھر ان راہبوں اور طبیبوں نے دیکھا کہ ریحان کے کھانوں میں استعمال کے ساتھ ساتھ چارٹر یوس شراب اور سینڈ بی کی شکل میں اس کے عرق بھی تیار کئے جانے لگے۔ اس باب میں ریحان کی ان ہی خوبیوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کے بعد اس باب میں زیتون کا ذکر آیا ہے۔ زیتون کا ایک چھوٹا درخت ہوتا ہے جس کی اونچائی اوسطاً پچیس فٹ ہوتی ہے اس کی پیداوار بذریعہ قلم کی جاتی ہے کیونکہ قلم کے بغیر کاشت کئے گئے پودے عمدہ پھل نہیں دیتے ہیں۔ کیمیاوی تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ کیلشیم جسم میں انسانی عملِ استحالہ (Metobolism) کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے لئے غذا میں زیتون کا تیل، دودھ، دہی، پنیر، مچھلی، گوشت سبزیاں وغیرہ استعمال کرنے سے جسم میں کیلشیم کی کمی نہیں ہوتی۔ کیلشیم کی طرح فاسفورس بھی انسانی جسم میں ہڈیوں اور دانتوں کی ساخت میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ فاسفورس کے حصول کا ذریعہ ان غذاؤں سے بخوبی حاصل ہوسکتا ہے جو یہ ہیں۔ گوشت، انڈا، مچھلی، روغنِ زیتون اور شہد۔ زیتون اپنے اندر بے پناہ خوبیوں کا مالک ہے اس میں حرارت کم ہوتی ہے، اور لطیف تر اور نفع بخش ہوتا ہے۔ اس کی تمام قسموں سے جلد میں نرمی اور ملائمت پیدا ہوتی ہے۔ بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔ زیتون کا نمکین پانی آتش زدہ مقام پر آبلے نہیں آنے دیتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اور برگِ زیتون بدن کے سرخ دانوں اور پہلو

کی پھنسیوں، گندے زخموں اور پتی کو روکتا ہے۔ پسینہ بند کرتا ہے، اس کے علاوہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ جس کی تفصیل قدیم و جدید تحقیقات کی روشنی میں اس باب میں پیش کی گئی ہے۔

اس باب کے آخر میں گلاب کا ذکر آیا ہے۔ گلاب جو گل و آب سے مرکب ہے حقیقت میں آب گل یعنی عرق گل سرخ کا نام ہے۔ لیکن عام طور پر اردو اور ہندی میں اسے گل سرخ پر اطلاق کرتے ہیں۔ مشہور درخت کا پھول ہے، جو اپنی ہلکی، گلابی رنگت، نفیس اور بھینی بھینی خوشبو اور پتیوں کی نزاکت اور ملائمت میں شہرہ آفاق ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں جن میں سرخ، سفید، سیاہ، ہرا، اُودا، اورنج، گلابی، پیلا وغیرہ شامل ہیں۔ گل سرخ ارواح کو قوت و فرحت دیتا ہے، اور لطافت بخش ہے، دست آور، اورام و ریاح کو تحلیل کرتا ہے، صفراء و بلغم کو تسکین دیتا ہے، درد گردہ، دردسر اور بخار کو نافع اور خفقان و غشی کو مفید ہے۔ اس کی بو نزلہ پیدا کرتی اور لیپ معدہ کی رطوبتوں کو خشک کرتا ہے۔ اس کی تاثیر مختلف اعضائے بدن پر مختلف ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل اس باب میں امراضِ بدن کے اعتبار سے پیش کی گئی ہے۔

خلاصہ بحث: ۔ یہ ہے کہ باب اول سے آٹھویں باب تک قرآنِ کریم میں آنے والی نباتات حروف تہجی کے اعتبار سے بیان کی گئیں ہیں۔ ان ابواب میں ان نباتات کا تعارف، دنیا کی معروف زبانوں میں ان کے نام، شکل و حیط اُونچائی پھیلاؤ، رنگ، مقام پیدائش، تاریخ، قرآن میں تذکرہ، مفسرین کے خیالات، احادیث میں بیان، کیمیاوی اجزاء، ان نباتات کا کیمیاوی تجزیہ، طبیعت و خصوصیات، نباتات سے علاج، مشرقی محققین کی جدید تحقیقات اور دورِ حاضر کے مغربی محققین کی جدید تحقیقات بیان کی گئیں ہیں۔ آخر میں مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے ایسے ماٰخذ جن سے وہ استفادہ کر سکتے ہیں بیان کئے گئے ہیں۔

ریسرچ اسکالر فیاض احمد

INTERPRETED SUMMARY OF THE INTRODUCTION

The research Ph.D. thesis has eight chapters.

Chapter One:

The first chapter has three subchapters. The first subchapter defines the holy book Quran in its historical perspectives. The second subchapter streamlines the importance of the education of holy Quran in the light of scientific and technical approaches. The discussion comes into conclusion that this is such an honorable guidance providing book that carries within it all the true elements and research materials of future which have never been revealed before in the field of science and technology. Quran monologues by confirming its conformity that this is the book of the Lord and it verifies if it was incorrect information then they (people, who have been following its designed pathways) must have been derailed. Nowadays its importance is increased more than passed decades for science and technology has revolutionized the world. It is a fact that until Muslims adhered to this holy book, they ruled the world over. And as soon as the book came under the kind perusal of researchers of non-Muslim world then they ruled over the Muslims. The third subchapter discusses the information of botany, the fundamental issue of the research, in the holy book. Here, the studied elements are properly compared in details with other three holy books, i.e., Zaboor, Injiil, and Touraat.

Chapter Two:

The first stage "Manzil" of the Holy Quran is discussed that contains within it those botanic terms which are used for feeding purpose and the first and foremost of all is wheat. These further deals with the first profession, agriculture. First of all farming was performed by Prophet Adam (P.B.U.H.). He has grown wheat under the supervision of the supreme angel Gabriel (P.B.U.H.). In this way the chapter discusses the importance and essence of all the botanic farming with its chemical and physical properties which are undoubtedly gifts of God for healthy survival of living organisms. Here, new researchers would also get more information for a step further towards new vistas in the field of diagnoses.

Chapter Three:

This chapter has the same footsteps of Chapter Two. The second stage of holy Quran comes now under consideration. Fruit plays a fundamental part in the life of human being for it provides health and increases immunity for the defense mechanism at the time of some disease attack.

Chapter Four:

Fourth chapter discusses a tree that is not found anywhere in the universe but in the heaven. This is Tooba tree which will be revealed by those who will enter into Eden. After that there is another tree too that is called Root which is located in hell. The trees require research for their specialty hidden within them.

Chapter Five:

Oil has its own importance and therefore it has been placed in this chapter. The oils are explained as two types first one is natural while the other botanical. The previous is used for burning purposes while the later as edible.

Chapter Six:

The chapter consists of many important botanical elements used for the purpose of cure in various diseases. Then their chemical and botanical properties are considered for increasing the immunity levels in humans. In the light of old and novel researches detailed role of orchard and forest berries, plaque, etc. have come under consideration so that proper diagnosis could be had.

Chapter Seven:

This chapter discusses the historical perspectives of the doctors like Hakim Jalenos (130 B.C. - 200 A.D.), Bu Ali Ibn-e-Sina (980 A.D. - 1037 A.D.), who have discussed the medical importance of vegetables and used them as medicine.

Chapter Eight:

The last chapter of this research deals with dry fruit and vegetables which are discussed in a clear manner in the holy Quran. Some of them: ginger, guava, etc. are such a gifted fruits and vegetables which play an important role in the betterment of human medication. In the end the flower king Rose comes under consideration. All the

medicated plants are used for the diagnostic purposes of body of the humans.

Conclusion:

It is to sum up in the end that all the plants mentioned in holy Quran are chronologically explained with introduction, terminology, structure, color, native place, historical perspectives, so on and so forth. The whole of the research contains modern research of the West and for fresh researchers steps are referred so that they may get benefit from this research in a proper manner.

FAYYAZ AHMED
Research Scholar

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝(۱)

''اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو

امید ہے کہ تم پر رحمت ہو''۔

علوم قرآن سے مراد وہ تحقیقات ہیں جو اس کتاب مقدس اور غیر فانی کلام الٰہی کے سلسلہ میں کی گئی ہیں۔مثلاً نزول کی کیفیت، جمع و ترتیب، ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ کی پہچان ان کے علاوہ دوسری کئی تحقیقات جو قرآن کریم سے (براہ راست) تعلق رکھتی ہیں یا کسی بھی حوالے سے قرآن کریم سے متعلق ہیں۔اس مطالعہ کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے نقل کردہ تفسیری توضیحات و بیانات کی روشنی میں قرآن کریم کو سمجھنا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مفسرین کے طریقہ تفسیر، اسلوب تفسیر، مشاہیر علمائے فن، ان کے خصائص، شروط تفسیر اور اس علم کے بارے میں دوسرے نکات سے آگاہی حاصل کرنا ہے۔علم تفسیر کا یہ تقاضا ہے کہ قرآنی علوم کے متعلق ایک جائزہ پیش کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کتاب مقدس کی طرف کس قدر خصوصی توجہ مبذول کی گئی ہے۔کس قدر وسیع کوششیں صرف ہوئی ہیں اور کتنی تفصیل سے تحقیقات عمل میں لائی گئی ہیں۔روز اول سے لے کر موجودہ دور تک کی جانے والی تمام مساعی اور تحقیقات ان مشہور اساتذہ فن اور فحول علماء کے ہاتھوں انجام پذیر ہوئیں جنہوں نے اس عظیم علمی ورثہ اور قیمتی خزانہ کی حفاظت کے لئے اپنی عمریں صرف کیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں چلے گئے۔ان بزرگ ہستیوں نے ہمارے لئے اپنے پیچھے وہ عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے جس کا چشمہء صافی کبھی خشک نہ ہوگا اور ابدالآباد تک اس خزانے کے موتی باقی رہیں گے اور اپنی آب و تاب سے قلوب و اذہان کو منور کرتے رہیں گے۔(۲)

۱۔ القرآن کریم سورہ الاعراف آیت ۲۰۴

۲۔ صابونی، پروفیسر محمد علی، علوم قرآن، مترجم ظفر اقبال کلیار، ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور، س ن، ص ۷

اللہ رب العزت اپنی کتابِ مقدس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وَ اَنزَلنَآ اِلَیکَ الذِّکرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیہِم وَ لَعَلَّہُم یَتَفَکَّرُونَ ہ (۱)

''اور ہم نے (آپؐ) پر قرآن اتارا تا کہ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو ان کی طرف اتاری گئی ہیں تا کہ وہ غور کریں''

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت باسعادت کے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں ان میں امت کو آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کے ساتھ ساتھ ان کے معانی کے بارے میں تعلیم دینا بھی شامل تھا۔ آج ہمارے پاس جس طرح قرآنِ صامت موجود ہے اسی طرح قرآن ناطق یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تشریحات بھی اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے اور پھر تابعین نے قرآن مجید اور اس کی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں اس طرح پھیلایا جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ انسانی قاصر ہے۔ قرآنِ کریم نے جہاں اہلِ عرب کو اپنے جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز کردیا، وہاں فرمادیا کہ:

مَا فَرَّطنَا فِی الکِتٰبِ مِن شَیءٍ ہ (۲)

''ہم نے اس کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی''

وَ اَنزَلنَا عَلَیکَ الکِتٰبَ تِبیَانًا لِّکُلِّ شَیءٍ وَّ ھُدًی وَّ رَحمَةً وَّ بُشرٰی لِلمُسلِمِینَ ہ (۳)

''ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے''۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت ۴۴
۲۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت ۳۸
۳۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت ۸۹

یعنی کتاب سے مراد اللہ کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات (احادیث) ہیں۔ اپنی احادیث کو بھی اللہ کے رسولؐ نے ''کتاب اللہ'' قرار دیا ہے۔ اور ہر چیز کا مطلب ہے، ماضی اور مستقبل کی خبریں جن کا علم ضروری اور مفید ہے، اسی طرح حرام وحلال کی تفصیلات اور وہ باتیں جن کے دین ودنیا اور معاش ومعاد کے معاملات میں انسان محتاج ہیں قرآن وحدیث دونوں میں یہ سب چیزیں واضح کردی گئی ہیں۔ (۱) یہ کہہ کر اقوام عالم کو علوم ومعارف کے ان پوشیدہ خزانوں سے روشناس کرایا جس کے بعد کرہ ارض کی جاہل ترین قوم کا شمار مہذب ترین قوموں میں ہونے لگا اور وہ کرہ ارض کے تخت وتاج کے وارث بھی بنے۔ علوم وفنون اور معارف قرآنیہ کی نشر واشاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کی بدولت ہوئی جن میں علم حصول اور نشر واشاعت کو فضیلت اور برتری کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

''خیرکم من تعلم القرآن و علمه'' (۲)

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا''

قرآنی ارشادات زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہیں۔ یہ ایک طرف انسان کو عبادات کا مفہوم سمجھاتے ہیں تو دوسری طرف انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے لئے اخلاق وایمان کے بنیادی اصولوں کو اپنانے کی دعوت دیتے ہیں، قرآن پاک نے کائنات اور اس کے اسرار ورموز پر پڑے ہوئے دبیز پردوں کو چاک کرکے اس کے نظم وترتیب اس کے عجائبات، اس کی رنگینیوں اور تنوع پر روشنی ڈالی ہے۔ کائنات کی تخلیق کے مقاصد کو سمجھایا ہے اور انسان کو کائناتی نظم وضبط پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ قرآن ایک مکمل دین بھی ہے اور بھرپور سائنسی علم بھی ہے۔ وہ انسان کو قدرت کے مظاہر کا گہری نظر سے مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اس کے نتائج کا تجزیہ کرنے کی ہدایت فرماتا ہے۔ یہی تجزیہ واستنباط موجودہ سائنس کے بنیادی عناصر ہیں۔ ارشاداتِ قرآنی سمجھنے کے لئے علم حاصل کرنا اولین شرط ہے اور یہ شرط پہلی وحی میں ہی بیان فرمادی گئی ہے۔

۱۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۳۵۳

۲۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل القرآن، مطبوعہ مصر، ص ۱۰۸

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ (۱)

''اے (محمدؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھو اور تمھارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا علم اس کو نہ تھا۔''

اور پھر اللہ تعالیٰ جا بجا قدرت کی نشانیاں واضح کرتا ہے اور فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۙ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۙ (۲)

''وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت بھی (شاداب ہوتے) ہیں جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو وہ اس پانی کے ذریعہ کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے اس میں ایک بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

اس کے علاوہ متعدد آیات میں بتایا گیا ہے کہ سارے نباتات اشجار و اثمار کا پیدا کرنے والا وہی ایک خالق بے ہمتا ہے اور اس محکم نظام و انتظام میں اہلِ فکر کے لئے اللہ کی ربوبیت، قدرت، حکمت و توحید کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ العلق آیت ۱۔۵

۲۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت ۱۰۔۱۱

علوم القرآن کا مفہوم:۔

علوم القرآن سے مراد وہ تمام علوم و معارف ہیں جو علماء کرام اور مفسرین اور مفکرین ملت نے گذشتہ چودہ سو سال کے دوران میں قرآن مجید کے حوالہ سے مرتب فرمائے ہیں۔ایک اعتبار سے اسلامی علوم وفنون کا پورا ذخیرہ قرآن کریم کی تفسیر سے عبارت ہے۔آج سے کم وبیش ایک ہزار سال قبل مشہور مفسرِ قرآن اور فقیہہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کے جتنے علوم وفنون ہیں،جن کا انہوں نے اُس وقت اندازہ سات سو کے قریب لگایا تھا،وہ سب کے سب بالواسطہ یا بلا واسطہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح ہیں،اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ کریم کی شرح ہے۔اس اعتبار سے مسلمانوں کے سارے علوم و فنون علوم القرآن کی حیثیت رکھتے ہیں۔اسلام سے وابستگی کا بھی یہی تقاضہ ہے،وحدت علوم کا منطقی نتیجہ بھی یہی ہے،اور وحدت فکر اور تصور وحدتِ کائنات کا بھی یہی ثمرہ ہے کہ سارے علوم وفنون کو قرآنِ کریم سے وہی نسبت ہو جو پتوں کا اپنی شاخوں سے،شاخوں کو اپنے تنے سے اور تنے کو اپنی جڑ سے ہوتی ہے۔(۱)

جب علوم القرآن کی بات ہوتی ہے تو ہمارے سامنے دو دائرے ہوتے ہیں ایک نسبتاً تنگ اور چھوٹا دائرہ وہ ہے جس میں وہ علوم اور فنون شامل ہیں جن کا تعلق براہ راست قرآن کریم کی تفسیر اور فہم سے ہے،علوم القرآن کا ایک اور نسبتاً وسیع اور بڑا دائرہ بھی ہے،اور وہ دائرہ اتنا بڑا ہے کہ اس میں انسان کی وہ تمام فکری کاوشیں شامل ہیں جن کی سمت درست ہو اور جن کی اساس صحیح ہو۔یہ وہ دائرہ ہے جس میں آئے دن نئے علوم و معارف شامل ہو رہے ہیں،اور جن میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔اس دائرہ میں ہر وہ چیز شامل ہے جس سے مسلمانوں نے اپنی فکری اور علمی سرگرمیوں میں کام لیا ہو،اور جو قرآن کریم کے بتائے ہوئے تصورات کے مطابق ہو،اور اس کی بنیادی تعلیم سے ہم آہنگ ہو۔(۲)

۱۔ غازی،ڈاکٹر محمود احمد،محاضرات قرآنی،الفیصل ناشران وتاجران کتب،غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور،دسمبر ۲۰۰۵ء،ص ۲۸۴_۲۸۳

۲۔ ثانی،ڈاکٹر صلاح الدین،علوم اسلامیہ انٹرنیشنل جلد۳ شمارہ نمبر۸،مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی،کراچی،اگست تا دسمبر ۲۰۰۸ء،ص ۲۳

جب مسلمان اپنے تمام موجودہ معاشرتی اور انسانی علوم کو از سرنو مدون کرلیں گے تو پھر وہ اسی طرح سے قرآن فہمی میں مددگار ثابت ہوں گے جس طرح ماضی میں مسلمانوں کے معاشرتی اور انسانی علوم نے قرآن فہمی میں مدد دی۔ مسلمانوں کا فلسفہ اور تاریخ اپنے زمانے میں اسلامی نظریہ اور اسلامی تعلیم کے فروغ میں ممد و معاون ثابت ہوا۔ جب آج کا اصول قانون، آج کی سیاسیات، آج کی معاشیات اور آج کے دوسرے تمام علوم اسلامی اساس پر از سرنو مرتب ہو جائیں گے، تو اس وقت ایک بار پھر ان سب علوم کی حیثیت قرآنِ کریم کے خادم اور قرآن فہمی کے آلات و وسائل کی ہوگی۔ اس وقت یہ علوم اسی تصور حیات اور نظریہ کائنات کو فروغ دیں گے جو قرآن مجید نے دیا ہے۔ اس وقت یہ علوم قرآن کریم کی تہذیبی اقدار کو نمایاں کریں گے اور اس تصور کی بنیاد پر مزید نئے علوم اور فنون کو جنم دیں گے جو قرآنِ کریم میں ملتے ہیں۔ ان علوم القرآن میں وہ چیزیں شامل ہیں جن کا تعلق نزولِ قرآن کی کیفیت، اس کی تاریخ اور مراحل تدوین، اس کے طریقہ کار، اس طریقہ کار کی حکمت اور مصلحت سے ہے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کی جمع وتدوین کی تاریخ، اس کی آیات اور سورتوں کے انداز نزول، مقام نزول اور حالات نزول جن کے لئے جامع اصطلاح علم اسباب نزول ہے۔ اس سے مراد وہ واقعات یا وہ صورت حال ہے جن میں قرآن کریم کی کوئی آیت یا آیات نازل ہوئی ہوں۔ اسباب نزول کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔(۱)

ترتیب نزولی کی اس اعتبار سے بھی بے حد اہمیت ہے کہ اس سے احکام کے ارتقاء کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ قرآنِ کریم میں کس طرح تدریج سے کام لے کر ہدایت اور راہنمائی کی گئی، اس تدریج کے عمل کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آیت اور سورتوں کے بارے میں ترتیب نزولی کا علم ہو۔ پھر یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کون سی آیت مکی ہے اور کون سی مدنی۔ اس لئے کہ مکی دور میں احکام کی نوعیت اور تھی اور مدنی دور میں اور تھی۔ مکی سورتوں میں بے شمار آیت ایسی ہیں جن کا مفہوم سمجھنے کے لئے انہیں مدنی سورتوں کے ساتھ ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر مکی سورتوں میں بیشتر جگہوں پر یہ مضمون بیان ہوا ہے۔ لست علیھم بمصیطر (آپؐ ان پر ٹھیکیدار نہیں ہیں)۔(۲)

۱۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشرانِ وتاجرانِ کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۸۵

۲۔ القرآن کریم سورۃ الغاشیہ آیت نمبر ۲۲

یعنی اگر وہ مانتے ہیں تو مانیں اور اگر نہیں مانتے تو نہ مانیں۔ یہ گویا اظہار برائت ہے ان ضدی مشرکین سے جو قبول اسلام کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورۃ تشریف لے گئے اور مسلمانوں کا ایک الگ معاشرہ وجود میں آ گیا اور ایک الگ اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔ جس سے اسلام اقتدار میں آ گیا اور اسلامی قانون نافذ العمل ہوگیا تو اس وقت اسلامی قانون کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ مانو یا نہ مانو۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ آپ نظریہ اسلام پر ایمان رکھیں یا نہ رکھیں اس کی تو غیر مسلموں کو اجازت تھی، لیکن قانون اور نظام شریعت کا معاملہ اس سے مختلف تھا۔ قانون تو ریاستی نظام تھا وہ سب کو لازماً ماننا پڑتا ہے۔ کوئی چور یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے چونکہ اسلام قبول نہیں کیا، اس لئے میں اسلام کے قانون کو بھی نہیں مانتا، اس لئے میں ہاتھ کٹوانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اب اس طرح کے عذر کی بنیاد پر ریاست کے نظام کو مختلف نہیں بنایا جاسکتا اور نہ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ اب وہ تمام آیات جن میں مشرکین کے ماننے یا نہ ماننے کا ذکر ہے، صرف مذہبی اصولوں کے ماننے یا نہ ماننے تک محدود رہیں گی۔ ان آیات کا حوالہ دے کر اسلامی ریاست کے قانون اور نظام کو ماننے سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ ان غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے مکی اور مدنی سورتوں کا علم ہونا ضروری ہے۔ (۱)

علوم القرآن کا ایک اہم مضمون محکم اور متشابہ ہے، محکمات سے مراد وہ آیات ہیں جن کا مفہوم، جن کے الفاظ اور جن کا پیغام اتنا واضح اور دوٹوک ہے کہ اس کے بارے میں کوئی دو انسانوں کے درمیان اختلاف پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور ان آیات کا مفہوم متعین کرنے میں کوئی دو رائیں نہیں ہوسکتیں۔ مثلاً قرآن کریم میں ہے ''واقیموا الصلوۃ ''اور نماز قائم کرو۔ (۲) اب نماز قائم کرنے سے کیا مراد ہے، یہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ اس کے بارہ میں کسی شبہ، تاویل یا التباس کا کوئی امکان نہیں۔ یا مثال کے طور پر قرآنی آیت ہے، ''وفی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم '' یعنی ان کے مالوں میں محروم اور سائلین کا حق ہے۔ (۳)

۱۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۸۶

۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۴۳

۳۔ القرآن کریم سورۃ المعارج آیت نمبر ۲۴۔۲۵

سب جانتے ہیں کہ یہاں مالی حق سے کیا مراد ہے۔لیکن کچھ آیات ایسی ہیں جن میں یا تو مجاز کا رنگ اختیار کیا گیا ہے، یا استعارے کی زبان میں بات کی گئی ہے یا انسانوں کی سمجھ کے قریب لانے کے لئے مضمون کو انسانوں کے فہم کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ معاملات ہیں جو غیبیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ پیدائش سے پہلے اور مرنے کے بعد کی زندگی سے متعلق ہیں، جن کا تعلق عالم برزخ اور عالم قیامت سے ہے، کہ وہاں کیا معاملات اور کیا کیفیات پیش آئیں گی۔ایسی تمام آیات متشابہات کہلاتی ہیں جن میں انسانوں کے فہم کے مشابہ الفاظ وعبارات کے ذریعہ سے کسی چیز کو بیان کیا گیا ہو۔علوم القرآن کا ایک اہم مضمون اسالیب مفسرین یا مناہج مفسرین بھی ہے۔اس عنوان کے تحت اس امر پر بحث کی جاتی ہے کہ مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر کے دوران میں کون کون سے اسالیب اور مناہج اختیار کیے۔علوم القرآن کا ایک شعبہ قراءت ہے، یعنی قرآن کریم کو پڑھنے کا انداز اور اس میں آوازوں کی ترکیب، اتار چڑھاؤ اور ان کا نشیب وفراز۔اس موضوع پر چوتھی پانچویں صدی ہجری سے اہل علم نے لکھنا شروع کیا۔اس سے پہلے ابتدائی تین صدیوں میں علوم قرآن پر زیادہ نہیں لکھا گیا۔باقاعدہ تحریریں اس موضوع پر چوتھی صدی کے بعد ہی کی ہیں۔اس موضوع پر اس سے قبل غالباً زیادہ اس لئے نہیں لکھا گیا کہ پہلی تین صدیاں دراصل متعلقہ مواد کی فراہمی کی صدیاں تھیں۔ جب پورا مواد رسم عثمانی، اسلوب قراءت، فقہی اصولوں پر اور عربی زبان کے ادبی اسالیب پر یکجا ہو کر سامنے آگیا تو اس کے بعد ہی الگ الگ موضوعات کو مرتب کرنے کا عمل شروع ہوا اور وہ چیزیں سامنے آنی شروع ہوئیں جن کو ہم آج علوم القرآن کہتے ہیں۔(۱)

علوم القرآن پر اہم کتب:۔

علوم القرآن کے موضوع پر سب سے پہلے کتاب جو آج دستیاب ہے وہ علامہ ابن الجوزی کی کتاب ''فنون الافنان فی علوم القرآن'' ہے۔یہ ایک بہت بڑے مفسر بھی تھے، محدث بھی تھے اور فقیہہ بھی اور ایک اعتبار

۱۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۸۷۔۲۸۸

سے ماہر نفسیات بھی تھے۔اس لئے انسان کے مزاج، نفس، قلب اور عادات میں جو گمراہیاں پیدا ہوتی ہیں ان پر انہوں نے ایک انتہائی مفید اور عالمانہ کتاب لکھی ہے جو اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے اس کتاب کا نام ''تلبیسِ ابلیس'' ہے۔علوم القرآن کے موضوع پر ایک بہت بڑی قابلِ قدر کتاب علامہ جلال الدین سیوطی کی ''الاتقان فی علوم القرآن'' ہے۔علامہ سیوطی اسلامی تاریخ میں ان چند لوگوں میں شامل ہیں جو ہر فن مولا گزرے ہیں۔انہوں نے تقریباً ۵۰۰ کتابیں لکھی ہیں اور اسلامی علوم وفنون کا کوئی میدان ایسا نہیں ہے جس میں ان کی تصانیف موجود نہ ہوں۔تفسیر، حدیث، منطق، ادب، تاریخ، سیرت، طب غرض ہر موضوع پر ان کی تصانیف موجود ہیں۔ان کی وفات ۹۱۱ھ کی ہے۔ان کی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' کو پڑھ کر اندازہ ہوجاتا ہے کہ ان کے زمانہ تک علوم القرآن کے موضوع پر کتنا کام ہو چکا تھا۔(۱)

علوم القرآن کے موضوع پر انیسویں صدی کے ایک بزرگ مولانا عبدالحق حقانی بھی ہیں، جو تفسیرِ حقانی کے بھی مصنف ہیں۔مولانا حقانی ٹھوس اور جید عالم تھے۔علوم القرآن کے موضوع پر ان کا بہت سا کام ہے، انہوں نے علوم القرآن کے موضوع پر ایک کتاب ''التبیان فی علوم القرآن'' لکھی ہے۔مولانا کی تفسیر اس اعتبار سے نمایاں مقام رکھتی ہے کہ وہ دورِ جدید کے علوم وفنون کے نتیجہ کے طور پر قرآن کریم اور اسلام کے بارے میں جو شبہات نئے لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوئے ہیں ان کا انہوں نے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔علوم القرآن کے موضوع پر ایک کتاب مولانا محمد مالک کاندھلوی نے ''منازل العرفان فی علوم القرآن'' کے نام سے لکھی ہے جو عام مل جاتی ہے۔(۲)

۱۔ ثانی، ڈاکٹر صلاح الدین، علوم اسلامیہ انٹرنیشنل جلد ۳ شمارہ نمبر ۸، مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی، کراچی، اگست تا دسمبر ۲۰۰۸ء، ص ۲۴

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۳

چند ایسے موضوعات جن پر علوم قرآن کے نام سے اہلِ علم نے بحث کی ہے درج ذیل ہیں:

۱) فضائل القرآن علوم القرآن کا ایک اہم موضوع ہے۔خود قرآن کریم کے علاوہ احادیث مبارکہ میں قرآن کریم اور اس کی مختلف سورتوں کے فضائل کا مستند ترین ماخذ امام بخاری کی الجامع الصحیح ہے جس میں کتاب فضائل القرآن کے عمومی عنوان کے تحت امام بخاری نے ۳۷ ابواب باندھے ہیں اور مستند اور معتبر احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ فضائل القرآن کے موضوع پر جمع کر دیا ہے۔امام بخاری اور دوسرے کبار محدثین کے علاوہ جن بزرگوں نے سب سے پہلے فضائل قرآن کے عنوان سے الگ کتابیں لکھیں ان میں امام نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) امام ابو بکر بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) اور امام ابو عبید القام بن سلام (متوفی ۲۲۴ھ) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

۲) خواص القرآن بھی فضائل القرآن ہی کی گویا ایک شاخ ہے۔اس عنوان کے تحت ان روایات و احادیث کو جمع کیا جاتا ہے جن میں قرآن کریم کی مختلف سورتوں اور مختلف آیات کی خصوصی برکات اور ثمرات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳) اسماءِ سورِ قرآن و تفصیل آیات۔اس عنوان کے تحت قرآن کریم کی ذیلی تقسیموں، آیات، سورت اجزاء وغیرہ کے بارہ میں معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ان معلومات میں آیات و حروف کی تعداد وغیرہ بھی شامل ہوتی ہے۔

۴) علوم قرآن کا ایک اہم مضمون محکم اور متشابہ آیات کی تحقیق اور تفصیل ہے۔اس میں متشابہ کی اقسام، متشابہات کی حکمت اور ضرورت وغیرہ پر بھی گفتگو ہوتی ہے۔

۵) امثال القرآن علوم قرآن کا ایک اہم اور ضروری میدان ہے۔بہت سے اہل علم وادب نے امثال القرآن کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا اور اس پر الگ سے بھی کتابیں لکھیں ہیں۔

۶) اسی طرح احکام کو جاننے اور سمجھنے کے لئے موضوع سے متعلق تمام آیات کا علم رکھنا اور ان کی ترتیب نزولی کو جاننا بڑا ضروری بلکہ ناگزیر ہے۔پھر علم ناسخ، منسوخ کی اہمیت کی دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے بہت سے احکام تدریج کے ساتھ نازل ہوئے۔مثلاً عربوں میں شراب بہت عام تھی۔جن حضرات نے

زمانہ جاہلیت میں نہیں پی ان میں سے صرف دو صحابہ کرام کے نام معروف ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ عرب کے باقی تمام لوگوں میں یہ چیز خوب رائج تھی اور عربوں کی معاشرت کا حصہ بن چکی تھی، اسلام نے شراب کو فوراً حرام قرار نہیں دیا بلکہ تدریج کے ساتھ حرام قرار دیا۔ نسخ میں کہیں مکمل ترمیم مراد ہے اور کہیں جزوی ترمیم کہیں تخصیص مراد ہے اور کہیں تقیید، کہیں اجمال کی تفصیل مراد ہے کہیں صرف یاد دلانا مقصود ہے کہ اس آیت کو فلاں آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو دونوں کا مفہوم واضح ہوگا۔ اس ملا کر پڑھنے کو بھی نسخ کہتے ہیں۔ لیکن اس ناسخ و منسوخ اور تدریج احکام کے سارے معاملے کو سمجھنے کے لئے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ پہلے کون سی آیت نازل ہوئی اور بعد میں کون سی نازل ہوئی۔ کم از کم بڑے بڑے مسائل کے بارے میں یہ علم ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ بھی علوم القرآن کا ایک اہم حصہ ہے۔

۷) اسی طرح سے لیلی اور نہاری آیات ہیں جو دن اور رات پر تقسیم کی گئی ہیں۔ یعنی رات میں نازل ہونے والی آیات اور دن میں نازل ہونے والی آیات۔ بہت سی آیات فراشی اور نومی کہلاتی ہیں۔ یعنی وہ آیات جو بستر میں اور نیند کی حالت میں نازل ہوئیں۔

۸) ان علوم وفنون میں چند ایسے ہیں جو تفسیر قرآن اور فہم قرآن میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک اسباب نزول ہے۔ اس سے مراد وہ صورت حال ہے جس میں کوئی آیت یا سورت نازل ہوئی بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اسباب نزول کو سرے سے کوئی اہمیت نہیں ہے اور اس بارے میں اگر معلومات دستیاب نہ بھی ہوں تو قرآن کریم کے سمجھنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوسکتی۔

اس کے برعکس بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ایک خاص آیت آئی ہے اور وہ ایک محدود صورتحال پر منطبق ہوتی ہے۔ لیکن اس کے الفاظ عام ہوتے ہیں یہ بات سمجھنے کے لئے بھی اسباب نزول کا جاننا ضروری ہے۔ بعض حضرات نے اس پر الگ الگ کتابیں بھی لکھی ہیں اور اسباب نزول کو انھوں نے ایک الگ فن کے طور پر مرتب کیا ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلے کتاب جس عظیم شخصیت سے منسوب ہے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور مشہور فقیہ ومحدث امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ (یہ تاریخ حدیث کی انتہائی اہم اور محترم شخصیتوں میں سے ایک ہیں) علم اسباب نزول پر پہلی کتاب امام علی بن المدینی کی بتائی جاتی ہے۔ دوسری کتاب جو عام طور پر ہر جگہ ملتی ہے وہ علامہ علی بن احمد الواحدی کی ہے پانچویں صدی ہجری کے بزرگ تھے انھوں نے تفسیر کے موضوع پر کئی کتابیں لکھی تھی۔ جن میں سے بعض آج بھی

دستیاب ہیں۔ اسباب نزول پر انکی اس کتاب کا نام بھی اسباب لنزول ہی ہے۔ ایک کتاب علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی بھی اسباب النزول کے موضوع پر ہے جس کا نام ''لباب النقول فی اسباب النزول'' ہے یہ کتاب بھی کئی بار طبع ہو چکی ہے اور ہر جگہ دستیاب ہے۔(۱)

۹) علوم القرآن کا ایک اہم میدان مشکلات القرآن یا مشکل القرآن کہلاتا ہے۔ مشکل القرآن یا مشکلات القرآن سے مراد وہ مباحث ہیں جن کو سمجھنے کے لئے بڑی غیر معمولی احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہے، یہ وہ مباحث ہیں کہ جن کے بارے میں غور و فکر اور احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو بہت سی الجھنیں اور غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اس لئے ان الجھنوں کو دور کرنا بڑا ضروری ہے مثال کے طور پر ایک جگہ سورۃ بقرہ میں آتا ہے کہ ''واتبعوا ماتتلوا الشیٰطین ۔۔۔'' (۲) یہاں ہاروت ماروت کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔ اگر آدمی ان آیات کو یہ سمجھ کر پڑھے کہ انبیاء کا مقام اور مرتبہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے بارے میں قرآن کریم کیا بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کن کن صورتوں میں ہوتی ہے۔ یہ ساری چیزیں سامنے ہوں تو بات واضح ہو جاتی ہے۔ لیکن کبھی کسی لغوی غلط فہمی کی وجہ سے اور بعض اوقات اسرائیلیات اور دیگر خرافات کی بھر مار کی وجہ سے بھی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر ایک مرتبہ کوئی الجھن پیدا ہو جائے اور اس کو درست تفسیر سے دور نہ کیا جائے تو وہ پھر بڑھتی رہتی ہے اور اس سے مزید الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تفسیر کی بہت سی کتابوں میں ہاروت ماروت کے واقعہ میں بہت سا رطب و یابس بیان ہوا ہے، اور علماء کرام نے اس پر بہت لمبی اور تفصیلی بحثیں کی ہیں۔ یہ خود اپنی جگہ تحقیق کا اور علماء کرام کے مباحث کا ایک مستقل بالذات موضوع بن گیا ہے۔ اس لئے اس کو بھی مشکلات القرآن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اب اس پورے ادب میں جو ادھر اُدھر سے آکر جمع ہوا صحیح راستہ متعین کر کے یہ بتانا کہ اس سے مراد کیا ہے اور یہ کس طرح کی آزمائش تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی، مشکلات القرآن کا موضوع ہے۔ یہاں یہ ارشاد ربانی: ''انما نحن فتنة فلا تكفر ''ہم آزمائش کے لئے بھیجے گئے ہیں لہٰذا تم کسی کفر کا ارتکاب نہ کرنا پورے واقعہ کو سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اس آیت مبارکہ کی تفسیر اس پوری بحث میں ایک بڑی بنیادی چیز ہے۔

۱۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران و تاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۲۸۸

۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۲

نہایت ذمہ داری کا تقاضہ کرتی ہے۔(۱) دنیا کی کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں جس میں بہت سارے علوم یکجا کیے گئے ہوں یا بیان کیئے گئے ہوں جتنے قرآنِ کریم میں بیان کیے گئے ہیں۔اس سلسلے میں علماء اسلام نے قرآنِ کریم کے متعلق جو خدمات انجام دی ہیں، اس کی عملی دلیل یہ ہے کہ انھوں نے قرآنِ کریم کے ہر پہلو کے متعلق اتنے علوم مدون اور اس قدر کتابیں تصنیف کی ہیں کی ان کا حصر بھی مشکل ہے، کشف الظنون اور فہرست ابن ندیم میں سینکڑوں علوم وتصنیفات متعلقہء قرآن کا ذکر ہے، جو آج بالکل ناپید ہیں، تاہم تلاش و جستجو سے جن علوم وتصنیفات کا پتہ ملتا ہے، وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) رسوم القرآن	(۲) تجوید القرآن	(۳) غرائب القرآن	(۴) اعراب القرآن
(۵) افراد القرآن	(۶) مفردات القرآن	(۷) مصادر القرآن	(۸) معانی القرآن
(۹) اعجاز القرآن	(۱۰) مجاز القرآن	(۱۱) تشبیہ القرآن	(۱۲) امثال القرآن
(۱۳) امثلۃ القرآن	(۱۴) بدائع القرآن	(۱۵) اسباب النزول	(۱۶) مبہمات القرآن
(۱۷) متشابہ القرآن	(۱۸) اقسام القرآن	(۱۹) مناسبۃ الایات والسور	(۲۰) ناسخ القرآن ومنسوخہ
(۲۱) اعلام القرآن	(۲۲) جواہر القرآن	(۲۳) احکام القرآن	(۲۴) مطالع القرآن
(۲۵) مشکلات القرآن	(۲۶) حجج القرآن	(۲۷) نجوم القرآن	(مقاطعہ وفوائح السور)

ان تمام علوم کو علمائے اسلام نے دو اقسام کی تصنیفات میں بیان کیا ہے، ایک وہ جن میں ان تمام علوم ومسائل سے ایک ہی کتاب کے مختلف ابواب میں بحث کی گئی ہے اور باختصار وہ ان تمام مباحث پر مشتمل ہیں، اس صنفِ تصنیفات کو ''جوامع القرآن'' کہہ سکتے ہیں۔دوسری قسم ان تصنیفات کی ہے، جن میں ایک ایک علم اور ایک ایک مبحث سے مستقلاً بحث ہے اور وہ صرف ایک ہی علم یا مبحث کے مختلف انواع، مسائل، نکات اور فوائد کو جامع ہیں۔(۲) دنیا میں ہر شے اپنی بسیط اور سادہ حالت سے شروع ہوتی ہے، اور پھر رفتہ رفتہ ایک

۱۔ ثانی، ڈاکٹر صلاح الدین، علوم اسلامیہ انٹرنیشنل جلد ۴ شمارہ نمبر ۸، مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی، کراچی، اگست تا دسمبر ۲۰۰۸ء، ص ۲۴

۲۔ صالح، ڈاکٹر صبحی، ترجمہ غلام احمد حریری، علوم القرآن، ملک سنز پبلشرز، کارخانہ فیصل آباد، جون ۱۹۸۴ء، ص ۱۷۱

شاندار ترکیبی حالت تک پہنچ جاتی ہے، علوم قرآن کے متعلق بھی ابتدائی کوششیں انفرادی علوم و مسائل سے شروع ہوئیں اور ایک مدت کے بعد وہ تکمیل کو پہنچیں، یہی سبب ہے کہ علومِ قرآن کے متعلق منفرد تصانیف دوسری صدی میں موجود ہوگئی تھیں، لیکن تصنیفات کا سراغ ہم کو سب سے پہلے پانچویں صدی میں ملتا ہے۔ ہم جوامع علوم القرآن کا پہلا مصنف علی بن ابراہیم الحوفی المتوفی ۴۳۰ھ کو جانتے ہیں، جن کی تصنیف کا نام علوم القرآن ہے، اس کے بعد شیخ مکی بن ابی طالب المتوفی ۴۳۷ھ کی ''البدایہ الی بنوع النہایہ'' کا نام لینا چاہئے، مصنف نے یہ کتاب ستر (۷۰) اجزاء میں معانی و انواع علوم قرآن پر لکھی ہے، تیسری تصنیف موسس فن بلاغت امام عبدالقاہر جرجانی المتوفی ۴۷۵ھ کے تلمیذ رشید ابو عامر فضل بن اسماعیل جرجانی کی ''البیان فی علوم القرآن'' ہے، اس کے بعد ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر اصفہانی المتوفی ۵۸۱ھ کی ''مجموع المغیث فی علوم القرآن والحدیث'' یہ پہلا شخص ہے جس نے علوم القرآن وحدیث پر یکجا کتاب لکھی، علامہ ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ کی ''فنون الافنان فی علوم القرآن'' بھی اس فن کی ایک مبسوط تصنیف ہے، بدیع الدین بکر بن عبدالواہاب القرذینی المتوفی ۶۲۵ھ کی ''الجامع الحریز الحاوی'' اپنے عنوان کے لحاظ سے ایک قابلِ قدر کتاب معلوم ہوتی ہے، اسی موضوع پر ''جمال القراء وکمال الاقراء'' علم الدین ابوالحسن علی بن محمد اسحاق المتوفی ۶۴۳ھ کی بھی تصنیف ہے، جو قراءت وقف وابتداء ناسخ ومنسوخ وغیرہ مباحث قرآن پر مشتمل ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن شامہ المتوفی ۷۰۸ھ کی ''المرشد الوجیز فی علوم متعلق بالقرآن العزیز'' بھی اس فن میں ایک کتاب ہے، لیکن ان تمام تصنیفات سے بہتر بدرالدین محمد بن بہادر زرکشی المتوفی ۷۹۴ھ کی ''البرہان فی علوم القرآن'' ہے، جس میں سینتالیس (۴۷) مختلف حیثیات سے قرآن مجید کے متعلق مباحث ہیں، اس کے بعد قاضی جلال الدین بلقینی المتوفی ۸۲۴ھ کی ''مواقع العلوم من مواقع النجوم'' ہے، اس کتاب میں چھ فصول کے تحت قرآن کریم کے مختلف پچاس مباحث وفنون ہیں، اس کے بعد محی الدین محمد بن سلیمان کا منجی المتوفی ۸۵۶ھ کی ''التیسیر فی علوم التفسیر'' کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا، سب سے آخر میں لیکن اس باب میں سب سے جامع اور بہتر علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۰ھ کی ''الاتقان فی علوم القرآن'' ہے جس میں اَسی (۸۰) ابواب کے تحت میں علوم قرآن کے متعلق ۳۰۰ سے زائد مباحث ہیں اور در حقیقت یہ ہے کہ اگر حسبِ عادت سیوطی نے موضوع وضعیف احادیث وروایات کو اس میں جگہ نہ دی ہوتی تو کتب خانہء اسلام کی یہ ایک بے نظیر کتاب ہوتی۔

اہم علوم القرآن کا مختصر تعارف

رسوم القرآن:۔

نزولِ قرآن کے بعد قرآن کے متعلق سب سے پہلا کام یہ تھا کہ قلم سے اس کو لکھا جائے اور زبان سے ادا کیا جائے، پہلی قسم کا نام ''رسوم القرآن'' ہے جس میں قرآن کریم کے اصول کتابت اور طریقۂ تحریر سے بحث ہوتی ہے، یہ ممکن تھا کہ جس طرح عربی زبان کی تمام کتابیں لکھی جاتی ہیں، اسی طرح قرآن بھی لکھا جاتا، اور عہد بہ عہد عربی خط میں جو تبدیلیاں ہوئیں ان سے کتابت قرآن میں بھی کام لیا جات، لیکن مسلمانوں نے حفظِ قرآن کے لئے ضروری سمجھا کہ جو لفظ عہدِ قدیم نبوی میں جس طرح لکھ دیا گیا ہے، اسی طرح باقی رکھا جائے، تاکہ مسلمان نہ صرف یہ دعویٰ کرسکیں کہ الفاظ قرآن محفوظ ہیں، بلکہ یہ بھی دعویٰ کرسکیں کہ خط ورسوم القرآن بھی محفوظ ہے۔ عملاً مسلمانوں نے اس فن کو عہدِ نبوت سے اِس وقت تک باقی رکھا ہے اور خط نسخ میں تنوع کے باوجود قرآنِ کریم کو اسی رسم خط میں لکھا جس میں صحابہؓ نے اس کو عام مسلمانوں کے سپرد کیا تھا۔ تدوین فن کے لحاظ سے اس باب میں سب سے پہلی تصنیف معلوماتِ موجودہ کے مطابق ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی المتوفی ۴۴۴ھ کی تصنیف ''الاقتصاد فی رسم المصحف'' اور المقنع فی رسم المصحف'' ہے۔ المقنع میں باختصار مصاحف بلاد اسلامیہ کے مختلف و متفق خطوط کا اور قرآن میں زیر و زَبر اور نقطہ لگانے کی کیفیت کا بیان ہے، علمائے اسلام نے اس تصنیف کی بڑی قدر کی ہے۔ (۱)

تجوید القرآن:۔

یعنی قرآن مجید کا صحیح مخارج حروف و تلفظ سے حسن ترتیل کے ساتھ ادا کرنا، تجوید کو قرآن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو نشید و نا کو، زبور کے ساتھ، تاہم یہود و مسیحی اس کو کوئی فن نہ بنا سکے اور مسلمانوں نے اس کو بھی

۱۔ ندوی، مولانا سید سلیمان، مقالاتِ سلیمان، نیشنل بک فائونڈیشن لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۲

ایک فن بنا دیا ہے، سینکڑوں ماہر اور امام اس فن کے ازمنۂ مختلفہ میں ممالک اسلام میں پیدا ہوئے اور اب تک موجود ہیں، ممالک عربیہ میں عموماً اور ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں کہیں کہیں باقاعدہ اس کی درسگاہیں ہیں، جہاں مدونہ قوائد اور اصول تجوید کے مطابق اساتذہ فن اب تک خلفاً عن سلف تعلیم دیتے چلے آئے ہیں۔ تدوینِ فن کی حیثیت سے اس فن کے سب سے پہلے مصنف موسیٰ بن عبید اللہ خاقانی بغدادی المتوفی ۳۲۵ھ ہیں۔ (۱)

قراءت القرآن:۔

الفاظِ قرآن باوجود بقائے معنیٰ مختلف وجوہ حرکات واوقات وادغام واحالہ وفصل وصل کے ساتھ پڑھے جاسکتے ہیں اور یہ تمام طرق متواتر صحابہ سے مروی ہیں، ان وجوہ وحرکات وطرق مختلفہ سے یا ان میں سے کسی ایک سے بحیثیت روایت وسماعت بحث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح سنا گیا ہے اور صحابہ نے کس طرح پڑھا ہے، علم قراءت القرآن ہے، صحابہ کے بعد تابعین میں اس فن کے سات مشہور امام گزرے ہیں۔ اس فن کے مصنف اول حسبِ تحقیق علامہ جزری، ابوعبیدہ قاسم بن سلام المتوفی ۲۲۴ھ ہیں۔ (۲)

علل القراءت:۔

جس طرح علم القرائۃ میں روایۃً وسماعاً الفاظ قرآن کے مختلف اوصاف واحوال سماعیہ کا بیان ہوتا ہے، علل القراءت مین انہی چیزوں سے اصولاً اور عقلاً بحث ہوتی ہے کہ از روئے اصول صرف ونحو وقوائد ومحاورات زبان عربی ان کو کیوں کر ہونا چاہئے، ان مباحث پر گفتگو کا سب سے زیادہ حق اہلِ ادب اور علمائے نحو کو ہے، اسی لئے اس فن کا واضع ومدون یہی طبقہ ہے، مثلاً ابوالعباس احمد بن محمد نحوی، سلیمان بن عبداللہ نحوی المتوفی ۴۹۳ھ ابوالحسن علی بن حسین الباقولی الموجود ۵۳۵ھ۔

۱۔ قیسی، مکی بن ابی طالب، رعایۃ تجوید القراءۃ، التوفی ۴۳۷ھ

۲۔ نحوی، ابوعلی حسن بن احمد فارسی، الحجۃ فی القراءت، التوفی ۳۷۷ھ

غریب القرآن:۔

فن غریب القرآن پر نہایت کثرت سے علماء نحو وادب نے تصنیفات تحریر کیں ہیں۔اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب ''غریب القرآن'' ابوعبیدہ معمر بن مثنی نحوی المتوفی ۲۰۹ھ کی ہے،اس کے بعد متعدد کتابیں لکھی گئیں ہیں۔غریب القرآن کی تدوین میں سب سے زیادہ کاوش اور تلاش ابن درید اور عزیزی نے کی ان دونوں استاد اور شاگرد نے تدوین وترتیب غریب القرآن میں پورے پندرہ برس صرف کئے۔(۱)

مصادر القرآن:۔

بعض آئمہ لغت نے قرآن کے اسمائے جامدہ کو چھوڑ کر صرف مشتقات کی طرف توجہ اور مصادر قرآن کی تحقیق و تشریح کی،اس قسم کی پہلی تصنیف یحیٰ بن زیاد القراء المتوفی ۲۰۷ھ کی مصادر القرآن ہے۔اس کے بعد ابراہیم بن الیزیدی المتوفی ۳۲۵ھ نے مصادر القرآن لکھی،ابوجعفر بن علی جعفر المتوفی ۵۴۴ھ نے تاج المصادر کے نام سے قرآن وحدیث دونوں کے مصادر یکجا جمع کر دیئے۔(۲)

مفردات القرآن:۔

اسلام جب تک جزیرہ عرب میں محدود تھا،قرآن کے حل لغات وتفسیرِ الفاظ کی کوئی ضرورت نہ تھی،لیکن غیر عربوں میں اشاعتِ قرآن کے لئے ضروری تھا کہ الفاظ ولغاتِ قرآن کی تشریح کی جائے اور ان کی ڈکشنری ترتیب دی جائے،بعض علمائے ادب نے تمام الفاظ کا احاطہ کیا اور ان کا نام مفردات القرآن رکھا، مثلاً مفردات القرآن امام راغب اصفہانی الموجود ۵۰۰ھ مفردات القرآن محی الدین محمد بن علی وزان حنفی، لیکن اکثر علمائے ادب نے بجائے احاطہء الفاظ صرف مشکل لغات پر اکتفا کی اور اس کو غریب القرآن کے نام سے موسوم کیا۔(۳)

۱۔ نحوی،ابوعبیدہ معمر بن مثنی،غریب القرآن،المتوفی ۲۰۹ھ

۲۔ جعفر،ابوجعفر بن علی،تاج المصادر،المتوفی ۵۴۴ھ

۳۔ اصفہانی،امام راغب،مفردات القرآن،الموجود ۵۰۰ھ

معرفتہ الوقف والابتداء:۔

انسان کسی حالت میں سانس کی آمد ورفت کو روک نہیں سکتا، اس لئے ضرور ہے کہ کسی طویل عبارت کو پڑھتے وقت سانس کئی کئی بار ٹوٹ جائے، ان سکناتِ تنفس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے موقع نہ ہوں، ورنہ عبارت کا سلسلہء اتصال ٹوٹ جائے گا اور اکثر عبارتوں کا سمجھنا مشکل ہو جائے گا۔ علمائے اسلام نے اسی غرض کے لئے علم الوقف والابتداء وضع کیا اور قرآن میں جا بجا علاماتِ وقف کے نشان لگائے، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تلاوتِ قرآن میں کہاں وقف کرنا چاہئے یعنی ٹھرنا چاہئے اور کہاں سانس توڑ کر دوسری آیت سے تلاوت کی ابتدا کرنی چاہئے یہ فن گو علم التجوید اور علم اقرائۃ کا ایک جزو ہے لیکن اس کی اہمیت کے لئے قراء نے اس کو مستقل فن قرار دیا اور اس میں منفرد و مخصوص تصنیفات کیں۔ (۱)

معربات القرآن:۔

ہر زبان میں دوسری زبانوں کے اختلاط و تعلقاتِ سیاسی وتجارتی کی بنا پر کچھ الفاظ آ جاتے ہیں اور تھوڑے تغیر کے بعد وہ اصل زبان کے الفاظ قرار پا جاتے ہیں۔ عربی زبان میں بھی اس قسم کے الفاظ ہیں اور قرآن مجید نے ان کو استعمال کیا ہے، کلامِ پاک کے متعلق مباحث میں علمائے متقدمین میں سے تو متعدد علماء مثلاً ثعالبی، ابن فارس، ابن جزری، ابن جریر طبری (فی اوّل تفسیر) وغیرہ نے ان کا ایک باب علیحدہ قرار دے کر ان کی تحقیق کی ہے۔ لیکن متاخرین میں جلال الدین سیوطی نے ''المذہب فیما وقع فی القرآن من المعرب'' ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے، تاج الدین سبکی المتوفی ۷۷۱ھ اور ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے ان الفاظِ معربہ کو منظم کر دیا ہے۔ (۲) تمام سامی زبانوں میں سے صرف بابلی اور عربی دو زبانوں میں اجزائے کلام کے باہمی ارتباط و تعلق کے اظہار کے لئے اعراب (یعنی حرف میں زیر زبر پیش) کا استعمال ہوتا ہے۔ ان میں اعراب کے ذریعہ سے عربی زبان میں فاعل، مفعول، مضاف، مضاف الیہ، حال،

۱۔ مقری، ابوبکر محمد عیسٰی، وقوف النبیؐ فی القرآن، المتوفی ۲۹۱ھ

۲۔ سیوطی، جلال الدین، المذہب فیما وقع فی القرآن من المعرب، المتوفی ۹۱۰ھ

تمیز وغیرہ کا امتیاز ہوتا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ فہم معنی کے لئے واقفیت اعراب کی کس قدر ضرورت ہے علمائے اسلام نے یہ ضرورت بھی پوری کردی اور قرآن مجید کے اعراب پر بے شمار کتابیں تصنیف کیں جن میں عموماً ایک ایک سورہ کو بہ ترتیب لے کران کے اعراب کی تحقیق کی گئی ہے۔(۱)

الوجوہ والنظائر فی القرآن:۔

قرآن کریم میں اکثر ایک لفظ متعدد مقامات میں مختلف معنی میں آیا ہے۔اہلِ بلاغت ایسے لفظ کو ''مشترک'' کہتے ہیں، لیکن علوم قرآن میں ان کو ''نظائر'' کہتے ہیں اور بعض الفاظ ایسے ہیں جو متعدد مقامات پر بعینہ مستعمل ہوئے ہیں اور ہر جگہ ان سے ایک ہی معنی مراد ہیں۔علمائے قرآن ان کو وجوہ کہتے ہیں، وجوہ ونظائر کی واقفیت فہم معانی قرآن کے لئے نہایت ضروری ہے تاکہ معنی سمجھنے میں اشتباہ نہ ہو، ان بناء پر علمائے اسلام نے مستقل تصنیفات میں وجوہ ونظائر کی توضیح وتحقیق ضروری سمجھی اس فن کی بناء پر اس قدر قدیم ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے ان کے دو شاگرد عکرمہ اور علی بن ابی طلحہ نے ان سے اس فن کی روایتیں کی ہیں اور بلحاظ تصنیف سب سے پہلے مقابل بن سلیمان مفسر المتوفی ۱۵۰ھ کی تالیف الوجوہ والنظائر کا نام منقول ہے۔(۲)

محاسن معانی القرآن:۔

الفاظ کے بعد قرآن کریم کے محاسنِ معنوی کی بحث ہے کہ قرآنِ کریم کن معانی پر مشتمل ہے وہ معانی کن طرق سے ادا ہوئے ہیں، کن معانی کو کن مختلف صلات وحروف روابط معانی سے ادا اور ان میں کیا اثر پیدا کرتے ہیں۔الفاظ کی تقدیم وتاخیر، تعریف وتنکیر، اطلاق وتقیید، وغیرہ سے معانی میں کیوں کر اثر پیدا ہوتا ہے، ان تمام امور کی واقفیت کے بغیر فہم مطالبِ قرآن غیر ممکن ہے، اسی لئے علمائے ادب نے جن کو اس موضوع پر قلم اٹھانے کا سب سے زیادہ حق تھا ان مباحث پر نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں۔(۳)

۱۔ بجستانی، ابوحاتم سہل بن محمد، اعراب القرآن، المتوفی ۲۸۴ھ
۲۔ نیساپوری، ابوقاسم محمود، الوجوہ والنظائر فی القرآن، المتوفی ۵۵۳ھ
۳۔ کسائی، علی بن حمزہ، معانی القرآن، المتوفی ۱۸۹ھ

اعجاز القرآن:۔

انبیاؑ پر خدا کی طرف سے جو کتابیں نازل ہوئیں وہ اپنے معانی، مقاصد، ارشادات اور ہدایات کی بنا پر ہر زمانہ میں معجزہ رہی ہیں، لیکن یہ قرآن مجید کی ایک خصوصیت ہے کہ وہ اپنے معانی وارشادات کے ساتھ اپنے الفاظ، ترکیب کلام، ادائے مقصود اور تعبیر مفہوم میں بھی اعجاز رکھتا ہے، یہی سبب ہے کہ صحفِ قدیمہ گو اپنے معانی کے لحاظ سے اب تک باقی ہوں لیکن وہ اپنے الفاظ وترکیب الہامی کے لحاظ سے مدت ہوئی کہ دنیا سے مفقود ہو چکی ہیں، مگر قرآن مجید جس طرح اپنے معانی، تعلیمات اور ہدایات کے لحاظ سے غیر فانی ہے اسی طرح اپنے الفاظ وعباراتِ الہامیہ کے لحاظ سے بھی غیر فانی ہے، قال اللہ تعالیٰ انا لہ لحفظون۔ حقیقت اعجاز بیان، اسباب اعجاز کی تشریح، انواع اعجاز کی تقسیم وتحلیل، محاسن عباراتِ قرآن کی تفصیل، نکات ووجوہ بلاغت وفصاحت قرآن کی توضیح، علمائے اسلام نے اس خوبی اور عمدگی سے کی ہے کہ حیرت ہوتی ہے اور اس کے متعلق اس کثرت سے لٹریچر انھوں نے فراہم کردیا ہے کہ اس کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ اس فن کی پہلی کتاب امام ابوالحسن علی بن حسین رمانی المتوفی ۲۰۴ھ کی ''النکت فی الاعجاز'' ہے۔(۱)

مجاز القرآن:۔

فطرت انسانی ہے کہ وہ پامال، عامیانہ اور کثیر الاستعمال چیزوں کو ناپسند اور مخصوص الاستعمال نو ایجاد اشیاء کو پسند کرتا ہے اسی بنا پر عام اور متبذل ترکیبیں اور الفاظ فصحاء کی زبان میں متروک ہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر ہر متکلم معانی کے لئے خود الفاظ گڑھ کر اس کا استعمال شروع کردے تو ہر شخص کی زبان کے لئے ایک ڈکشنری کی حاجت ہوگی اور دنیا میں باہمی فہم وتفہیم کا سدّ باب ہوجائے گا۔ کیونکہ الفاظ سے معانی تک انتقالِ ذہن فقط ملک یا قوم کے متفق علیہ وضع عام کا نتیجہ ہے، اس بنا پر ایک طرف یہ ضروری ہے کہ وضع عام سے بالکل کنارہ کشی نہ کی جائے دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے کہ اس سے ابتذال نہ پیدا ہونے پائے، اس کی صورت یہ ہے کہ تعبیر معنی کے لئے ان غیر متبذل، غیر عامیانہ الفاظ کا استعمال کیا جائے جن کا گو ان معانی کے لئے

۱۔ رمانی، امام ابوالحسن علی بن حسین، النکت فی الاعجاز، المتوفی ۲۰۴ھ

وضع عام نہ ہو، لیکن ان الفاظ کے معانی موضوعہ اور ان معانی میں جن کو ہم ادا کرنا چاہتے ہیں ایک خاص قسم کی مناسبت ومشابہت ضروری ہے تا کہ جب ہم ان الفاظ کا استعمال کریں اور ہمارا مخاطب ان کے عام موضوع و معنی سمجھے اور جب وہ ان کو کلام کے مقصود اور موقع ومحل کے موافق نہ پائے تو فوراً اس کا ذہن ان معانی کو چھوڑ کر ان کے مناسب ومشابہ معنی کی طرف منتقل ہو جائے اور متکلم کا مقصود اس کے جدید غیر متبذل اور غیر عامی الفاظ وترکیب کے ذریعہ سے سمجھ جائے۔ قرآن مجید میں جس کا حسن عبارت، خوبی کلام اور جدتِ ترکیب حدِ اعجاز تک پہنچا ہوا ہے بے انتہا مجازات ہیں جو اکثر سماویہ کی خصوصیت خاص ہے، فن معانی القرآن میں گو علماء نے ایک حد تک اس کے مباحث سے تعرض کیا تھا لیکن ان کی اہمیت ایک مستقل فن کی طالب تھی اس بنا پر مصنفین اسلام نے مجاز القرآن کے نام سے مستقل تصنیفات شروع کیں اس سلسلہ کی پہلی کڑی ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ نحوی المتوفی ۲۰۹ھ کی ''مجاز القرآن'' ہے۔(۱)

تشبیہ القرآن:۔

سینکڑوں معانی اور مطالب ایسے ہیں، جو عام نظروں سے پوشیدہ ہیں اور جن کی تشریح وتوضیح کے لئے ایک دفتر درکار ہوتا ہے لیکن سب سے آسان مختصر اور بہتر صورت اس کی یہ ہے کہ ان کو بذریعہ تشبیہ ادا کیا جائے یعنی ان کو ایسے معانی ومطالب کے مماثل ومشابہ قرار دیا جائے جو عام طور سے معلوم اور نظروں کے سامنے ہیں کہ مخاطب ان ظاہر اور واضح معانی سے بواسطہ مماثلت ومشابہت ان مخفی، پیچیدہ اور دیر فہم معانی ومطالب تک پہنچ جائے۔ مذہب چونکہ ماورائے مادہ سے بحث کرتا ہے اس لئے بیشتر مواقع پر اس کو تشبیہوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ قرآن مجید کے تشبیہات پر عام کتب بیان اور نیز فن معانی القرآن فی اعجاز القرآن اور فن مجاز القرآن میں ان پر کامل بحثیں موجود ہیں، اور الجمان فی تشابیہ القرآن لابی القاسم، عبداللہ بن باقیا البغدادی المتوفی ۴۸۵ھ کی اس فن پر ایک مستقل کتاب بھی ہے۔(۲)

۱۔ نحوی، ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ، مجاز القرآن، المتوفی ۲۰۹ھ

۲۔ البغدادی، عبداللہ بن باقیا، الجمان فی تشابیہ القرآن لابی القاسم، المتوفی ۴۸۵ھ

امثال القرآن:۔

جواغراض تشبیہ سے مطلوب ہیں، بعینہ وہی امثال سے مقصود ہیں انبیائے مذاہب اور حکمائے اخلاق نے تمام طرقِ استدلال سےزیادہ ان امثال سے کام لیا ہے کہ یہ استدلالات منطقی سے زیادہ موثر اور عام فہم ہیں، اس لئے قرآن مجید میں بھی نہایت کثرت سے امثال ہیں تفسیر کے ضمن میں مفسرین نے ان امثال کی جو تشریح کی ہے ان کے علاوہ ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نیساپوری المتوفی ۴۱۲ھ نے "امثال القرآن" کے نام سے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔(۱)

اسی طرح حکماء کے چھوٹے چھوٹے مقولے اور بلغاء کے بلیغ فقرے لوگوں کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اور وہ تقریباً انشاپردازی اور ادب کی جان ہوتے ہیں اور پھر وہ لٹریچر میں اس طرح سرایت کر جاتے ہیں کہ ان سے سینکڑوں محاورے اور تلمیحات پیدا ہو جاتے ہیں۔قرآن کریم اس ایجاز اور اعجاز کا کامل ترین نمونہ ہے، اس کی سینکڑوں چھوٹی چھوٹی آیتیں اور حکیمانہ فقرے عربی علم ادب کے جزء بن گئے ہیں، جن کے بغیر عبارت میں بلندی اور کلام میں لطف و شیرینی نہیں پیدا ہوسکتی، علمائے ادب عربی نے قرآن مجید کی اس قسم کی تمام آیتیں الگ کر دی ہیں۔سب سے پہلے اس میدان میں ثعالبی نے کتاب "الایجاز والاعجاز"، قاضی ماوردی نے "امثال القرآن"، جعفر بن شمس الخلافہ نے "کتاب الآداب" اور جلال الدین سیوطی نے "الاتقان" میں مستقل ابواب میں قرآن مجید کی ضرب الامثال کو جمع کر دیا ہے۔(۲)

بدائع القرآن:۔

کلام کے محاسن معنوی کے بعد اس کے محاسن لفظی کا درجہ ہے جن کو عام طور سے "صنائع وبدائع" کہتے ہیں،

۱۔ نیساپوری، ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی، امثال القرآن، المتوفی ۴۱۲ھ

۲۔ سیوطی، جلال الدین، الاتقان، المتوفی ۹۱۰ھ

زور بلاغت وفصاحت کے ساتھ اگر یہ چیز کلام میں پیدا ہو جائے تو عجیب لطف دے جاتی ہے، یہ بھی عجیب بات ہے کہ تمام علوم وفنون اسلامیہ کے بانی وواضع اول عموماً ارباب خلوت ومحراب اور بوریا نشینانِ کلبۂ فقر ہیں لیکن علم بدیع کا مخترع اول ایک عباسی شہزادہ ابن المعتز المتوفی ۲۹۲ھ ہے، اس کے علاوہ قدامہ بن جعفر، ابو ہلال عسکری، ابن رشیق قیروانی، شرف الدین احمد بن یوسف تیفاشی، عبدالعظیم بن ابی الاصبع ۔(۱)

اجزاء القرآن:۔

ہر کتاب تحصیل فوائد اور تسہیلِ مطالب کی غرض سے مختلف ابواب وفصول پر منقسم ہوتی ہے، صحف الٰہیہ بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں تورات مختلف فرق یعنی منازل اور مختلف اصحاح یعنی سورہ پر منقسم ہے، قرآن مجید کی اصلی تقسیم معنوی تو سورتوں پر ہے لیکن لوگوں نے تلاوت کی آسانی کے لئے مختلف اجزاء پر اس کو منقسم کر دیا ہے، ان تقسیمات کا منشیٰ صرف الفاظ وعبارات کی متساوی تقسیم ہے کہ پڑھنے والوں اور حوالہ دینے والوں کو سہولت و آسانی ہو۔ قرون اولیٰ کے عباد وزہاد علی العموم قرآن کی کامل تلاوت ایک ہفتہ میں ختم کر دیتے تھے اس مناسبت سے قرآن کی سب سے پہلی تقسیم یہ ہوئی کہ سات ٹکڑوں پر منقسم کی گیا، جن میں سے ہر ایک کو ''حزب'' (ٹکڑا) یا ''منزل'' کہتے ہیں، کہ تلاوتِ قرآن کا مسافر ہر روز وہاں اپنے سفر الیٰ اللہ کی ایک منزل ختم کرتا ہے۔ تلاوت کا اس سے زیادہ سہل طریقہ یہ ہے کہ ہر مہینے میں ایک بار ختم کیا جائے اس بنا پر لوگوں نے قرآن کو تیس روز کے حساب سے برابر تیس حصّوں پر تقسیم کر دیا جن کا نام ''پارہ یا جزء'' ہے۔ پھر ہر پارہ دو برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے جن کو ''نصف'' کہتے ہیں نصف کے بھی دو ٹکڑے ہیں جن میں سے ہر ایک ایک ربع ہے لیکن اصطلاحاً ایک ٹکڑے کو ربع، دو ٹکڑے کا نصف، تین ٹکڑوں کو ثلث اور چاروں ٹکڑوں کو ملا کر ایک ''پارہ'' کہتے ہیں۔ قرآن کریم کے ان مختلف اجزاء واقسام کی تعیین کہ کہاں سے شروع ہوتے ہیں کہاں ختم ہوتے ہیں کہاں تک نصف ہے کہاں ربع ہے، کہاں ثلث ہے محتاجِ تالیف وترتیب تھی اس لئے دوسری اور تیسری صدی کے علمائے نحو وادب نے اس احتیاج سے بھی قرآن کو مستغنی کر دیا۔ اجزاء القرآن

۱۔ الہلال کلکتہ، ۲۵، فروری ۱۹۱۴ء

ابوبکر بن عیاش الموجود ۱۲۷ھ (یہ تیس پاروں پر تقسیم ہے) اجزاء القرآن حمید بن قیس الھلالی، اسباع القرآن (۷ منازل کی تفصیل) حمزہ زیات التوفی ۱۵۶ھ اجزاء القرآن سلیمان بن عیسیٰ، اجزاء القرآن کسائی نحوی التوفی ۱۸۸ھ اجزاء القرآن ابوعمر لدوری الموجود ۲۰۲ھ۔(۱)

فکر نظم قرآن :۔

نظم قرآن (یعنی ربط قرآن) وہ چیز ہے جس نے سب سے پہلے مشرکین عرب اور کفار مکہ کو قرآن پاک کے اعجاز سے روشناس کرایا اور جس کو سب سے پہلے عرب کے بڑے بڑے ادباء، خطباء اور ماہرین لغت نے محسوس کیا، جس نے عربوں کے اعلیٰ ترین ادبی حلقوں سے یہ بات منوائی کہ قرآن پاک کا انداز اور اسلوب ایک منفرد نوعیت کا اندازِ بیان اور اسلوب ہے۔ یہ وہ اسلوب ہے جس کی مثال نہ عربی شاعری میں ملتی ہے، نہ خطابت میں، نہ کہانت میں اور نہ کسی اور ایسے طرزِ کلام میں جس سے عرب اسلام سے پہلے مانوس رہے ہوں۔ قرآن کریم میں شعر کی غنائیت اور موسیقیت بھی ہے، خطابت کا زورِ بیان بھی ہے، جملوں کا اختصار بھی ہے۔ اس میں جامعیت بھی پائی جاتی ہے اور معانی ومطالب کی گہرائی بھی، اس میں حقائق ومعارف کی گہرائی بھی ہے اور حکمت و دانائی بھی۔ اس کتاب میں دلائل اور براہین کو تنوع اور استدلال کی جدت اور قوت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اور ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ یہ کلام فصاحت اور بلاغت کے اعلیٰ ترین معیار پر بھی فائز ہے۔ قرآن فنی نظم ونسق کا سب کتب سے زیادہ خواہاں ہے۔ ہمارے علمائے محققین قرآنی نظم و ترتیب کے اسرار ورموز کو معلوم کرنے کے سب سے زیادہ شائق تھے۔ (۲)

قرآن مجید میں نظم اس کو کہتے ہیں جس کو ہم عام بول چال میں لفظ یا کلمہ کہتے ہیں۔ چونکہ الفاظ اور کلمات کے لغوی معنی قرآن کریم کے شایان شان نہیں سمجھے گئے اس لئے قرآن کریم کے لئے نظم کی خاص اصلاح استعمال کی گئی۔ نظم کے معنی ہیں موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دینا گویا قرآن کریم کے الفاظ خوبصورتی میں موتی کی

۱۔ کسائی، نحوی، اجزاء القرآن، التوفی ۱۸۸ھ

۲۔ صالح، ڈاکٹر صبحی، ترجمہ غلام احمد حریری، علوم القرآن، ملک سنز پبلشرز، کارخانہ فیصل آباد، جون ۱۹۸۴ء، ص ۲۲۳

طرح ہیں اور اپنی ترتیب میں بہت سے خوبصورت موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ اگر لڑی سے کسی ایک موتی کو الگ کر دیا جائے تو لڑی کی خوبصورتی متاثر ہوتی ہے، اسی طرح قرآن کریم کے اسلوب کی خوبصورتی متاثر ہوگی اگر اس کا ایک لفظ بھی آگے پیچھے کر دیا جائے۔ اس موضوع پر تیسری صدی ہجری کے اوائل میں جاحظ نے ایک کتاب ''نظم القرآن'' لکھی۔ اس کے علاوہ محمد ابن اسحاق ندیم نے اپنی کتاب ''الفہرست'' میں ایسی دو کتب کا ذکر کیا ہے، ایک کتاب ''نظم القرآن'' مصنف ابن الاخشیہ اور دوسری کتاب ''نظم القرآن'' مصنف ابوعلی الحسن بن علی بن نصر ہیں (۱) مگر اسی موضوع پر جس کتاب کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ ابن قتیبہ (المتوفی ۲۹۶ھ) کی ''مشکل القرآن'' ہے۔ (۲) مناسبت کے لغوی معنی مقاربت اور مشاکلت کے ہیں اصطلاح میں اس سے مراد وہ علم ہے جو قرآن حکیم کی آیات اور سورتوں کی ترتیب میں نظم اور ان میں باہمی ربط وتعلق کی نوعیت اور حکمت سے بحث کرتا ہے۔ (۳) اس علم کی ضرورت اس حقیقت کے پیش نظر بڑھ جاتی ہے کہ مصحف کی موجودہ ترتیب نزولی نہیں بلکہ توفیقی ہے اس لئے آیات اور سورتوں میں نظم اور ارتباط کا سمجھنا ضروری ہوجاتا ہے۔ قرآن حکیم میں مناسبات اور روابط کبھی جلی ہوتے ہیں کبھی خفی اور کبھی اخفیٰ۔ پھر آیات میں باہمی جلی ربط زیادہ ہوتے ہیں اور خفی ربط کے مواقع کم ہوتے ہیں جبکہ سورتوں کے مابین جلی ربط شاذ ہوتا ہے۔ (۴) جزئیات میں نظم وارتباط کی صورت کبھی یہ ہوتی ہے کہ بات ایک آیت سے مکمل نہیں ہوتی تو دوسری آیت سابقہ مضمون کی تکمیل، تفسیر یا بیان حصر اور استثناء کے لئے آتی ہے یا دوسری آیت تعلیل یا استدراک کے لئے ہوتی ہے اور کبھی نظائر، امثال اور تشبیہ یا تکرار کے قبیل سے ہوتی ہے اسی طرح ارتباط کی نوعیت کبھی مقابلہ اور مفادات کی ہوتی ہے جیسے صفات مومنین کے بعد، صفات مشرکین، آیت ترغیب کے بعد آیات ترہیب، آیات کونیہ کے بعد آیات توحید وتنزیہ، بعض جگہ استطراد یا حسن تخلص کی صورت سامنے آتی ہے۔ (۵)

۱۔ محمد ابن اسحاق ندیم، الفہرست، مطبوعہ، ص ۶۳

۲۔ رضوان علی سید، ڈاکٹر، مقدمہ الفوائد فی مشکل القرآن لعز، بن عبدالسلام، ص ۶۳

۳۔ مناع خلیل قطان، مباحث فی علوم القرآن، بیروت، ص ۹۷

۴۔ الصالح، ڈاکٹر صبحی، مباحث فی علوم القرآن، طبع ثانی، جامع دمشق ۱۳۸۱ھ، ص ۷۰

۵۔ سیوطی، جلال الدین، اتقان فی علوم القرآن، جلد دوم، ادارہ اسلامیات لاہور، س ن، ص ۲۷۰-۲۷۶

اوران تمام وجوہ مناسبات کی معرفت سے قرآن حکیم کے اعجاز، بلاغت، معانی، نظم کلام اور عظمت اسلوب کا صحیح فہم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔قرآن کریم کا اسلوب بیان عرب قدیم کی نہج سے مطابقت رکھتا ہے۔ قدمائے عرب اپنے کلام میں ادباء سے متاخرین کی طرح کا نظم اور تسلسل ملحوظ نہ رکھتے تھے۔(۱)

اسلوب قرآن :۔

قرآن کریم کا انداز اور اسلوب خطیبانہ ہے، یہ خطیبانہ اسلوب قدیم عربی خطابت کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کی یہ خطابت اس سے بالکل الگ ایک نئے انداز کی خطابت ہے۔اسلوب سے مراد محض الفاظ اور کلمات کا انتخاب نہیں بلکہ اس سے مراد قرآن مجید کا انداز خطاب، طرز بیان، اور طرزِ استدلال ہے، اس سے مراد قرآن کریم کا اندازِ خطاب ہے۔تورات میں بعض جگہ تحریری کتاب کا سا انداز ہے، بعض جگہ قانون کی دفعات کا انداز ہے۔لیکن قرآن کریم کا انداز سب سے مختلف ہے، قرآن پاک کا انداز خطیبانہ اور مقررانہ ہے۔قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ جب وہ کسی مضمون کو بیان کرتا ہے اور خاص طور پر کسی قدیم واقعہ یا قصہ کو بیان کرتا ہے، کسی شخص یا قوم پر اللہ تعالیٰ کے انعام یا عذاب کا ذکر کرتا ہے تو وہاں قرآن مجید کا اسلوب ایک مورخ کا سا نہیں ہوتا بلکہ اس کا انداز پند ونصیحت کا ہوتا ہے اور ہر واقعہ سے عبرت دلانا مقصود ہوتا ہے۔اس خاص واقعہ میں جو سبق چھپا ہوا ہوتا ہے اس کو نمایاں کرنا ہی اصل مقصد ہوتا ہے۔بعض اوقات قرآن مجید پورے واقعہ کا بھی ذکر نہیں کرتا، بلکہ صرف ''واذکر'' (ذرا یاد کرو) کہہ کر واقعہ کا ایک جز یاد دلایا جاتا ہے۔اور پھر صرف اتنا ہی حصہ وہاں بیان کیا جاتا ہے جس کے تذکرہ کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے۔(۲)

احکام القرآن:۔

قرآن میں ارشادِ باری ہے کہ:۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ہ (حکم کسی کا نہیں مگر اللہ کا)(۳)

۱۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، قرآن محل کراچی، ص ۱۲

۲۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء، ص ۳۲۴

۳۔ القرآن کریم سورۃ یوسف آیت ۴۰

آیتِ بالا میں ارشادِ خداوندی ہے کہ حکم کسی کا نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کا ہے اس لئے اسلام میں حاکم حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے لیکن احکامِ الٰہی کی دو قسمیں ہیں ایک تشریعی یعنی وہ احکام جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے شریعت بن کر نازل ہوتے ہیں اور دوسرے تکوینی یعنی وہ احکام جو فطری حیثیت سے مخلوقاتِ عالم میں ودیعت رکھے گئے ہیں، ان دونوں قسموں کے لحاظ سے صرف اللہ تعالیٰ ہی حاکم ہے اور اسی کا حکم جاری و ساری ہے۔(۱) مسلمانوں نے اپنے صحیفہء آسمانی کی جن جن حیثیتوں سے خدمت کی لفظی، معنوی، نحوی، ادبی، لغوی، فقہی کلامی، اخلاقی، روحانی، غرض مختلف پہلوؤں اور مختلف نقطہ ہائے نظر سے جو تصنیفات، کتابیں اور رسالے لکھے ان کی کثرت، ضخامت اور تعداد اس قابل ہے کہ ان کو خود ایک مستقل کتب خانہ کا خطاب دیا جائے۔ قرآن پاک، علوم و معارف کا بحر بیکراں اور علم و حکمت کا ایک خزانہ ہے جس کے موتی کبھی شمار نہیں کئے جاسکتے ایک جہت سے وہ ایک سادہ سی کتاب ہدایت ہے جو انسانی زندگی کے لئے ایک جامع نظام پیش کرتی ہے اور زندگی کے ہر شعبہ اور ہر علم سے بحث کرتی ہے۔ یہ ایسا خوانِ کرم ہے جس کی نعمتیں کبھی کم نہیں ہوسکتیں اور ایسا چشمہ حیات ہے جس کے سوتے کبھی خشک نہیں ہوتے جتنی بار اسے تدبر اور فکر سے پڑھا جائے رموز و عجائب اور لطائف کا انکشاف ہوتا رہتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ:(۲)

"جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات، تمہارے بعد آنے والوں کی خبریں اور تمہارے باہمی معاملات کے بارے میں احکام ہیں۔ یہ قطعی کتاب ہے یاوہ گوئی نہیں، جس نے اسے حقیر سمجھ کر چھوڑا اللہ تعالیٰ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور جس نے اس کو چھوڑ کر کسی اور کتاب سے رہنمائی کی خواہش کی اللہ نے اسے گمراہ کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی (عطا کردہ) مضبوط رسی (ذریعہ اتحاد و نجات) ہے۔ یہ ذکر حکیم ہے اور صراط مستقیم ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے سامنے خواہشات نفس ٹھہرا نہیں کرتیں اور زبانیں اس میں التباس پیدا نہیں کر سکتیں۔ علماء کی طبیعت اس سے سیر نہیں ہوتی اور کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائب نہ ختم ہونے والے ہیں"۔

۱۔ ندوی، مولانا سید سلیمان، مقالاتِ سلیمان، نیشنل بک فائونڈیشن لاہور، ۱۹۹۰ء ، ص ۲۷۹

۲۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل القرآن، مطبوعہ مصر، ص ۱۰۸

یہی وہ کتاب ہے جسے سن کر جنوں سے رہا نہ گیا اور وہ کہہ اٹھے:(۱)

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ہ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ا ہ

''ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جوراہ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے،ہم اس پر ایمان لا چکے(اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔''

جامع ترمذی میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:(۲)

''جس نے اس کے مطابق بات کی اس نے سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اجر پایا۔ جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا انصاف برتا اور جس نے اس کے طرف بلایا راہ مستقیم کی طرف ہدایت دیا گیا۔''

علوم قرآن کے ان موضوعات میں اعجاز بیان کو نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔اگر چہ اعجاز بیان قرآن پاک کی غایت نہیں ہے بلکہ کلام الٰہی کا لازمی وصف ہے۔اس اعجاز کے بیش بہا جلی اور خفی الوان ہیں جن کا ہر پہلو اپنا الگ رنگ اور جدا حسن رکھتا ہے ان میں سے ایک دلکش اور دقیق اعجاز قرآن کے اسلوب میں نظم کا اعجاز ہے۔اہلِ فن اسے ایک مستقل علم کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں جسے وہ علم مناسبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسلام کے عہدِ کمال میں آئمتہ مجتہدین اور علمائے اسلام نے قرآن مجید کے فقہی اور قانونی پہلوؤں پر سے بھی پہلوتہی نہیں کی بلکہ پوری نکتہ سنجی کے ساتھ اس فرض کو بھی ادا کیا ہے۔تحریروفن کی حیثیت سے سب سے پہلے امام شافعی نے اس موضوع پر کتاب لکھی اور اس کے بعد فقہ اسلامی کے چاروں ارکان مالکی،شافعی،حنفی اور حنبلی نے اس بحث پر کتابیں لکھیں۔(۳)

۱۔ القرآن کریم سورۃ الجن آیت ۱۔۲

۲۔ امام ترمذی،جامع ترمذی،باب ماجاء فی فضل القرآن،مطبوعہ مصر،ص ۱۰۸

۳۔ ندوی،مولانا سید سلیمان،مقالات سلیمان،نیشنل بک فائونڈیشن لاہور،۱۹۹۰ء ، ص ۲۷

فکر نظم ربط کا ارتقاء:۔

شروع میں قرآنی مباحث بڑی حد تک تفسیری احادیث، آثار اور اقوال صحابہؓ تک محدود تھیں جو فقہی احکام اور اسباب نزول سے متعلق ہوا کرتی تھیں۔ بعد میں ان کا دائرہ وسیع ہوا اور لغت اور معانی پر گفتگو ہونے لگی، اس طرح قصص کی تشریح کے سلسلہ میں اسرائیلی مرویات بھی تفسیری ذخیرہ کا حصہ بنیں۔ شیخ حنفی محمد شریف کے بیان کے مطابق ابو عبیدہ معمر ابن المثنی المتوفی ۲۰۹ھ کی مجاز القرآن پہلی کتاب ہے جس نے فن تفسیر میں بیانی اور ادبی بحثوں کا دروازہ کھولا، جبکہ ابنِ ندیم وراق نے اس ضمن میں شیخ قطرب (اسمعی) کی کتاب کو پہلی تصنیف قرار دیا ہے۔ اسی عہد کی ایک اور شخصیت فراء دیلمی المتوفی ۲۰۷ھ نے تفسیر معانی القرآن لکھ کر بیان اور وجوہ نظم کے ان مباحث کی لغوی جہت سے تکمیل کی، جس کا آغاز ابو عبیدہ نے کیا تھا۔(۱) فراء دیلمی کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے مکمل تفسیر قرآن لکھی۔(۲) چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں محمد بن یزید الواسطی المتوفی ۳۰۷ھ نے اعجاز کے مستقل عنوان سے اپنی ''اعجاز القرآن'' پیش کی جو غالباً جاحظ کی کتاب نظم القرآن کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی گئی۔(۳) اس تصنیف کے بعد یہ فکر عام ہوا کہ قرآن حکیم کا اصل اعجاز اس کے نظم اور اسلوبِ بلاغت میں ہے۔ الواسطی کے بعد ابو الحسن علی بن عیسیٰ الرمانی المتوفی ۳۷۴ھ کی کتاب ''النکت فی اعجاز القرآن'' سامنے آئی جس میں بلاغی اصولوں کو تفصیل سے پیش کیا گیا اور قرآنی آیات کی مثالوں سے اعجاز بلاغت کو ثابت کیا۔ رمانی نے بلاغی اصولوں میں تاثیر نفوسی کے نکتہ کا اضافہ کیا اور اسے بلاغتِ قرآن کا اہم نکتہ قرار دیا۔(۴) پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن نے جن لوگوں کو اول مخاطب کیا وہ نزول آیات کے اسباب اور تاریخی پس منظر، حالات اور مسائل سے پوری طرح باخبر تھے۔ لطیف سے لطیف اشارات و کنایات کو سمجھنا ان کے لئے دشوار نہ تھا۔ ہر آیت کے محل اور مصداق تک پہنچ جاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین کے عہد تک ایسے ہی حالات رہے۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری کے آخر تک کسی ادیب

۱۔ حنفی محمد شریف، بدیع القرآن، ص ۳۷

۲۔ احمد، امین ڈاکٹر، ضحیٰ الاسلام مجلہ ثانی، ص ۱۶۱

۳۔ الصالح، ڈاکٹر صبحی، مباحث فی علوم القرآن، الطبعۃ الثانیۃ دمشق، ص ۳۶

۴۔ محمد خلف اللہ احمد، ڈاکٹر، مقدمہ اثر القرآن فی تطور النقد العربی، طبعہ ثانی، دار المعارف مصر، ص ۱۴

اور مفسر نے مناسباتِ آیات کے اظہار کی ضرورت محسوس نہ کی مگر پھر یہ صورت باقی نہ رہی، ایک طرف اسبابِ نزول کی تفصیلات محفوظ نہ رہ سکیں۔(۱) چوتھی صدی ہجری کے ربع اول کے ایک محقق شیخ ابوبکر نیشاپوری المتوفی ۳۲۶ھ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے آیات اور سورتوں میں مناسبات سے متعلق سوالات اٹھائے اور ان میں باہمی وجوہ اور حکمتوں پر بحث کا دروازہ کھولا اور اس جدید نہج سے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے پر زور دیا اور آپ اہلِ عراق کی اس علم سے غفلت برتنے کی شکایت فرمایا کرتے تھے۔(۲) اسی صدی کے آخر میں ابوالفرج احمد بن مقری ہمدانی المتوفی ۴۰۰ھ نے اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب "علم المناسبۃ" کے نام سے تصنیف کی۔(۳) پانچویں صدی ہجری میں امام عبدالقاہر جرجانی المتوفی ۴۷۱ھ نے "دلائل الاعجاز" لکھ کر ثابت کیا کہ بلاغت کلام کا اصل مرجع نظم کلام کے خصائص میں ہے۔ پھر چھٹی صدی کے دو ممتاز مفسرین نے اس فکر کو وسعت دینے میں خاص توجہ دی ان میں سے ایک امام جار اللہ زمخشری المتوفی ۵۳۷ھ ہیں جنہوں نے مناسبات آیات کو بلاغت قرآنی کا جزو قرار دیا اور اس کے مخفی پہلوؤں کو اپنی کتاب "تفسیر الکشاف" میں بیان کیا۔(۴) دوسرے محقق قاضی ابوبکر ابن العربی المتوفی ۵۴۳ھ ہیں جو علم مناسبۃ کو عظیم قرار دیتے ہیں اور وہ پہلے مفسر ہیں جو آیات میں اس درجہ ربط اور پیوستگی کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کل ایک کلمہ واحد کی مانند ہے جس میں آیات باہم وحدت بسیطہ کی طرح مربوط ہیں۔(۵) امام رازی پہلے امام ہیں جو ترتیب اور نظم آیات کو الفاظ و معانی کی طرح معجزہ قرار دیتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جو لوگ قرآن کے اسلوب کو معجزہ مانتے ہیں اس سے ان کی مراد ترتیب اور نظم آیات ہی کا اعجاز ہے۔(۶)

۱۔ القطان، مناع خلیل، مباحث فی علوم القرآن، طبع ثانی، بیروت، ص ۷۶
۲۔ الرافعی، مصطفیٰ الصادق، اعجاز القرآن، س ن، ص ۲۷۷
۳۔ الازہری، عبدالصمد الصارم، تاریخ التفسیر، انارکلی لاہور، س ن، ص ۱۳۳
۴۔ شوق، ڈاکٹر ضعیف، البلاغۃ تطور و تاریخ، مصر، س ن، ص ۲۲۰
۵۔ القطان، مناع خلیل، مباحث فی علوم القرآن، طبع ثانی، بیروت، ص ۹۷
۶۔ رازی، امام فخر الدین، تفسیر کبیر، مصر الجزء الثانی، ص ۵۶۴

امام رازی اپنے پیش رو امام نیشاپوری کی طرح اپنے عہد کے مفسرین کی ملامت کرتے ہیں جو اپنی تنگ نظری کے سبب اس علم کی قدر شناسی سے قاصر ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس باب میں اصل صورت حال کسی شاعر کے اس شعر کے مطابق ہے:

والنجم تستصغر الا بصار - رویةُ والذنب للطرف لا للنجم فی الصغر

یعنی ''آنکھوں کو جو ستارے چھوٹے نظر آتے ہیں تو اس چھوٹے نظر آنے میں قصور آنکھوں کا ہے نہ کہ ستاروں کا''۔

امام رازی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ قرآن کریم کے اکثر لطائف اس ترتیبات اور روابط میں ودیعت ہیں۔اس موضوع پر دوسری اہم تصنیف آٹھویں صدی ہجری کے شیخ ابو جعفر بن زبیر غرناطی المتوفی ۷۰۸ھ کی ہے جس کا نام ''البرھان فی مناسبة ترتیب سور القرآن'' ہے۔(۱) مگر اسی فن میں لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے اہم کتاب نویں صدی ہجری کے امام برہان الدین بن عمر البقاعی المتوفی ۸۸۵ھ کی ہے جس کا نام ''نظم الدرفی تناسب الآی ولسور'' ہے۔ مصنف نے اس کتاب کی تصنیف پر چودہ سال صرف کئے تھے۔ بقول ڈاکٹر مصطفیٰ صادق الرافعی کے اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔ اسے وہ اسرارِ قرآن کا محیر العقول خزانہ قرار دیتے ہیں۔(۲) جدید مصری تفسیر سے متعلق تصانیف میں ایک نیا رنگ ابھرا ہے جسے ہم ادبی اور اجتماعی اسلوب کا نام دے سکتے ہیں اس طرز تفسیر کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس میں پر کشش انداز میں ان مطالب و معانی پر توجہ دی گئی ہے جو قرآن کا اصلی مقصود اور نصب العین ہے پھر عالم انسانیت کے اجتماعی اور عمرانی مسائل پر قرآنی نصوص کا انطباق کیا گیا ہے۔ شیخ محمد عبدہ المتوفی ۱۳۲۳ھ کو اس تفسیری مکتب فکر کا بانی تسلیم کیا جاتا ہے۔(۳)

۱۔ سیوطی، جلال الدین، اتقان فی علوم القرآن، جلد دوم، ادارہ اسلامیات لاہور، س ن، ص ۲۶۷

۲۔ الرافعی، ڈاکٹر مصطفیٰ الصادق، اعجاز القرآن، ص ۲۷۷

۳۔ حریری، غلام محمد، تاریخ تفسیر و مفسرین، استقلال پریس لاہور، س ن، ص ۶۷۶

اسماء القرآن:۔

قرآن کریم کے متعدد نام ہیں اور یہ تمام نام اس کی رفعت شان اور علومنزلت کی دلیل ہیں۔اور اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ یہ تمام الہامی کتابوں سے زیادہ شرف وعزت والی کتاب ہے۔اسے قرآن،فرقان،تنزیل، ذکراور کتاب کئی ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔یہ تمام نام اس کی عظمت اور تقدیس کا احساس دلاتے ہیں۔ (۱)

اسے قرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ متعدد آیات میں آیا ہے،ان میں سے دو آیات یہ ہیں:(۲)

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ہ

''ق!بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے''۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ (۳)

''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے،جو بہت ہی سیدھا ہے''۔

اس کا دوسرا نام فرقان ہے اور اس کی وجہ یہ آیت کریمہ ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ہ (۴)

''بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام لوگوں کیلئے آگاہ کرنے والا بن جائے''۔

۱۔ صابونی،پروفیسر محمد علی،علوم قرآن،مترجم ظفر اقبال کلیار،،ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور،س ن،ص ۱۲

۲۔ القرآن کریم سورۃ ق آیت ۱

۳۔ القرآن کریم سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹

۴۔ القرآن کریم سورۃ فرقان آیت ۱

اس کا تیسرا نام التنزیل ہے اور اس کی وجہ یہ آیت کریمہ ہے:

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ہ(۱)

''اور بیشک و شبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے۔ اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے''

اس کا ایک نام ذکر ہے اور جس کی وجہ یہ آیت کریمہ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہ(۲)

''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں''

اسے الکتاب کہا گیا ہے اور جس کی وجہ یہ آیت کریمہ ہے:

حٰمٓ ہ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ہ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ہ(۳)

''قسم ہے۔ اس وضاحت والی کتاب کی۔ یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں''

اس کا ایک نام مجید ہے اور جس کی وجہ یہ آیت کریمہ ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ہ (۴)

''بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا۔''

اس کا ایک نام مبین ہے اور جس کی وجہ یہ آیت کریمہ ہے:

حٰمٓ ہ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ہ ''قسم ہے اس واضح کتاب کی''(۵)

۱۔ القرآن کریم سورۃ الشعراء آیت ۱۹۲

۲۔ القرآن کریم سورۃ الحجر آیت ۹

۳۔ القرآن کریم سورۃ الدخان آیت ۱۔۳

۴۔ القرآن کریم سورۃ البروج آیت ۲۱

۵۔ القرآن کریم سورۃ الزخرف آیت ۱۔۲

علوم القرآن کا تاریخی جائزہ:۔

صحابہ کرام خاص عرب تھے اور عربی زبان کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے، سالارِ رُسل صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ کریم کا جو حصہ نازل ہوتا وہ بخوبی اسے سمجھتے تھے۔ جب قرآن کے فہم وادراک میں کوئی دشواری پیش آتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے، جب آیتِ کریمہ:

الَّزِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡ آ اِیۡمَا نَھُمۡ بِظُلۡمٍ ہ(۱)

''اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملوث نہیں کیا''۔

نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی ''ایسا کون شخص ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو؟'' آپؐ نے فرمایا کہ ''ظلم سے شرک مراد ہے'' اس لئے قرآن میں شرک کو ظلم کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

ان شرك لا ظلم عظيم ة(۲)

''شرک بڑا ظلم ہے''

خداوند کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتابِ مقدس نازل فرمائی اور آپ کی ذات کو علم سے بہرہ ور کیا، اور فضلِ عظیم سے نوازا تھا۔ اس لئے عہد رسالت اور صحابہ کرام کے زمانہ میں علوم القرآن پر کوئی کتاب تصنیف کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ اکثر صحابہ اُمّی تھے اور لکھنے پڑھنے کے وسائل سے محروم تھے، اس لئے بھی علوم القرآن پر کوئی کتاب تصنیف کرنا ممکن نہ تھا۔ اس پر مزید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا ہر چیز لکھنے سے روک دیا تھا۔ آغازِ اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''مجھ سے سن کو کوئی بات مت لکھو۔ جس نے قرآن کے سوا مجھ سے کوئی چیز لکھی ہو وہ اسے مٹا دے۔ البتہ مجھ سے سن کر حدیثیں بیان کرو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اور جس نے دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا گھر دوزخ میں بنا لے'' یہ آپؐ نے

۱۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت ۸۲

۲۔ القرآن کریم سورۃ لقمان آیت ۱۳

اس لئے فرمایا تھا کہ قرآن اور غیر قرآن آپس میں مل جل نہ جائیں۔ عہد رسالت اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانہ میں علوم القرآن براہ راست بالمشافہ اخذ و روایت کئے جاتے رہے۔ عہد عثمان میں عرب و عجم آپس میں گھل مل گئے، اس لئے حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو قرآن کے ایک نسخہ پر جمع ہونے کا حکم دیا اس کو مصحف امام کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی نقلیں مختلف بلاد و دیار میں بھیجی جائیں اور باقی نسخے تلف کردیے جائیں۔ نقولِ قرآن کا حکم دے کر حضرت عثمانؓ نے اس علم کی بنیاد رکھی جس کو بعد ازاں "علم رسم القرآن" یا "علم لرسم لعثمانی" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (۱) اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود الدؤلی المتوفی ۶۹ھ کو حکم دیا تھا کہ نحو کے قوائد مرتب کریں۔ تاکہ عربی زبان کا تحفظ کیا جاسکے، نظر بریں حضرت علیؓ نے "علم اعراب القرآن" کی تشکیل و تاسیس کا فریضہ انجام دیا۔ (۲)

اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ علوم القرآن کی بنیاد رکھنے والے صحابہ میں سے مندرجہ ذیل حضرات تھے:۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ الشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

تابعین میں سے مندرجہ ذیل حضرات ہیں:۔

۲۔ مجاہد، عطاء بن یسار، عکرمہ، قتادہ، حسن بصری، سعید بن جُبیر، زید بن اسلم رحمہم اللہ تعالیٰ

۳۔ **تباع تابعین** میں حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

علمائے اسلام کی محنت اور تحقیق سے قرآنِ کریم سے متعلق نئے نئے علوم کا ظہور ہوا، مثلاً بدائع القرآن، حجج القرآن، اقسام القرآن، امثال القرآن وغیرہ، ان علوم کی غرض و غایت یہ تھی کہ جزئیاتِ قرآن کا احاطہ کیا جائے اس لئے "علوم القرآن" کا جدید علم وضع کر کے جملہ علوم و فنون کو اس میں سمو دیا گیا۔ (۳)

۱۔ صالح، ڈاکٹر صبحی، ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری، علوم القرآن، ملک سنز پبلشرز، کارخانہ فیصل آباد، جون ۱۹۸۲ء، ص ۱۷۰

۲۔ انباہ الرواۃ، جلد اول، ص ۱۳۔۲۳ و تہذیب التہذیب، جلد بارہ، ص ۱۰۔۱۲

۳۔ خاور، کرنل ظفر محمود، قرآن (حکمت، اعجاز، فضیلت) نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، س ن، ص ۱۴

قرآن کریم اور اس کے علوم کے بارے میں بہت آثار آئے ہیں۔ان میں سے بعض تعلیم وتعلم سے متعلق ہیں، بعض قرآت وترتیل اور بعض حفظ واتقان کے بارے میں ہیں۔اسی طرح قرآن کریم میں بہت ساری آیات ایسی ہیں جو اہل ایمان کو قرآن کریم میں غور وفکر کرنے، احکام پر عمل پیرا ہونے، غور سے سننے اور تلاوت کے وقت خاموش رہنے کی دعوت دیتی ہیں۔ یہاں صرف چند آیات واحادیث پیش ہیں۔

آیاتِ قرآنی:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ ہ(۱)

”جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی۔“

وَ اِذَا قُرِیءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ہ(۲)

”اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو“۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا ہ(۳)

کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”خیرکم من تعلم القرآن و علمہ“ (۴)

۱۔ القرآن کریم سورۃ فاطر آیت ۲۹

۲۔ القرآن کریم سورہ الاعراف آیت ۲۰۴

۳۔ القرآن کریم سورہ محمد آیت ۲۴

۴۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل القرآن، مطبوعہ مصر، ص ۱۰۸

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذی یقرا القرآن و یتتعتع فیه (ای تصعب قراته علیه لعی لسانه) وهو علیه شاق له اجر ان۔(۱)

''قرآن کریم میں مہارت رکھنے والا بزرگ اور نیکوکار کاتبوں (یعنی فرشتوں) کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور تلاوت کے دوران ہکلاتا ہے اور اسے مشکل پیش آتی ہے (زبان کی لکنت کی وجہ سے) تو اس کو دہرا ثواب ملے گا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشراف امتی حملة القرآنِ (۲)

''میری امت کے معزز ترین لوگ وہ ہیں جو قرآن کریم پر عمل کرتے ہیں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل المومن الذی یقرا القرآن کمثل الاترجة ریحها طیب و طعمها طیب (۳)

''مؤمن جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال مالٹے کی سی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور ذائقہ بھی''۔

۱۔ امام مسلم، صحیح مسلم، ماجاء فی فضل القرآن، ص ۱۱۲

۲۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل القرآن، مطبوعہ مصر، ص ۱۰۸

۳۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل القرآن، مطبوعہ مصر، ص ۱۰۸

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اقرء والقرآن فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لاصحابه (۱)

''قرآن کریم پڑھا کرو، قیامت کے دن وہ اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی بن کر آئے گا''۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان هذاالقرآن ماذبة الله فتعلمو من مادبته ما استطعتم (۲)

''یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی ضیافت (عنایت) ہے۔جس قدر ہو سکے اس ضیافت سے علم حاصل کرو''۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قراء القرآن و عمل بما فیه البس الداه تاجا یوم القیامة ضوئه احسن من ضوع الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بهذا۔(۳)

''جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی، اگر وہ آفتاب تمھارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمھارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے''۔

۱۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل القرآن، مطبوعہ مصر، ص ۱۰۸
۲۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل القرآن، مطبوعہ مصر، ص ۱۰۸
۳۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، ماجاء فیفضل القرآن، جلد سوم، اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۲

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایحب احدکم اذا رجع الی اھلہ ان یجد فیہ ثلاث خلفاج عظام سمان قلنا نعم قال فثلاث ایاك یقراء بھن احدکم فی صلوٰتہ خیر لہ من ثلاث خلفات عظام سمان(۱)

''کیا تم میں کوئی پسند کرتا ہے کہ جب گھر واپس آئے تو تین اونٹیناں حاملہ بڑی اور موٹی اس کو مل جائیں ہم نے عرض کیا کہ بے شک (ضرور پسند کرتے ہیں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آیتیں جن کو تم میں سے کوئی نماز میں پڑھ لے، وہ تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے افضل ہیں''۔

چند اہم مقامات نزول قرآن:۔

غارِ حرا:۔

یہ غار مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور ہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے اللہ کی عبادت کرتے تھے، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی جس کے الفاظ ہیں:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ہ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ہ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ہ(۲)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا''۔

۱۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب القرآن باب فی فضل القرآن، ص ۳۲۵

۲۔ القرآن کریم سورۃ العلق آیات ۱۔۵

کوہ صفا:۔

بیت اللہ کے سامنے وہ پہاڑی جہاں حجاج کرام سعی کرتے ہیں اور جہاں حضرت ام المومنین بی بی حاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑیں اور یہ جگہ اللہ کی نشانی بنی۔ ارشاد باری ہے کہ:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ہ(۱)

''صفااور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لئے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں اپنی خوشی سے کرنے والوں کا اللہ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے''۔

دار ارقم:۔

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ سے جڑا ہوا مشہور صحابی رسول حضرت ارقم کا مکان تھا۔ جہاں شروع کے دنوں میں صحابہ کرام چھپ کر عبادت کرتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیمات حاصل کرتے تھے یہاں حضرت عمرؓ اسلام لائے تھے۔(۲)

مسجد جن:۔

قرآن کریم کے انتیسویں پارہ میں ایک مشہور سورت سورہ الجن ہے جس کا شمار نمبر بہتر (۷۲) ہے اس سورہ کے مقام نزول پر ایک مسجد تعمیر کروائی گئی جس کا نام مسجد جن رکھا گیا اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ہ(۳)

۱۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۸

۲۔ خاور، کرنل ظفر محمود، قرآن (حکمت، اعجاز، فضلیت) نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، س ن، ص ۲۳

۳۔ القران کریم سورۃ الجن آیت ۱۸

''اور یہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو''۔

مسجد قبا:۔

یہ مسجد مدینہ منورہ سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر اسلام کی پہلی مسجد ہے جب مسلمان ہجرت کے بعد بے سروسامان مدینہ گئے تو راستہ میں قبا کے لوگوں نے انہیں اپنا مہمان بنایا اور وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْ مَ فِیْهِ ط فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْ ا ط وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِ یْنَ ہ(۱)

''البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں ،اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

مسجد قبلتین:۔

مکی زندگی میں ۱۳ سال اور ہجرت کے بعد مدینہ میں بھی ۱۷ ماہ تک نمازیں قبلہ اول یعنی مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے ادا کی جاتی رہیں۔ رجب ۲ھ میں مسجد قبلتین میں عین نماز کے اندر مسجد اقصیٰ کی بجائے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ ارشاد باری ہے کہ:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَالْمَسْجِدِ الْحَرَا مِ ط وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْ ا وُجُوْ هَكُمْ شَطْرَهٗ ط(۲)

''آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں''۔

۱۔ القران کریم سورۃ توبہ آیت ۱۰۸

۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۴

مسجد سیدنا امیر حمزہؓ :۔

۳ھ جنگ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہؓ نے اور بہت سے مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔اس میدان میں ایک طرف شہدا مدفون ہیں اور دوسری جانب حضرت حمزہؓ کا مقبرہ ہے اس غم کے بارے میں ارشاد باری ہے کہ:

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ط وَ تِلْكَ الْاَ يَّامُ نُدَا وِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ہ(۱)

''احد کے معرکہ میں اگر تمہیں زخم لگا ہے تو اس سے قبل میدان بدر میں انہیں بھی ایسا ہی کاری زخم لگ چکا ہے اور ہم اس سلسلہ ایام کو لوگوں میں باری باری گردش دیتے رہتے ہیں''۔

مسجد فتح:۔

جنگ خندق میں محاصرہ کے دوران مجاہدین نے خندق کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں نمازیں ادا کیں وہاں مساجد تعمیر کر دی گئیں جو کہ مساجد خمسہ کے نام سے موسوم ہیں۔قرآن کریم کے پارہ اکیس اور بائیس کی سورہ الاحزاب اس غزوہ سے منسوب ہے۔(۲)

مسجد اقصیٰ:۔

مسلمانوں کا قبلہ اول بہت سے جلیل القدر انبیاء حضرت موسیٰؑ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی یادگار مسجد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کی پہلی منزل اور نشانات خداوندی کا مرکز ہے جس کے بارے میں ارشاد باری ہے کہ:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَا مِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَ قْصَى الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ہ(۳)

۱۔ القرآن کریم سورۃ آل عمران آیت ۱۴۰

۲۔ خاور، کرنل ظفر محمود، قرآن (حکمت، اعجاز، فضلیت) نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، س ن، ص ۲۶

۳۔ القرآن کریم سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱

''پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے دیکھنے والا ہے''۔

وادی بدر :۔

یہ وہ وادی ہے جہاں مسلمانوں نے بے سروسامانی کی حالت میں آلات جنگ سے لیس کفار سے لڑائی کی اور اللہ کی مدد سے فتح یاب ہوئے اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَلَقَدْ نَصَرَ کُمُ اللّٰہ بِبَدْ رٍ وَّ اَنْتُمْ اَ ذِلَّۃٌ فَا تَّقُو االلّٰہ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ہ(۱)

''جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے''۔

جبل احد:۔

یہ وہ پہاڑ ہے جس کے دامن میں جنگ احد ہوئی اور جس میں مجاہدین کی ذراسی غلطی کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ ہار دی گئی اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیل گئی اس سے صحابیوں اور مسلمانوں کے دل بیٹھنے لگے اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّ سُلُ ط اَفَا ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ عَلٰی اَعْقَا بِکُمْ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلیٰ عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہ شَیْئًا وَ سَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ہ (۲)

''(حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں، اس سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ،کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا شہید ہو جائیں ،تو اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا''۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ ال عمران آیت ۱۲۳

۲۔ القرآن کریم سورۃ ال عمران آیت ۱۴۴

مقام خندق:۔

کفار مکہ نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا تھا۔ جب اس کی خبر مسلمانوں کو ہوئی تو انہوں نے بیس دن کی قلیل مدت میں مدینہ منورہ کے باہر ایک خندق کھودی۔ کم وبیش بیس دن کفار کا محاصرہ جاری رہا۔ صحابہ کرام نے اس موقع پر بہت جواں مردی کا مظاہرہ کیا۔ قرآن کریم میں اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی گئی ہے، ارشاد باری ہے کہ:

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ہ (۱)

''اور جب مومنوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے! کہ اِنہیں کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور ان کے اندر یقین وجذبہ اطاعت میں اور اضافہ کردیا''۔

وادی عرافات :۔

اس مقدس وادی میں حج کے دن ذوالحجہ کی نو (۹) تاریخ کو مسلمان آتے ہیں اور یہ جواب ہے اس پکار کا جو تقریباً چھ ہزار سال قبل جدالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے بلند ہوئی تھی کہ:

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ہ (۲)

''اور لوگوں کے درمیان حج کے لئے منادی کردے کہ تیری طرف آئیں کے چل کر یا پیدل یا دبلے اونٹوں پر سوار ہوکر، دور دراز کی راہوں سے''۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ الاحزاب آیت ۲۲

۲۔ القرآن کریم سورۃ الحج آیت ۲۷

مشعرالحرام :۔

مقامات حج میں سرفروشان وادی عشق کی ایک مختصر منزل جہاں مسلمان وادی عرفات سے واپسی پر نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات مختصر قیام کرتے ہیں اوراس ارشاد خداوندی کی تعمیل کرتے ہیں کہ:

واذا افضتم من عرفت ....کماھدیکم ہ(۱)

''پر جب تم عرفات سے لوٹو تو اللہ کو یاد کیا کرو مشعرالحرام کے نزدیک اور اللہ کو یاد کرو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے''۔

وادی منیٰ :۔

عرفات جاتے ہوئے ایک دن کے لئے اور واپسی پر دس سے بارہ ذوالحجہ تک اہل ایمان کے قافلے اس وسیع وادی میں فروکش رہتے ہیں۔یہیں ''رمی'' جمرات کرتے ہیں یہاں ہی سنتِ ابراہیمؑ کو پورا کرنے کے لئے قربانی کرتے ہیں ارشاد باری ہے کہ:

وَ يَذْكُرُو ا اسۡمَ اللّٰهِ فِیۡۤ اَيَّا مٍ مَّعۡلُوۡ مٰتٍ عَلٰى مَا رَ زَ قَهُمۡ مِّنۡ م بَهِيۡمَةِ الۡاَ نۡعَا مِ فَكُلُوۡ ا مِنۡهَا وَ اَطۡعِمُو ا الۡبَآ ئِسَ الۡفَقِيۡرَ ہ(۲)

''اوران مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ''۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ الحج آیت ۲۷
۲۔ القرآن کریم سورۃ الحج آیت ۲۸

قرآنی علوم کی عہد حاضر میں اہمیت

اللہ تعالیٰ انسانوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ آسمانوں، زمین، پہاڑوں، ستاروں، پودوں، بیجوں، جانوروں، رات اور دن کے ادل بدل، تخلیقِ انسانی، بارشوں اور بہت سی دیگر مخلوقات پر غور و فکر اور تحقیق کرے تا کہ وہ اپنے گرد و پیش میں پھیلے ہوئے کمالِ ہنرمندی کے گوناگوں نمونے دیکھ کر اس احسن الخالقین کو پہچان سکے جو اس ساری کائنات اور اس کے اندر موجود تمام اشیاء کو عدم سے وجود میں لایا۔ عہدِ حاضر کا جدید علم جسے ہم سائنس کہتے ہیں ہمیں اس کائنات اور دیگر موجودات کے مطالعے کا ایک طریقہ بتاتی ہے۔ اس سے ہمیں مخلوق کے وجود کی رعنائیوں اور خالق کی حکمتِ بالغہ کا شعور ملتا ہے اور ایک پیغام بھی موصول ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآنی علوم، سائنس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کیونکہ ہم اس کے ذریعے تخلیقاتِ خداوندی کی لطافتوں اور نزاکتوں کا بہتر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ (۱) مذہب مطالعہ سائنس کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اس امر کی بھی اجازت دیتا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اپنے تحقیقی کام کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے مذہب کے افشا کردہ حقائق سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ اس سے ٹھوس نتائج برآمد ہونے کے ساتھ ساتھ منزل بھی جلدی قریب آجاتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مذہب وہ واحد ذریعہ ہے جو زندگی اور کائنات کے ظہور میں آنے سے متعلق سوالات کا صحیح اور متعین جواب فراہم کرتا ہے اگر تحقیق صحیح بنیادوں پر استوار ہو تو وہ آفرینشِ کائنات اور نظامِ زندگی کے بارے میں مختصر ترین وقت میں کم سے کم قوت کو بروئے کار لانے سے بھی بڑے بڑے حقائق تک پہنچا دے گی۔ جیسا کہ بیسویں صدی کے عظیم سائنسدانوں کی صفِ اول میں شمار ہونے والی شخصیت البرٹ آئن سٹائن کا مقولہ ہے کہ ”سائنس مذہب کے بغیر لولی لنگڑی ہے“۔ (۲) اس کے معنی یہ ہیں کہ سائنس کو اگر مذہب کی روشنی اور رہنمائی حاصل نہ ہو تو وہ صحیح طور پر آگے کی طرف قدم نہیں بڑھا سکتی۔ ایسا نہ کرنے سے یقینی نتائج کے حصول میں نہ صرف بہت سا وقت ضائع ہو جائے گا بلکہ اس سے بڑھ کر یہ امکان بھی غالب ہے کہ تحقیق بالکل بے نتیجہ اور ناقص رہے گی اور اکثر ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اس سے یہ بات واضح طور پر سمجھ لی جاتی

۱۔ ھارون یحییٰ، مترجم محمد یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۶۔۷

۲۔ Einstein A., Science Hilosophy and Religion, New York, 1941.

چاہیے کہ سائنس صرف اسی صورت میں قابلِ اعتماد نتائج حاصل کر سکتی ہے جب اس کی تحقیق و تفتیش کا مدعا و مقصد تخلیقِ کائنات کے رازوں اور اشاروں کو سمجھنا ہو۔ اگر تحقیق کار کو اپنے وقت اور وسائل کو ضائع ہونے سے بچانا ہے تو اسے صحیح ہدایت کی روشنی میں صحیح راستے کا انتخاب کرنا ہوگا اور وہ راستہ ہے مذہب کا یا قرآن کا۔

جب ہم اسلام کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں سائنس قرآن مجید کے ساتھ ہی متعارف کرادی گئی تھی۔ زمانہ قبل از اسلام میں اہل عرب ہر قسم کی توہمات اور سنی سنائی باتوں پر یقین رکھتے تھے۔ کائنات یا فطرت پر غور وفکر کی انہیں عادت ہی نہیں تھی۔ اسلام قبول کرنے سے یہ لوگ مہذب ہوگئے اور علم کی قدر کرنے لگے اور قرآنی احکامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے گرد و پیش کے مظاہرات پر سوچ بچار بھی شروع کر دی، یہ صورتِ حال صرف عربوں تک محدود نہیں رہی بلکہ دوسری اقوام ایرانی، ترک اور شمالی افریقہ کے لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد روشن خیال ہوگئے۔ قرآن نے عقل اور تدبّر کی جو دعوت دی اس کے زیر اثر نویں اور دسویں صدی میں ایک عظیم تہذیب نے جنم لیا۔ اس دور کے مسلم سائنسدانوں نے فلکیات، ریاضی، علم ہندسہ (جیومیٹری) اور طب وغیرہ کے شعبوں میں قابلِ قدر کارنامے انجام دئے۔ اسلام میں علم کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اظہار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھی ہوتا ہے۔ متعدد احادیث میں مسلمانوں کو علم حاصل کرنے اور اسے پھیلانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:۔

''جو شخص تلاشِ علم کے لئے نکل کھڑا ہوا، اللہ اسے اس راستے پر ڈال دیتا ہے جس پر چلتے چلتے وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ''علماء وارثانِ انبیاء ہیں کیونکہ انبیاء نے اپنے پیچھے دولت کا نہیں علم کا ورثہ چھوڑا ہے۔ جو کوئی بھی اس میں سے حصہ پانے کی کوشش کرتا ہے وہ خیرِ کثیر پاتا ہے''۔(۱) ''ایک مومن علمِ نافع سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ وہ زندگی کے آخری دم تک اسے حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جنت میں جا پہنچتا ہے''۔(۲)

۱۔ الکلی: اصول الکافی کتاب فضل العلم، باب ثواب العالم والمتعلم، حدیث نمبر ۱

۲۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب فضل العلم، مطبوعہ مصر، ص ۲۲۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اے اللہ میں تجھ سے علمِ نافع، عملِ مقبول اور خیرِ کثیر مانگتا ہوں''۔(۱) مسلمانوں نے یورپ میں بھی سائنسی علوم کی منتقلی میں اہم کردار ادا کیا اور اپنے ہاں بھی سائنسدانوں کی معقول تعداد پیدا کی۔ اندلس (اسپین) میں سائنسی علوم نے اتنی ترقی کی کہ اس ملک کو سائنسی ترقی اور انقلابی دریافتوں کی کٹھالی کہا جانے لگا، بالخصوص ادویات کے شعبے میں اس نے بے پناہ شہرت حاصل کر لی۔ مسلمانوں نے کسی ایک شعبے میں تحقیق پر زور دینے کی بجائے متعدد شعبوں بشمول علمِ دوا سازی، علمِ جراحت، علمِ امراض چشم، علمِ امراضِ نسواں، علمِ عضویات، علمِ جرثومیات اور علمِ حفظانِ صحت میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ اندلس کے (حکیم ابنِ جلجول التوفی ۹۹۲ء) کو جڑی بوٹیوں اور طبی ادویہ اور تاریخِ طب پر تصانیف کے باعث عالمی شہرت ملی۔ اُس دور کا ایک اور ممتاز طبیب (جعفر ابن الجذ ر التوفی ۱۰۰۹ء) جو تیونس کا رہنے والا تھا اس نے خصوصی علاماتِ امراض پر تیس سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ (عبد اللطیف البغدادی ۱۲۳۱ء۔۱۱۶۲ء) کو علم تشریح الاعضا (Anatomy) پر دسترس کی وجہ سے شہرت ملی۔ اس نے انسانی ہڈیوں کے بارے میں مروّجہ کتب میں پائی گئی غلطیوں کی بھی اصلاح کی۔ یہ غلطیاں زیادہ تر جبڑے اور چھاتی کی ہڈیوں سے متعلق تھیں۔ بغدادی کی کتاب ''الافادہ والاعتبا'' ۱۷۸۸ء میں دوبارہ زیورِ طباعت سے مزین ہوئی اور اس کے لاطینی، جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں تراجم کرائے گے۔ اس کی کتاب ''مقالات فی الحواس'' پانچوں حواس کی کارکردگی کے بارے میں تھی۔ (۲)

مسلم سائنسدان جدید سائنسی علوم کے بانی:۔

مسلم ماہرینِ تشریح الاعضا نے انسانی کھوپڑی میں ہڈیوں کو بالکل صحیح شمار کیا اور کان میں تین چھوٹی ہڈیوں (میلیس، انکس اور اور سٹیپز) کی موجودگی کی نشاندہی کی۔ تشریح الاعضا کے شعبے میں تحقیق کرنے والے مسلمان سائنسدانوں میں سے ابنِ سینا (۱۰۳۷ء۔۹۸۰ء) کو سب سے زیادہ شہر حاصل ہوئی جسے مغرب میں ''ایو یسینا'' (Avecenna) کہا جاتا ہے۔ اسے ابتدائی عمر میں ہی ادب، ریاضی، علمِ ہندسہ (جیومیٹری)، طبیعیاب، فلسفہ اور منطق میں شہرت مل گئی تھی، نہ صرف مشرق بلکہ مغرب میں بھی ان علوم

ا۔ امام ترمذی، جامع ترمذی، باب فضل العلم، مطبوعہ مصر، ص ۲۳۸۷

۲۔ ھارون یحیٰ، مترجم محمد یحیٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۸۸

میں اسکی شہرت پہنچ گئی تھی۔اس کی تصنیف ''القانون فی الطب'' کوخصوصی شہرت ملی۔اسے مغرب میں کینن (Cannon) کہا جاتا ہے۔یہ عربی میں لکھی گئی تھی۔بارویں صدی میں اس کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا اور سترویں صدی تک یورپ کے اسکولوں میں بطور نصابی کتاب پڑھائی جاتی رہی۔یہ امراض اور دواؤں کے بارے میں ایک جامع تصنیف ہے۔اس کے علاوہ اس سائنسدان نے سو (۱۰۰) سے زیادہ کتابیں فلسفے اور نیچرل سائنس یا (ہربل سائنس) پرلکھیں۔اس کے علم کا بیشتر حصہ بشمول ''القانون فی الطب''،طبی معلومات پرمشتمل ہے جسے آج بھی ایک مسلمہ حیثیت حاصل ہے۔(۱)

زکریا قزوینی نے دل اوردماغ کے بارے میں ان گمراہ کن نظریات کوغلط ثابت کردیا جوارسطو کے زمانے سے مروّج چلے آرہے تھے۔چنانچہ انہوں نے جسم کے ان دواہم ترین اعضا کے بارے میں ایسے ٹھوس حقائق بیان کردیئے جوان کے بارے میں آج کی معلومات کے قریب ترین ہیں۔زکریا قزوینی،حمداللہ المستوفی القروینی (۱۳۵۰ء۔۱۲۸۱ء) اورابن النفیس نے جدید طب کی بنیادرکھدی۔ان سائنسدانوں نے تیرویں اور چودھویں صدیوں میں دل اور پھیپھڑوں کے درمیان گہرے تعلق کی نشاندہی کردی تھی۔وہ یوں کہ ''شریانیں آکسیجن ملاخون لے جاتی ہیں اور وریدیں بغیر آکسیجن والے خون کو لے جاتی ہیں''۔اور یہ کہ ''خون میں آکسیجن کی آمیزش کاعمل پھیپھڑوں کے اندرانجام پاتا ہے۔اور یہ کہ ''دل کی طرف واپس آنے والا آکسیجن ملاخون شریانِ کبیر کے ذریعہ دماغ اور دیگر اعضائے بدن کو پہنچاتا ہے''۔

علی بن عیسیٰ المتوفی ۱۰۳۸ء نے امراضِ چشم پرتین جلدوں پرمشتمل ایک کتاب لکھی جس کی پہلی جلد میں آنکھ کی اندرونی ساخت کی مکمل تشریح اور وضاحت کی گئی ہے۔ان تینوں جلدوں کا لاطینی اور جرمن زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے۔محمد بن زکریا الرازی (۹۲۵ء۔۸۶۵ء) برہان الدین نفیس (المتوفی ۱۴۳۸ء) اسماعیل جرجانی (المتوفی ۱۱۶۳ء) قطب الدین الشیرازی (۱۳۱۰ء۔۱۲۳۶ء) منصور ابن محمد اور ابو قاسم الزہراوی مسلمان سائنسدانوں میں وہ اہم شخصیات ہیں جنہیں طب اور تشریح الاعضاء کے علوم میں دسترس کی وجہ سے شہرت ملی۔

۱۔ حارون یحییٰ،مترجم محمد یحییٰ،قرآن رہنمائے سائنس،مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار لاہور،س ن،ص ۸۸

سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ ۝(۱)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ زبردست اور درگزر فرمانے والا ہے''۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝(۲)

''اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے (اور یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہلِ علم نے بھی دی ہے۔ وہ انصاف پر قائم ہے۔ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے''۔

مسلم سائنسدانوں نے طب اور تشریح الاعضاء کے علاوہ بھی کئی شعبوں میں شاندار کارنامے انجام دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر البیرونی نے گلیلیو سے چھ سو سال پہلے اپنے علم کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ زمین اپنے محور کے گرد گردش کرتی ہے اور اس نے نیوٹن سے سات سو سال پہلے زمین کے محور کی پیائش کر لی تھی۔ علی کوشوع (Ali Kushchu) پندرہویں صدی کا پہلا سائنسدان تھا جس نے چاند کا نقشہ بنایا اُس کے اس کارنامہ پر چاند کے ایک خطے کو اُسی کے نام سے منسوب کر دیا ہے۔ نویں صدی کے ریاضی دان ثابت بن قرہ (Thebit) نے نیوٹن سے کئی صدیاں پہلے احصائے تفرقی (Differential Calculus) ایجاد کر لی تھی۔ الخورزمی نے نویں ہی صدی میں الجبرا پر پہلی کتاب لکھی۔ بطانی دسویں صدی کا سائنسدان تھا جو علم مثلثات (Trignometry) کو ترقی دینے والا پہلا شخص تھا۔ ابوالوفا محمد الزنجانی نے احصائے تفرقی

۱۔ القرآن کریم سورۃ فاطر آیت۔ ۲۸

۲۔ القرآن کریم سورۃ آل عمران آیت۔ ۱۸

میں پہلی بار ''مما و مماس التمام'' (Cotangent/Tangent) اور'' خطِ قاطع التمام'' (Secant-Cosecant) متعارف کرائے۔ المغربی نے فرانسیسی ریاضی دان پاسکل کے نام سے مشہور مساوات ''مثلثِ پاسکل'' اس سے چھ سو سال قبل ایجاد کر لی تھی۔ ابنِ الہیثم (Alhazen) جو گیارویں صدی میں سائنسدان گزرا ہے علم بصریات کا بانی تھا۔ راجر بیکن اور کیپلر نے اس کے کام سے بہت استفادہ کیا جبکہ گلیلیو نے اپنی دوربین انہی کے حوالے سے بنائی۔ الکندی (Alkindus) نے علاقی طبیعیات اور نظریہ اضافیت آئن سٹائن سے گیارہ سو سال پہلے متعارف کرا دیا تھا۔ شمس الدین نے لوئی پاسچر سے چار سو سال قبل جراثیم دریافت کر لئے تھے۔ علی ابن العباس نے دسویں صدی میں کینسر کی پہلی سرجری کی تھی۔ ابن الجسر نے جذام کے اسباب معلوم کئے اور اس کے علاج کے طریقے بھی دریافت کئے۔ یہاں چند ایک ہی مسلمان سائنسدانوں کا ذکر کیا جا سکا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے سائنس کے مختلف شعبوں میں اتنے کار ہائے نمایاں انجام دیئے ہیں کہ انہیں بجا طور پر جدید سائنس کے بانی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ سب قرآن فہمی کے سبب ممکن ہوا۔ (۱)

قرآن کے سائنسی اعجازات:۔

اللہ رَبُّ العزت نے چودہ سو سال قبل قرآنِ کریم انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا اور اہلِ دنیا سے کہا کہ وہ اس کتاب کو سینے سے لگائیں اور سچائی کی راہ پر گامزن ہونے کے لئے اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ یہ آخری آسمانی کتاب اپنے یومِ نزول سے لے کر قیامت تک پوری انسانیت کے پاس ایک جامع اور کامل رہنما کے طور پر موجود رہے گی۔ قرآنِ کریم واقعتاً تو سائنس کی کتاب نہیں ہے تاہم اس میں متعدد سائنسی حقائق جو مختلف آیات میں نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ آج سے چودہ سو سال پہلے بیان کر دیئے تھے انسان اس کی سچائی تک بیسویں صدی کی جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے اب پہنچا ہے۔ یہ حقائق زمانہء نزول قرآن میں کسی کو معلوم نہ تھے جو کہ قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کا ایک مزید ثبوت ہے۔ جس وقت قرآن نے

۱۔ ھارون یحییٰ، مترجم محمد یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۰۹۲

سائنسی حقائق کا انکشاف کیا اس وقت اُس زمانہ میں لوگوں کو ''فلکیات، طبعیات یا حیاتیات'' کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ قرآن نے انہیں مختلف موضوعات کے کلیدی حقائق سے مطلع کیا تھا جنھیں بعد کے انسانوں نے قرآن میں غور فکر کیا تو اللہ نے ان پر ان حقائق کو روشن کر دیا۔ جن میں کائنات اور بنی نوع انسان کی تخلیق، خلائے بسیط کی ساخت اور اس نازک توازن کی حقیقت کو بیان کیا جس کی بدولت زمین پر زندگی ممکن ہو سکی ہے۔

قرآن میں تخلیق کائنات کا ذکر خالقِ کائنات نے بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرتا ہے: ''بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالارضِ'' (وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے)۔(۱) قرآن میں دی ہوئی یہ اطلاع دورِ حاضر کی سائنس کی دریافتوں کے عین مطابق ہے۔ آج کی فلکی طبعیات اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ پوری کائنات اپنی پوری مادی وسعتوں سمیت ایک عظیم دھماکے کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی تھی۔ اس واقعے کو ''بگ بینگ'' (Big Bang) یا ''انفجارِ عظیم'' کہا جاتا ہے۔ بگ بینگ سے ثابت ہوتا ہے کہ کائنات ایک نکتے سے عدم سے وجود میں آئی۔ جدید سائنسی حلقے اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ کائنات کے آغاز اور اس کے وجود کی واحد معقول اور قابلِ ثبوت وضاحت ''بگ بینگ'' ہی ہیں۔ امریکہ کے ادارۂ خلائی تحقیق (Nasa) نے ۱۹۹۲ء میں جو خلائی سیارہ ''Cobe'' چھوڑا تھا اس میں لگے ہوئے حساس آلات نے ''بگ بینگ'' کے بقیہ آثار کا مشاہدہ کیا جو کہ اس عظیم دھماکے کا واضح ثبوت ہیں۔ یہ کائنات کے عدم سے وجود میں آنے کی سائنسی وضاحت ہے۔

کائنات کی وسعت پذیری قرآن کی روشنی میں:۔ قرآن مجید نے کائنات کے پھیلاؤ کا انکشاف اس طرح کیا ہے:

وَ السَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ ۝ (۲)

۱۔ القرآن کریم، سورۃ الانعام، آیت ۱۰۱

۲۔ القرآن کریم سورۃ الذٰریٰت، آیت ۔ ۴۷

''آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور ہم اس میں مسلسل توسیع کر رہے ہیں''۔

بیسویں صدی کے شروع میں روسی ماہرِ طبیعیات الیکونڈر فرائیڈ مین اور بلجیم کے ماہرِ علمِ تکوینِ عالم (Cosmologist) جارجز لیمیٹر کے جمع کردہ نظری حساب کتاب سے یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ کائنات مسلسل حرکت کر رہی ہے اور وسیع سے وسیع تر ہو رہی ہے۔ اس انکشاف کی ۱۹۲۹ء کے مشاہدات سے تصدیق ہوگئی۔ امریکی ماہرِ فلکیات ایڈوین ہبل نے اپنی دوربین سے آسمان کا مشاہدہ کرنے کے بعد انکشاف کیا کہ ستارے اور کہکشائیں ایک دوسرے سے مسلسل دور ہٹ رہے ہیں۔ ایک ایسی کائنات جس میں ہر چیز دوسری چیز سے پرے پرے ہٹی جارہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلسل پھیل رہی ہے۔ بعد کے برسوں کی تحقیق بھی اس مشاہدے کی تصدیق کرتی رہی ہے۔ قرآن نے یہ حقیقت اُس وقت بیان کردی تھی جب کسی کو اس کا وہم وگمان تک نہ تھا۔ یہ اس لئے کہ قرآن اُس خدا کا کلام ہے جو پوری کائنات کا خالق و مالک اور حکمرانِ حقیقی ہے۔(۱)

اجرامِ فلکی اور ان کے مدار قرآن کی روشنی میں:۔

قرآن میں سورج اور چاند کا ذکر کرتے ہوئے یہ بات زور دے کر کہی گئی ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مقررہ مدار میں حرکت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَ النَّهَا رَ وَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْ نَ ہ(۲)

''اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں''۔

۱۔ هارون یحیٰ، مترجم محمد یحیٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۱۱

۲۔ القرآن کریم سورۃ الانبیاء، آیت۔ ۳۳

ایک اور آیت میں یہ بھی فرمایا کہ:

وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ہ(۱)

''اور سورج، وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ ایک زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے''۔

قرآن کے بیان کردہ یہ حقائق جدید دور کے فلکیاتی مشاہدوں میں اب آئے ہیں۔ ماہرین، علمِ فلکیات کے جمع کردہ اعداد و شمار کے مطابق سورج سات لاکھ بیس ہزار (۷،۲۰،۰۰۰) کلومیٹر کی بے حد تیز رفتار سے ایک انتہائی روشن ستارے ''ویگا'' (Vega) کی طرف رواں دواں ہے اس کی یہ گردش اس کے مخصوص مدار میں ہے جسے ماہرین نے ''سولر ایپکس'' (Solar Apex) کا نام دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام سیارے (Planets) اور طفیلی سیارچے (Satellites) بھی شمسی نظامِ تجاذب کے تحت اتنا ہی فاصلہ طے کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں تمام ستارے (Stars) بھی اسی طرح ایک طے شدہ نظام کے مطابق محوِ گردش ہیں۔ چنانچہ پورا دائرہ کائنات راستوں اور مداروں سے بھرا ہوا ہے، جس کا قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُكِ ہ(۲)

''قسم ہے متفرق شکلوں والے آسمان کی''۔

ہر لمحہ پھیلتی ہوئی کائنات اتنی وسیع و عریض ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ سوچیں ساتھ نہیں دیتیں اور دماغ ماؤف ہو جاتا ہے، ہماری ننھی سی سرزمین جو ہوا، پانی اور ان گنت عناصرِ قدرت کا حسین مرصع ہے زندگی کی رعنائیوں اور نیرنگیوں سے بھرپور ہے۔ اربوں سال پہلے جب یہ ارض و سما کی محفل سجائی گئی تو ماحولِ آفرینش محض دھواں دھواں تھا چنانچہ ارض و سما کی تشکیل پر ارشادِ خداوندی یوں ہوا:

اَوَ لَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا ط وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ط اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ ہ(۳)

۱۔ القرآن کریم سورۃ یٰس آیت۔۳۸

۲۔ القرآن کریم سورۃ الذاریات آیت۔۷

۳۔ القرآن کریم سورۃ الانبیاء، آیت۔۳۳

''کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا''۔

تفسیر میں ہے کہ: ''اس سے رؤیت عینی نہیں قلبی مراد ہے یعنی کیا انھوں نے غور وفکر نہیں کیا؟ یا انھوں نے جانا نہیں؟۔رتق کے معنی بند کے اور فتق کے معنی پھاڑنے ،کھولنے اور الگ الگ کرنے کے ہیں، یعنی آسمان و زمین ابتدائے امر ہیں، باہم ملے ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے ۔ ہم نے ان کو ایک دوسرے سے الگ کیا، آسمانوں کو اوپر کردیا جس سے بارش برستی ہے اور زمین کو اپنی جگہ پر رہنے دیا، تاہم وہ پیداوار کے قابل ہوگئی''۔(۱) اللہ تعالیٰ قرآن میں ہماری توجہ آسمان کی ایک دلچسپ خصوصیت کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرماتا ہے:۔''اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنادیا مگر یہ ہیں کہ کائنات کی نشانیوں پر توجہ ہی نہیں کرتے''۔(۲) آسمان کی اس خصوصیت کا ثبوت بیسویں صدی کے انسان کی سائنسی تحقیق سے ملا ہے۔ زمین کے گردو پیش کی فضا زندگی کے تسلسل میں ایک فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔ چھوٹے بڑے بہت سے شہابیے (Meteors) جب زمین کے قریب آتے ہیں تو یہ ان کو تباہ کرکے گرنے سے روک دیتی ہے۔اس طرح زندہ اجسام ان کی زد میں آنے سے محفوظ رہتے ہیں۔(۳)

مختلف آیات میں ایک حقیقت یہ بتائی گئی ہے کہ آسمان سات تہوں پر مشتمل ہے۔فرمانِ الٰہی ہے کہ:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (۴)

''وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔ پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان استوار کئے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے''۔

۱۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ ،ص ۸۸۹

۲۔ القرآن کریم سورۃ الانبیاء آیت۔۳۲

۳۔ ھارون یحییٰ، مترجم محمد یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۱۴

۴۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت۔۲۹

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ہ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ط وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ہ (۱)

''پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا اس نے آسمان اور زمین سے کہا ''وجود میں آجاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو'' دونوں نے کہا ''ہم آگئے فرمانبرداروں کی طرح'' تب اس نے دو دن کے اندر آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا اور آسمانِ دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے''۔

ان آیات کی تفسیر تخلیق آسمان کے سلسلے میں مولانا شبیر احمد عثمانی (۱۸۸۵۔۱۹۴۹ء) فرماتے ہیں کہ ''یعنی پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو اُس وقت سارا ایک تھا دھوئیں کی طرح، اُس کو بانٹ کر سات آسمان کئے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ (تنبیہ) ممکن ہے ''دخان'' سے آسمانوں کے مادہ کی طرف اشارہ ہو۔ یعنی ارادہ کیا کہ (ان دونوں آسمان اور زمین) کے ملاپ سے دنیا بسائے خواہ اپنی طبیعت سے ملیں یا زور سے ملیں، (بہر حال دونوں کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا) وہ دونوں آملے اپنی طبیعت سے آسمان سے سورج کی شعاع آئی، گرمی پڑی ہوائیں اٹھیں ان سے گرد اور بھاپ اُوپر چڑھی پھر پانی ہو کر مینہ برسا جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور پہلے جو فرمایا تھا کہ ''زمین میں اُس کی خوراکیں رکھیں''۔ یعنی اُس میں قابلیت اِن چیزوں کے نکلنے کی رکھدی تھی''۔ (۲) دوسری تفسیر میں اس کی تشریح اس طرح ہے:۔ ''یہ آنا کس طرح تھا؟ اس کی کیفیت نہیں بیان کی جاسکتی، یہ دونوں اللہ کے پاس آئے جس طرح اُس نے چاہا۔ بعض نے اس کا

۱۔ القرآن کریم سورۃ حٰم السجدۃ آیت ۱۲۔۱۱

۲۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد دوم، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۹۱

مفہوم لیا ہے کہ میرے حکم کی اطاعت کرو، انہوں نے کہا ٹھیک ہے، ہم حاضر ہیں، چنانچہ اللہ نے آسمان کو حکم دیا، سورج، چاند اور ستارے نکال اور زمین کو کہا، نہریں جاری کر دے اور پھل نکال دے۔ (تفسیر ابنِ کثیر) یا مفہوم ہے کہ تم دونوں وجود میں آ جاؤ۔ یعنی خود آسمانوں کو یا ان میں آباد فرشتوں کو مخصوص کاموں اور اوراد و وظائف کا پابند کر دیا'' (۱) اسلام کے عظیم مفکروں اور دانشمندوں نے اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ قرآن میں جو سات مرتبہ ''ح۔م'' آئے ہیں ان میں کائنات کے متعلق بہت سے راز ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ سات ''ح۔م'' سورۃ حم السجدۃ کی تشریح کے سلسلے میں تو خاص راز کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ جب اللہ کچھ چاہتا ہے تو وہ محض یہ فرماتا ہے کہ ''ہوجا'' اور وہ ہو جاتا ہے۔ یہ آیت پھر کیوں بطور خاص بیان کرتی ہے کہ'' وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا'' یہ حقیقت ہماری توجہ اس طرف مبذول کرا رہی ہے کہ یہاں ایک اہم سائنسی نکتہ بیان کیا جا رہا ہے۔ یہ بیان اس راز کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ کس طرح اللہ ایک ناممکن چیز کو ممکن بناتا ہے۔ ارضی طبیعیات (جیوفزکس) کے نقطۂ نظر سے یہ انتہائی توازن والی شکل بے حد اہم خصوصیات کی متقاضی ہے۔ اس عظیم الشان جیوفزیکل نظام کی ابتداء ہی ان رازوں میں ہے جو ہم پر یہ آیتِ کریمہ ظاہر کرتی ہے۔ (۲)

زمینی تہیں اور پہاڑ قرآن کی روشنی میں:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَ جَعَلْنَا فِی الْاَ رْضِ رَوَسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَا جًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُ وْنَ ہ

''اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے''۔ (۳)

جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ پہاڑ اس لئے نصب کئے گئے ہیں کہ زمین جھٹکے لگنے سے محفوظ رہے۔

۱۔ القرآن کریم وترجمة معانیه وتفسیره الی اللغة الاردویة، مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف المدینة المنورة، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۱۳۳۴

۲۔ نور باقی، ڈاکٹر ہلوک، مترجم سید محمد فیروز شاہ گیلانی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، اڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۴۳

۳۔ القرآن کریم سورۃ الانبیاء آیت ۔۳۱

نزول قرآن سے پہلے یہ حقیقت کسی کو معلوم نہیں تھی۔ یہ جدید علم طبقات الارض کے انکشافات میں سے ہے۔ جن کے مطابق پہاڑ قشرِ زمین بنانے والی عظیم پلیٹوں کی حرکت اور ان کی ایک دوسری سے رگڑ اور مسلسل ٹکراؤ کے نتیجے میں تشکیل پاتے ہیں۔ جب دو پلیٹیں آپس میں متصادم ہوتی ہیں تو ان میں جو مضبوط تر ہوتی ہے وہ دوسری کے نیچے گھس جاتی ہے اور اوپر والی خم کھا کر بلندی اختیار کر لیتی ہے اس طرح پہاڑ وجود میں آ جاتا ہے۔ جبکہ نیچے والی تہہ زمین کے نشیب میں زیریں جانب بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس طرح ایک گہرائی عمل میں آنے لگتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑوں کا ایک حصہ نیچے کی جانب بھی ہوتا ہے جو سطحِ زمین سے نظر آنے والے حصے کے تقریباً مساوی ہوتا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر پہاڑ سطحِ زمین کے نیچے اور اوپر سے آگے کی طرف بڑھتے ہوئے قشرِ ارض کی پلیٹوں کو آپس میں بھینچتے ہیں، جس سے زمین کی مضبوطی بڑھتی ہے۔ مختصر طور پر ہم پہاڑوں کو میخوں سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ جو زمین کے مختلف حصوں کو اسی طرح جوڑتے ہیں جیسے میخیں لکڑی کے ٹکڑوں کو آپس میں جوڑتی ہیں۔ ذیل کی قرآنی آیت میں بھی پہاڑوں کو میخوں کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے کہ:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ (۱)

''کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ دیا''۔

پہاڑوں کے اس اہم کردار کا پتہ ماڈرن جیالوجی اینڈ سسمک ریسرچ کے ذریعے چلایا گیا ہے جسے قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی حکمتِ تخلیق کے طور پر صدیوں پہلے بے نقاب کر دیا تھا۔ اس سلسلے میں ایک اور آیت میں ارشادِ باری ہے کہ:

وَ اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ط (۲)

''اس نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تا کہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے''۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ النبأ آیت ۶۔۷

۲۔ القرآن کریم سورۃ لقمان آیت۔۱۰

اسی طرح سورۃ النحل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَ اَلْقٰی فِی الْاَ رْ ضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُم ہ(۱)

''اس نے پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تا کہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے''۔

اس آیت میں قرآنِ کریم نے ارضی طبیعیات کو بیان کیا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ زمین کی مٹی اور پتھروں سے بنی ہوئی اوپری تہہ (Crust) کے نیچے زمین کے قالب میں دھاتوں کا مائع میگما (Magma) ہوتا ہے، زمین اور سیاروں اور ستاروں کے جمگھٹوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تصور کیا جاتا ہے کہ جب زمین وجود میں آئی تو اس وقت وہ انتہائی زیادہ اونچے درجہ حرارت کی حامل اور پگھلی دھاتوں پر مشتمل ایک آتشیں گیند کی صورت میں تھی۔ مگر اس معاملہ میں کوئی یقینی بات نہیں کہی جاسکتی کہ مٹی اور چٹانوں کی تہیں کس طرح سے بنے۔ زمین کی بناوٹ کی ترکیب یعنی سلیکون کے مرکبات کی صورت میں ہونا ایک حقیقت ہے۔ سچ یہ ہے کہ اللہ کی پاک سائنس نے ہی سلیکون کے پائیدار مرکبات کو زمین کی سطح پر مہیا کیا۔ اور اس طرح کا ایک عمل وقوع پذیر ہوا جیسے بوائلر کو بند یعنی (Boiler Shut Down) کیا جاتا ہے۔ زمین کی بیرونی سطح نے سخت ہو کر اپنے قالب میں موجود آگ کو چھپا رکھا ہے اور اس طرح پانی کو نیچی جگہوں پر جمع ہونے کا موقع مل گیا۔ خالقِ عظیم نے زمین کی سطح کو پائیداری دینے کے لئے اس پر ایک طرح سے بڑے بڑے وزن مہیا کر دیئے ہیں۔ یہ پہاڑوں کے سلسلوں کو صورت میں ہیں۔ جن کی ساخت میں پوٹاشیم، سلیکون اور بہت سی دوسری دھاتیں مرکوز کر دی گئی ہیں۔ پہاڑی سلسلوں کو زمین کی سطح پر اور سمندر کی تہوں میں ایک بے حد نازک اور پیچیدہ مگر ساتھ ہی صحیح اندازوں کے ساتھ بنا دیا گیا ہے۔ بالکل ایک مادی گریویور (Gravure) کی طرح چنانچہ اس طریقہ سے زمین کے مرکز میں اندر کی سیمابی آگ کو قابو میں رکھا گیا ہے۔ (۲)

۱۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت۔ ۱۵

۲۔ نورباقی، ڈاکٹر بلوک، مترجم سید محمد فیروز شاہ گیلانی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۱۷۱

ایک قرآنی آیت میں بتایا گیا ہے کہ پہاڑ جامد اور بے حرکت نہیں ہیں جیسا کہ وہ دکھائی دیتے ہیں۔ بلکہ مسلسل حرکت میں ہیں۔ پہاڑوں کی یہ حرکت زمین کے اس قشر کی حرکت کا نتیجہ ہے، جس پر وہ کھڑا ہے، یہ قشر ارض حفاظتی تہہ پر "تیر" رہا ہے۔ جو اس کی بہ نسبت کثیف تر ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں ایک جرمن سائنسدان الفریڈ ویجز نے تاریخ میں پہلی بار انکشاف کیا کہ دنیا کے براعظم جب پہلے بنائے گئے تو ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے تھے لیکن بعد میں مختلف اطراف میں سرکتے سرکتے بالکل ہی جدا ہو گئے۔ بیسویں صدی سے علم الارض پر تحقیق کو جو سلسلہ شروع ہوا اس میں کافی پیشرفت ہو چکی ہے چناچہ سائنسدانوں نے قشر ارض کے بارے میں لکھا کہ:

"قشر (Crust) اور حفاظتی تہہ (Mantle) کا بالائی حصہ جن کی موٹائی تقریباً سو کلو میٹر ہے متعدد قطعوں میں منقسم ہیں جنہیں "پلیٹیں" کہا جاتا ہے۔ ان میں چھ بڑی پلیٹیں ہیں اور باقی چھوٹی چھوٹی ہیں۔ نظریہء ساختمانی ارضیات (Theory of Tectonics) کے مطابق یہ پلیٹیں زمین کے اندر متحرک رہتی ہیں اور اپنے ساتھ براعظموں اور سمندروں کے فرشوں کو بھی حرکت دیتی ہیں۔۔۔۔ اس براعظمی حرکت کی پیمائش کی گئی ہے جو ایک اعشاریہ پانچ (۱ء۵) سینٹی میٹر سالانہ بنتی ہے۔ ان پلیٹوں کی گردش آہستہ آہستہ زمین کے جغرافیہ میں تبدیلیاں لا رہی ہیں۔ سالہا سال سے جاری اس حرکت کی وجہ سے بحر اوقیانوس قدرے وسیع ہو گیا ہے۔ (۱) یہاں ایک اہم نکتہ جو بیان کیا جا رہا ہے۔ خدا نے پہاڑوں کی جس حرکت کا حوالہ دیا ہے جدید سائنسدانوں نے اس کے لئے "کانٹی نینٹل ڈرفٹ" (Continental Drift) کی اصطلاح استعمال کی ہے جس کے معنی براعظموں کا "بہنا" کے ہیں۔ (۲) یہ سائنسی حقیقت جہاں تک جدید سائنس کی اب رسائی ہوئی ہے قرآن کریم نے صدیوں پہلے بیان کر دی تھی۔ (۳)

۱۔ General Science, Carolyn Sheets, Robert Gardener, Samuel Howe; Allyn and Bacon Inc. Newton, Massachusetts, P. 305-306

۲۔ Powers of Nature, National Geographic Society Washington D.C., 1978, P. 12-13.

۳۔ ھارون، یحیٰ، مترجم محمد یحیٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۲۹

لوہا اور اس کی افادیت قرآن کی روشنی میں :۔

قرآن مجید میں لوہے کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے حتیٰ کہ ایک سورت اسی کے نام پر موسوم کی گئی ہے۔اس کا نام سورۃ الحدید ہے ارشادِ باری ہے کہ:

وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡہِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالۡغَیۡبِ ط اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ہ (۱)

''اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت اور قوت ہے اور لوگوں کے لئے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اسکے رسولوں کی مدد بے دیکھے کون کرتا ہے۔بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا اور زبردست ہے''۔

اس آیت میں لوہے کے لئے لفظ ''اتارا'' استعمال کیا گیا ہے اس سے لوگوں کے لئے فائدہ مند ہونے کے لئے استعاراتی معنی لئے جاسکتے ہیں۔لیکن جب ہم اس کے لغوی معنوں ''طبیعی طور پر آسمان سے اتارا''.........پر غور کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اس میں ایک بے حد اہم سائنسی معجزے کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ جدید فلکیاتی محققین نے انکشاف کیا ہے کہ ہماری دنیا میں پایا جانے والا لوہا بیرونی خلا کے عظیم ستاروں میں سے آیا ہے۔کائنات میں پائی جانے والی بھاری دھاتیں بڑے ستاروں کے نیوکلیس (Nucleus) میں پیدا ہوتی ہے تاہم ہمارے شمسی نظام کے اندر ازخود لوہا پیدا کرنے کے لئے موزوں ڈھانچہ نہیں ہے۔یہ صرف سورج سے بہت بڑے سائز کے ستاروں کے اندر پیدا ہوسکتا ہے۔جن میں درجہء حرارت کروڑوں درجہ سنٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔جب کسی ستارے میں بننے والے لوہے کی مقدار ایک خاص حد سے متجاوز ہوجائے تو وہ اسے برداشت نہیں کرسکتا اور ایک دھماکے کے ساتھ ''نوا'' (Nova) یا ''سپر نوا'' (Super Nova) خارج کرتا ہے جو ایک قسم کے شہابیئے (Meteorites) ہوتے ہیں ان کی بہت بڑی تعداد خلا میں پھیل جاتی ہے۔یہ اس وقت تک حرکت کرتے رہتے ہیں جب تک کسی جرمِ فلکی

۱۔ القرآن کریم سورۃ الحدید آیت ۔۲۵

(Celestial Body) کی قوتِ جاذبہ انہیں اپنی طرف کھینچ نہ لے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ لوہا زمین پر تشکیل نہیں پاتا بلکہ ستاروں کے پھٹنے کے عمل سے شہابیوں کی صورت میں ''زمین پر اتارا گیا ہے''۔ بالکل اسی طرح جیسے متذکرہ آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اب یہ واضح بات ہے کہ اس حقیقت کا سائنسی طور پر ابتدائی صدی میں نزولِ قرآن کے وقت ادراک نہیں ہوسکتا تھا۔ علاوہ ازیں سورۃ الحدید کی آیت ۲۵ میں جو لوہے کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں دلچسپ ریاضیاتی قوائد کی طرف اشارہ ہے:

سورۃ الحدید کا قرآن مجید میں ۵۷ واں نمبر ہے۔ عربی میں لفظ ''الحدید'' کی شماریاتی قیمت (بہ لحاظ قواعد ابجد) بھی ۵۷ ہے۔ اگر صرف ''حدید'' کے حروف کی قیمت نکالی جائے تو وہ ۲۶ بنتی ہے جبکہ لوہے کا اٹامک نمبر بھی یہی ہے۔(۱)

اس آیت کا اگر ہم دوسرے طور جائزہ لیں تو ہمیں اس میں دو طرح کے واضح فوائد نظر آتے ہیں۔ ایک تو وہ جس میں شدید قوت، ہیئت اور جنگ و جدال کا پہلو ہے مثلاً تلوار، ٹینک، لڑاکا جہاز، میزائل، آب دوز کشتیاں، بحری جہاز، راکٹ، ایٹم بم وغیرہ ان تمام ایجادات میں لوہے کا عنصر بہ درجہء اتم موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح فوائد کی لسٹ جو زندگی کے دیگر شعبوں میں کارفرما ہیں بہت طویل ہے۔ ہمارے کچن سے لے کر بڑے بڑے جہازوں تک ہر شے پر لوہا و فولاد محیط ہے۔ ریل گاڑیاں، جہاز، عمارتیں، گھریلو سامان، بجلی کا سامان و آلات غرض ہر طرح کا سامانِ زیست و آرائش لوہے کا مرہونِ منت ہے۔ دوسرے یہ کہ جس میں زندگی کے تمام قوائد و ضوابط اور ان کی جزئیات شامل ہیں۔ ان تمام پر عمل کرنے کے لئے میزان اور عدل و انصاف کا سہارا لینا ضروری ہے اور توازن و عدل و انصاف کو برقرار رکھنے کے لئے طاقت، قوت اور بہادری کی ضرورت ہوتی ہے اس جذبے کے پیچھے لوہا کارفرما ہے۔ جس سے آلاتِ حرب بنتے ہیں۔ چاہے وہ پابندِ سلاسل کرنے کی زنجیر ہو یا تیغ، توپ و ٹینک۔۔۔۔۔۔(۲)

۱۔ حارون، یحییٰ، مترجم محمد یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۲۹۔۱۳۰

۲۔ دانش، شفیع حیدر صدیقی، قرآن اور معدنیات، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۸

باراں آور ہواؤں کے علوم کی اہمیت قرآن کی روشنی میں :۔

سورۃ الحجر میں اللہ ربُّ العزت ہواؤں کی بار آوری اور بارش برسانے کی خصوصیات کا ذکر اس طرح فرماتا ہے کہ:

وَ اَرْ سَلْنَا الرِّ یٰحَ لَوَ ا قِحَ فَاَ نْزَ لْنَا مِنَ السَّمَآ ءِ مَاۤ ءً فَاَ سْقَیْنٰکُمُوْ ہُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِ نِیْنَ ہ

''اور ہم بھیجتے ہیں بوجھل ہوائیں پھر آسمان سے پانی برسا کر وہ تمہیں پلاتے ہیں اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو''(۱)

ہواؤں کو بوجھل، اس لئے کہا گیا کہ یہ ان بادلوں کو اٹھاتی ہیں جن میں پانی ہوتا ہے، جس طرح حاملہ اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو پیٹ میں بچہ اٹھائے ہوتی ہے۔ یعنی یہ پانی جو ہم اتارتے ہیں، اسے تم ذخیرہ رکھنے پر بھی قادر نہیں ہو. یہ ہماری ہی قدرت و رحمت ہے کہ ہم اس پانی کو چشموں، کنوؤں اور نہروں کے ذریئے سے محفوظ رکھتے ہیں، ورنہ اگر ہم چاہیں تو پانی کی سطح اتنی نیچی کر دیں کہ چشموں اور کنوؤں سے پانی لینا تمہارے لئے ممکن نہ رہے، جس طرح بعض علاقوں میں اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھاتا ہے اَللّٰھُمَّ اَ فَظْنَا مِنْهُ ۔(۲)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ بارش بننے کا پہلا مرحلہ ''ہوا'' ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز تک بارش اور ہوا کے درمیان صرف یہ تعلق معلوم ہو سکا تھا کہ ہوا بادلوں کو دھکیلتی ہے تاہم ہوا کے ''بار آوری کے کردار'' کا جدید موسمیاتی تحقیق سے پتہ چلا ہے جو بارش برسانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ہوا کا باراں آوری کا فعل یوں انجام پاتا ہے۔ سمندروں اور دریاؤں کی سطح پر پانی کی جھاگ سازی کے عمل کی وجہ سے بے شمار ہوائی بلبلے بنتے ہیں۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ الحجر آیت ۲۲

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ر۱۴۱۷ھ، ص ۷۱۵

جونہی یہ بلبلے پھٹتے ہیں ہزاروں چھوٹے چھوٹے ذرّات جن کے قطر ایک ملی میٹر کا بشکل سو(۱۰۰)واں حصہ ہوتا ہے، اچھل کر ہوا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ ذرات جنہیں ''ایروسول'' (Aerosols) کہا جاتا ہے ہوا میں شامل مٹی سمیت فضا کی بالائی تہوں تک جا پہنچتے ہیں۔ ہوائیں ان ذرات کو مزید اوپر لے جا کر وہاں آبی بخارات میں ملا دیتی ہیں۔ بخارات ان ذرات کو اپنی لپیٹ میں لے کر یخ بستہ کرتے ہیں اور پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں کی شکل دے دیتے ہیں۔ یہ قطرے آپس میں مل کر بادل بنتے ہیں اور پھر بارش بن کر برس جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہوائیں فضا میں تیرنے والے آبی بخارات کو سمندر اور دریاؤں سے آنے والے ذرات ملا کر ''باراں آور'' (Fecundate) کر دیتی ہیں جو بالآخر بارش کے حامل بادل بن جاتے ہیں۔ اگر ہواؤں میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو بالائی فضا میں پانی کے ننھے قطرات کبھی نہ بنتے اور بارش کی کبھی نوبت نہ آتی۔ یہاں اہم ترین نکتہ بارش برسنے میں ہوا کے فیصلہ کن کردار کا ہے جو صدیوں پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا تھا........ وَ اَرْ سَلْنَا الرِّ یٰحَ میں بتا دیا تھا جبکہ بہت ہی کم لوگ اس سے آگاہ تھے۔(۱)

قرآنِ کریم میں بارش کے بارے میں ایک اور حقیقت یہ بتائی گئی ہے کہ یہ ایک خاص مقدار میں برسائی جاتی ہے سورۃ زخرف میں ارشادِ باری ہے کہ:

وَ الَّذِیْ نَزَّ لَ مِنَ ا لسَّمَآ ءِ مَآ ءً م بِقَدَرٍ فَاَ نْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَ ةً مَّیْتًا كَذٰ لِكَ تُخْرَ جُوْ نَ ہ (۲)

''اسی نے آسمان سے ایک اندازے کے مطابق پانی نازل فرمایا، پس ہم نے اس مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے''۔

۱۔ حارون، یحیٰ، مترجم محمد یحیٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۳۲

۲۔ القرآن کریم سورۃ الزخرف آیت۔۱۱

جس سے تمہاری ضرورت پوری ہو سکے، کیونکہ اگر حاجت سے کم بارش ہوتی وہ تمہارے لئے مفید ثابت نہ ہوتی اور زیادہ ہوتی تو وہ طوفان بن جاتی، جس سے تمہارے ڈوبنے اور ہلاک ہونے کا خطرہ ہوتا۔یعنی جس طرح بارش سے مردہ زمین شاداب ہوجاتی ہے۔اسی طرح قیامت والے دن تمہیں بھی زندہ کر کے قبروں سے نکال لیا جائے گا۔(۱)

ناپی ہوئی مقدار میں بارش برسانا جدید تحقیق سے بھی دریافت کرلیا گیا ہے کہ زمین سے ایک سیکنڈ میں تقریباً ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ٹن پانی بخارات بن کراوپر چلا جاتا ہے۔اس سے ایک سال میں دینا بھر سے پانچ سو تیرہ (۵۱۳) ٹریلین ٹن پانی بخارات بن کر اڑتا ہے (ایک ٹریلین، دس کھرب کے برابر ہوتا ہے) اور یہی مقدار بصورت بارش سال میں واپس زمین پر آجاتی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ پانی ایک خاص مقدار میں متواتر گردش کرتا رہتا ہے۔زمین پر زندگی کا انحصار پانی کی اسی گردش پر ہوتا ہے۔اگر اہلِ دنیا اپنی تمام دستیاب ٹیکنالوجی استعمال کرلیں تب بھی وہ مصنوعی طور پر اس گردش کو روبہ عمل نہیں لاسکیں گے۔اگر اس توازن میں معمولی سا انحراف بھی آجائے تو اس سے ماحول میں شدید بگاڑ پیدا ہوجائے گا جو روئے زمین پر زندگی کے خاتمے کا باعث ہوگا۔تاہم ایسا کبھی نہیں ہوتا۔بارشیں ہر سال ایک ہی تناسب سے ہوتی ہیں۔(۲)

۱۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۱۳۷۹

۲۔ نور باقی، ڈاکٹر ہلوک، مترجم سید محمد فیروز شاہ گیلانی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۸۲

ذخیرہ آب اور اسکے علوم کی اہمیت قرآن کی روشنی میں :۔

سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانی بیان فرماتا ہے کہ:

مَرَجَ الْبَحْرَ يْنِ يَلْتَقِيٰنِ ہ

''اس نے دو دریا جاری کر دیئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں''۔

بَيْنَهُمَا بَرْ زَ خٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ہ (۱)

''ان دونوں میں سے ایک آڑ ہے کہ اس سے بڑھ نہیں سکتے''

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو دریاؤں سے مراد بعض کے نزدیک ان کے الگ الگ وجود ہیں، جیسے میٹھے پانی کے دریا ہیں، جن سے کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں اور انسان ان کا پانی اپنی دیگر ضروریات میں بھی استعمال کرتا ہے ۔ دوسری قسم سمندروں کا پانی جو کھارا ہے جس کے کچھ اور فوائد ہیں ۔ یہ دونوں آپس میں نہیں ملتے۔(۲)

سمندروں کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت حالیہ تحقیق کے نتیجے میں سامنے آئی ہے کہ ایک دوسرے سے آملنے کے باوجود آپس میں گڈ مڈ نہیں ہوتے، جسے قرآنِ کریم نے چودہ سو سال پہلے بیان کیا تھا، سائنس آج وہاں پہنچی ہے۔ ماہرینِ بحری جغرافیہ (Oceaongraphers) نے حال ہی میں دریافت کیا ہے۔ یہ ایک طبیعی قوت ''سطحی تناؤ'' (Surface Tension) کا نتیجہ ہے کہ ہمسایہ سمندروں کے پانی آپس میں گڈ مڈ نہیں ہوتے۔ ان پانیوں کی کثافتوں (Density) کے مختلف ہونے کی بنا پر سطحی تناؤ انہیں آپس میں خلط

۱۔ القرآن کریم سورۃ الرحمٰن آیت ۱۹۔۲۰

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۱۵۱۲

ملط ہونے سے باز رکھتا ہے، جیسے ان کے مابین ایک پتلی دیوار حائل ہوگئی ہے۔قدرت کا یہ شاہکار جبرالٹر کے مقام پر ہے جہاں بحیرہ روم کا پانی بحرِ اوقیانوس میں داخل ہوتا ہے،لیکن ان کے درجہ حرارت، کھارے پن اور کثافت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی کیونکہ حدِ فاصل انہیں جدا رکھتی ہے۔(۱)

تخلیقِ انسانی کے علوم کی عہد حاضر میں اہمیت قرآن کی روشنی میں:۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ٥(۲)

"یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا"

یہ جواب قسم ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس طرح پیدا کیا کہ اس کا منہ نیچے کو جھکا ہوا ہے صرف انسان کو دراز قد، سیدھا بنایا ہے جو اپنے ہاتھوں سے کھاتا پیتا ہے، پھر اس کے اعضا کو نہایت تناسب کے ساتھ بنایا، ان میں جانوروں کی طرح بے ڈھنگا پن نہیں ہے۔ ہر اہم عضو دو دو بنائے اور ان میں نہایت مناسب فاصلہ رکھا، پھر اس میں عقل و تدبر، فہم و حکمت اور سمع و بصر کی قوتیں ودیعت کیں، جو دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔بعض علماء نے اس حدیث کو بھی اسی معنی و مفہوم پر محمول کیا ہے، جس میں ہے کہ "ان اللہ خلق ادم علی صورتہٖ" (اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا)۔(۳) انسان کی پیدائش میں ان تمام چیزوں کا اہتمام ہی احسن تقویم ہے، جس کا ذکر اللہ نے تین قسموں کے بعد فرمایا۔

۱۔ ھارون، یحیٰ، مترجم محمد یحیٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۳۵

۲۔ القرآن کریم سورۃ التین آیت ۴

۳۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، ص ۲۵۰

سورۃ حم السجدہ میں ارشاد باری ہے کہ:

وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ہ (۱)

''اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے اور نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے اس کے علم کے بغیر''

یہ اللہ کے علم کے محیط کا بیان ہے اور اس کی صفت علم میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے یعنی اس طرح کا علمِ کامل کسی کو حاصل نہیں، حتیٰ کے انبیا علیہم السلام کو بھی نہیں انہیں بھی اتنا ہی علم ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعے سے بتلایا ہے۔(۲)

زمانہ حال تک یہی سمجھا جاتا رہا کہ بچے کی جنس کا تعین ماں کے خلیوں سے ہوتا ہے یا کم سے کم یہ سمجھا جاتا تھا کہ جنس کے تعین میں میاں بیوی دونوں کے خلیوں کا دخل ہوتا ہے لیکن قرآن ہمیں بالکل ایک مختلف بات بتاتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ تذکر یا تانیث ''اس قطرہ منی'' سے متعین ہوتی ہے جسے ''ٹپکایا جاتا ہے'' سورۃ النجم میں ارشادِ باری ہے کہ:

وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ہ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ہ (۳)

''اور اسی نے جوڑا یعنی نر مادہ پیدا کیا۔ ایک بوند سے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے''

۱۔ القرآن کریم سورۃ حم السجدۃ آیت۔ ۴۷

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینہ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۳۵۷

۳۔ القرآن کریم سورۃ النجم آیات ۴۵۔۴۶

علم تکوینیات (Genetics) اور مالیکولر حیاتیات (Molecular Biology) کے ترقی پا جانے کے بعد قرآن مجید کی بتائی ہوئی حقیقت کی سائنسی طور پر تصدیق ہو چکی ہے اور یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ بچے کی جنس کا تعین مرد کے نطفہ کے خلیوں کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس عمل میں عورت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یہ اہم کردار لونیئے (کروموسومز) ادا کرتے ہیں۔ انسانی بچے کی تخلیق کا آغاز ان لونیوں کے مذکر و مئونث جینز کے انضمام سے ہوتا ہے جو مرد اور عورت میں جوڑا جوڑا موجود ہوتے ہیں۔ عورت کے جنسی خلیہ کے دونوں اجزاء جو بیضہ ریزی کے دوران دو حصوں میں منقسم ہو جاتے ہیں ''X'' لونیئے ہوتے ہیں۔ دوسری جانب مرد کا جنسی خلیہ دو مختلف اقسام کے تخموں کو پیدا کرتا ہے ان میں ایک کے اندر ''X'' لونیئے اور دوسرے کے اندر ''Y'' لونیئے ہوتے ہیں۔ اگر عورت کا ''X'' لونیئہ اس تخم سے جا ملے جس کے اندر ''X'' ہی موجود ہو تو اس کے ہاں پیدا ہونے والا بچہ لڑکی ہوتی ہے۔ اگر یہ اس تخم سے مل جائے جس میں ''Y'' لونیئہ ہو تو یہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر بچے کی جنس کا تعین اس امر سے ہوتا ہے کہ مرد کا کونسا لونیئہ عورت سے جا ملتا ہے۔(۱)

اللہ تعالٰی کی قدرت کا یہ کرشمہ اس قدر اہم ہے کہ اس کے تناظر میں اللہ کی کائناتی ربوبیت ہی کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات کی سائنسی اہمیت اور علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ حمل کے قرار پانے کا عجوبہ روزگار معاملہ سائنس کے علم کے لئے ایک عظیم شہادت ہے۔(۲)

اگر تخلیقِ انسان کے حقائق کے بارے میں قرآن کریم کے ارشادات پر غور کریں تو ہمیں مزید اہم سائنسی معجزات کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جب مرد کا مادہ منویہ عورت کے بیضے سے ملاپ کرتا ہے تو آئندہ تشکیل پانے والے بچے کا جوہر (Essence) وجود میں آجاتا ہے۔ یعنی دونوں کے ملنے سے جو خلیہ بنتا ہے اسے علم الحیات کی اصطلاح مین زائیگوٹ (Zygote) کہا جاتا ہے۔ پھر زائیگوٹ فوراً تقسیم در تقسیم کے عمل سے گزر

۱۔ ھارون، یحیٰی، مترجم محمد یحیٰی، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۳۸

۲۔ نور باقی، ڈاکٹر ہلوک، مترجم سید محمد فیروز شاہ گیلانی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۸۰

نے لگتا ہے جو بالآخر ''**گوشت کا ایک لوتھڑا**'' بن جاتا ہے۔ جسے مضغہ یا ''کچا بچہ'' (Embryo) کہا جاتا ہے۔ گوشت کا یہ لوتھڑا یا کچا بچہ اپنے نشو ونما کا زمانہ کسی خلا میں نہیں گزارتا بلکہ رحم کے ساتھ اسی طرح چمٹ جاتا ہے جیسے کسی بیل کی جڑیں زمین میں دھنس جاتی ہیں اس طرح یہ مضغہ یا کچا بچہ اسی بندھن کے ذریعے ماں کے جسم سے اپنی نشو ونما کے لئے ضروری مادے حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں اس نقطے سے قرآن کا ایک بہت اہم معجزہ سامنے آتا ہے۔ کچے بچے کے رحمِ مادر سے نشو ونما پانے کا حوالہ دیتے ہوئے خدا نے قرآن میں اس کے لئے ''علق'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ہ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ہ (۱)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے''

یہ سب سے پہلی وحی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت آئی جب آپ غار حرا میں مصروف عبادت تھے، فرشتے نے آ کر کہا، پڑھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر زور سے بھینچا اور کہا پڑھ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ اس طرح تین مرتبہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچا (تفصیل کے لئے دیکھیے صحیح بخاری بدء الوحی، مسلم، باب بدء الوحی، اقرا) جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے وہ پڑھ، جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ میں تو قاری ہی نہیں اللہ نے فرمایا، اللہ بہت کرم والا ہے پڑھ، یعنی انسانوں کی کوتاہیوں سے درگزر کرنا اس کا وصف خاص ہے۔ (۲)

۱۔ القرآن کریم سورۃ العلق آیات ۳۔۱

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۷۳۰

عربی میں علق کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو کسی جگہ پر چمٹ جاتی ہے۔لغوی طور پر یہ لفظ جونک کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کسی کے ساتھ چمٹ کر اس کا خون چوس چوس کر موٹی ہوتی رہتی ہے۔ ماں کے رحم کے اندر نشو ونما پانے کے لئے ایسے موزوں لفظ کا انتخاب ایک بار پھر اس امر کا ثبوت بہم پہنچا تا ہے کہ یہ اسی کا کلام ہے جو سارے جہاں کا خالق اور مالک ہے۔(۱)

قرآن نے رحمِ مادر میں انسانی بچے کی نشو ونما کے مراحل کے سلسلے میں ایک اور اہم بات یہ بتائی ہے کہ پہلے بچے کی ہڈیاں بنتی ہیں بعد میں ان پر گوشت چڑھتا ہے۔ارشادِ باری ہے کہ:

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ه (۲)

’’پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا پھر دوسری بناوٹ میں اسے پیدا کر دیا برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے‘‘۔

اس کی کچھ تفصیل سورۂ حج میں گزر چکی ہے. یہاں پھر اسے بیان کیا گیا ہے.تاہم وہاں مُخَلَّقَةٌ کا جو ذکر تھا، یہاں اس کی وضاحت، مُضْغَةٌ کو ہڈیوں میں تبدیل کرنے اور ہڈیوں کو گوشت پہنانے، سے کر دی ہے. مُضْغَةٌ گوشت کو ہڈیوں میں تبدیل کرنے سے مقصد، انسانی ڈھانچے کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرنا ہے کیونکہ محض گوشت میں تو کوئی سختی نہیں ہوتی، پھر اگر اسے ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رکھا جاتا، تو انسان میں وہ حسن ورعنائی نہ آتی، جو ہر انسان کے اندر موجود ہے.اس لئے ہڈیوں پر ایک خاص تناسب اور مقدار سے

۱۔ ھارون، یحیٰ، مترجم محمد یحیٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۴۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ المومنون آیت ۱۴

گوشت چڑھا دیا گیا کہیں کم اور کہیں زیادہ تا کہ قد و قامت میں غیر موزونیت اور بھدا پن پیدا نہ ہو۔ بلکہ حسن و جمال کا ایک پیکر اور قدرت کی تخلیق کا ایک شاہ کار ہو۔ اسی چیز کو قرآن نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِ نْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِ یْمٍ (۱) ہم نے انسان کو احسن تقویم یعنی بہت اچھی ترکیب یا بہت اچھے ڈھانچے میں بنایا اس سے مراد وہ بچہ ہے جو نو مہینے کے بعد ایک خاص شکل و صورت لے کر ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور حرکت و اضطراب کے ساتھ دیکھنے اور سننے اور ذہنی قوتیں بھی ساتھ ہوتی ہیں۔ خَالِقِیْنَ، یہاں ان صالحین کے معنی میں ہے۔ جو خاص خاص مقداروں میں اشیا کو جوڑ کر کوئی ایک چیز تیار کرتے ہیں۔ یعنی ان تمام صنعت گروں میں، اللہ جیسا بھی کوئی صنعت گر ہے جو اس طرح کی صنعت کاری کا نمونہ پیش کر سکے جو اللہ تعالیٰ نے انسانی پیکر کی صورت میں پیش کیا ہے۔ پس سب سے زیادہ خیر و برکت والا وہ اللہ ہی ہے، جو تمام صنعت کاروں سے بڑا اور سب سے اچھا صنعت کار ہے۔ (۲)

علم الجنین، علم کی وہ شاخ ہے جس میں رحمِ مادر کے اندر جنین کے نشو و نما پانے کی منزلوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے، اس علم کے ماہرین دورِ حاضر تک یہ سمجھتے رہے کہ کچے بچے کی ہڈیاں اور عضلات ایک ہی ساتھ نشو و نما پاتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگ طویل عرصے سے یہ دعویٰ کرتے رہے کہ یہ آیاتِ قرآنی، سائنس کے ساتھ متصادم ہیں۔ تاہم ٹیکنیکی علوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ جب انسان نے خورد بین بھی بنالی اور اس کے ذریعہ مشاہدات کا سلسلہ شروع کیا تو اس پر کئی راز کھلے۔ اعلیٰ درجے کی خورد بین سے رحمِ مادر کا مشاہدہ کرنے سے سائنسدانوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اس معاملے میں قرآن نے جو کچھ کہا تھا وہ حرف بہ حرف درست ہے۔ یعنی پہلے جنین کی کرّی ہڈی (Cartilage Tissue) ہڈی کی شکل اختیار کرتی ہے پھر ہڈیوں پر چڑھانے کے لئے ان میں عضلاتی خلیوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، اس طرح ہڈیوں پر عضلات کی تہیں چڑھتی چلی جاتی ہیں۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ تین آیت ۴

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۹۸۲

اس مرحلے کے بارے میں ایک سائنٹیفک پبلی کیشن میں بعنوان ''ارتقائے انسان'' لکھا گیا ہے کہ:

''ساتویں ہفتے کے دوران ڈھانچہ سارے جسم کے اندر پھیل جاتا ہے اور ہڈیاں اپنی معروف ہیئت اختیار کر لیتی ہیں۔ ساتویں ہفتے کے اختتام اور آٹھویں ہفتے کے دوران عضلات ہڈیوں کے گرد اپنی پوزیشن لے لیتے ہیں''۔

مختصر یہ کہ انسانی بدن کے نشوونما پانے کے مراحل جس ترتیب سے قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں، جدید علم الجنین کی دریافتوں کے عین مطابق ہیں۔ (۱)

رحمِ مادر میں بچے کی نشوونما پانے کے تین مراحل قرآنِ کریم نے اس طرح بیان کئے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ (۲)

''وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے، تین تین اندھیروں میں، یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے لئے بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو''۔

یعنی رحم مادر میں مختلف اطوار گزارتا ہے، پہلے، نطفہ، پھر عَلَقَة پھر مُضْغَة پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ، جس کے اوپر گوشت کا لباس. ان کے تمام مراحل سے گزرنے کے بعد انسان کامل تیار ہوتا ہے. ایک ماں کے پیٹ کا اندھیرا اور دوسرا رحم مادر کا اندھیرا اور تیسرا اس جھلی یا پردہ جس کے اندر بچہ لپٹا ہوتا ہے۔ (۳)

۱۔ حارون، یحییٰ، مترجم محمد یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۴۱

۲۔ القرآن کریم سورۃ الزمر آیت ۶

۳۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۲۹۲

قرآنِ کریم کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کو رحمِ مادر میں اللہ تعالٰی کئی مراحل سے گزارتا ہے۔ آج کے جدید علم الاحیات کے ماہرین نے بھی رحم میں جنین کے تین واضح حصوں میں نشو ونما پاتے ہوئے دریافت کیا ہے۔ اور ایمبر یالوجی کی تمام نصابی کتابوں میں جو میڈیکل کے طالب علموں کو پڑھائی جاتی ہے۔ اس موضوع کو بنیادی معلومات کے طور پر مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

''بچہ دانی میں زندگی کے تین مراحل ہوتے ہیں۔ قبل از جنین، ابتدائی ڈھائی ہفتے، تشکیلِ جنین، آٹھویں ہفتے کے اختتام تک اور آٹھویں ہفتے کے بعد جنین کی نشو ونما تا وضع حمل''(۱)

پہلا مرحلہ قبل از جنین:۔

رحمِ مادر میں اولین مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ بارور شدہ خلیہ (Zygote) تقسیم در تقسیم کے عمل کے ذریعہ خلیوں کا ایک گچھا بن جانے کے بعد خود کو رحم کی دیوار کے اندر دفن کر لیتا ہے، اور وہاں پہنچ کر اپنی بڑھوتری کا عمل جاری رکھتا ہے اور بالآخر یہ خلیئے خود کو تین تہوں میں منظم کر لیتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ جنین:۔

جنین کا مرحلہ جو کہ دوسرا مرحلہ کہلاتا ہے، ساڑھے پانچ ہفتے پر محیط ہوتا ہے۔ اس مرحلے میں بچے کے بنیادی اعضاء اور جسم کے مختلف نظام اپنی ابتدائی شکل اختیار کر لیتے ہیں، یہ سب کچھ خلیوں کی تہوں کی صورت میں طے پا رہا ہوتا ہے۔

تیسرا مرحلہ حتمی نشو ونما :۔

یہ مرحلہ قرارِ حمل کے آٹھویں ہفتے سے لے کر وضعِ حمل تک ہوتا ہے، اس کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ خلیوں کا یہ مجموعہ تقریباً انسانی روپ دھار لیتا ہے۔ جس میں چہرہ اور ہاتھ پاؤں دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس کی لمبائی

۱۔ Basic Human Embryology, Williams P.3RD Edition, 1984, P.64.

ابتدا میں اگر چہ تین سینٹی میٹر ہوتی ہے۔لیکن اس میں بڑی حد تک انسانی شکل وشباہت ابھر آتی ہے۔ یہ مرحلہ تقریباً تیس ہفتوں تک رہتا ہے جس میں جنین کی جسامت مسلسل بڑھتی رہتی ہے۔ جنین کی نشوونما کا مشاہدہ صرف جدید آلات کی مدد سے کیا جاسکتا ہے۔ان صحیح ترین اور تفصیلی حقائق کا ایسے زمانے میں انکشاف کرنا جبکہ عام لوگوں کے پاس ان سے متعلق علم بہت کم تھا قرآن کریم کا کلام اللہ ہونے کی مزید ایک واضح شہادت ہے۔(۱)

شیر مادر کی افادیت:۔

خدا نے ماں کے دودھ کو نوزائیدہ بچوں کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ اور تحفۂ بے نظیر بنایا ہے۔ یہ بچے کے لئے بہترین غذا ہے جو اس کی بڑھوتری کا سامان بھی ہے اور بیماریوں کے خلاف مؤثر دفاع بھی ہے۔ دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس فیکٹریاں جتنا بھی عمدہ کوالٹی کا دودھ تیار کرلیں وہ ماں کے قدرتی دودھ کا متبادل نہیں ہوسکتا۔(۲)

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ م بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ط وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ہ (۳)

۱۔ نورباقی، ڈاکٹر ہلوک، مترجم سید محمد فیروز شاہ گیلانی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۹۲

۲۔ ھارون، یحییٰ، مترجم محمد یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۴۰

۳۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت ۲۳۳

''مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو ماں کو اس بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے، پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی سے باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں جب کہ تم ان کو مطابق دستور کے جو دینا ہو وہ ان کے حوالے کر دو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے''۔

اس آیت میں مسئلہ رضاعت کا بیان ہے۔ اس میں پہلی بات یہ ہے جو مدت رضاعت پوری کرنی چاہے تو وہ دو سال پورے دودھ پلائے ان الفاظ سے کم مدت دودھ پلانے کی بھی گنجائش نکلتی ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے، جیسا کہ ترمذی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے۔ طلاق ہو جانے کی صورت میں شیر خوار بچے اور اس کی ماں کی کفالت کا مسئلہ ہمارے معاشرے میں بڑا پیچیدہ بن جاتا ہے اور اس کی وجہ شریعت سے انحراف ہے۔ اگر حکم الٰہی کے مطابق خاوند اپنی طاقت کے مطابق عورت کی روٹی کپڑے کا ذمہ دار ہو جس طرح کہ اس آیت میں کہا جا رہا ہے تو نہایت آسانی سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ ماں کو تکلیف پہنچانا یہ ہے کہ مثلاً ماں بچے کو اپنے پاس رکھنا چاہے، مگر مامتا کے جذبے کو نظر انداز کر کے بچہ زبردستی اس سے چھین لیا جائے، یا یہ کہ بغیر خرچ کے ذمہ داری اٹھائے، اسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے۔ باپ کو تکلیف پہنچانے سے مراد یہ ہے کہ ماں دودھ پلانے سے انکار کر دے، یا اس کی حیثیت سے زیادہ کا اس سے مالی مطالبہ کرے۔ باپ کے فوت ہو جانے کی صورت میں یہی ذمہ داری وارثوں کی ہے کہ وہ بچے کی ماں کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کریں، تا کہ نہ عورت کو تکلیف ہو نہ بچے کی پرورش اور نگہداشت متاثر ہو۔ یہ ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانے کی اجازت ہے بشرطیکہ اس کا معاوضہ دستور کے مطابق ادا کر دیا جائے۔ (۱)

۱۔ القرآن کریم وترجمة معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۹۸

آج آئے دن ماں کے دودھ کے نئے نئے فوائد دریافت ہورہے ہیں ان نئے حقائق میں ایک حقیقت یہ بھی سامنے آئی ہے کہ نومولود کو دوسال تک دودھ پلاتے رہنا بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔ خدا نے اپنی برگزیدہ کتاب میں اس حقیقت سے ہمیں چودہ سو سال پہلے مطلع فرما دیا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝(۱)

"ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے"۔

توحید و عبادت الٰہی کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید سے اس نصیحت کی اہمیت واضح ہے۔ اس کا مطلب ہے رحم مادر میں بچہ جس حساب سے بڑھتا جاتا ہے، ماں پر بوجھ بڑھتا جاتا ہے جس سے عورت کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جاتی ہے. ماں کی اس مشقت کے ذکر سے اس طرف بھی اشارہ نکلتا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرتے وقت ماں کو مقدم رکھا جائے، جیسا کہ حدیث میں بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مدت رضاعت دوسال ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ (۲)

مادہ پرست اور ملحد سائنسدانوں کے لئے علوم القرآن کی اہمیت:۔

مادہ پرست اور ملحدین خواہ کتنی ہی ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیں اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ زندگی کی جتنی بھی اقسام اور نظام موجود ہیں سب کے سب خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ ایک سائنسدان جو اپنی تحقیق کے ذریعے کائنات کے مخفی رازوں پر سے پردے ہٹاتا ہے وہ دراصل خدا کی صناعی کی گہرائی میں جا کر

۱۔ القرآن کریم سورۃ لقمان آیت ۱۴

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۱۳۶

جائزہ لیتا ہے اور اس کی تفصیلات معلوم کرتا ہے۔ یہی بات ہے کہ ملحد سے ملحد شخص بھی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ کوئی ہستی ہے جو یہ نظام چلا رہی ہے۔ نامور سائنسدان مثلاً نیوٹن، کیپلر، لیونارڈو ڈاونچی اور آئن سٹائن جنھوں نے میدانِ سائنس میں قائدانہ کردار ادا کیا، اپنے تحقیقی مشاہدات کی بنا پر اس حقیقت سے واقف تھے کہ اس کائنات کو خدا نے تخلیق کیا اور اس کے اندر نظم وضبط بھی اسی کا پیدا کردہ ہے۔(۱)

اہلِ کتاب سائنسدانوں کے لئے علوم القرآن کی اہمیت :۔

آئزک نیوٹن (1642-1727) :۔ جسے دنیا کا عظیم ترین سائنسدان شمار کیا جاتا ہے اس کا نظریہء کائنات اس کے ان الفاظ میں مضمر ہے:۔

> ''سورج، ستاروں اور دمدار تاروں کا حسین ترین نظام ایک ذہین ترین اور انتہائی طاقتور ہستی کی منصوبہ بندی اور غلبے کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ وہ ہستی تمام موجودات پر حکمرانی کر رہی ہے۔ جس کی عمل داری اور اقتدار میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اس امر کا استحقاق رکھتا ہے کہ اسے خدائے عظیم و برتر اور ہمہ گیر حکمران تسلیم کیا جائے۔''(۲)

راجر بیکن (1561-1626) :۔ اپنی کتاب (First Book of Faancis Bacon of the Proficience and Advancement of Learning Divine and Human) میں رقمطراز ہے کہ:۔

> ''پھر یہ سائنس جہاں تک کہ یہ اہلِ ایمان کے لئے ایک دولت مشترکہ ہے، بے حد مفید ہے۔ اس میں ہم نے مستقبل حال اور ماضی کا خصوصی علم مضمر پایا ہے۔''(۳)

۱۔ نور باقی، ڈاکٹر ہلوک، مترجم سید محمد فیروز شاہ گیلانی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۹۲

۲۔ J.D.E. Vries, Principia, Newton 2nd Edition, Essentials of Physical Science, B. Eerdmans Pub. Co., Grand Rapids, SD, 1958, P. 15

۳۔ hittp://www.christianity.Co.nz/science4.htm

گلیلیو گلیلی (1564-1642) :۔ جس نے آسمان کے مشاہدے کے لئے دوربین ایجا کی اور بہت سے سائنسی کارناموں کی وجہ سے شہرت پائی اس کا عقیدہ تھا کہ انسانوں کے حواس اور باتیں کرنے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں حاصل ہونا، عطیات خداوندی میں سے ہیں۔ اس لئے انہیں یہ صلاحیتیں بہترین طریقے سے استعمال کرنی چاہئیں۔ اس کا موقف تھا کہ:۔

"کائنات خداوند تعالیٰ کے ایک واضح اور روشن ترین منصوبے کے تحت وجود میں آئی ہے۔ کائنات خدا کی لکھی ہوئی ایک اور کتاب ہے۔ سائنس کی حقیقتیں اور مذہب کی صداقتیں ایک دوسرے کی تکذیب نہیں کرسکتیں کیونکہ تمام صداقتوں کا منصف خدا ہے۔" (۱)

جان کیپلر (1571-1630) :۔ جدید علمِ فلکیات کا بانی تھا اس نے سیاروں کی بیضوی حرکت دریافت کر کے ان کے مداروی پیریڈ کی اوسط نکالی اور سورج سے اس کے فاصلے کا فارمولا وضع کیا، پھر اس نے فلکیاتی ٹیبل مکمل کئے جو کسی بھی زمانے، ماضی یا مستقبل میں سیاروں کی پوزیشن معلوم کرنے کے کام آتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ:۔

"ہم ماہرینِ علمِ فلکیات چونکہ بہ لحاظ کتابِ فطرتِ خدائے بزرگ و برتر کے مبلغین ہیں اس لئے ہمیں یہی بات زیب دیتی ہے کہ ہم غور وفکر کی عادت اختیار کریں۔ ہمیں اپنی سوچوں کی عظمت کے نہیں بلکہ خدا کی عظمت کے مبلغ بننا چاہئے۔" (۲)

کیپلر سے ایک انٹرویو میں پوچھا گیا کہ آپ سائنس دان کیوں بنے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ:
"میں عالم دین بننا چاہتا تھا لیکن اب میں نے اپنی کوششوں سے معلوم کرلیا کہ خدا کیسا ہے، علمِ فلکیات میں بھی ایک بڑا مقام پاچکا ہوں، جس سے مجھ پر یہ بات آشکارا ہوئی کہ یہ آسمان خدا کی عظمت وجلال کا اقرار کر رہے ہیں۔" (۳)

۱۔ http//home.columbus.rr.com/sciences/enlightened belief history. htm

۲۔ Henry M. Morris, Men of Science Men of God, Master Books, 1992, P.13

۳۔ J. H. Tiner, Johannes Kepler- Gaint of Faith and Science, Milford, Michigan: Mott Media, 1977, P. 197.

جانز بپٹسٹا وان ہیلمونٹ (1579-1644) :۔ نوینک کیمسٹری اور کیمکل فزیالوجی کے بانی جانز ہیلمونٹ نے حرارت اور دباؤ ناپنے کے آلے تھرمامیٹر اور بیرومیٹر ایجاد کیے۔ ممتاز سائنسی ادیب والٹر ہیجلر نے اس کے مذہبی رجحانات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ہیلمونٹ کے دل میں تحقیق کی امنگ اس کے مذہبی عقائد کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی''۔(۱)

بلیز پاسکل (1623-1662) :۔قدیم یونانیوں کے بعد جس سائنسدان نے علم ہندسہ (جیومیٹری) میں گرانقدر اختراعات کیں وہ فرانسیسی ماہرِ طبیعیات وریاضی بلیز پاسکل تھا۔ وہ سائنس کی تاریخ میں امتیازی مقام حاصل کرنے کے علاوہ گہرے مذہبی جذبات بھی رکھتا تھا۔ اس نے جب کہا کہ: ''ریاضی سے لے کر ترتیب عناصر تک ہر چیز کا خالق اللہ ہے'' تو اس نے خدا ہی کی لازوال قدرت کا حوالہ دیا تھا۔(۲)

جان رے (1627-1705) :۔ برطانیہ کا ماہرِ نباتات سائنسدان تھا اس کا کہنا تھا کہ:

''اگر کوئی شخص خدا کی عظمتِ تخلیق کا عکس دیکھنا چاہتا ہو تو اس کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کا گہرا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ فطرت اپنے خالق کی موجودگی کی گواہی دے رہی ہے، خدا کے کارہائے تخلیق یہ ہیں کہ اس نے روزِ اول جو اشیاء بنائی تھیں اس نے آج تک انہیں اسی حالت اور کیفیت میں محفوظ رکھا اور یہ اب بھی اسی حالت میں موجود ہیں جس پر انہیں روزِ اول بنایا گیا تھا''۔(۳)

۱۔ Dan Graves, Scientists of Faith, Kregel Resources, 1996, P. 51.

۲۔ Dan Graves, Scientists of Faith, Kregel Resources, 1996, P. 57.

۳۔ Henry M. Morris, Men of Science Men of God, Master Books, 1992, P.18.

دوسری جگہ اس نے کہا ہے کہ:

''کسی فارغ آدمی کے لئے وقت کا اس سے بہتر کوئی مصرف نہیں کہ وہ فطرت کے کاموں پر غور کرے اور ان کی خوبصورتی اور حسنِ ترتیب کو دیکھ کر خدا کی بالغ حکمت و دانش کی تعریف کرے''۔(۱)

رابرٹ بائل (1691-1627) :۔ کو جدید کیمیاء کا باپ قرار دیا جاتا تھا، اس نے متعدد انقلابی انکشافات کیئے۔ مثلاً ہوا پر پڑنے والے دباؤ میں تبدیلی اور اس کے نتیجے میں اس کے حجم میں واقع ہونے والے ردوبدل کے درمیان تعلق دریافت کیا جسے آج کلیہء بوائل کہا جاتا ہے۔ اس کی دیگر ایجادات میں ایک خاص قسم کا لٹمس پیپر اور قدیم وضع کا ایک ریفریجریٹر بھی شامل ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ:

''سائنس میں ترقی اور خدا پر یقین ساتھ ساتھ رہنے چاہئیں، اس ہستی کی حمد وثنا کرنا یاد رکھیئے جس نے فطرت کو تخلیق کیا۔۔۔۔۔''(۲)

ایک اور مقام پر اس نے کہا کہ:

''جانداروں کے اندرونی نظام کی کاملیت واضح طور پر خدا کے وجود کا ثبوت ہے''(۳)

انتونی وان لیون ہوک (1723-1632) :۔ لیون ہوک پہلا انسان ہے جس نے بیکٹیریا کو دریافت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کا نظریہ تھا کہ:

''کسی خالق کے بغیر اشیاء کا پیدا ہونا نشوونما پانا تولید وتناسل اور افزائش کے عمل سے گزرنا ممکن نہیں ہے اور وہ خالق، خالقِ کائنات ہی ہے''۔(۴)

۱۔ Dan Graves, Scientists of Faith, Kregel Resources, 1996, P. 66.

۲۔ Dan Graves, Scientists of Faith, Kregel Resources, 1996, P. 63.

۳۔ Join Marks Templeton, Evidence of Purpose-Scientists discover the Creator, Continuum, New York, 1994, P. 50.

۴۔ Henry M. Morris Men of Science Men of God Master Books, 1992, P. 79.

لوئیس اگاسز (1807-1873) :۔ امریکہ میں چوٹی کا ماہر حیاتیات تھا اور نظریہ ارتقا کے شدید ترین مخالفین میں شمار ہوتا تھا۔ وہ مظاہر فطرت میں ہر جگہ خدا کی منصوبہ بندی پاتا اور ایسے نظریئے کو ناقابلِ برداشت سمجھتا جو خالق حقیقی کے منصوبہء تخلیق سے انکار پر مبنی ہو۔ اس نے حیاتیات کے زمرہ بندی پر اپنے مضمون میں لکھا کہ:

''زمان و مکان کے تمام قابلِ غور تصورات کو مجموعی طور دیکھا جائے تو ان میں نہ صرف ایک گہرا تفکر دکھائی دیتا ہے، بلکہ پیش بندی، قوت، دانائی، عظمت، غیب دانی، ہمہ دانی اور مآل اندیشی کا بھی اندازہ ہوتا ہے، ان سب اوصاف کے لئے اگر ایک ہی لفظ استعمال کیا جائے تو وہ ''خدائے واحد و ذوالجلال'' کی ذات ہے، انسان پر لازم ہے کہ وہ اس کی معرفت حاصل کرے اس کی تحمید و تمجید کرے اور اس کے ساتھ محبت کرے''۔(۱)

لوئی پاسچر (1822-1895) ۔ تاریخِ سائنس وطب کی عظیم ترین شخصیات میں سے تھا۔ عملِ تخمیر کی نامیاتی بنیاد کی وضاحت کرنے اور اس عمل کو کنٹرول کرنے والا وہ پہلا سائنسدان تھا۔ اس نے بیماریاں پیدا کرنے والے جسیموں کو الگ کیا اور ان کو ختم کرنے کے لئے ویکسین تیار کی۔ پاسچر خدا پر پختہ ایمان رکھتا تھا وہ سائنس اور مذہب میں کامل ہم آہنگی کا قائل تھا، اس کے الفاظ میں:

''میرا علم جتنا بڑھتا ہے میرا ایمان اتنا ہی زیادہ پختہ ہوتا جاتا ہے، سائنس کی تعلیم کی کمی انسان کو خدا سے دور لے جاتی ہے، اور اس میں وسعت اور گہرائی اس کے قریب تر پہنچادیتی ہے''۔(۲)

۱۔ http://www.ucmp.berkeley.edu

۲۔ Jean Guitton, Dieu et la Science; Vers le Metarealisme, Paris, Grasset, 1991, P.5

ممتاز ماہرِ طبیعیات آئزک بیشویز سنگر کے الفاظ یادرکھنے کے قابل ہیں اس کا کہنا ہے کہ:

''ہر گھڑی کے لئے لازماً ایک گھڑی ساز کی ضرورت ہوتی ہے، کائنات میں پائی جانیوالی ہر چیز خواہ جاندار ہے یا بے جان اس کے اندر ایک جامع نظام اور ایک اعلیٰ ڈیزائن موجود ہے۔ واضح امر ہے کہ ان میں سے ہر چیز ایک اعلیٰ ترین اور ہمہ مقتدر ہستی کی تخلیق کاری کی مظہر ہے، اور یہ سب چیزیں خدا تعالیٰ کی صناعی کا نتیجہ ہیں''۔(۱)

خلاصہ بحث:۔

درج بالا سطور میں جتنی بھی معروشات پیش کی گئی ہیں۔ان سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قرآن ایک ایسی عظیم کتاب ہے جس میں بیان کی گئی پندونصائح اور حقائق سب سچے ثابت ہو چکے ہیں۔اس کی آیات میں سائنسی واقعات اور مستقبل کے بارے میں باتیں ایسے وقت بتائی گئی تھیں جب کوئی بھی شخص ان سے آگاہ نہیں تھا۔اس وقت علم اور ٹیکنالوجی کی جو سطح تھی اس کے بل بوتے پر حقائق تک انسان کی رسائی ممکن نہیں تھی۔ یہ قرآن کے کلام اللہ ہونے ،خدا کے خالق و مالک اور علیم وخبیر اور بصیر ہونے کا روشن ترین ثبوت ہے۔ چناچہ ایک جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ہ(۲)

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بھی کچھ اختلاف پاتے''۔

قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے اس میں غور و تدبر کی تاکید کی جارہی ہے اور اس کی صداقت

۱۔ Tuskin Tuna, Sonsuz Uzaylar External Spaces, P.31

۲۔ القرآن کریم سورۃ النساء آیت ۸۲

جانچنے کے لئے ایک معیار بھی بتلایا گیا کہ اگر یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہوتا (جیسا کہ کفار کا خیال ہے) اس کے مضامین اور بیان کردہ واقعات میں تعارض و تناقص ہوتا۔ کیونکہ ایک تو یہ کوئی چھوٹی سی کتاب نہیں ہے۔ ایک ضخیم اور مفصل کتاب ہے، جس کا ہر حصہ اعجاز و بلاغت میں ممتاز ہے۔ حالانکہ انسان کی بنائی ہوئی بڑی تصنیف میں زبان کا معیار اور اس کی فصاحت و بلاغت قائم ہی نہیں رہتی، دوسرے، اس میں پچھلی قوموں کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ جنہیں اللہ علام الغیوب کے سوا کوئی اور بیان نہیں کر سکتا۔ تیسرے ان حکایات و قصص میں نہ باہمی تعارض و تضاد ہے اور نہ ان کا چھوٹے سے چھوٹا کوئی جزئیہ قرآن کی کسی اصل سے ٹکراتا ہے۔ حالانکہ ایک انسان گزشتہ واقعات بیان کرے تو تسلسل کی کڑیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور ان کی تفصیلات میں تعارض و تضاد واقع ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے ان تمام انسانی کوتاہیوں سے مبرا ہونے کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ یقیناً کلام الٰہی ہے اس نے فرشتے کے ذریعے سے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔(۱)

قرآن مجید میں نہ کوئی تضاد بیانی ہے بلکہ اس میں دی گئی خبریں آئے دن اس کے نئے نئے اعجاز دکھا رہی ہیں۔ لہٰذا اب انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کتاب الٰہی کو مضبوطی کے ساتھ تھامے اور اس کے پیغام کو سمجھے، کیونکہ یہ دنیا کی واحد کتاب ہدایت ہے چنانچہ سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ہ

''اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو''۔(۲)

۱۔ القرآن کریم و ترجمۃ معانیہ و تفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۲۴۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت۔۱۵۵

وہ نباتات جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔	انار	۱۷۔	رائی
۲۔	اناج	۱۸۔	زیتون
۳۔	انگور	۱۹۔	زقوم
۴۔	ادرک	۲۰۔	زراعت
۵۔	انجیر	۲۱۔	سدرہ یا بیری
۶۔	ببول عرب یا کیلا	۲۲۔	شجر
۷۔	برگ	۲۳۔	شجر مسواک
۸۔	پیاز	۲۴۔	ضریع
۹۔	ترکاری	۲۵۔	طوبیٰ
۱۰۔	تیل	۲۶۔	ککڑی
۱۱۔	ثمر	۲۷۔	کھجور
۱۲۔	جھاؤ	۲۸۔	گلاب
۱۳۔	چارہ	۲۹۔	لوکی
۱۴۔	حنا یا کافور	۳۰۔	لہسن
۱۵۔	ریحان	۳۱۔	مسور
۱۶۔	رال	۳۲۔	من

ارشاد باری ہے کہ:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا وَ مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱﴾

”وہ پاک ذات ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہوں، خواہ خود ان کے نفوس ہوں خواہ وہ (چیزیں) ہوں جنہیں یہ جانتے بھی نہیں“

۱۔ القرآن کریم سورۃ یٰس آیت۔۳۶

تمام نباتات اور پودے خالقِ ارض و سماء کے پیدا کئے ہوئے ہیں لیکن جن پودوں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ان کو دیگر زمینی پودوں پر ایک امتیاز اور برتری حاصل ہے۔اس طرح ان پودوں کا نام ابدالآباد تک کلامِ الٰہی میں محفوظ ہو گیا اور کلامِ الٰہی میں ان کا ذکر آنے سے ان کو خصوصیت حاصل ہوئی اور جن واقعات کے ساتھ ان کا تذکرہ ہے ان واقعات کی وضاحت میں ان نباتات کی خصوصیتوں کا سمجھنا ایک علمی و دینی ضرورت بن گئی۔ یہ پودے کیا ہیں ان کی نباتاتی خصوصیت کیا ہے، قرآن کریم کی تفسیر کرنے والے علماء وفضلاء نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق ان پودوں کی خصوصیات بیان کی ہیں۔خود اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہوں پر ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَ الَّذِیْٓ اَخْرَ جَ الْمَرْ عٰی ہ فَجَعَلَهٗ غُثَآ ءً اَحْوٰی ہ (۱)

''اور جس نے تازہ گھاس پیدا کی۔ پھر اس نے اس کو (سکھا کر) سیاہ کوڑا کر دیا''

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ط كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۔ وَ لَا تُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ہ (۲)

''اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں میں چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی مختلف چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں''

اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ بھی نہیں ہوتے ان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا

۱۔ القرآن کریم سورۃ الاعلیٰ آیات۔۴۔۵

۲۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت۔۱۴۱

کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ معروشات سے مراد بعض درختوں کی وہ بیلیں ہیں جو ٹٹیوں (چھپروں منڈیروں وغیرہ) پر چڑھائی جاتی ہیں، جیسے انگور اور بعض ترکاریوں کی بیلیں ہیں۔ اور غیر معروشات، وہ درخت ہیں جن کی بیلیں اوپر نہیں چڑھائی جاتیں بلکہ زمین پر ہی پھیلتی ہیں، جیسے خربوزہ اور تربوزہ کی بیلیں درخت اور کھجور کے درخت اور کھیتیاں، جن کے ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور زیتون اور انار، ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ (۱)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (۲)

''اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے بے شک ان لوگوں کے لئے تو اس میں بڑی نشانی ہے اور غور وفکر کرتے ہیں''

حضرت موسیٰؑ کی قوم نے نباتات کی فرمائش کی جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے:

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ (۳)

۱۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۳۹۵

۲۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت ۔۱۱

۳۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت ۔۶۱

''اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم سے ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہ ہو سکے گا، اس لئے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں زمین کی پیداوار ساگ، ککڑی، گیہوں مسور اور پیاز دے آپ نے فرمایا بہتر چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کیوں طلب کرتے ہو! اچھا شہر میں جاؤ وہاں تمہاری چاہت کی یہ سب چیزیں ملیں گی۔ ان پر ذلت اور مسکینی ڈال دی گئی اور اللہ کا غضب لیکر وہ لوٹے، یہ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے نبیوں کو ناحق تنگ کرتے تھے، ان کی نافرمانیاں اور زیادتیوں کا نتیجہ ہے''

سورۃ الانعام میں ارشادِ باری ہے:

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ط اُنۡظُرُوۡٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ ط اِنَّ فِيۡ ذٰلِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ہ (۱)

''اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے درختوں سے ان کے گچھے میں سے، خوشے ہیں جو نیچے کو لٹک جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار کے بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور کچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہر ایک کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں''

۱۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت۔۹۹

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًام ا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰٓی اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ہ(۱)

''اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں، پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو''

سورۃ یونس میں رب کریم ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ط حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا ہ(۲)

''پس دنیاوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کی نباتات، جن کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، خوب گنجان ہو کر نکلی یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہو گئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے ہیں''

۱۔ القرآن کریم سورۃ الاعراف آیت ۵۷

۲۔ القرآن کریم سورۃ یونس آیت ۲۴

سورۃ النحل میں رب کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ہ(۱)

''اور کھجور اور انگور کے درختوں کے پھلوں سے تم شراب بنا لیتے ہو اور عمدہ روزی بھی۔ جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس میں بہت بڑی نشانی ہے''

سورۃ الکھف میں رب کائنات فرماتا ہے:

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ہ (۲)

''ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال (بھی) بیان کرو جیسے پانی جسے ہم آسمان سے اتارتے ہیں اور اس سے زمین کا سبزہ ملا جلا (نکلا) ہے، پھر آخر کار وہ چورا چورا ہو جاتا ہے جسے ہوائیں اڑائے لیئے پھرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''

سورۃ طٰہٰ میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ط فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ہ(۳)

''اسی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کے لئے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے، پھر برسات کی وجہ سے مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں''

۱۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت ۶۷

۲۔ القرآن کریم سورۃ الکھف آیت ۴۵

۳۔ القرآن کریم سورۃ طٰہٰ آیت ۵۳

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی دیگر نباتات کے علاوہ ان نباتات کا بھی ذکر ہے جو قرآنِ کریم میں بیان کی گئیں ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے باعثِ رحمت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا تھا، یہ رحمت روحانی اور مادی بھی ہے جس کا فیض ساری کائنات پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھی انسانیت کے زخموں پر مرحم رکھنے کے لئے وہ نسخہ کیمیاء عطا فرمایا تھا جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے ہر طبقے کے لئے شفاء و رحمت ثابت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں دنیا کے لئے معلم اور ہادی تھے وہیں آپ ان کے ہر قسم کے امراض ظاہری و باطنی کے لئے طبیب کامل بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدن اور معاشرت کے جہاں اعلیٰ اصول دنیا کو بتائے وہیں پاکیزہ اور صحت بخش زندگی کے انمول فارمولے بھی عطا فرمائے، آپ نے جہاں حکمرانی و جہانبانی اور فتوحات و کشور کشائی کے اٹل اور محکم اصول وضع فرمائے، وہیں مظلوم اور زخمی دلوں پر ایسی مسیحائی فرمائی کہ دنیا آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمودہ نسخوں پر عش عش کر رہی ہے۔ (۱) شریعت محمدی کے کمال اور اس کی لازوال جامعیت کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، کھیل کود، ہنسی مذاق، بول و براز، شادی بیاہ، پہننے اوڑھنے، نہانے دھونے، چلنے دوڑنے، سیر و تفریح، ورزش و مقابلہ آرائی، پہلوانی و زور آزمائی غرض جسمانی تربیت کے تمام چھوٹے بڑے گوشوں کو بے نقاب کر کے ہر ایک کے بارے میں ایسی مفید و سہل و زود اثر نفع بخش ہدایات دیں کہ آج دنیا چاند پر پہنچ کر بھی انہیں تعلیمات محمدی کی پابند و محتاج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات میں پھیلی ہوئی قدرت کی انمول فیاضیوں کا ایسا تجزیہ فرمایا کہ آگ و پانی، دریا و پہاڑ صحرا و سمندر، شہر و بیابان، نباتات و جمادات، شجر و حجر، انسان و حیوانات، پرند و چرند، لکڑی، لوہا، دھات، معدنیات، سونے چاندی، پیتل، تانبا، دھوپ و سایہ، گرمی و سردی، رات و دن، موسم بہار و خزاں، تاریکی و روشنی، سب کے خواص و فوائد اور ان سے استفادہ کے اصول و طریقے بیان فرمائے اور ان سب چیزوں کو انسانی زندگی کے لئے قدرت کی بیش بہا نعمت قرار دیا۔ (۲) زمین پر پھیلی قدرت کی بیش بہا جڑی بوٹیوں، پھول پتے، پھل و

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰

۲۔ ندوی، مختار احمد، طب نبوی، الدار السلفیہ بمبئی ہندوستان، اگست ۱۹۸۵ء، ص ۱۸

ترکاریاں، غلے وسبزیاں، حلال کھائے جانے والے جانوروں کے جسم کی تمام چیزوں، گوشت و چربی، ہڈی و دودھ، گھی، پنیر سب کے فوائد وخصائص اور استعمال کے مفید طریقے بتائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آداب واصول کا ایسا نظام مقرر فرمایا جس سے انسانی معاشرہ صحت بخش، مسرور ومطمئن حیات طیبہ سے ہمکنار ہوتا ہے۔ دنیا میں طب نے بڑی ترقی کی اور اس ترقی کی رفتار شب وروز ترقی پذیر ہے۔ لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت پیغمبر اسلام روح وجسم کی حفاظت وسلامتی کے لئے جو نسخہ پیش فرمادیا ہے اس پر دنیا نے اپنی ترقیات کے باوجود ایک نقطہ کا اضافہ نہیں کیا ہے اور طب محمدی اپنی جگہ یکساں مفید اور نافع ہے۔ اس لئے طب نبوی بھی شریعت اسلامیہ جس طرح وحی الہٰی کی بنیاد پر قائم ودائم ہے، اسی طرح طب نبوی کے سارے اصول بھی اسی وحی کے ترجمان ہیں۔ (۱)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن طریقوں سے خود اپنی بیماریوں کا علاج فرمایا، دوسرے کسی شخص کے لئے کوئی نسخہ تجویز فرمایا، اور اس سے اس کو نفع تام ہوا، ان تمام طبی نسخوں اور حکیمانہ طریقوں اور حکمتوں کو اس طرح بیان فرمایا کہ بڑے بڑے بالغ نگاہ اطباء ان حکمتوں تک پہنچنے سے عاجز رہے۔

امراض کی اقسام اور قرآنی نباتات سے ان کا علاج :۔

(۱) دلوں کی بیماری

(۲) جسمانی بیماری

(۳) روحانی بیماری

ان اقسام کی بیماریوں کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ پھر دلوں کی بیماریاں بھی دو طرح کی ہیں:۔

(۱) شک وشبہ کی بیماری

(۲) شہوت وگمراہی کی بیماری

ان دونوں اقسام کی بیماریوں کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ چنانچہ مرض شبہ کے بارے میں قرآن کریم میں

۱۔ الجوزی، ابو عبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۱۸

ارشادِ باری ہے کہ:

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ٥ (١)

''کہ ان کے دلوں میں شک کی بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خطرناک حد تک بڑھادیا''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًاط (٢)

''جن کے دلوں میں شک کی بیماری ہے اور وہ خدا کے منکر ہیں بول اٹھے کہ خدا نے اس مثال سے کیا ارادہ کیا''

تیسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا ٥ (٣)

''کیا ان کے دل بیمار ہیں یا انہیں شک وشبہ نے لپیٹ لیا ہے؟''

مرض شہوت کے سلسلے میں خدائے کریم نے فرمایا کہ:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ٥ (٤)

''اے نبی کی بیویوں! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے''۔

یہ بیماری جس کی نشاندہی قرآن نے کی ہے وہ شہوت یعنی زنا ہی ہے۔

١۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت۔١٠

٢۔ القرآن کریم سورۃ مدثر آیت۔٣١

٣۔ القرآن کریم سورۃ النور آیت۔٥٠

٤۔ القرآن کریم سورۃ احزاب آیت۔٣٢

جسمانی بیماری :۔

جسمانی بیمای کے سلسلے میں قرآن کریم نے فرمایا کہ:

لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ ہ (۱)

''اندھے پر کسی قسم کی ادائیگی فرض ہونے کی ذمہ داری نہیں ہے۔اسی طرح ٹانگوں سے محروم چلنے سے معذور پر ذمہ داری نہیں ہے اور بیمار، محتاج، تیماردار پر بھی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔''

انسانی جسم کے امراض کو حج، روزے اور وضو کے ضمن میں بیان فرمانا ایک نادر و نایاب انوکھے راز کی وجہ سے ہے۔اس سے قرآن کی عظمت میں چار چاند لگ گئے۔قرآن کو جس نے سمجھ لیا اور جس نے اس کی باریکیوں کو جان لیا وہ دنیا کی ساری دانائی اور حکمت سے قرآن کے صدقے بے نیاز ہو گیا۔اس لئے علاجِ بدنِ انسانی کے تین بنیادی خطوط ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حفظانِ صحت

(۲) مرض و اذیت کا تدارک

(۳) موادِ فاسدہ (جن سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں) کا جسم انسانی سے نکال پھینکنا۔

ان تینوں اصولوں کا بیان ان تینوں جگہوں میں اللہ تعالیٰ نے ان تین مواقع پر فرمایا:۔

فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَر ہ (۲)

''جب تم میں سے کوئی ہو یا سفر میں ہو تو پھر دوسرے ایام میں ان کو پورا کرے۔''

اس آیت میں اللہ رب العزت نے مریض کے لئے بیماری کا عذر سامنے رکھا، روزے کے دنوں میں کھانے

۱۔ القرآن کریم سورۃ النور آیت۔۶۱

۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت۔۱۸۴

پینے کی اجازت دی، اور مسافر کے لئے بھی عذر سفر کی وجہ سے افطار کو مباح فرمایا، تاکہ دونوں اپنی صحت کی حفاظت کر سکیں اور اپنی طاقت کو بحال رکھ سکیں کہ کہیں بیماری میں روزے کی وجہ سے جسم کی قوت اور کاہیدہ نہ ہو جائے اور مرض پر قابو پانے کی صلاحیت کا فقدان نہ ہو جائے، یا سفر میں روزے کی وجہ سے صحت اور قوت میں اضمحلال نہ ہو جائے، اس لئے کہ شدت حرکت سفر سے جسم اور قوت میں مزید کاہش ہوگی، اور روزہ اس کی اس حالت میں تحلیل قویٰ کا سبب بنے گا۔ اس طرح مسافر بھی مریض کے حکم میں رہا۔ اس کو بھی کھانے پینے کی اجازت دیدی گئی۔

اسی طرح آیت حج میں ذکر فرمایا کہ:

فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ه (۱)

''البتہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے سر منڈالے) تو اس پر فدیہ ہے خواہ روزے رکھ لے خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کرے۔''

یعنی اس کو ایسی تکلیف ہو جائے کہ سر کے بال منڈوانے پڑ جائیں تو اس کا فدیہ ضروری ہے حدیث کی رو سے ایسا شخص چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری ذبح کر دے یا تین روزے رکھے۔ (۲)

پرہیز کے سلسلے میں جس پر عمل کرنے سے آدمی بڑے مرض کے حادثہ سے بچ جاتا ہے۔ خدائے پاک نے وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ه (۳)

''اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو تم سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو''

۱۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت۔ ۱۹۶

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فهد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۷۹

۳۔ القرآن کریم سورۃ النساء آیت۔ ۴۳

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض کو بجائے پانی کے مٹی پر اکتفا کرنے کا حکم فرمایا ہے تا کہ مریض انسان کا جسم اس اذیت سے بچ جائے جو اس کو پانی کے استعمال سے پہنچتی، اس آیت نے داخل و خارج اندرو باہر سے پہنچنے والی ہر اذیت کے تدارک کی تدبیر اور اس کی روک پر متنبہ فرمایا۔ اس طرح قرآن کریم کے ذریعہ باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اصولِ طب اور اس کے اساسی قواعد کی طرف رہنمائی فرمائی۔ (۱)

طب ابدان قرآنی نباتات کی روشنی میں:۔

خدا نے حیوان ناطق ہو کہ حیوان غیر ناطق دونوں میں بعض چیزیں فطری پیدا کی ہیں۔ ان فطری امور میں کسی طبیب کے علاج کی ضرورت نہیں ہوتی، جسے بھوک کا علاج، پیاس کا علاج، ٹھنڈک کا مداوا، تھکن کا علاج، اس لئے کہ ان سب کا علاج ان کے انسداد سے کیا جاتا ہے۔ ان میں کوئی شخص طبیب کے مشورہ کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ ہر وہ تدبیر جس سے یہ چیزیں زائل ہو جائیں سب علاج ہی ہیں۔ اور انسان بلا مشورہ طبیب بلا کسی غور فکر کے عمل میں لاتا رہتا ہے۔ دوسری نوع جو غور و فکر سوچ و سمجھ کی محتاج ہے، مثلاً امراض تشابہ جو مزاج انسانی کے تغیر کا سبب ہوتے ہیں، انسان اس سے اعتدال مزاج پر باقی نہیں رہتا، یہ بے اعتدالی کبھی حرارت، کبھی برودت، کبھی یوست، کبھی رطوبت کی زیادتی کے اعتبار سے پیدا ہوتی ہے۔ کبھی یہ ساری چیزیں مختلف کیفیات سے مرکب ہوتی ہیں، اس ترکیب میں کبھی اثنیت ہوتی ہے، کبھی کئی کئی کیفیات شامل ہوتی ہیں، اس بے اعتدالی کیفیت کی دو صورتیں ہیں مادی جو کیفی یعنی یہ بے اعتدالی انصاب مادہ کی بنیاد پر ہوتی ہے، یا کسی کیفیت خاص کی پیدائش سے یہ صورت مانع آتی ہے۔ دونوں میں تمیز کی صورت یہ ہے کہ امراض کیفیت اسی مادہ کے زوال کے بعد پیدا ہوتا ہے، جس کے باعث وہ مرض پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ مادہ زائل ہو جاتا ہے، البتہ اس کے اثر سے ایک کیفیت مزاج میں باقی رہ جاتی ہے۔ ان سب کا علاج اللہ رب العزت نے قرآنی نباتات میں رکھا ہے۔ (۲)

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۲۷

۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۶۵

ایسے امراض جن میں اعضاء کی ہیئت اپنی اصلی حالت پر نہیں رہتی خواہ یہ تغیر شکل میں ہو کہ اس کی شکل بگڑ جائے یا کسی تجویف میں کہ زائد یا کم یا چھوٹی بڑی ہو جائے یا کوئی مجری ثانی، جو اپنی طبعی حالت پر نہ ہو یا عضو کی خشونت یعنی کھر دار پن بڑھ جائے، جہاں نہ ہونا چاہئے ہو جائے یا چکناہٹ میں طبعی انداز نہ ہو بلکہ ملاست گیر طبعی پیدا ہو جائے، کسی عضو کی تعداد کم و بیش ہو جائے، مثلاً قضیب یا دوسرے اعضاء کی جگہ بدلی ہوئی ہو جہاں ہونا چاہئے نہ ہو اس لئے کہ اعضاء کے ایک دوسرے میں جڑنے کے بعد اور طبعی گٹھ جوڑ سے ہی بدن بنتا ہے۔ اسی کو اتصال کہتے ہیں، جب یہ اعضاء اپنے جوڑ و اتصال میں طبعی انداز پر نہیں ہوتے تو اسی کو تفرق اتصال کے نام پر تعبیر کرتے ہیں یا امراض عامہ جن میں متشابہ اور آلیہ دونوں ہی قسم کے امراض شامل ہیں۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات قرآنی نباتات کے بارے میں :۔

حضور نبی کریم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مطہرہ کے دوران ہی لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور ارشادات کو قلم بند کر کے محفوظ کرنے کی کوشش کر لیا کرتے تھے، ان کے بعد ارشادات گرامی کی تدوین ضروری ہوگئی تا کہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ اگلی نسلوں کے لئے موجود رہے جب یہ ارشادات کتابی صورتوں میں مرتب ہوئے تو دیکھا گیا کہ ان میں تندرستی کو قائم رکھنے بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کرنے، بیماریوں سے بچاؤ اور ان کے علاج کے بارے میں مکمل بیان موجود ہے، اس لئے عبدالملک بن حبیب اندلسیؒ نے اپنی کوشش سے طبِ نبوی کا ایک مجموعہ دوسری صدی ہجری میں مرتب کیا، جوں جوں احادیث ملتی گئیں عبدالملک کا مجموعہ نامکمل نظر آنے لگا، امام شافعیؒ کے شاگرد محمد بن ابوبکر ابن السنیؒ اور صاحبِ الحلیہ ابونعیم اصفہانیؒ نے اپنی اپنی محنت سے ''طبِ نبوی'' کے دو منفرد مجموعے ترتیب دیئے جن میں فاضل مؤلفین نے احادیث کے ساتھ ان کی تشریح بھی شامل کی، آٹھویں صدی ہجری میں محمد بن ابوبکر ابن القیم الجوزیؒ اور محمد بن عبداللہ ذہبیؒ نے ''طبِ نبوی'' کے نام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طبی تحائف کو پیش کیا

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۷۰

اس وقت تک احادیث کی تدوین مکمل ہو چکی تھی۔ علم العلاج میں بوعلی سینا نے شاندار تجربات کے ذریعہ طب نبوی میں مذکور بہت سی ادویہ کی افادیت کی تصدیق کی اور اس طرح ابن القیمؒ اس قابل ہوئے کہ وہ طب نبوی کے فوائد کے بارے میں مزید معلومات فراہم کرسکیں، ان کی محنت اور خلوص اتنے مقبول ہوئے کہ سات سو سالوں سے اب تک طبِ نبوی کے ایڈیشن جاری ہورہے ہیں۔ (۱)

اس امر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طب اور دوسرے علوم پر فضلِ الٰہی کی بدولت مکمل دسترس حاصل تھی۔ جس کی تصدیق قرآن کریم میں اس طرح فرمائی گئی ہے۔

وَ اَنۡزَلَ اللّٰهِ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا ۝(۲)

''ہم نے آپ پر اپنی کتاب اتاری اور آپ کو حکمت اور ہر وہ علم سکھا دیا جو آپ کو نہیں آتا تھا، اور یہ آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل اور مہربانی ہے۔''

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ آپ خود اپنا علاج کرتے اور دوسروں کو علاج کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ متعلقین خاندان اور اصحاب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کرنے کی ہدایت فرمائی، لیکن آپ نے یا آپ کے اصحاب نے اس سلسلے میں باقاعدہ قرابادین سے مرکب دواؤں کا استعمال نہیں کیا، بلکہ آپؐ اور آپؐ کے ہمدم وہمنشین عموماً مفردات سے علاج کرتے تھے، اس مفرد دوا کے ساتھ کسی ایسی چیز کا اضافہ کرلیتے جس سے اس کی قوت اور افادیت میں اضافہ ہوجاتا، اور تقریباً دنیا کی اکثر اقوام باوجود اختلاف نسل و وطن کے عموماً مفردات ہی سے علاج کرتی رہی ہیں۔ البتہ روم اور یونان کے باشندوں کا میلان خاص مرکبات کی جانب تھا۔ ہندوستان کے ویدوں اور اطباء کی بڑی جماعت صرف مفرد ہی سے

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۲۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ النساء آیت ۱۱۳

علاج کرتی کراتی تھی۔ واضح رہے کہ بعض دوائیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر اصلاح نہ کی جائے وہ بجائے فائدہ کے ضرر پہنچاتی ہیں۔ اور اگر ان کی اصلاح کرنے کے بعد استعمال کیا جائے تو زود اثر ہوتی ہیں۔ جن طریقوں سے ان بعض اصلاح طلب ادویہ کی تدبیر و اصلاح کی جاتی ہے اطباء کی اصطلاح میں ان کے الگ الگ نام اور طریقے ہیں چنانچہ اول ان اصطلاحات کا علم حاصل کرنا چاہئے پھر علاج کی تدبیر کرنی چاہئے۔ (۱)

اطباء کا متفقہ فارمولا ہے کہ جب تک علاج غذا کے ذریعہ یعنی اس کی مقدار قوام الطافت و کثافت اور اوقات میں تغیر کر کے ممکن ہو کسی دوسری جانب رخ نہ کیا جائے، ایسی صورت میں دوا نظر انداز ہی کر دینا بہتر ہے، اسی طرح جب تک مفردات سے کام چلتا جائے مرکبات کو نہ اپنایا جائے۔ اطباء کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ پرہیز اور غذا سے جب تک مرض کا دفاع ممکن ہو اس میں علاج بالادویہ کی طرف توجہ نہ کرنی چاہئے۔ اسی طرح یہ ہدایت بھی آبِ زر سے لکھنی چاہئے کہ طبیب کو دوا کھلانے پلانے میں بہت شیفتہ نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ اگر دوا بدن میں وہ اجزاء نہیں پاتی جنہیں تحلیل کر سکے تو خود بدن کی کاہش میں لگ جاتی ہے یا اسے کسی ایسی بیماری سے سابقہ ہوتا ہے جس کے مناسب حال دوا نہ۔ یا کسی ایسی چیز جو اس کے مناسب حال ہو جاتی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی کمیت بڑھ جاتی ہے، جس سے وہ کمیت غالب آجاتی ہے یا وہ کیفیت بڑھ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں دوا صحت کو کھلونا بنا لیتی ہے اور اسے پراگندہ و منتشر کر دیتی ہے، جو اطباء حذاقت فن اور تجربے کے اعتبار سے مشہور ہوتے ہیں۔ عموماً ان کا طریقہ علاج مفردات ہی ہوتا ہے۔ طبیبوں کے تین گروہوں میں سے یہ بھی ایک گروہ ہے۔ (۲)

یہاں ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اطباء کے طریقہ علاج کو پیغمبر خدا کے طریقہ علاج کے مقابلے میں وہی حیثیت حاصل ہے جو فسوں کاروں، کاہن گروں کے طریقہ علاج کو اطباء حاضر کے طریقہ علاج کے مقابلے میں حاصل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق علاج کے عمدہ ہونے کا تمام با کمال اطباء اساطین فن طب

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۰

۲۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۲۰

نے اقرار کیا ہے اس لئے کہ موجودہ معالجین کا سرمایہ علم طب یا تو قیاس، بعضوں نے تجربہ، بعضوں نے الہام ربانی کسی سچا خواب اور کسی نے ایک زیرک و دانا دماغ کی پیداوار کہا ہے۔ بہتوں نے اس پورے فن کو حیوانات و بہائم کا درس بتلایا ہے۔ جیسا کہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بلی جب کسی زہریلی چیز کو کھا لیتی ہے تو چراغ کی طرف رخ کرتی ہے اور تیل چاٹتی ہے جس سے اس کی مَرَضی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سانپ کو دیکھا کہ جب وہ سوراخوں سے نکلتے ہیں تو آنکھوں سے نظر نہیں آتا وہ اپنی آنکھ کو سونف کے پتوں سے ملتے ہیں جس سے ان کی بینائی بازیاب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ چڑیا جس کا پاخانہ بند ہو گیا تھا سمندر کے پانی کو اپنی چونچ سے اپنی مبوز (مقعد) میں ڈالتے دیکھ کر لوگوں نے حقنہ (Enema) کا طریقہ ایجاد کیا۔ اس طرح کے صدہا واقعات مبادی طب میں مذکور ہیں۔ یہ بات بھی کچھ بعید از عقل نہیں معلوم ہوتی کہ وحی الٰہی کے ذریعہ مضرتوں اور منافع کا علم ہم تک پہنچا ہے۔ اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دین و دنیا میں نافع و ضار چیزوں اور حالات کا الہام باری تعالیٰ اپنے انبیاء کو کرتے ہیں اور اس کا علم انہیں کے ذریعہ ہم کو ہوتا ہے۔ اس لئے جو اس انداز سے علم طب کو دیکھتے ہیں وہ طب کو وحی الٰہی اور اس فن کو انبیاء کے ذریعہ لائے ہوئے دوسرے علوم کے ہم پلہ تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ انبیاء نے ایسی دوائیں بنائیں جن دواؤں تک اکابر اطباء کی نگاہ بھی نہ پہنچی۔ نہ ان تک ان کی رسا عقل پہنچ سکی، نہ ان کے تجربے میں آئی اور نہ ان کا قیاس ہی یہاں تک پہنچ سکا۔ لوگوں نے انہیں استعمال کیا اور اس سے شفاء پائی۔ آج کے انسان کو اس مشینی دور میں جس قدر سہولیات میسر ہوئی ہیں اسی قدر انسان پریشان اور طرح طرح کی بیماریوں میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔(۱)

دورِ جدید کے لوگوں کا خیال ہے کہ طب میں اتنی پرانی باتیں شاید آج اتنی مفید نہ ہوں اور اس لئے جدید اضافوں کو چھوڑ کر قدیم روایات کی پیروی ترقی معکوس کے مترادف ہے اصولی طور پر یہ کہنا غلط بھی نہیں ہے۔ لیکن اس اصول کا اسلام پر اس لئے اطلاق نہیں ہوتا کہ وہ تاریخ کے ہر دور میں جدید رہتا ہے مثال کے طور پر علوم طب میں جملہ ترقیوں کے باوجود دل کا ایک مریض بھی آج تک مکمل طور پر شفایاب نہیں ہوا۔ جنہوں نے دل کے آپریشن کروائے نئی نالیاں یا والو بھی لگوائے ہوں تو بھی دل کے ڈاکٹروں کی دہلیزوں

۱۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۰۱

سے ہر حال میں وابستہ رہتے ہیں۔اس کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے دل کے دورے کا علاج کر کے مریض کو ایسا اچھا تندرست کیا کہ وہ اس دورے کے بعد گھوڑے پر کئی لاکھ میل چلے اور ایران فتح کیا جبکہ اطباء جدید کے مریضوں کے لئے سیڑھیاں چڑھنا بھی ممنوع ہوتا ہے۔طب جدید میں دمہ کا ایک بھی مریض کبھی شفایاب نہیں ہوا۔جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر عمل کرتے ہوئے ہم نے کسی کو بیمار رہتے نہیں دیکھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم طب وحی الٰہی پر مبنی ہر دور میں جدید ٹھوس سائنسی اصولوں پر مبنی اور اپنے فوائد کے لحاظ سے قطعی اور یقینی ہے۔جس میں غلطی یا نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں۔(۱)

۱۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰

قرآنی نباتات کا تقابلی مطالعہ صحفِ آسمانی سے

انار کا ذکر قرآن میں تین بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ الانعام (۶)۔	۹۹
۲۔	سورۃ الانعام (۶)۔	۱۴۱
۳۔	سورۃ رحمٰن (۱۰۵)۔	۶۸

کتب مقدسہ میں انار کا تذکرہ تیرہ بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ گنتی: ۲۰:۵:۶

۲۔ استثنا ۸۔۸

۳۔ سلاطین ۷۔۱۷۔۵،۶

۴۔ غزل الغزلات ۳۔۴

۵۔ غزل الغزلات ۱۳۔۴

۶۔ یوایل ۱۲۔۱

۷۔ حجی ۱۹۔۲

۸۔ Song of Solomon 8:2

۹۔ Deuteronomy 8:8

۱۰۔ Numbers 20:5

۱۱۔ Samuel 14:2

۱۲۔ Exodus 39:24

۱۳۔ Numbers 13 :23, http://en.wikipedia.org/wiki/pomegranates

قرآن کریم میں انگور کا ذکر (۱۱) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سورۃ	آیت نمبر
۱۔	سورۃ البقرۃ	۲۶۶
۲۔	سورۃ الانعام	۹۹
۳۔	سورۃ رعد	۴
۴۔	سورۃ النحل	۱۱، ۶۷
۵۔	سورۃ بنی اسرائیل	۹۱
۶۔	سورۃ کھف	۳۲
۷۔	سورۃ مومنون	۱۹
۸۔	سورۃ یٰسین	۳۴
۹۔	سورۃ عبس	۲۸۔۲۷

کتب مقدسہ میں انگور کا تذکرہ دو (۲) بار ہوا ہے:۔

۱۔ کتاب استثنا باب ۸۔ آیت ۷ اور ۸
۲۔ کتاب یوحنا کی انجیل۔ باب ۱۵۔ آیت ۵

انجیر کا ذکر قرآن میں ایک بار ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ تین	۱۔۴

کتب مقدسہ میں انجیر کا تذکرہ انچاس (۴۹) مرتبہ آیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں :۔

۱۔ قضاۃ ۱۱۔۱۰:۹
۲۔ غزل الغزلات ۱۳:۳
۳۔ زبور۔۱۰۴۔۳۲،۳۳
۴۔ صحیفہ ارمیاؑ باب۔۲۴
۵۔ صحیفہ میکاءؑ ۔۴۔۴
۶۔ صحیفہ میکاءؑ ۔۷۔۱
۷۔ صحیفہ حجائی باب۲۔۱۹
۸۔ مرقس باب۱۱۔۱۳

پیاز کا ذکر قرآن میں ایک بار ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
۱۔	سورہ البقرہ	آیت۔۶۱

کتب مقدسہ میں پیاز کا تذکرہ سولہ (۱۶) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ ا۔سلاطین۔باب۱۹۔آیت ا۔۱۰
۲۔ ا۔سلاطین۔باب۲۲۔آیت ۲۶۔۲۷
۳۔ ا۔سلاطین۔باب۱۹۔آیت ا۔۱۰
۴۔ ۲۔تواریخ،باب۲۴۔آیت ۲۱
۵۔ ۲۔تواریخ،باب۱۷۔آیت ۷۔۱۰

۶۔ مرقس، باب ۶، آیت ۱۷۔۲۹

۷۔ متی، باب ۲۷، آیت ۲۰ تا ۲۶

۸۔ کتاب گنتی۔ باب ۱۱ آیت ۷۔۶۔۵

۹۔ عاموس۔ باب ۷۔ آیت۔ ۱۰۔۱۳

حنایا کافور کا ذکر قرآن میں ایک بار ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ دھر	آیت۔۱۷

کتب مقدسہ میں حنایا کافور کا تذکرہ دو (۲) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ کتاب غزل الغزلات۔ باب ۱۔ آیت ۱۴

۲۔ کتاب غزل الغزلات۔ باب ۴۔ آیت ۱۳

زیتون کا ذکر قرآن میں سات (۷) بار ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ الانعام	آیت۔۹۹
۲۔	سورۃ الانعام	آیت۔۱۴۲
۳۔	سورۃ النحل	آیت۔۱۱
۴۔	سورۃ المومنون	آیت۔۲۰
۵۔	سورۃ النور	آیت۔۱۵

۶۔ سورۃ عبس آیت ۔۲۹

۷۔ سورۃ التین آیت ۴۔۱

کتب مقدسہ میں زیتون کا تذکرہ دو(۲) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ کتاب پیدائش ۔باب ۸۔آیت ۱۱

۲۔ کتاب خروج ۔باب ۲۷۔آیت ۲

سدرہ یا بیری کا ذکر قرآن میں تین بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ سبا (۳۴)۔	۱۵تا۱۶
۲۔	سورۃ نجم (۵۳)۔	۱۴تا۱۸
۳۔	سورۃ الواقعہ (۵۶)۔	۲۷تا۳۴

کتب مقدسہ میں سدرہ یا بیری کا تذکرہ پانچ (۵) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ کتاب التواریخ ۔باب ۱۷۔آیت

۲۔ کتاب یوحنا کی انجیل ۔باب ۹۲۔آیت نمبر ۱۲

۳۔ کتاب یوحنا کی انجیل ۔باب ۸۔آیت نمبر ۱۱۔۱۰

۴۔ کتاب یوحنا کی انجیل ۔باب ۱۰۴۔آیت نمبر ۱۶

۵۔ کتاب حزقی اول ۔باب ۳۱۔آیت نمبر ۸۔۳

شجر کا قرآن میں تذکرہ بیس (۲۰) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ البقرۃ	۳۵_۳۶
۲۔	سورۃ البقرہ	۱۲۴
۳۔	سورۃ الاعراف	۱۹،۲۰،۲۲
۴۔	سورۃ ابراھیم	۲۶،۲۴
۵۔	سورۃ النحل	۰۱،۶۸
۶۔	سورۃ سبا	۱۵
۷۔	سورۃ طٰہ	۱۲۰
۸۔	سورۃ الواقعہ	۷۱_۷۲
۹۔	سورۃ الحج	۱۸
۱۰۔	سورۃ المومنون	۲۰
۱۱۔	سورۃ النور	۳۵
۱۲۔	سورۃ النمل	۶۰
۱۳۔	سورۃ قصص	۳۰_۲۹
۱۴۔	سورۃ لقمان	۲۷
۱۵۔	سورۃ یٰسین	۸۰
۱۶۔	سورۃ الصٰفٰت	۶۲،۶۴،۱۴۶
۱۷۔	سورۃ الدخان	۴۳
۱۸۔	سورۃ الفتح	۱۸
۱۹۔	سورۃ رحمٰن	۶
۲۰۔	سورۃ الواقعہ	۵۲

کتب مقدسہ میں شجر کا تذکرہ دو (۲) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ کتاب پیدائش۔ باب۲۔ آیت ۱۷۔۱۶

۲۔ کتاب پیدائش۔ باب۳۔ آیت ۶

کھجور کا ذکر قرآن میں مختلف ناموں سے اٹھائیس (۲۸) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام سورۃ	آیت نمبر	نمبر شمار	نام سورۃ	آیت نمبر
۱۔	سورۃ البقرۃ	۲۶۶	۲۔	سورۃ الانعام	۱۰۰
۳۔	سورۃ الانعام	۱۴۲	۴۔	سورۃ الرّعد	۴
۵۔	سورۃ النّحل	۱۱۔۱۰	۶۔	سورۃ النّحل	۶۷
۷۔	سورۃ بنی اسرائیل	۹۱۔۹۰	۸۔	سورۃ الکھف	۳۲
۹۔	سورۃ مریم	۲۳	۱۰۔	سورۃ مریم	۲۵۔۲۴
۱۱۔	سورۃ طٰہٰ	۷۱	۱۲۔	سورۃ المومنون	۱۹
۱۳۔	سورۃ الشعر	۱۴۸	۱۴۔	سورۃ یٰسین	۳۵۔۳۴
۱۵۔	سورۃ ق	۱۰	۱۶۔	سورۃ القمر	۲۰۔۱۸
۱۷۔	سورۃ الرّحمٰن	۶۹۔۶۸	۱۸۔	سورۃ الحاقہ	۷۔۶
۱۹۔	سورۃ عبس	۳۲۔۲۴			

کتب مقدسہ میں کھجور کا تذکرہ:۔

توریت اور انجیل میں کھجور کا ذکر ۴۸ مقامات پر آیا ہے جن میں اہم یہ ہیں:

۱۔ اخبار ۴۰:۲۳

۲۔ غزل، الغزلات ۷:۶۔۶:۷

۳۔ یوایل، ۱:۱۲

لہسن کا قرآن میں تذکرہ ایک بار ہوا ہے جو یہ ہے:۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
ا۔	سورۃ البقرۃ	۶۱

کتب مقدسہ میں لہسن کا تذکرہ ایک بار ہوا ہے جو یہ ہے:۔

ا۔ کتاب گنتی۔ باب ۱۱ آیت ۷۔۶۔۵

من کا قرآن میں تذکرہ تین (۳) بار ہوا ہے جو یہ ہیں:۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
ا۔	سورۃ البقرۃ	۵۷
۲۔	سورۃ الاعراف	۱۶۰
۳۔	سورۃ طٰہٰ	۸۰

کتب مقدسہ میں من کا تذکرہ پانچ (۵) بار ہوا ہے جو یہ ہیں:۔

ا۔ کتاب خروج۔ باب ۱۶ ۔ آیت ۱۵

۲۔ کتاب استثنا۔ باب ۸ ۔ آیت ۳

۳۔ کتاب زبور۔باب۷۸ ۔ آیت ۲۴

۴۔ کتاب گنتی۔ باب ۱۱ ۔ آیت ۷۔۹

۵۔ کتاب یوحنا کی انجیل۔باب۶ ۔ آیت ۳۱

مسور کا قرآن میں تذکرہ ایک بار ہوا ہے جو یہ ہے:۔

نمبر شمار۔	نام سورۃ۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ البقرۃ	۶۱

کتب مقدسہ میں مسور کا تذکرہ چار (۴) بار ہوا ہے جو یہ ہیں:۔

۱۔ پیدائش ۳۰۔ ۲۹ : ۲۵

۲۔ پیدائش ۳۴ : ۲۵

۳۔ سموئیل ۲۹۔ ۲۸ ۔ ۱۷

۴۔ حجی ۱۲ : ۲

اناج

اناج کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	حب(۱)	عربی۔	حب،حطہ	فارسی۔	بذر،غلہ
اردو،ہندی۔	اناج،غلہ(۲)	فارسی،پنجابی،گجراتی۔	دانہ	بنگالی۔	شامیو
ملیالم۔	دھانیم	سنسکرت۔	شامیا		
یونانی۔	Kokoz	ہسپانوی۔	Grano	لاطینی۔	Granum
عبرانی۔	Zehra	روسی۔	Zerno	جرمن۔	Korn
اطالوی۔	Granello	انگریزی،فرانسیسی۔	(۳)Grain Seed		

تعارف:۔

انسان کے دنیا میں آنے کے بعد اس کی غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلا شعبہ جو عالمِ وجود میں آیا وہ زراعت کا تھا۔تاریخِ عالم سے پتا چلتا ہے کہ سب سے پہلی کاشت حضرت آدم علیہ السلام نے گندم اُگا کر کی جس کی تعلیم حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دی۔زراعت یا کھیتی باڑی انبیاء کی سنت رہی ہے۔عربی میں حَب کے معنی دانہ کے ہیں لیکن عموماً اس کا مفہوم اناج یا غلّہ سے لیا جاتا ہے۔عرب کا علاقہ کئی اقسام کے گیہوں، جو اور باجرے کی پیداوار کے لئے مشہور ہے۔فلسطین اور شام کے کافی خطوں میں گیہوں کی پیداوار پانچ ہزار سال قبل مسیح شروع کی جا چکی تھی۔کم سے کم پانچ اقسام کے گیہوں سے عرب واقف تھے اور ان کی کاشت زیادہ تر کھجور کے باغات میں کرتے تھے۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں گندم بحری

۱۔ فیروزالدین،الحاج مولوی،فیروزاللغات،فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء ، ص ۵۱۶

۲۔ فیروزالدین،الحاج مولوی،فیروزاللغات،فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء ، ص ۱۱۸

۳۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, Page 585, 1970.

اور بری راستوں سے برآمد بھی کیا جاتا تھا۔ جو اور جوار کی کھیتی بھی ان علاقوں میں دو سے تین ہزار سال قبل مسیح شروع کی جا چکی تھی۔(۱)

اناج کے پودوں کے بیج غلّہ کہلاتے ہیں، ان کی امتیازی خوبی ان کا چھوٹا ہونا، سخت ہونا اور معمولی رطوبت رکھنا ہے۔ ان پودوں میں سے زیادہ تر کا تعلق گھاس کے خاندان سے ہے۔ قدیم رومن ''ڈیمیتر'' کو اناج اور فصلوں کی دیوی کہتے تھے، یونانی اسے ''سیرز'' کہتے تھے۔ سیریل (اناج) کا لفظ اسی سے نکلا ہے، اناج انسانی غذا کا نامعلوم زمانوں سے بہت بڑا حصہ رہا ہے کیونکہ ان کی کاشت وسیع پیمانے پر ہوتی ہے اور یہ عرصہ تک محفوظ رہ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی اقسام بہت زیادہ ہیں اور ان کا ذائقہ مختلف ہوتا ہے، اسی طرح ان کا استعمال بھی مختلف انداز میں ہوتا ہے۔ اناج کی کاشت انسانی استعمال کے لئے غالباً دس ہزار سال قبل مسیح شروع ہوئی، یہ انسان کے ابتدائی دور سے مہذب دور میں داخلے کی نشاندہی کرتا ہے جو خانہ بدوشی کے دور سے گزرنے کے بعد متمدن دور کا آغاز کہلاتا ہے۔ پھر جلد ہی انسان نے غلے کو پیس کر کھانے کے لئے روٹی بنانا شروع کر دی۔ صدیوں پہ مشتمل کاشت کاری اور انتخاب کے عمل نے اناجوں کو تبدیل اور بہتر بنا دیا ہے۔
گندم کی جو جنگلی اقسام مبینہ طور پر دریائے عرفات کے کناروں پر تل موریبات کے آثار قدیمہ سے ملی ہیں وہ آٹھ سو سال قبل مسیح کے دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ جبکہ ایران کے علاقہ علی کوش سے ملنے والے ذخائر (۷۵۰۰ سے ۶۷۵۰) سال قبل مسیح پرانے زمانے کے ہیں۔ مغربی وسطی اناطولیہ سے (۷۰۰۰) سال قبل مسیح پرانے آثار قدیمہ سے بھی گندم کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ اگرچہ قدیم ترین تہذیب بظاہر مشرق قریب تک محدود تھی لیکن یہ بہت جلد گرد و نواح میں بھی پھیل گئی۔ بلقان میں اس کی ابتدائی کاشت کے بعد گندم یورپ کے دیگر علاقوں میں پہنچی۔ ہندوستان میں اگائی جانے والی گندم کی اقسام غالباً چار ہزار سال قبل مسیح اور چین میں مسیحی دور سے کچھ پہلے متعارف ہوئیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ گندم پیدا کرنے والے ممالک میں ہندوستان چوتھے نمبر پر ہے۔(۲)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۷۲
۲۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۹۳ تا ۱۹۴

اناج کے چار بنیادی اور اہم حصے ہوتے ہیں: (۱) بھوسہ، یعنی اناج کے اردگرد پایا جانے والا غلاف۔ (۲) غلے کی بیرونی تہہ یعنی چوکر۔ (۳) گودا (۴) غذائیت پر مشتمل حصہ جس میں نشاستہ، کچھ مقدار میں پروٹین اور تھوڑی سی چکنائی ہوتی ہے۔ اناج کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں زیادہ معروف گندم، چاول، مکئی، باجرہ، جو، جوار وغیرہ ہیں۔

غذائی اہمیت:۔ تمام اناج ایک جیسی کیمیائی ترکیب اور غذائی اہمیت رکھتے ہیں۔ انہیں کاربوہائیڈریٹس سے مالا مال غذائیں کہتے ہیں کیونکہ ان میں ستر (۷۰) فی صد کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں۔ یہ توانائی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ پروٹین مہیا کرتے ہیں جو عموماً اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے۔ اناج میں پروٹین کا تناسب مختلف ہوتا ہے مثلاً یہ ایک سو گرام گندم میں گیارہ اعشاریہ آٹھ فی صد اور چاولوں میں آٹھ اعشاریہ پانچ فی صد پائی جاتی ہے۔ سالم اناج کیلشیم اور آئرن کا بہت اچھا ذریعہ ہیں، ان میں ''اسکاربک ایسڈ'' نہیں ہوتا اور خاص طور پر وٹامن ''اے'' تو بالکل فراہم نہیں کرتے، زرد مکئی اکلوتا اناج ہے جس میں ''کیروٹین'' ہوتا ہے اور یہ وٹامن ''اے'' مہیا کرنے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ سالم اناج میں وٹامن ''بی'' کے تمام گروپ پائے جاتے ہیں۔ متوازن غذا بنانے کے لئے کھانوں میں اناج کے ساتھ دیگر اقسام کی ''پروٹین'' شامل کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں معدنی اجزاء وٹامن ''اے'' اور ''سی'' کے لئے پھلیاں، بیج، دودھ، پھل اور تازہ سبزیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ سالم اناج ہماری غذا میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ پروٹین کے توازن میں اضافہ کرتے ہیں۔ دیگر غذائی اجزاء فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ وٹامن ''سی'' کے فعل کو مؤثر بناتے ہیں، سالم صورت میں اناج کے کاربوہائیڈریٹس کا مرکب ہاضمے کی ضروریات پوری کرتا ہے کیونکہ یہ ضروری ریشہ مہیا کرتے ہیں۔ (۱)

عرب میں یوں تو دریاؤں کی کمی کی بنا پر زراعت کے لئے پانی سال بھر دستیاب نہیں رہتا ہے۔ پھر بھی خدا کی قدرت ہے کہ بہت سے علاقے زرخیز ہیں۔ بعض پہاڑوں سے چشمے جاری رہتے ہیں جن سے دامنِ کوہ اور

ا۔　ندوی، سید سلیمان، عرب و ہند تعلق، الہ آباد ہندوستان، ۱۹۳۰ء

وادیاں سرسبز اور شاداب رہتی ہیں۔ پرانے دور میں انہی چشموں کے پانی کو روک کر بند بنا لیے جاتے تھے اور سال بھر ان سے باغات اور کھیتوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ ایسے ہی ایک بند (ارم) کا تذکرہ قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ بہر حال دریاؤں اور بارش کی کمی کے باوجود عرب کی سرزمین میں زراعت کی فنی صلاحیتیں بہت عروج پر رہی ہیں۔ عرب کے چند مشہور اناجوں میں حنط، قمح، البُرّ (گیہوں، گندم) شعیر (جو) درۃ، عویجہ (جوار) دُخن (ساوا، چینا) (کانگنی)۔(۱)

قدرتی فوائد اور شفا بخش خصوصیات:۔

تمام اناج غذائیت بخش ہوتے ہیں روٹی، کیک و دیگر پکوان بنانے کے لئے پیسے جاسکتے ہیں، تاریخ سے پہلے کے زمانے میں آٹا ہی استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ تازہ غذائیں بہت کم ہوتی تھیں۔ لیکن تب بھی اسے تازہ تازہ پیسے جانے کے بعد استعمال کیا جاتا تھا تاکہ اس کی حقیقی غذائی صلاحیت برقرار رہے۔ آج کے جدید دور میں ملیں بہت باریک آٹا تیار کرتی ہیں اس طرح پیسے جانے سے غذائی اجزاء کی بہت بڑی مقدار ضائع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آج کل جو آٹا بازار میں دستیاب ہے وہ پسائی، صفائی اور ایسے کیمیائی عمل سے گزارا جاتا ہے کہ یہ غذائیت سے محروم سفوف بن کر رہ گیا ہے۔(۲)

گندم کا آٹا دنیا بھر میں بہت مقبول ہے لیکن اس آٹے سے چوکر اور سوجی نکال لئے جائیں تو بیکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ماہرین کے مطابق ''سالم آٹے'' (جس میں چوکر، سوجی اور میدہ شامل ہو) اور ''سفید آٹے'' میں بہت فرق ہے۔ گندم کو ریفائن پراسیس سے گزارنے پر اس کا اہم ترین جزو جو اناج کی بنیادی غذائی صلاحیت مہیا کرتا ہے ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ اہم ترین جزو ''وٹامن ای'' ہوتا ہے جو انسانی صحت کے لئے انتہائی اہم اور ضروری ہے۔ آٹے کو تجارتی نکتہ نظر کے تحت سفید اور باریک کیا جاتا ہے تاکہ اس کا ذائقہ بہتر اور رنگ صاف ہو جائے، ایسے آٹے سے روٹی، پیسٹری اور دیگر لذت بخش پکوان تیار کرنا آسان

۱۔ باکھر و، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۹۴ تا ۱۹۵

۲۔ Nadvi, Syed Suleman, Arab-o-Hind Taalluqat (Indo-Arab Relations) Allahabad, 1930.

ہو جاتا ہے مگر یہ صرف لذتِ دھن تک محدود رہتے اور غذائیت سے محروم ہوتے ہیں۔ اور اس میں چوکر، گودا اور مغز شامل نہیں رہتے، ان کی عدم موجودگی متعدد بیماریاں پیدا کرتی ہے یہاں تک کہ کینسر بھی ہوسکتا ہے۔(۱)

گندم اب ایسا اناج بن چکی ہے جو روٹی تیار کرنے والے دیگر اناجوں میں سب سے اوپر ہے۔ کیونکہ اس کی مقدار، معیار اور مخصوص پروٹین اور گلوٹین اسے سب سے ممتاز بناتی ہے۔ گندم میں پائی جانے والی گلوٹین نامی پروٹین اس کے گندھے ہوئے آٹے کو آپس میں پیوست رہنے کی صلاحیت دیتی ہے۔ آٹے میں گلوٹین کا تناسب جتنا زیادہ ہوگا چپاتی بنانا اتنا ہی سودمند ہوگا۔

چند بنیادی استعمال ہونیوالے اناج اور ان کی خصوصیات:۔

گندم (Wheat) :۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا اناج گندم ہے۔ یہ سب سے زیادہ غذائیت سے بھرپور اور توانائی فراہم کرنے والا اناج بھی ہے۔ اس کا بیرونی حصہ وٹامنز اور معدنی اجزاء سمیت ایک عمدہ صحت بخش جزو ہے۔ مزاج: اول درجے میں گرم اور رطوبت و یبُوست میں معتدل ہے۔ افعال کے اعتبار سے گیہوں تمام غلوں میں بہتر ہے اور انسان کے لئے بہترین غذاؤں میں سے ہے۔ کثیر الغذا ہے اس کے آٹے کی روٹی پکا کر کھائی جاتی ہے اس کے میدے کی روٹی قابض اور دیر ہضم ہوتی ہے، مغز بادام کے ہمراہ گیہوں کا حریرہ تیار کر کے کھانسی، نفث الدم، ضعف باہ، ضعف دماغ اور ضعف بدن کے دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز اس کا خشک نشاستہ بھی حریرہ میں شامل کر کے پلایا جاتا ہے۔ گیہوں میں قوت جلا، قوت تحلیل اور قوت انضاج بھی ہے لہٰذا گیہوں کو منہ میں چبا کر دل (بال توڑ) اور دوسرے پھوڑے پھنسیوں پر لگاتے ہیں اور اس کے آٹے کی پلٹس بنا کر اُورام پر باندھتے ہیں، گیہوں میں ایک قسم کی دہنیت بھی ہے جسے پتال جنتر کے ذریعے نکال کر داد گنج اور جھائیں پر لگانے میں فائدہ دیتا ہے۔ گیہوں کی بھوسی (سبوس گندم) جو آٹے کو چھاننے کے بعد باقی رہتی ہے منفث بلغم اور منضج بلغم ہے اور کھانسی و

۱۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء

زکام میں تنہا یا مناسب ادویہ کے ہمراہ اس کا جوشاندہ بنا کر پلایا جاتا ہے۔(۱)

چاول (Rice) :۔ اگر چہ اس میں گیہوں سے تغذیہ کم ہے گرم مرضوں اور گرم مزاجوں میں اس کا استعمال بہت مفید ہے، چاول کا دھون قابض اور مدر بول ہونے کی وجہ سے اسہال سوزاک اور سیلان الرحم جیسے امراض میں مناسب ادویہ کے ہمراہ بطور بدرقہ مستعمل ہے چاول کا جوشاندہ زود ہضم ہے گرم مزاجوں کو فائدہ دیتا ہے، چاول کا آٹا تنہا یا مناسب ادویہ کے ہمراہ چہرے اور بدن کی رنگت کو نکھارنے کے لئے بطور ابٹن استعمال کرتے ہیں۔اس میں نشاستہ زیادہ، پروٹین، نمکیات، روغنی اجزاء بہت کم ہوتے ہیں۔اور کیلشیم نہ ہونے کے برابر یہ زود ہضم ہے، اس میں وٹامن ''بی'' ہوتا ہے۔اس لئے انہیں ابال کر پانی نہیں پھینکنا چاہئے، دست، پیچش، پیٹ کی تکالیف، تپ دق میں زیادہ کھانے چاہئے، ماہواری کی زیادتی میں کھانا نافع ہے۔(۲)

مکئی (CORN) :۔ گندم اور چاول کے بعد مکئی دنیا میں انتہائی اہم اناج ہے، اناجوں میں یہ ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔اس کے دانے ایک الگ بھٹے میں پیدا ہوتے ہیں جو پتے نما لمبے حفاظتی غلاف میں ملفوف رہتے ہیں دانے رس اور گودے سے بھر جانے کے باوجود نرم اور ملائم رہتے ہیں۔نوخیز اور کومل مکئی اپنے شکری جز کی وجہ سے بہت پسند کی جاتی ہے۔کسی بھی اور اناج کے مقابلے میں مکئی میں زیادہ شوگر ہوتی ہے اسی لئے مکئی کو میٹھا اناج کہتے ہیں۔افعال کے اعتبار سے قابض، نفاخ ہے۔مکئی کی روٹی میں بھی کافی غذائیت ہوتی ہے۔لیکن جو جوار کی بہ نسبت زیادہ ثقیل اور قابض ہے نفخ پیدا کرتی ہے۔گرم مزاجوں کے لئے مناسب غذا ہے مکئی کو بھون کر بھی کھاتے ہیں اس کے کھانے سے قبض رفع ہو جاتی ہے۔(۳)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۶۱

۲۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ص ۱۱۲

۳۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء ص ۲۱۰۔۲۱۱

قرآن میں اناج کا تذکرہ:۔

''اور وہ وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی روئیدگی کو نکالا اور پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ ہم اس سے اوپر تلے چڑھے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھوں سے خوشے نکلتے ہیں۔ نیچے کو لٹکتے ہوئے اور ہم نے باغ انگور اور زیتون اور انار کے پیدا کئے باہم مشابہ اور غیر مشابہ۔ اس کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اسکے پکنے کو دیکھو بیشک ان سب میں دلائل ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان کی طلب رکھتے ہیں'' (۱)۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ''اور زمین میں پاس پاس قطعے ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ اور انگوروں کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں اور کھجوریں گنجان بھی بعض کی بہت سی شاخیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں (باوجودیکہ) پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض میووں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں'' (۲)۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ''وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت (شاداب ہوتے) ہیں جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بیشمار درخت) اگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کیلئے اس میں (قدرتِ خدا کی) بڑی نشانی ہے'' (۳)۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ''اور کھجور اور انگور کے میووں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) کہ ان سے شراب بناتے ہو اور عمدہ رزق (کھاتے ہو) جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں ان کیلئے ان (چیزوں) میں (قدرتِ خدا کی) نشانی ہے'' (۴)۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ''اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ (عجیب وغریب باتیں نہ دکھاؤ یعنی یا تو) ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کردو۔ یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور اس کے بیچ میں نہریں نکالو'' (۵)۔ اس کے

۱۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۹

۲۔ سورۃ الرعد آیت نمبر ۴

۳۔ سورۃ النحل آیت نمبر ۱۱

۴۔ سورۃ النحل آیت نمبر ۶۷

۵۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۱

بعد ارشاد فرمایا۔ ''اور ان سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کئے تھے۔ اور ان کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیئے تھے اور ان کے درمیان کھیتی پیدا کردی تھی'' (۱)۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ''پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ ان میں تمہارے لئے بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ ''اور ہم نے اس (زمین) میں باغ لگائے کھجوروں اور انگوروں کے اور اس (زمین) میں چشمے جاری کردئے تاکہ لوگ اس (باغ) کے پھلوں سے کھائیں'' (۲)

۱۔ سورۃ الکھف آیت نمبر ۱۲

۲۔ سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۹

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ www.grain.org/gr/?id=179 - 25k
- ☆ www.grain.org/seedling/?id=239 - 54k
- ☆ www.dowagro.com/mycogen/resource/newsreleases/20080821c.htm
- ☆ reveg-catalog.tamu.edu/11-Seed%20Harvesting.htm
- ☆ www.icarda.cgiar.org/News/Seed%20Info/SeedInfo_33/ResearchNotes_33.htm
- ☆ www.sciencedaily.com/releases/2008/08/080825201928.htm
- ☆ www.nordtech.ubm.ro/issues/2003/2003.01.77.pdf
- ☆ www.inmagine.com/sof018/sof018018-photo - 100k
- ☆ www.grainlegumes.com/aep/special_reports/seed_protein_in_grain_legumes
- ☆ www.maf.govt.nz/mafnet/publications/outside-in-review/page-05.htm
- ☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/proceedings1993/v2-068.html
- ☆ www.fedfarm.org.nz/n552.html - 20k
- ☆ www.grainscanada.gc.ca/str-rst/fusarium/fhbwc-foc-eng.htm
- ☆ www.ars.usda.gov/pandp/people/people.htm?personid=197
- ☆ www.ferrari-tractors.com/smallscale.htm
- ☆ awww.encyclopedia.com/topic/grain.aspx

انگور

انگور کے مختلف نام:۔

عربی۔	عنب	**فارسی۔**	فرشک	**ہندی،اردو۔**	انگور(۱)
پنجابی۔	انگور	**سنسکرت۔**	دراکش	**انگریزی۔**	گریپس(۲)
جرمن۔	Traube	**فرانسیسی۔**	Vigne-Cultive	**لاطنی۔**	Acinus
اطالوی۔	Uva, Acino	**یونانی۔**	Frapa	**روسی۔**	Vinograd
عبرانی۔	A'Navim,Enav				

تعارف:۔

انگور اہم پھلوں میں سے ایک ہے یہ لذیذ، غذائیت سے بھرپور اور آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے۔انسانی صحت و توانائی کی بحالی کیلئے انگور قدرت کا انمول تحفہ ہے۔انگور کے دانے گول یا بیضوی اور گچھے کی صورت میں ہوتے ہیں۔انگور کی بہت سی قسمیں اور سائز ہوتے ہیں چنانچہ ان کی شکل، رنگ، ذائقہ اور خوشبو بھی مختلف ہوتی ہے۔ان کے دانے مٹر کے دانوں سے لے کر آلو بخارے تک کی جسامت رکھتے ہیں۔انگور ایک مشہور و معروف ہردلعزیز میوہ ہے جس سے تقریباً ملک کا بچہ بچہ واقف ہے۔اس کی روح پرور رنگت اور اس کی دلنواز ساخت بے حد جاذبِ نظر ہوتی ہے۔کون ہے جو انگور کے دلفریب خوشے پڑے ہوئے دیکھے اور اس ذائقہ نواز وحلاوت دہ میوے سے زبان کو محروم رکھے۔یقیناً ہر وہ شخص جس کی جیب اجازت دیتی ہے اس کو استعمال کرتا ہے۔خصوصاً بیماروں کے لیے تو اس کا رس آبِ حیات کا جرعۂ شیریں ہوتا ہے۔(۳) تاریخ یہ بتانے

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۱۲۶

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 1048,.

۳۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء ص ۵۳

سے قاصر ہے کہ سب سے پہلے انگور کس نے کاشت کیا اور کب کاشت ہوا۔ بعض مئورخین یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے انگور کی کاشت کی تھی اور بعض مئورخین کا خیال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حام نے اس کی کاشت کی ترویج دی۔ یہ پہلے خودرو جنگلی داکھ (انگور) کی صورت میں پایا جاتا تھا۔(۱) مصر کے آٹھ ہزار سال پرانے آثار میں ایسے پتھر موجود ہیں، جن پہ انگوروں کی تصویریں کندہ ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوؤں کے قدیم شاستر برشسرت اور چوک سے پتہ چلتا ہے کہ انگور بڑا پرانا پھل ہے۔ سنسکرت میں دواکشا ارشا کے نام سے اس کا ذکر ملتا ہے۔ اتھر ودید اور یجر وید میں بھی انگور کا ذکر ہے۔ اشہٹا دہائی میں پتنا جلی رشی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اس فن کی دریافت کا زمانہ تین ہزار سال قبل مسیح ضرور رہا ہوگا۔ کیونکہ روایت ہے کہ حضرت نوحؑ کے دور میں کاشت کیا ہوا انگور دریافت ہو چکا تھا۔ اس طرح کھجور (قرآنی نام نخل، نخیل) کے بعد انگور کی تاریخ ہی پھلوں میں سب سے قدیم مانی جاسکتی ہے۔ افریقہ اور ایشیا کی پرانی تہذیبوں میں انگور کی کھیتی اور اس سے حاصل کردہ شراب کو بڑی اہمیت دی گئی تھی۔ یونانی دیو مالا میں انگور کے رس کو دیوتاؤں کا مرغوب مشرب قرار دیا گیا ہے پھلوں اور پھولوں کی دیوی فلورا کا انگور من بھاتا کھانا تھا۔ اہل ہنود کے نزدیک اندر دیوتا کی آرتی اتارتے وقت انگور پھل کا پھوک لگانے سے دیوتا خوش ہوتا ہے۔ داراکشا ارشا دیوتا کا پسندیدہ پھل ہے۔ انگور موسم گرما کے اختتام کے زمانے میں عام ہوتا ہے۔ یہ پھل بڑے فوائد کا حامل ہے۔ تاثیر کے لحاظ سے انگور گرم تر ہے۔ دل، معدے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے۔(۲)

انگور کی بنیادی طور سے تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ بری ۲۔ کوہی ۳۔ بستانی

یہ سبز، زرد، کالے، سرخ اور نیلے رنگ میں پایا جاتا ہے۔ انگور سے پیدا کی گئی قسموں کی تعداد آٹھ ہزار تک پہنچ

۱۔ چغتائی حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۳

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۵۷

چکی ہے۔ان میں سے بھی کچھ اچھی قسموں کی کاشت دنیا کے بہت سے ممالک میں کافی عام ہوگئی ہے جن میں سرِ فہرست اٹلی، فرانس، روس، اسپین، ترکی، ایران، افغانستان، جاپان، شام، الجیریا، مراکش اور امریکہ ہیں۔انگور کی کل عالمی پیداوار کا نصف یورپ کے ممالک پیدا کرتے ہیں۔(۱) ہندوستان میں یوں تو اچھے قسم کا انگور کافی عرصہ سے افغانستان اور ایران سے درآمد کیا جاتا تھا لیکن پچھلی تین دہائیوں کے دوران مہاراشٹر، آندھرا اور کرناٹک میں اس کی نہایت کامیاب کاشت کی جانے لگی ہے جس کی بنا پر تین لاکھ ٹن انگور سالانہ پیدا ہوتا ہے۔(۲) انگور سے پیدا کی گئی قسموں کی تعداد آٹھ ہزار تک پہنچ چکی ہے(۳)

انگور کا قرآن میں تذکرہ:۔

(ترجمہ) کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا ہو جس کے نیچے نہریں بڑی بہ رہی ہوں (اور) اس کے یہاں اس باغ میں اور بھی قسم کے میوے ہوں اور اس کا بڑھاپا آچکا ہو اور اسکے عیال کمزور ہوں۔اس (باغ) پر ایک بگولا آئے کہ اس میں آگ ہو تو وہ باغ جل جائے۔اللہ اسی طرح تمھارے لیے کھول کر نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم فکر سے کام لو۔(۴)

تفسیر قرآن :۔

قرآن کریم میں انگور کا ذکر (۱۱) بار ہوا ہے۔سب سے پہلے سورۃ البقرۃ (۱) میں ہوا ہے جس کا ترجمہ اوپر گزرا ہے۔تفسیر میں مولانا مودودی فرماتے ہیں۔یعنی اگر تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہاری عمر بھر کی کمائی ایک

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۳

۲۔ Anonymous; Proceedings of the First National Workshop of Post Harvest Management of Rapes, Pune, 1985.

۳۔ Wilkinson, J. G.; The Manners and Customs of the Ancient Egyptians, Vol. I-III, John Murray, London, 1978.

۴۔ قرآن کریم، سورہ البقرہ آیت۔۲۶۶

ایسے نازک موقع پر تباہ ہو جائے جبکہ تم اس سے فائدہ اٹھانے کے سب سے زیادہ محتاج ہو اور از سرِ نو کمائی کرنے کا موقع بھی باقی نہ رہا ہو، تو یہ بات تم کیسے پسند کرو گے کہ دنیا میں مدّت العمر کام کرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں تم اس طرح قدم رکھو کہ وہاں پہنچ کر یکایک تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا پورا کارنامۂ حیات یہاں کوئی قیمت نہیں رکھتا، جو کچھ تم نے دنیا کے لئے کمایا تھا وہ دنیا ہی میں رہ گیا۔ آخرت کے لئے کچھ کما کر لائے ہی نہیں کہ یہاں اس کے پھل کھا سکو وہاں تمہیں اس کا کوئی موقع نہ ملے گا۔ تمہاری حالت اس بڈھے کی طرح حسرت ناک ہوگی جس کی عمر بھر کی کمائی اور جس کی زندگی کا سہارا ایک باغ تھا اور وہ باغ عین عالمِ پیری میں اس وقت جل گیا جبکہ نہ وہ خود نئے سرے سے باغ لگا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی اولاد اس قابل ہے کہ اس کی مدد کر سکے۔(۱) مولانا مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں فرماتے ہیں کہ اس شخص کا کیا ہو جس کا بڑھاپا آگیا ہو اور اس کے اہل وعیال بھی ایسے ہوں جن میں کمانے کی قوت نہ ہو اور اس کے باغ پر ایک بگولہ آئے جس میں آگ ہو اور وہ باغ جل جائے۔ ظاہر بات ہے کہ کسی کو اپنے لئے یہ بات پسند نہیں آسکتی۔ اسی طرح صدقہ یا کوئی نیک کام جس کے قیامت میں کارآمد ہونے کی امید ہو جو کہ وقت ہوگا غایت احتیاج کا اور اس وقت کیسی سخت حسرت ہوگی (اعمال) احسان جتلانے یا غریب کو ایذاء دینے سے باطل یا بے برکت ہو جائیں۔(۲) یہی حال ان ریاکار خرچ کرنے والوں کا قیامت کے دن ہوگا۔ کہ نفاق و ریاکاری کی وجہ سے ان کے سارے اعمال اکارت چلے جائیں گے جب کہ وہاں نیکیوں کی شدید ضرورت ہو گی اور دوبارہ اعمالِ خیر کرنے کی مہلت و فرصت نہیں ہوگی۔(۳) حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمرؓ نے اس مثال کا مصداق ان لوگوں کو بھی قرار دیا ہے۔ جو ساری عمر نیکیاں کرتے ہیں اور آخر عمر میں شیطان کے جال میں پھنس کر اللہ کے نافرمان ہو جاتے ہیں جس سے عمر بھر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ یہ مثال ان کی ہے جو لوگوں کو دکھانے کو صدقہ کرتے ہیں یا خیرات کرکے احسان رکھتے ہیں اور ایذاء پہنچاتے ہیں یعنی جیسے کسی شخص نے جوانی اور قوت کے وقت باغ تیار کیا تاکہ ضعیفی اور بڑھاپے میں اس سے میوہ کھائے اور ضرورت کے وقت کام آئے پھر جب بڑھاپا آیا اور میوے کی پوری حاجت ہوئی تب وہ باغ عین حالت

۱۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۰۶

۲۔ محمد شفیع، مولانا مفتی، معارف القرآن جلد اوّل، ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید، جون ۱۹۹۱ء، ص ۶۲۹

۳۔ عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۶

احتیاج میں جل گیا یعنی صدقہ مثلِ باغ میوہ دار کے ہے کہ اس کا میوہ آخرت میں کام آئے۔ جب کسی کی نیت بری ہے تو وہ باغ جل گیا پھر اس کا میوہ جو ثواب ہے کیونکر نصیب ہو حق سبحانہ اسی طرح کھول کر سمجھاتا ہے تم کو آیتیں تاکہ غور کرو اور سمجھو (۱) اس کے بعد سورۃ الانعام میں فرمایا۔ ''اور وہ وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی روئیدگی کو نکالا اور پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ ہم اس سے اوپر تلے چڑھے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھوں سے خوشے نکلتے ہیں۔ نیچے کو لٹکتے ہوئے اور ہم نے باغ انگور اور زیتون اور انار کے پیدا کئے باہم مشابہ اور غیر مشابہ۔ اس کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اسکے پکنے کو دیکھو بیشک ان سب میں دلائل ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان کی طلب رکھتے ہیں'' (۲)۔ اس کے بعد سورۃ الرّعد آیت نمبر ۴ میں ارشاد فرمایا۔ ''اور زمین میں پاس پاس قطعے ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ اور انگوروں کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں اور کھجوریں گنجان بھی بعض کی بہت سی شاخیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں (باوجودیکہ) پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض میووں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں'' (۳)۔ اس کے بعد سورۃ النّحل میں ارشاد فرمایا۔ ''وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت (شاداب ہوتے) ہیں جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور (اور بیشمار درخت) اگاتا ہے۔ اور ہر طرح کے پھل (پیدا کرتا ہے) غور کرنے والوں کیلئے اس میں (قدرتِ خدا کی بڑی نشانی ہے)'' (۴)۔ اس کے بعد سورۃ النّحل میں ارشاد فرمایا۔ ''اور کھجور اور انگور کے میووں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) کہ ان سے شراب بناتے ہو اور عمدہ رزق (کھاتے ہو) جو لوگ سمجھ رکھتے ہیں ان کیلئے ان (چیزوں) میں (قدرتِ خدا کی) نشانی ہے'' (۵)۔ اس کے بعد سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا۔ ''اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ (عجیب وغریب باتیں نہ دکھاؤ یعنی یا تو) ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کردو۔ یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو

۱۔ القرآنِ کریم، سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۶
۲۔ القرآنِ کریم، سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۹
۳۔ القرآنِ کریم، سورۃ الرّعد آیت نمبر ۴
۴۔ القرآنِ کریم، سورۃ النّحل آیت نمبر ۱۱
۵۔ القرآنِ کریم، سورۃ النّحل آیت نمبر ۶۷

اوراس کے بیچ میں نہریں نکالو'' (۱)۔اس کے بعد سورۃ الکھف آیت نمبر۱۲ میں ارشاد فرمایا۔''اوران سے دو شخصوں کا حال بیان کرو جن میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کیے تھے۔اوران کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگادیئے تھے اوران کے درمیان کھیتی پیدا کردی تھی'' (۲)۔اس کے بعد سورۃ المؤمنون میں ارشاد فرمایا۔''پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ان میں تمہارے لئے بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں اوران میں سے تم کھاتے ہو'' (۳)۔اس کے بعد سورۃ یٰسین میں ارشاد فرمایا۔''اور ہم نے اس (زمین) میں باغ لگائے کھجوروں اور انگوروں کے اوراس (زمین) میں چشمے جاری کردیئے تاکہ لوگ اس (باغ) کے پھلوں سے کھائیں'' (۴)۔اس کے بعد سورۃ النّبا آیت نمبر۳۲۔۳۱ میں ارشاد فرمایا۔''یقیناً متقیوں کیلئے کامرانی کا ایک مقام ہے باغ اور انگور)۔اس کے بعد سورۃ عبس آیت نمبر۲۸۔۲۷ میں ارشاد فرمایا۔(پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ اور انگور اور ترکاری'' (۵)۔

حدیث میں انگور کا تذکرہ:۔

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ اور کھجور بیک وقت کھانے سے منع فرمایا(۶)

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طارق بن سوید حضرمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک میں انگور ہوتے ہیں کیا ہم ان کا رس نکال کر پی لیں؟ فرمایا نہیں پھر کہا کہ ہم اس سے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔حضور اکرمؐ نے فرمایا اس میں ہرگز شفاء نہیں بلکہ یہ بذاتِ خود بیماری ہے۔(۷)

۱۔ القرآن کریم، سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۹۱
۲۔ القرآن کریم، سورۃ الکھف آیت نمبر۱۲
۳۔ القرآن کریم، سورۃ المومنون آیت نمبر۱۹
۴۔ القرآن کریم، سورۃ یٰسین آیت نمبر۳۴
۵۔ القرآن کریم، سورۃ النّباء آیت نمبر۳۲۔۳۱
۶۔ علامہ بدیع الزمان، جائزۃ الشعوذی ترجمہ جامع ترمذی، جلد اول، کارواں پریس دربار مارکیٹ لاہور، س ن، ص ۲۸۷
۷۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الطب باب عنب، ص ۱۸۶

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منقیٰ بہترین کھانا ہے۔ یہ تھکن دور کرتا ہے۔ غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے چہرے کو خوبصورت کرتا ہے۔ بلغم نکالتا ہے اور چہرے کی رنگت کو نکھارتا ہے۔(۱)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقہ بھگویا جاتا تھا وہ یہ شربت اسی روز پیتے۔ اگلے روز پیتے اور بعض اوقات اس سے اگلے روز۔(۲)

کتب مقدسہ میں انگور کا تذکرہ:۔

انگور کا ذکر کتب مقدسہ میں بھی آیا ہے بائبل میں ہے: کیونکہ خداوند تیرا خدا تجھ کو اچھے ملک میں لئے جاتا ہے وہ پانی کی ندیوں اور ایسے چشموں اور سوتوں کا ملک ہے جو وادیوں اور پہاڑوں سے پھوٹ کر نکلتے ہیں وہ ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور جو اور انگور (بائبل۔Gefen) اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے(۳)

''میں انگور (بائبل۔Gefen) کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو۔ جو مجھ پر قائم رہتا ہے تو میں اس میں وہی بہت پھل لاتا ہوں کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے'' (۴)

انگور کے کیمیاوی اجزاء :۔

کیمیاوی طور سے انگور، گلوکوز اور فرکٹوز کا بہترین ذریعہ ہے جو اس میں پندرہ سے پچیس فیصد تک پائے جاتے ہیں اس کے سوا ٹارٹرک ایسڈ اور میلیک ایسڈ بھی خاصی مقدار میں ملتے ہیں۔ سوڈیم، پوٹاشیم، کیلشیم اور آئرن کی قابل قدر مقدار اس میں موجود ہے جبکہ پروٹین اور چربی برائے نام ہے۔ انگور کی خوشبو اس میں موجود

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ترجمہ تفہیم البخاری، جلد سوم، مولانا ظہور الباری اعظمی، حذیفہ اکیڈمی الفیصل مارکیٹ، اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۳۹

۲۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الطب باب عنب، ص ۱۸۶

۳۔ کتاب استثنا باب ۸۔ آیت ۷ اور ۸

۴۔ کتاب یوحنا کی انجیل۔ باب ۱۵۔ آیت ۵

Geraniaol اور uinalool کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس میں ایک بہت اہم کمپاؤنڈ بھی دریافت ہوا ہے جس کو وٹامن پی (P) کہا گیا ہے۔ یہ کیمیاوی جز زیابیطس سے پیدا شدہ خون کے بہنے کو روکتا ہے اور جسم کے ورم اور نسوں کی سوجن کو کم کرتا ہے اور Atherosclerosis کا مؤثر علاج ہے۔ اپنے تمام کیمیاوی اجزاء کی بنا پر انگور ایک ایسالا جواب ثمر ہے جو نہایت ہاضم ہونے کے ساتھ انتہائی فرحت بخش اور Demulcent ہے اور جسم میں خون کو صاف کرتا ہے اور خون کی مقدار بڑھاتا ہے اور عام جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ کچے انگور کا رس گلے کی خرابیوں میں مفید سمجھا جاتا ہے۔ اس کی پتیاں اسہال کو روکتی ہیں۔ اس کی بیلوں سے حاصل کیا گیا رس جلدی بیماریوں میں کام میں لایا جاسکتا ہے۔ یورپ میں یہی رس Ophthalmia کا بہترین علاج مانا جاتا ہے۔ انگوری سرکہ معدہ کی خرابیوں، ہیضہ اور قولنج کی اچھی دوا ہے۔(۱)

اس کی طبیعت میں حکماء کو اختلاف ہے جس کی وجہ دراصل انگور کا گودے والا ہونا یا کم گودے والا ہونا ہے۔ علیٰ ہذاالقیاس اس کا موسمِ سرما یا موسمِ گرما میں پیدا ہونا ہے۔ لہٰذا اس بنا پر یہ اختلاف واقع ہوا ہے صحیح یہ ہے کہ جس میں گودا زیادہ اور شیریں ہو وہ زیادہ گرم ہے۔ مگر کم گودے والا اور ترشی نما مویز کم گرمی اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر اس کے بیجوں کو تقریباً تمام حکماء سرد خشک مانتے ہیں۔(۲)

اس کی درجنوں جنگلی قسمیں دنیا کے مختلف خطوں میں پائی گئی ہیں لہذا یہ طے کرنا کہ اس کا اصل وطن کون سا علاقہ ہے بڑا مشکل کام ہے۔ پھر بھی کچھ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ آرمینیا اور آذربائیجان کا پہاڑی علاقہ اس کا اصل وطن ہوسکتا ہے جو اپنی اچھی آب و ہوا کے لیے ہمیشہ سے جانا جاتا رہا ہے۔ غالباً اسی خطہء زمین سے انگور کی کاشت کا فن عام ہو کر ایران، عرب اور مصر پہنچا۔ اس کے علاوہ زمانہ قدیم سے دنیا کے باشندے انگور کھاتے آئے ہیں۔ اہل مصر و چین تو مدت مدید سے اس کی فضیلت کے قائل ہیں۔(۳)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۴

۲۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم، اپریل ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۰

۳۔ **Hyams, E.; Plant in the Service., Man. J. M. Dent and Sons Ltd., London, 1971.**

انگور کا کیمیاوی تجزیہ :۔

انگور کے ایک سو گرام میں 92.0 فیصد رطوبت، 0.7 فیصد پروٹین، 0.1 فیصد چکنائی، 0.2 فیصد معدنی اجزا ء اور 7.0 فیصد کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں۔ معدنی اور حیاتیاتی اجزاء میں 20 ملی گرام کیلشیم، 20 ملی گرام فاسفورس، 0.25 ملی گرام آئرن اور 31 ملی گرام وٹامن سی جبکہ وٹامن بی کمپلیکس، وٹامن اے اور بی کی کچھ مقدار شامل ہے۔ انگور کے ایک سو گرام میں 32 کیلوریز ہوتی ہیں۔(۱)

افعال وخصوصیات :۔

انگور کی زبردست افادیت کا تعلق اس میں خالص گلوکوز کی فراوانی ہے۔ تجربات نے ثابت کیا ہے کہ دل اور دوسرے اعضائے رئیسہ کی طبعی کارکردگی کا دارومدار جسم میں گلوکوز کے جذب ہونے اور جزو بدن بننے والے اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لئے مذکورہ عمل میں معاون ہے اور بحالی صحت کو سرعت سے ممکن بناتا ہے۔ بخار، عمومی کمزوری اور ضعف ہضم کے مریضوں کے لئے انگور ایک عمدہ غذا ہے۔ عمدہ انگور رسیلا اور بڑے سائز کا ہوتا ہے۔ اور سفید انگور سیاہ انگور سے عمدہ ہے۔ حالانکہ شیرینی میں دونوں یکساں ہوتے ہیں اور دو یا تین دن کا چنا ہوا انگور ایک دن کے توڑے ہوئے انگور سے عمدہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اپھارہ پیدا کرتا ہے اور مسہل ہوتا ہے۔ اور درخت پر اتنے وقت تک چھوڑ دیں کہ اس کا چھلکا سکڑ جائے غذا کے لئے یہ عمدہ ہوتا ہے۔ بدن کو تقویت پہنچاتا ہے کشمش اور انجیر کی طرح اس میں غذائیت ہوتی ہے۔ اور اگر اس کی گٹھلی نکال لی جائے تو اجابت نرم کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کو زیادہ کھانے سے سر درد پیدا ہوتا ہے۔ اس کی مَضرت کو کھٹے میٹھے انار سے دور کیا جا سکتا ہے۔ انگور مسہل ہوتا ہے فربہ بناتا ہے اور انگور سے عمدہ تغذیہ ہوتا ہے۔ یہ ان تین پھلوں میں شمار ہوتا ہے جن کو لوگ پھلوں کا بادشاہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں انگور، کھجور اور انجیر۔(۲) شاخ انگور

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء ، ص ۲۱

۲۔ الجوزی، ابو عبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء ، ص ۳۳۰

سرد و خشک ہے اور اس کی پتیاں ٹہنیاں اور عرموش پہلے درجہ کے آخر میں بارد ہوتی ہیں اگر اس کو پیس کر سر درد کے مریض کو ضماد کیا جائے تو سکون ہوتا ہے۔ اسی طرح ورم اور معدہ کی سوزش کو ختم کرتا ہے اور اس کی شاخوں کا شیرہ پیا جائے تو قے رک جاتی ہے اور اجابت پستہ ہوتی ہے اسی طرح اگر اس کا تازہ گودہ اور اس کی پتیوں کا مشروب پیا جائے تو آنتوں کے زخموں، نفث الدم اور قے دم کو دور کرتا ہے اور درد معدہ کے لئے نافع ہے اور درخت انگور کا رستا ہوا مادہ جو شاخوں پر پایا جاتا اور بالکل گوند کی طرح ہوتا ہے اگر اس کو پیا جائے تو پتھریوں کو نکالتا ہے اور اگر اس کو داد کھجلی تر کے زخموں پر لگائیں تو اچھا ہوتا ہے۔ اس کو استعمال کرنے سے پہلے پانی اور نظروں سے عضو کو دھولینا چاہیئے اگر اس کو روغنِ زیتون کے ہمراہ استعمال کیا جائے تو بال صفا کا کام دیتا ہے۔ اور سوختہ شاخوں کی راکھ کو سرکہ، روغنِ گل اور عرقِ سُدّاب کے ساتھ ملا کر ضماد کیا جائے تو طحال کے ورم کیلئے نافع ہوتا ہے اس کے فوائد کھجور کی طرح بے شمار ہیں۔ انگور ایک لذیذ پھل کے طور پر دنیا کے سبھی علاقوں میں کھایا جاتا ہے لیکن اس کی پیداوار کا 80% فیصد حصہ شراب بنانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ انگوری سرکہ معدہ کی خرابیوں، ہیضہ اور قولنج کی اچھی دوا ہے۔ (۱) پھلوں سے علاج کے ضمن میں انگور کا استعمال بہت اہم ہے۔ اطباء اس کو دوا کے طور پر قدیم زمانے سے تجویز کرتے آرہے ہیں۔ قدرتی علاج کے موضوع پر 1556ء میں لکھی جانیوالی کتابوں میں اس کا تذکرہ نمایاں انداز میں کیا گیا ہے۔ یہ کتابیں یورپ کی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں انگور کے ذریعے مختلف بیماریوں کے علاج کی تفصیل دی گئی ہے۔ ایک سو سال پہلے انگلستان میں علاج بالغذا کے ایک ماہر ڈاکٹر لیمب نے انگور کے ذریعے کینسر کا کامیاب علاج کیا تھا۔ (۲)

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء ص ۵۸

۲۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء ص ۹۷

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

انگور کے متعلق اطباء وحکماء کی رائے یہ ہے کہ وہ ٹھنڈا اور ملین ہے۔ مسکن اور مدر ہے۔ بقول استاذ الحکماء حکیم محمد عبداللہ بعض حکماء تو بہت سی بیماریوں کا علاج محض انگور سے ہی کرتے ہیں۔ اور اس علاج کے مختلف طریقے ہیں جن بچوں کو پیاس بہت لگتی ہو یا جن بچوں کے منہ اور حلق میں چھالے پڑ گئے ہوں ان کو صبح وشام انگور کا رس بمقدار چائے کا ایک چمچہ پلائیں۔ بڑوں کو عسر البول یعنی تکلیف سے قطرہ قطرہ پیشاب آنے، جریانِ خون، ضعف گردہ، سخت زکامی کیفیت اور بخار میں انگور نافع اور مفید ہے۔(۱) انگور سینے کے تمام امراض میں فائدہ مند ہے۔ انگور کا رس پھیپھڑوں سے بلغم خارج کرتا ہے۔ انگور کے رس میں ہموزن شہد ملا کر پینے سے کھانسی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ ویسے انگور کا رس پینے کے بعد پانی نہ پینا چاہئے۔ روزانہ پاؤ بھر یا زیادہ مقدار میں انگور استعمال کرنا دائمی قبض کے لئے از حد مفید ہے۔ انگور زود ہضم ہے اور صالح خون پیدا کرتا ہے خون کی سمّیت وتیزابیت کو خارج کرتا ہے۔(۲) انگور کا رس عورتوں کے زمانہ حمل میں بڑا مفید ہے۔ انگور کا رس روزانہ پینے سے حاملہ عورت غشی، چکر، اپھارہ اور درد وغیرہ سے محفوظ رہتی ہے اور بچہ تندرست وتوانا اور خوبصورت پیدا ہوتا ہے۔ جسمانی طور پر کمزور اشخاص انگوروں کے موسم میں انگور کھائیں اور رات کو سوتے وقت دودھ میں دو چمچے شہد ملا کر پی لیا کریں۔ چند ہی دنوں میں صحت قابل رشک ہو جاتی ہے۔ انگور کا رس اور شہد ہموزن ملا کر استعمال کرنے سے رنگ نکھرتا ہے بچوں کو صحت مند، طاقت ور اور خوبصورت بنانے کے لیے مندرجہ بالا طریقہ سے انگور استعمال کریں۔(۳) داد کے لئے تخم ستیاناسی کو باریک پیس کر سرکہ انگوری ملا کر لیپ کریں ٹھیک ہوگا۔ نکسیر میں انگور کھائیں، رس ناک میں ڈالیں، کھٹی ڈکار، گیس کی شکایت کیلئے دن میں ۲۔۳ بار انگور کھائیں، انگور کی لکڑی کی راکھ میں نمک اور سرکہ ملا کر کھائیں معدے میں جما خون تحلیل ہوگا۔ خناق کے مریض کو انگور کے رس سے غرارے کرائیں۔(۴) انگور اپنے قیمتی غذائی اجزاء کی بدولت زبردست

۱۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، ورالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۶۴

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۴

۳۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم، اپریل ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۰

۴۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۰۰

غذائی اہمیت رکھتا ہے۔اس میں پائی جانے والی وافر مقدار میں شکر زیادہ تر گلوکوز پر مشتمل ہوتی ہے۔انگور میں پایا جانے والا گلوکوز پہلے سے ہضم شدہ غذا ہے جو معدے میں پہنچنے کے فوراً بعد خون میں جذب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا انگور فوری طور پر جسم کو حرارت اور توانائی مہیا کرنے کا قدرتی ذریعہ ہے(۱) شیریں پختہ انگور بطور میوہ بہت زیادہ کھایا جاتا ہے یہ بہت جلد ہضم ہو جاتا ہے اور کافی تغذیہ بخشا ہے خون صالح پیدا کرتا ہے۔بدن کو قوی اور فربہ بناتا اور قبض کو دور کرتا ہے لیکن اس کے اوپر کے چھلکے کو دور کر کے کھانا چاہئے کیونکہ یہ قابض ہوتا ہے۔انگور شیریں سینہ کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔انگور خام (غورہ) قابض ہوتا ہے اور مرضِ اسہال میں فائدہ دیتا ہے۔مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اس کا چھلکا کینسر کی ٹاپ موسٹ میڈیسن میں شمار کیا جاتا ہے۔(۲)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

جرمنی کی میونخ یونیورسٹی کے ڈاکٹروں نے تصدیق کی ہے خفقان کے مریضوں کو چاہئے کہ روزانہ تازہ انگور صبح و شام ایک ایک پاؤ استعمال کریں۔دوران استعمال گرم اشیاء مصالحہ جات اور تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز رکھیں۔(۳) قبض ایک عالمگیر بیماری ہے جس کے ہمہ گیر جال نے آج کل ستر سالہ بوڑھے سے لے کر طفل شیر خوار تک پھانس رکھا ہے۔اور یہی نہیں کہ قبض کا بے پناہ حملہ آنتوں پر ہی ہوتا ہے اور بس، بلکہ اس کی تباہ کن یورش قلعہ امعاء سے گزر کر دماغ و جگر کی عمارت کو بھی تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ ایک اور جدید تحقیق کے مطابق انگور میں موجود شکر، خلوی مادہ اور نامیاتی تیزاب مل کر اسے جلاب آور بناتے ہیں۔قبض دور کرنے کیلئے یہ بہت اعلیٰ ہے۔انتڑیوں کو صاف کرنے میں اس کی کارکردگی محدود نہیں ہے۔یہ معدے اور انتڑیوں کو نئی قوت دیتا ہے اور پرانے قبض کو دور کرتا ہے۔قبض سے نجات کے لئے روزانہ تین سو پچاس گرام انگور

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء ، ص ۲۱

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزنُ المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۸۷

۳۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ، ص ۱۶۴

کھانا ضروری ہیں۔ اگر تازہ انگور دستیاب نہ ہوں تو کشمش کو پانی میں کچھ دیر بھگور کھنے کے بعد استعمال کیا جاسکتا ہے۔(۱) ڈاکٹر اولڈفلڈ کے مطابق انگور اور اس کا رس دمہ کے علاج میں موثر دوا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ دمہ کے مریض کو اگر انگوروں کے باغ میں رکھا جائے تو وہ بہت جلد صحت یاب ہو جاتا ہے۔ حال ہی میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق دل کی بیماری کے علاج میں انگور بہت کامیاب غذا ہے۔ یہ دل کو تقویت دیتے ہیں۔ دل کے درد اور اختلاج قلب (دل کی تیز دھڑکن) کا خاتمہ کرتے ہیں۔ اگر مریض انگوروں کو کچھ دن تک اپنی اکلوتی غذا بنالے تو مرض پر تیزی سے قابو پایا جاسکتا ہے۔ دل کے دورے کے بعد مریض کے لئے انگور کا رس پینا بہت مفید ہوتا ہے۔ یہ درد اور تیز دھڑکن کے سنگین نتائج سے محفوظ رکھتا ہے۔ تازہ ترین تحقیق کے مطابق انگور کا نامیاتی تیزاب تیز اور موثر قسم کا جراثیم کش مادہ ہوتا ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر دانت ہل رہا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ آ رہی ہو تو بھی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ چند دن تک انگوروں پہ مشتمل اکلوتی غذا کا استعمال یہ کرشمہ دکھاتا ہے کہ دانت مضبوطی سے اپنی جگہ جم جاتے ہیں، مسوڑھوں کی سوزش ختم اور پیپ خشک ہو جاتی ہے۔(۲)

۱۔ باکھر، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۲

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۳۲

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ www.acclaimimages.com/search_terms/grapes.html
- ☆ www.dreamstime.com/eating-fresh-graps-image8031973
- ☆ www.flickr.com/photos/kitta/131321944/
- ☆ www.services.bostonglobe.com/globestore/category.cgi?item=60194
- ☆ www.shutterstock.com/pic-2362347-merlot-grapes-on-the-vine.html
- ☆ www.faqs.org/photo-dict/phrase/407/grapes.html
- ☆ www.strykowski.net/eng/sloikwoda/Grape_-_photos_of_grapes_2541.php
- ☆ www.absolutestockphoto.com/photo_27078.html
- ☆ www.fotosearch.com/PTC109/010424/
- ☆ www.pcimagenetwork.com/3california/california_24.html
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Wikipedia:Featured_picture_candidates/Grapes -
- ☆ www.worldofstock.com/closeups/TET1215.php
- ☆ www.nunukphotos.com/Other-Nature/Grapes-drying-in-the-sun
- ☆ www.photostock.eu/en/picture/68644
- ☆ www.oktatabyebye.com/picture-gallery/4218-home-travel-photo.html
- ☆ www.fotolia.com/id/1903713
- ☆ shippouchan.vox.com/library/photos/tags/grapes/
- ☆ impressive.net/people/gerald/2002/10/07/19-44-37-sm.html
- ☆ www.jacobimages.com/v/images-stock-photos-places/miscellaneous/
- ☆ www.panoramio.com/photo/8452882
- ☆ www.publicopinion.com/topic.aspx?t=Photo+Graps
- ☆ www.pixmac.com/picture/red-grapes/000000173806
- ☆ www.dreamstime.com/ripe-red-wine-graps.1-image8366536
- ☆ www.superstock.com/stock-photos-images/1613R-15063
- ☆ www.sxc.hu/photo/1153733
- ☆ www.pixelperfectdigital.com/free_stock_photos/showphoto.php/photo/7882
- ☆ www.grapesoftaste.com/photos.html

ترکاری

ترکاری کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	قضباً،بقل	**عربی۔**	خضار،قصب،بقل	**اردو،ہندی،فارسی۔**	سبزی(۱)
فارسی۔	رستنی	**انگریزی۔**	Vegetal(۲)	**ہسپانوی۔**	Holus
عبرانی۔	Zerenum-Achu	**فرانسیسی۔**	Legume	**اطالوی۔**	Vegetale
یونانی۔	Fiton	**جرمن۔**	Pflanlich		

تعارف:۔

ترکاری یا سبزیاں اہم محاظ غذا،صحت برقرار رکھنے میں معاون اور امراض سے بچاؤ کا قدرتی ذریعہ ہیں۔ان میں ایسے قیمتی اجزاء ہوتے ہیں جو جسم کی نشو ونما اور ٹوٹ پھوٹ کی اصلاح کے لئے بہت ضروری ہوتے ہیں۔سبزیاں انسانی جسم میں الکلی یعنی کھار کے ذخائر محفوظ رکھنے والی معدنیات اور حیاتین کی وافر مقدار ہے۔حیاتین یعنی وٹامن ''اے،بی اور سی'' کثرت کے ساتھ ترکاریوں میں موجود ہوتی ہیں۔لیکن ترکاریوں کو غلط طریقے سے پکانا یا لاپرواہی سے زیادہ عرصہ تک اسٹور کئے رکھنا ان کے قیمتی اجزاء کو تباہ کر دیتا ہے۔ترکاریوں کی بہت سی اقسام ہیں۔یہ جڑوں،تنوں، پتوں، پھلوں اور بیجوں پر مشتمل کسی بھی شکل میں زیر استعمال آتی ہیں۔ان کے ہر قسم اپنے انداز میں غذائیت کا ذریعہ بنتی ہے۔گداز اور گودے والی جڑیں توانائی بخش غذا ہیں اور ان میں وٹامن ''بی'' گروپ بکثرت موجود ہوتا ہے۔بیجوں کی شکل میں پائی جانے والی ترکاریاں کاربوہائیڈریٹس اور پروٹین کے اجزاء زیادہ رکھتی ہیں۔پتوں،تنوں اور پھلوں پر مشتمل ترکاریاں

۱۔ فیروز الدین،الحاج مولوی،فیروز اللغات،فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء ،ص۳۲۱

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, Page 1479, 1970.

معدنی اور حیاتینی اجزاء کے علاوہ پانی اور نباتاتی ریشے مہیا کرتی ہیں۔ صرف سبز ترکاری ہی مفید نہیں ہوتی۔ نشاستہ رکھنے والی ترکاریاں مثلاً آلو، چقندر، شلجم، گاجر وغیرہ اور پھلیاں بھی ضروری غذائی اجزاء کے حصول کے لئے بہت موزوں ہیں۔ یہ نہ صرف کاربوہائیڈریٹس مہیا کرتی ہیں بلکہ جسم کے لئے توانائی کا ذریعہ بھی ہیں۔(۱)

ترکاری کا قرآن میں تذکرہ:۔

اور وہ وقت یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کھانے پر بس نہیں کرسکتے سو پروردگار سے ہمارے لیے دعا کردیجئے ان چیزوں کی جنھیں زمین اگاتی ہے۔ ساگ ہوا ککڑی ہوئی گیہوں ہوا مسور ہوئی پیاز ہوئی موسیٰؑ نے کہا تو کیا جو چیز ادنیٰ ہے تم اسے لینا چاہتے ہو اس چیز کے مقابلے میں جو بہتر ہے تو خیر کسی شہر میں اتر پڑو وہیں مل جائیگا جو تم مانگتے ہو اور ان پر سمادی گئی ذلت اور محتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوگئے یہ سب اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل تک کرڈالتے تھے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ جاتے۔(۲)

''پھر پھاڑا زمین کو اچھی طرح، پھر اس میں سے اناج اگائے، اور انگور اور ترکاری، اور زیتون اور کھجور، اور گنجان باغات، اور میوہ اور (گھاس) چارہ (بھی اگایا) تمہارے استعمال وفائدے کے لئے اور تمہارے چوپایوں کے لئے''۔(۳)

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص۹۸ تا ۹۹

۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۶۱

۳۔ القرآن کریم سورۃ عبس آیت نمبر ۲۶۔۳۲

حدیث میں ترکاری کا تذکرہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی (قثاء) سے خاص رغبت تھی۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ پکی ہوئی تر کھجوریں (رطب) اور ککڑی (قثاء) ایک ساتھ تناول فرماتے تھے۔(۱)
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ کھیرے کھا رہے تھے۔(۲)
میں نے (شادی سے قبل) کھیرے اور کھجور کھائے اور میں خوب موٹی ہوگئی۔(۳)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بینگن جس ارادہ سے کھائی جائے، مفید ہے''(۴)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ خانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو حکم ہوتا کہ جو کا دلیا تیار کیا جائے۔ پھر فرماتے تھے کہ یہ بیمار کے دل سے غم اتارتا ہے اور اس کی کمزوری کو یوں ختم کر دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے گرد اتار دیتا ہے۔ (حدیث: تلبینہ)(۵)

افعال وخصوصیات:۔

ترکاریوں کی غذائیت کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے جہاں تک ممکن ہو انہیں کچا استعمال کی جائے۔ بہت سی ترکاریاں سلاد کی صورت میں اپنی فطری کچی حالت میں کھائی جاتی ہیں۔ سلاد بنانے کے لئے سب سے اہم بات یہ پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اس میں شامل کی جانے والی ترکاریاں تازہ، خستہ اور مکمل طور پر خشک ہوں۔ اگر ترکاری کو پکانا مقصود ہو تو کوشش کریں کہ ان کی غذائی افادیت زیادہ سے زیادہ مقدار میں محفوظ رہ

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الطب، الاعتماد، کتاب الصلوۃ بعد الاخلاق ذکر الملائکہ
۲۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب السلام باب الطب
۳۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ
۴۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۷۱
۵۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ

سکے اس مقصد کے لئے درج ذیل باتیں نظر میں رہیں: (۱)

۱۔ ترکاریوں کو اچھی طرح دھونے کے بعد بڑے بڑے ٹکڑوں میں کاٹیں۔

۲۔ کٹے ہوئے ٹکڑے اس وقت پانی میں ڈالیں جب وہ ابلنے لگے اور اس میں پہلے سے نمک ڈال دیا گیا ہو۔ اس طرح ترکاریوں میں موجود وٹامن ''سی اور بی کمپلیکس'' کم سے کم ضائع ہوں گی۔

۳۔ ترکاریاں پکانے کے لئے زیادہ پانی استعمال نہیں کرنا چاہئے، پالک اور دیگر سبز ترکاریاں بغیر پانی کے پکائی جاتی ہیں ان میں اضافی پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۴۔ ترکاریاں پکاتے ہوئے برتن کا ڈھکن کم سے کم ہٹائیں تاکہ بھاپ ضائع نہ ہو اور اسی میں پکائی جاسکیں۔

۵۔ جس قدر ممکن ہو ترکاریوں کو آگ پر کم سے کم وقت تک رکھیں، زیادہ دیر تک نہ پکائیں، انہیں صرف اتنا ہی پکایا جائے جس میں وہ نرم ہو جائیں اور آسانی سے چبائی جاسکیں۔ اگر ترکاریوں کو زیادہ دیر تک یا زیادہ پانی میں پکایا جائے تو ان کی غذائی اور طبی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔

۶۔ ترکاریوں کی غذائی افادیت اور ذائقہ برقرار رکھنا ہو تو انہیں زیادہ دیر پانی میں ڈبوئے رکھنے سے بھی گریز کریں۔

۷۔ جڑوں پر مشتمل زیادہ تر ترکاریاں اپنے چھلکے میں معدنی اجزاء رکھتی ہیں، ان کو چھیلنے سے ان کے معدنی اجزاء سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بہت سی پتوں والی ترکاریوں مثلاً میتھی، شلغم اور چقندر میں ریبوفلاوین، وٹامن بی کمپلیکس گروپ کا ایک رکن ہوتا ہے۔ یہ وٹامن آنکھوں، جلد، ناخن اور بالوں کی عمومی نشوونما اور صحت کے لئے بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس کی کمی سے چہرے پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ اگزیما ہو جاتا ہے اور خدوخال بے ڈھب ہو جاتے ہیں۔ وٹامن ''سی'' متعدد ترکایوں مثلاً آملہ، کریلے اور سنجانا کے پتوں میں خوب ہوتا ہے، عام طور پر تازہ ترکاریوں میں خشک ترکاریوں کی نسبت وٹامن ''سی'' کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ وٹامن ''سی'' معمول کی

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۰ تا ۱۰۱

نشونما، بدن کے خلیوں اور بافتوں کے استحکام، جوڑوں، ہڈیوں، دانتوں، مسوڑھوں کے لئے مفید ہونے کے ساتھ ساتھ انفیکشن سے تحفظ کے لئے بھی ضروری ہے۔ اس وٹامن کی کمی سے سکروی، دانتوں کے انحطاط، مسوڑھوں سے خون رسنے، خون کی کمی اور وقت سے پہلے بڑھاپے جیسے عارضے لاحق ہو جاتے ہیں۔ (۱)

معدنی اجزاء:۔ کیلشیم، فاسفورس، آئرن، تانبا اور پوٹاشیم جیسے جلد جذب ہو جانے والے اجزاء ترکاریوں میں وافر مقدار میں ہوتے ہیں۔ یہ جسم کی بافتوں میں ہائیڈروجن کے ارتکاز سے پیدا ہونے والی تیزابیت کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔ وٹامنز، پروٹین، چکنائی اور کاربوہائیڈریٹس کو مکمل طور پر جذب ہونے میں مدد دیتے ہیں، یہ جسم کے فالتو نمکیات اور پانی خارج کرنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔ آلو، مٹر، پالک، مولی، شلغم اور بینگن جیسی پیشاب آور اثرات رکھنے والی ترکاریاں سوجن دور کرنے اور دل اور گردے کی تکالیف میں زبردست کردار ادا کرتی ہیں۔ دو اہم ترین معدنی اجزاء کیلشیم اور آئرن جو سبز ترکاریوں میں پائے جاتے ہیں، وہ زیادہ کارآمد ہیں۔ کیلشیم تو مضبوط ہڈیوں اور دانتوں کے لئے ضروری ہے جبکہ آئرن خون بنانے کے کام آتا ہے۔ آئرن ہیموگلوبین کا لازمی حصہ ہے، ہیموگلوبین جسم کے مختلف حصوں میں آکسیجن پہنچاتے ہیں۔ آئرن اور کیلشیم سبز ترکاریوں مثلاً میتھی، گاجر، پیٹھہ، پیاز، ٹماٹر اور پالک سے خوب حاصل ہوتے ہیں۔ (۲)

سبزیوں کا جوس:۔ تازہ کچی سبزیوں سے حاصل ہونے والے جوس بہت مفید ہوتے ہیں، کیونکہ یہ جسم کے تمام خلیوں اور بافتوں کو ضروری عناصر اور غذائی انزائمنز فراہم کرتے ہیں۔ اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ ترکاریوں سے ہمارا جسم ضروری عناصر حاصل کر لیتا ہے، لیکن ان کے جوس یہ عناصر اس انداز میں فراہم کرتے ہیں کہ یہ آسانی سے ہضم اور جذب ہو جاتے ہیں۔ وٹامن اور معدنی اجزاء کی کمی جوس پینے سے اتنی تیزی سے پوری ہوتی ہے کہ ترکاریاں کھانے سے نہیں ہو سکتی ہے۔ سبزیوں کے جوس تھکے ہوئے اعصاب کو

۱۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء ص ۱۷۷

۲۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء ص ۱۰۰ تا ۱۰۱

پرسکون کرتے ہیں۔ فاسد مادوں کو بدن سے خارج کرتے ہیں اور جمع شدہ فضلوں کے اخراج میں مدد دیتے ہیں۔ (۱)

امراضِ معدہ میں ترکاریوں کی مسیحائی: ۔ ترکاریوں میں پائے جانے والے ریشے انتڑیوں کو میکانکی انداز میں پھیلاتے ہیں۔ ان میں اضافی پانی اور پروٹین لاتے ہیں اور اجابت آسان بناتے ہیں، یہ معمول کی قبض دور کرنے میں اور تمام تر انتڑیوں کو نقصان دہ کیڑوں سے پاک کرتے ہیں۔ خلوی مادے کی صورت میں ریشے کولیسٹرول کے خاتمے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ چقندر، گوبھی، گاجر، کھیرا، سبز مٹر اور پھلیاں اس غرض کے لئے بہت مفید ہیں۔ یہ ترکایاں دل کی تاجی شریانوں کی بندش، ہائی بلڈ پریشر اور قبض کے لئے بھی نافع ہیں۔ انتڑیوں میں سوزش ہو تو کم ریشے رکھنے والی ترکاریاں یعنی ٹماٹر، سلاد، آلو اور سبزیوں کے جوس استعمال کئے جانے چاہیئے۔ بینگن، مولی، کدو اور چقندر میں پایا جانے والا پیکٹن پانی جذب کرتا ہے۔ کئی قسم کے بکٹیریا ہلاک کرتا ہے اور جسم سے فاسد مادے خارج کرتا ہے۔ لہسن، پیاز، مولی، پودینہ وغیرہ پیکٹن بھی رکھتے ہیں اور جراثیم بھی ہلاک کرتے ہیں۔ (۲)

ترکاریاں ایسے عنصر بھی مہیا کرتی ہیں جو انسانی جسم کی درست کارکردگی کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ مثلاً ''آیوڈین'' تھائی رائیڈ ہارمون کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ یہ ہارمون ذہنی اور جسمانی کارکردگی کو بہت حد تک باقاعدہ بناتا ہے، ''کوبالٹ'' خون کے ذرّات (خلئے) کی مقدار بڑھاتا ہے۔ ''زنک'' معمول کی جسمانی نشوونما کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ (۳)

۱۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں و جڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۱

۲۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء، ص ۱۷۷

۳۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۹۰

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Vegetable

☆ en.wikipedia.org/wiki/List_of_vegetables

☆ www.videojug.com/film/how-to-make-crispy-vegetable-spring-rolls

☆ www.parc.gov.pk/1SubDivisions/NARCCSI/Horticul/vegetables.html

☆ www.backyardgardener.com/veg/

☆ www.nicepakistan.com/food.htm

☆ www.merriam-webster.com/dictionary/vegetable

☆ www.hri.ac.uk/ENVEG/data/raw/vegdata.htm

☆ plantanswers.tamu.edu/vegetables/veg.html

☆ thefoody.com/basic/vegindex.html

☆ vric.ucdavis.edu

☆ www.vegetableexpert.co.uk

☆ en.wikibooks.org/wiki/Cookbook:Vegetable

☆ mypyramid.gov/pyramid/vegetables_tips.html

☆ www.gemueseorchester.org

ثمر

ثمر کے مختلف نام:۔

عربی۔	فاکھتہ،ثمر	فارسی۔	میوہ،ثمر	اردو، ہندی، بنگالی۔	پھل(۱)
سنسکرت، ملیالم، تامل۔	پھلم	تیلگو۔	پنڈو	لاطینی۔	Pomum
یونانی۔	Frodo	اطالوی۔	Frutto	انگریزی، فرانسیسی۔	Fruit(۲)
عبرانی۔	T'Noovah Pri	ہسپانوی۔	Fruto	جرمن، روسی۔	Frucht

تعارف:۔

پھل انسانی خوراک کی سب سے قدیم اور جانی پہچانی شکل ہے۔عیسائیوں کے مذہبی عقیدہ کے مطابق سیب سب سے پہلا پھل تھا جو حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں کھایا۔یہ جنت کا ممنوعہ پھل تھا جس کو کھانے کی پاداش میں انہیں جنت بدر کیا گیا۔قدیم تحریروں میں پھلوں کا ذکر بہت ملتا ہے، ویدوں میں کہا گیا کہ پھل ''دیوتاؤں کی خوراک ہیں''۔قرآن پاک میں انگور، کھجور، انجیر، زیتون اور انار جیسے پھلوں کو عطیہ خداوندی اور جنت کے پھل کہا گیا ہے۔زمانہ قدیم میں لوگ پھلوں کو جادو کی کوئی چیز یا مقدس شے سمجھتے تھے، وہ انہیں بے تحاشہ احترام دیتے اور خود کھانے کی بجائے دیوی یا دیوتا کی نذر کرتے تھے۔معبدوں کی تزئین اور آرائش کے لئے انہی کے ڈیزائن بناتے،تقریباتی ملبوسات، مقدس برتنوں، مذہبی چغوں کو پھلوں کی شکل و شباہت دی جاتی تھی۔تازہ اور خشک پھل انسان کے لئے قدرتی خام خوراک ہیں۔ان میں غذائیت کی ضروری اور لازمی مقدار ایک مناسب شرح سے پائی جاتی ہے۔یہ معدنیات، وٹامنز اور انزائمنز کا عمدہ ترین اور بھرپور ذریعہ ہوتے ہیں۔یہ آسانی سے ہضم ہو جاتے ہیں اور خون اور اعضائے ہضم کو صاف کرتے ہیں۔

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۳ء، ص ۳۰۴

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 543.

جن افراد کی غذا کا زیادہ انحصار پھلوں پر ہوتا ہے ان کی صحت ہمیشہ بہت اچھی رہتی ہے۔ مزید برآں غیر فطری کھانوں کے استعمال سے لاحق ہونے والی بیماریوں کا علاج بھی پھلوں کے ساتھ انتہائی کامیابی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ یوں تازہ اور خشک پھل نہ صرف ایک اچھی خوراک ہیں بلکہ ایک اچھی دوا بھی ثابت ہوتے ہیں۔(۱)

ثمر کا قرآن میں تذکرہ:۔

ثمر کا قرآن میں ذکر (۳۴) بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر	نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
(۱)۔	سورۃ البقرۃ (۲)	۲۲،۲۵،۱۲۶،۱۵۵،۲۶۶	(۲)۔	سورۃ الانعام (۶)	۱۴۲،۱۰۰
(۳)۔	سورۃ الاعراف (۷)	۵۷،۱۳۰	(۴)۔	سورۃ الرعد (۱۳)	۳
(۵)۔	سورۃ ابراھیم (۱۴)	۳۲،۳۷	(۶)۔	سورۃ النحل (۱۶)	۱۱،۶۷
(۷)۔	سورۃ الکھف (۱۸)	۳۴،۴۲	(۸)۔	سورۃ المومنون (۲۳)	۱۹
(۹)۔	سورۃ فاطر (۳۵)	۲۷	(۱۰)۔	سورۃ یٰسن (۳۶)	۳۵،۵۷
(۱۱)۔	سورۃ الصّٰفّٰت (۳۷)	۴۲	(۱۲)۔	سورۃ ص (۳۸)	۵۱
(۱۳)۔	سورۃ حٰمٓ السجدہ (۴۱)	۴۷	(۱۴)۔	سورۃ الزخرف (۴۳)	۷۳
(۱۵)۔	سورۃ الدخان (۴۴)	۵۵	(۱۶)۔	سورۃ محمد (۴۷)	۱۵
(۱۷)۔	سورۃ الطّور (۵۲)	۲۲	(۱۸)۔	سورۃ الرحمٰن (۵۵)	۱۱،۲۵،۶۸
(۱۹)۔	سورۃ الواقعہ (۵۶)	۲۰،۳۲	(۲۰)۔	سورۃ المرسلٰت (۷۷)	۴۲
(۲۱)۔	سورۃ عبس (۸۰)	۳۱			

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: ''جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو''۔(۲)

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵۔۶

۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۲

''اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دو جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب کبھی وہ پھلوں کا رزق دیئے جائیں گے اور ہم شکل لائے جائیں گے تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیئے گئے تھے اور ان کے لئے بیویاں ہیں صاف ستھری اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔(۱) ''جب ابراہیمؑ نے کہا اے پروردگار تو اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور یہاں کے باشندوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہوں، پھلوں کی روزیاں دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کافروں کو بھی تھوڑا فائدہ دوں گا، پھر انہیں آگ کے عذاب کی طرف بے بس کر دوں گا، یہ پہنچنے کی جگہ بری ہے''۔(۲) ''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے''۔(۳) ''کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں اس شخص کا بڑھاپا آ گیا ہو اس کے ننھے ننھے سے بچے بھی ہوں اور اچانک باغ کو بگولا لگ جائے جس میں آگ بھی ہو پس وہ باغ جل جائے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو''۔(۴) ''اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں سے، خوشے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار کہ بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور کچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں''۔(۵)

''اور وہ وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی روئیدگی کو نکالا اور پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ ہم اس سے اوپر تلے چڑھے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے

۱۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵
۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۲۶
۳۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۵۵
۴۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۶
۵۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۹

یعنی ان کے گچھوں سے خوشے نکلتے ہیں۔ نیچے کو لٹکتے ہوئے اور ہم نے باغ انگور اور زیتون اور انار کے پیدا کئے باہم مشابہ اور غیر مشابہ۔ اس کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اسکے پکنے کو دیکھو بیشک ان سب میں دلائل ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان کی طلب رکھتے ہیں''۔(۱)

''اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں، تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں، پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں۔ یوں ہی ہم مردوں کو نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو''۔(۲)

''اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں کی کم پیداواری میں، تاکہ وہ نصیحت قبول کریں''۔(۳)

''اسی نے زمین پھیلا کر بچھادی ہے اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کر دی ہیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں کے جوڑے دوہرے دوہرے پیدا کر دیے ہیں، وہ رات کو دن سے چھپا دیتا ہے۔ یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں''۔(۴)

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور آسمانوں سے بارش برسا کر اس کے ذریعے سے تمہاری روزی کے لئے پھل نکالے ہیں اور کشتیوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ دریاؤں میں اس کے حکم سے چلیں پھریں۔ اسی نے ندیاں اور نہریں تمہارے اختیار میں کر دی ہیں''۔(۵)

''اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما تاکہ یہ شکر گزاری کریں''۔(۶)

۱۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۱
۲۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۷
۳۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۳۰
۴۔ القرآن کریم سورۃ الرعد آیت نمبر ۳
۵۔ القرآن کریم سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۲
۶۔ القرآن کریم سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۷

''اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے بے شک ان لوگوں کے لئے تو اس میں بڑی نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں''۔(۱)

''اور کھجور اور انگور کے درختوں کے پھلوں سے تم شراب بنا لیتے ہیں اور عمدہ روزی بھی۔ جو لوگ عقل رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس میں بہت بڑی نشانی ہے''(۲)

''اور انہیں ان دو شخصوں کی مثال بھی سنا دے جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے تھے اور جنہیں کھجوروں کے درختوں سے ہم نے گھیر رکھا تھا اور دونوں کے درمیان کھیتی لگا رکھی تھی۔ دونوں باغ اپنا پھل خوب لائے اور اس میں کسی طرح کی کمی نہ کی اور ہم نے ان باغوں کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی۔ الغرض ان کے پاس میوے تھے، ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں''۔(۳)

''اور اس کے (سارے) پھل گھیر لئے گئے پس وہ اپنے اس خرچ پر جو اس نے اس میں کیا تھا اپنے ہاتھ ملنے لگا اور وہ باغ تو اوندھا الٹا پڑا تھا اور (وہ شخص) یہ کہہ رہا تھا کہ کاش! میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتا''۔(۴)

''اسی پانی کے ذریعہ سے ہم تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کر دیتے ہیں، کہ تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہوتے ہیں۔ انہی میں سے تم کھاتے بھی ہو''۔(۵)

''کیا آپ نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے''۔(۶)

۱۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت نمبر ۱۱

۲۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت نمبر ۶۷

۳۔ القرآن کریم سورۃ الکھف آیت نمبر ۳۲

۴۔ القرآن کریم سورۃ الکھف آیت نمبر ۴۲

۵۔ القرآن کریم سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۹

۶۔ القرآن کریم سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۷

''تا کہ (لوگ) اس کے پھل کھائیں اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔ پھر کیوں شکر گزاری نہیں کرتے''۔(۱)

''ان کے لئے جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور بھی جو کچھ وہ طلب کریں''۔(۲)

'(ہر طرح کے) میوے اور وہ با عزت و اکرام ہونگے''۔(۳)

''جن میں با فراغت تکیے لگائے بیٹھے ہوئے طرح طرح کے میوے اور قسم قسم کی شرابوں کی فرمائش کر رہے ہیں''۔(۱)

''قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور جو جو پھل اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں اور مادہ حمل سے ہوتی ہے اور جو بچے وہ جنتی ہے سب کا علم اسے ہے''۔(۲)

''یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے ہوگے''۔(۳)

''دل جمعی کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائش کرتے ہوں گے''۔(۴)

''اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے''۔(۵)

''ہم ان کے لئے میوے اور مرغوب گوشت کی ریل پیل کر دیں گے''(۶)

''جس میں میوے ہیں اور خوشے والے کھجور کے درخت ہیں''۔(۷)

''ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کی دو قسمیں ہوں گی''۔(۸)

''ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے''۔(۹)

۱۔ القرآن کریم سورۃ یٰس آیت نمبر ۵۷
۲۔ القرآن کریم سورۃ الصفت آیت نمبر ۴۳
۳۔ القرآن کریم سورۃ ص آیت نمبر ۵۱
۴۔ القرآن کریم سورۃ حٰم السجدہ آیت نمبر ۴۷
۵۔ القرآن کریم سورۃ الزخرف آیت نمبر ۷۳
۶۔ القرآن کریم سورۃ الدخان آیت نمبر ۵۵
۷۔ القرآن کریم سورۃ محمد آیت نمبر ۱۵
۸۔ القرآن کریم سورۃ طور آیت نمبر ۲۲
۹۔ القرآن کریم سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۱۱

''اور ایسے میوے لئے ہوئے جوان کی پسند کے ہوں'' (۱)

''اور بکثرت پھلوں میں''۔ (۲)

''اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں گے'' (۳)

''اور میوہ اور (گھاس) چارہ (بھی اگایا)''۔ (۴)

حدیث میں ثمر کا تذکرہ:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جو مردِ مومن کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی پتیاں بھی نہیں جھڑتیں۔ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کھجور (نخل) کا درخت ہے''۔ (۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برنی کھجور ایک عمدہ دوا ہے''۔ (۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس عظیم عجوہ کھجور میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ نہار منہ کھانے سے یہ زہروں کا تریاق ہے''۔ (۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منقّی بہترین کھانا ہے۔ یہ تھکن دور کرتا ہے۔ غصّہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے چہرے کو خوبصورت کرتا ہے۔ بلغم نکالتا ہے اور چہرے کی رنگت کو نکھارتا ہے''۔ (۸)

۱۔ القرآن کریم سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۲۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۳۲

۳۔ القرآن کریم سورۃ المرسلت آیت نمبر ۴۲

۴۔ القرآن کریم سورۃ عبس آیت نمبر ۳۱

۵۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب القثاء بالرطب، جلد ۹، ص ۴۸۸

۶۔ اصفہانی، ابونعیم، طب نبوی، س ن

۷۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکل القثاء بالرطب، ص ۲۰۴۳

۸۔ اصفہانی، ابونعیم، طب نبوی، س ن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقہ بھگویا جاتا تھا وہ یہ شربت اسی روز پیتے۔ اگلے روز پیتے اور بعض اوقات اس سے اگلے روز۔(۱)

حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: ''انگور (عنب) کو کرم نہ کہو۔ کرم تو مومن کا دل ہے''۔(۲)

حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے روزانہ منقیٰ کے اکیس دانے کھائے، وہ ان بیماریوں سے محفوظ رہے گا جن میں ڈر لگتا ہے''۔(۳)

حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ (بہی) دل کو طاقت دیتا ہے۔ سانس کو خوشبودار بناتا ہے اور سینہ سے بوجھ اتارتا ہے''۔(۴)

حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہی کھاؤ کہ دل کے دورے کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں مامور فرمایا جسے جنت کا بہی نہ کھلایا گیا ہو''۔(۵)

حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی حاملہ عورتوں کو بہی کھلاؤ کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کو ٹھیک کرتا ہے اور اولاد کو حسین بناتا ہے''۔(۶)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے، کہ ہم اس کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک کے ذریعہ اور تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی کے ذریعہ ختم کرتے ہیں''۔(۷)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تربوز کھانا بھی ہے اور مشروب بھی۔ یہ مثانہ کو دھو کر صاف کر دیتا ہے، باہ میں اضافہ کرتا ہے''۔(۸)

حضور اکرم صلی علیہ وسلم تربوز کو تازہ کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔(۹)

۱۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الطب باب عنب، ص ۱۸۶

۲۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکل القثاء بالرطب، ص ۲۰۴۳

۳۔ اصفہانی، ابونعیم، طب نبوی، کتاب الطب باب عنب، س ن

۴۔ امام، نسائی، سنن نسائی

۵۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب

۶۔ ذہبی، بحوالہ ڈاکٹر محمد اقتدار فاروقی، احادیث میں مذکور نباتات، ادویہ اور غذائیں ایک سائنسی جائزہ الاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۴۹

۷۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ باب الجمع بین لونین فی الاکل، ص ۳۸۳۶

۸۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی اکل البطیخ، ص ۱۸۴۴

۹۔ شمائل ترمذی، کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی اکل البطیخ، جلد اول، ص ۲۹۶

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:''زیتون کا تیل کھاؤ اسے لگاؤ یہ پاک اور مبارک ہے''۔(۱)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:''تمہارے لئے زیتون کا تیل موجود ہے اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو۔ یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے''۔(۲)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:''زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر (متعدد) بیماریوں سے شفا ہے جن میں ایک کوڑھ بھی ہے''۔(۳)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:''انجیر کھایا کرو یہ بواسیر کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور گٹھیا میں مفید ہے''۔(۴)

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا:''یہ جنت کا میوہ ہے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اسے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے اور نقرس میں فائدہ کرتا ہے''۔(۵)

کتب مقدسہ میں ثمر کا تذکرہ:۔

توریت اور انجیل میں کھجور کا ذکر ۴۸ مقامات پر آیا ہے جن میں اہم یہ ہیں:

☆ سو تم پہلے دن خوشنما درختوں کے پھل اور کھجور کی ڈالیاں اور گھنے درختوں کی شاخیں اور ندیوں کی بید مجنوں لینا اور تم خداوند اپنے خدا کے آگے سات دن تک خوشی منانا۔(۶)

☆ تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے! یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے۔(۷)

☆ تاک خشک ہو گئی، انجیر کا درخت مر گیا، انار اور کھجور اور سیب کے درخت ہاں میدان کے تمام درخت مرجھا گئے۔(۸)

۱۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۱۶۲۷

۲۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۳۳۱۹

۳۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۱۶۲۷

۴۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۳۳۱۹

۵۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۰۱

۶۔ احبار ۲۳:۴۰

۷۔ غزل الغزلات ۷:۶۔۷

۸۔ یوایل ۱:۱۲

☆ ''میں انگور (بائبل۔Gefen) کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو۔ جو مجھ پر قائم رہتا ہے تو میں اس میں وہی بہت پھل لاتا ہوں کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے''(۱)

افعال وخصوصیات :۔

انسانی جسم کے مختلف نظاموں پر پھلوں کا اثر بہت مفید ہوتا ہے پھلوں کے بڑے بڑے طبی اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

مرطوب فوائد:۔ پھل یا پھلوں کا جوس استعمال کرنا، انسانی جسم کی مشینری کے لئے ضروری نمی اور رطوبت کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پھلوں کے ذریعہ بیمار افراد جو پانی حاصل کرتے ہیں ان سے بیک وقت گلوکوز اور معدنیات بھی مہیا ہوتی ہیں۔(۲)

اخراج بول فوائد:۔ طبی مشاہدات ثابت کرتے ہیں کہ پوٹاشیم، میگنیزشیم اور سوڈیم کے اجزاء پیشاب آور تاثیر رکھتے ہیں چنانچہ پھل یا پھلوں کا استعمال کرنے پر پیشاب کی مقدار اور اخراج میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہ پیشاب کا گاڑھاپن دور کرتے ہیں چنانچہ نائٹروجن اور کلورائیڈ کے فضلے کا اخراج تیز ہوجاتا ہے۔ چونکہ پھلوں میں سوڈیم کی مقدار بہت کم ہوتی ہے اس لئے نمک سے آزاد غذا کھانے والوں کے لئے پھل انتہائی عمدہ غذا ہیں۔(۳)

الکلی کے فوائد:۔ پھلوں میں پایا جانے والا نامیاتی تیزاب دورانِ ہضم الکلائن کاربونیٹ پیدا کرتا ہے، جس سے جسم کے سیال تیزابیت سے پاک ہوجاتے ہیں۔ تمام پھل آنتوں کو صاف کرتے ہیں، چنانچہ جسم زہریلے فضلوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر انتڑیوں میں فضلہ بھرا رہے تو آہستہ آہستہ خون میں جذب ہوجاتا ہے۔ پھلوں کے کاربوہائیڈریٹس، شکر کی صورت میں ڈیکسٹرین اور تیزابوں کی صورت میں ہوتے ہیں جو آسانی

۱۔ کتاب۔ یوحنا کی انجیل۔ باب ۱۵۔ آیت ۵
۲۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۱
۳۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء ص ۱۷۷

سے ہضم ہو جاتے ہیں اور پوری طرح جذب ہو جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پھل خاص طور پر بیماروں اور توانائی اور حرارت کے ضرورت مندوں کے لئے بہت مفید قرار دیئے جاتے ہیں۔(۱)

معدنی فوائد:۔ پھل انسانی جسم کو معدنیات فراہم کرتے ہیں، خشک پھل جیسے خوبانی، کشمش، انجیر اور کھجور کیلشیم اور آئرن سے مالا مال ہوتے ہیں۔ یہ معدنی اجزاء مضبوط ہڈیوں اور اچھے خون کے لئے بہت ضروری ہیں۔ کچھ پھل جیسے کسٹرڈ ایپل (شریفہ) فی دانہ آٹھ سو ملی گرام تک کیلشیم مہیا کرتے ہیں۔ یہ مقدار ہماری روزمرہ کیلشیم کی ضرورت کے لئے کافی ہے۔(۲)

مقوی جسم فوائد:۔ پھل چونکہ وٹامنز کا قابلِ اعتماد ذریعہ ہوتے ہیں، چناچہ بدن میں قوت پیدا کرتے ہیں۔ امرود، شریفہ اور ترش پھل مثلاً لیموں اور مالٹا، کینو وغیرہ وٹامن ''سی'' کا بہترین ذریعہ ہیں۔ یہ پھل تازہ اور کچے استعمال کئے جاتے ہیں، اس میں کیروٹین کی وافر مقدار ہوتی ہے جو جسم میں جا کر وٹامن ''اے'' میں تبدیل ہو جاتی ہے ایک درمیانے سائز کا آم پندرہ ہزار انٹرنیشنل یونٹ وٹامن ''اے'' رکھتا ہے جو ہماری ہفتہ بھر کی اس وٹامن کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ یہ ہمارے جسم میں ذخیرہ رہتی ہے۔ پپیتا وٹامن ''سی'' اور ''کیروٹین'' کا عمدہ وسیلہ ہے۔(۳)

مشرقی محققین کے جدید تحقیقات :۔

وٹامنز، معدنی اجزاء، انزائمز اور دیگر عناصر جو تازہ پھلوں کے جوسز (رس) میں پائے جاتے ہیں، انسانی جسم کے تمام افعال (نظام) معمول کے مطابق رکھتے ہیں۔ بیماریوں پر غالب آنے کے لئے خاص طور پر پرانی بیماریوں پر خلیوں کی صفائی کے ذریعے غالب آنے کے لئے تازہ رس بھرے پھلوں کی قدر و قیمت نا قابل بیان ہے۔ صرف اور صرف پھلوں پر مشتمل غذا انتہائی مفید اور بالخصوص برونکائٹس (پرانی کھانسی) گھٹیایا

۱۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۹۰

۲۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۹۵

۳۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۸ تا ۹

جوڑوں کے درد، پرانے نزلہ اور قبض کے تدارک میں بہت کار آمد ہے کیونکہ یہ جسم کو حیات بخش معدنی نمکیات بھر دیتے ہے۔(۱) کچھ پھل مخصوص امراض کا بھرپور مقابلہ کرتے ہیں اور ان کو پسپائی پر مجبور کر دیتے ہیں۔تمام پھل آئرن، فاسفورس اور سوڈیم سے لبریز ہونے کی بدولت خون پیدا کرنے اور اعصاب کو مضبوط بنانے میں نہایت مفید ہیں، جگر کی بیماریوں، فساد ہضم اور گھٹیا میں لیموں کا استعمال بہت اچھا غذائی علاج ہے۔تربوز گردوں کی صفائی کے لئے انتہائی عمدہ خوراک ہے، تربوز کے استعمال سے گردوں میں سے پانی کا نکاس نہ صرف صفائی کرتا ہے بلکہ اپنے معدنی اجزاء کے ذریعے شفا بخش بن جاتا ہے۔انار اور اناناس کی مسکن تاثیر نزلہ کی شدت کم کرتی ہے، فیور یعنی کاہی کا بخار اور دیگر سانس کی بیماریوں میں ان کا استعمال مفید رہتا ہے۔زکام کا علاج گریپ فروٹ کے جوس سے کیا جاسکتا ہے۔یہ جوس اخراج کے نظام کو مؤثر بنا کر انفیکشن دور کرتا ہے۔(۲)

مغربی محققین کے جدید تحقیقات :۔

مغربی دنیا کا معروف غذائیت کا ماہر ''ایڈولف جسٹ'' اپنی کتاب (Return to Nature States) میں لکھتا ہے ''صرف پھل ہی انسان کے لئے شفا بخش جرعے رکھتے ہیں۔فطرت انہیں خود ہی تیار کر کے پیش کرتی ہے۔ان کا ذائقہ لذیذ ہوتا ہے اور وہ تمام تر انسانی بیماریوں اور تکلیفوں کا یقینی علاج ہیں''۔(۳) ماہرین نے مشاہدہ کیا ہے کہ پھلوں میں پائی جانے والی شکر، کیلشیم، آئرن، وٹامن اے، بی کمپلیکس اور وٹامن سی، لیموں، مالٹا اور انار دل کی کارکردگی کو معمول پہ رکھتے ہیں اور اسے بڑی عمر میں بھی صحت مند رکھتے ہیں۔

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۰ تا ۱۱

۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۹۰

۳۔ جسٹ، ایڈولف، ریٹرن ٹو نیچر اسٹیٹس

سیب، کھجور اور آم جیسے پھل براہ راست مرکزی نظام اعصاب کو تقویت دیتے ہیں۔ فاسفورس، گلوٹا مک ایسڈ، وٹامن اے، وٹامن بی کمپلیکس ان پھلوں کے ذریعے اعصاب پر مقوی اور محفوظ اثرات مرتب کرتے ہیں۔ چنانچہ ان پھلوں کا باقاعدہ استعمال یادداشت تیز کرتا ہے۔ ذہنی تکان سے محفوظ رکھتا ہے، ذہنی دباؤ، تناؤ، ہسٹریا اور بے خوابی سے نجات ملتی ہے۔(۱)

۱۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء ص ۱۷۷

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/List_of_fruits
- ☆ books.google.com.pk/books?isbn=1404237011
- ☆ www.thefruitpages.com
- ☆ www.crfg.org/pubs/frtfacts.html
- ☆ www.expressgiftservice.com/category_display.php?parent=113
- ☆ www.fruit.on.net
- ☆ www.fruit.com
- ☆ www.fruitchess.com
- ☆ www.fruitproperty.com
- ☆ mypyramid.gov/pyramid/fruits.html
- ☆ www.free-soil.org/fruit
- ☆ www.fruitsandveggiesmatter.gov
- ☆ www.5aday.nhs.uk/ -
- ☆ www.merriam-webster.com/dictionary/fruit
- ☆ www.fruitquiz.co.uk

پیاز (بصل)

پیاز کے مختلف نام:۔

اردو۔	پیاز(۱)	**سرائیکی۔**	وصل	**انگریزی۔**	اونی ان(۲)
سندھی۔	بصر	**فارسی۔**	پیاز	**مرہٹی۔**	کاندا
بنگلہ۔	پیاج	**نباتاتی۔**	ایلیم سیپا	**پنجابی۔**	گنڈھا
عربی۔	بصل	**یونانی۔**	قردامینان	**بلوچی۔**	پیاز
طبی۔	عنصل	**سنسکرت۔**	پلانڈر		

تعارف:۔

پیاز یوں تو فارسی لفظ ہے لیکن ہندی اور اردو میں بھی مستعمل ہے نباتاتی اعتبار سے پیاز اور لہسن کی جنس ایک ہی ہے لہٰذا ان کا خاندان بھی ایک ہی ہے۔ ان دونوں کی ساٹھ سے زیادہ قسمیں عرب اور مصر میں پیدا کی جاتی ہیں۔ پیاز ایک مشہور معروف جڑ ہے جس سے پاکستان و ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے۔ پیاز گنٹھی دار پودا ہے۔ جو دوسالہ جنسوں میں سے ہے۔ پہلے برس اس پودے کے ساتھ گنٹھی اگتی ہے جو سبزیوں میں ڈالی جاتی ہے اور دوسرے بے شمار طریقوں سے استعمال کی جاتی ہے۔ دوسرے سال پودے کے ساتھ صرف بیج پیدا ہوتے ہیں اور اس کی معیاد ختم ہو جاتی ہے۔ جڑیں پھول کر گول شکل اختیار کر لیتی ہیں جن کو علمِ نباتات میں Rhizome کہتے ہیں۔ پیاز کے پتے عام پودوں کے پتوں سے مختلف سیدھی بلند شاخیں سی ہوتی ہیں جو رس دار ہوتی ہیں اور ان کے آخر میں سبزی مائل سفید پھول لگتے ہیں۔ ان پتوں کو ''ساق'' اور پنجابی

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص۲۷۹

۲۔ Sandra Anderson, Kay Cullen, Chambers Students Dictionary, Harrap Publishers Ltd., 7 Hopetoun Cresect, Edinburgh EH7 4AY, UK, First Edition, 1996, Page 333.

میں ''پھوک'' کہتے ہیں۔ پیاز سفید، سرخ، سبز اور سنہری رنگوں میں ہوتی ہے۔ پیاز دو سال رہنے والی بوٹی ہے تاہم ہر سال کاشت کی جاتی ہے۔اس کے تمام حصے کاٹنے یا کچلنے پر تیز بو پیدا کرتے ہیں۔اس کی جڑیں محض سطحی ہوتی ہیں دیگر نباتات کی طرح گہری نہیں ہوتیں۔ پودے کی بنیاد پر ایک چھوٹا سا تنا بتدریج اپنا حجم گولائی میں بڑھالیتا ہے اور نشو ونما پاتے ہوئے بلب یا گٹے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی کو ہم کھاتے ہیں۔ پیاز کا پھل کروی ہوتا ہے۔ پیاز کا پودا جب پک جاتا ہے تو اس میں کالے رنگ کے بیج لگتے ہیں۔ مختلف ملکوں کے پیاز کی شکل، رنگت اور ذائقہ مختلف ہوتا ہے۔ گرم ملکوں کی پیاز تیزی میں سرد ملکوں سے کم ہوتی ہے۔ برمودا کی پیاز چپٹی، کم تیز اور سفید ہوتی ہے۔اسپین کی پیاز بڑی، سرخ اور اس کا عرق مٹھاس کیجانب مائل ہوتا ہے۔ جبکہ اٹلی کی چپٹی اور اس میں بدبو کم ہوتی ہے۔(۱)

پیاز کا قرآن میں تذکرہ:۔

(ترجمہ) اور وہ وقت یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کھانے پر بس نہیں کر سکتے سو پروردگار سے ہمارے لیے دعا کر دیجئے ان چیزوں کی جنھیں زمین اگاتی ہے۔ ساگ ہوا ککڑی ہوئی گیہوں ہوا مسور ہوئی پیاز ہوئی موسیٰؑ نے کہا تو کیا جو چیز ادنیٰ ہے تم اسے لینا چاہتے ہو اس چیز کے مقابلے میں جو بہتر ہے تو خیر کسی شہر میں اتر پڑو وہیں مل جائیگا جو تم مانگتے ہو اور ان پر سادی گئی ذلت اور محتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے یہ سب اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل تک کر ڈالتے تھے۔ یہ سب اسلئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ بڑھ جاتے۔(۲)

تفسیر قرآن :۔

یہاں پر یہ مطلب ہے کہ من وسلویٰ کو چھوڑ کر جو بے مشقت مل رہا ہے وہ چیزیں مانگ رہے ہو جن کے لئے

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۷۷

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۹۷

کھیتی باڑی کرنی پڑے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس بڑے مقصد کے لئے یہ صحرا نوردی تم سے کرائی جا رہی ہے اس کے مقابلے میں کیا تم کو کام و دہن کی لذّت اتنی مرغوب ہے کہ اس مقصد کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو اور ان چیزوں سے محرومی کچھ مدت کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے؟ آیت سے کفر کرنے کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً ایک یہ کہ خدا کی بھیجی ہوئی تعلیمات میں سے جو بات اپنے خیالات یا خواہشات کے خلاف پائی اس کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ دوسرے یہ کہ ایک بات کو یہ جانتے ہوئے کہ خدا نے فرمائی ہے پوری ڈھٹائی اور سرکشی کے ساتھ اس کی خلاف ورزی کی اور حکمِ الٰہی کی کچھ پروا نہ کی۔ تیسرے یہ کہ ارشادِ الٰہی کے مطلب و مفہوم کو اچھی طرح جاننے کے اور سمجھنے کے باوجود اپنی خواہش کے مطابق اسے بدل ڈالا۔ (۱) یہ ہے اس قوم کی داستانِ جرائم کا ایک نہایت شرمناک باب جس کی طرف قرآن کی اس آیت میں مختصراً اشارہ کیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس قوم نے اپنے فسّاق و فجّار کو سرداری و سربرہ کاری کے لئے اور اپنے صلحا و ابرار کو جیل اور دار کے لئے پسند کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی لعنت کے لئے پسند نہ کرتا تو آخر اور کیا کرتا۔

اور منجملہ ذلت و مسکنت کے یہ بھی ہے کہ یہودیوں سے سلطنت قرب قیامت تک کیلئے چھین لی گئی البتہ بالکل قیامت کے قریب محض لٹیروں کا سا بے ضابطہ تھوڑا از ردشور دجّال یہودی کا کل چالیس دن کے لئے ہو جائے گا اور اس کو کوئی عاقل سلطنت نہیں کہہ سکتا اور ان کو یہ بات موسیٰؑ کی معرفت جتلا دی گئی تھی کہ اگر بے حکمی کرو گے تو ہمیشہ دوسری قوموں کے محکوم رہو گے۔ (موجودہ اسرائیلی حکومت کی حیثیت بھی امریکہ اور برطانیہ کے غلام سے زیادہ کچھ نہیں)۔ (۲)

قربِ قیامت کے دجّال یہودی کا چالیس دن کے لئے عمل دخل ہو جائے گا اور اس کو کوئی بھی شخص جو عقل رکھتا ہو سلطنت نہیں کہہ سکتا اور بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کی معرفت یہ بات جتلا دی گئی تھی کہ اگر حکم عدولی کرو گے تو ہمیشہ دوسری قوموں کی غلامی میں رہو گے۔ (جیسا کہ موجودہ اسرائیلی حکومت کی حیثیت! امریکہ اور برطانیہ کے غلام سے زیادہ نہیں ہے)۔ (۳)

۱۔ قرآن کریم سورہ البقرہ آیت۔ ۶۱

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر، ۱۹۸۲ء، ص ۸۰

۳۔ شفیع، مولانا مفتی محمد، معارف القرآن جلد اوّل، ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید، جون، ۱۹۹۱ء، ص ۲۳۶

علامہ شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''یعنی اس ذلت اور مسکنت وغضب الٰہی کا باعث ان کا کفر اور انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا تھا اور اس کفر وقتل کا باعث احکام کی نافرمانی اور حدود شرع سے خروج تھا۔(۱)

حدیث میں پیاز کا تذکرہ:۔

۱۔ ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت عائیشہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ سے پیاز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری کھانا جو تناول فرمایا تھا اس میں پیاز موجود تھی۔(۲)

۲۔امام بخاری وامام مسلم نے صحیحین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث منقول کی ہے، اس میں ہے کہ آپؐ نے پیاز کھانے والے کو مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔(۳)

۳۔سنن میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز اور لہسن کھانے والے کو حکم دیا کہ وہ اسے پکا کر کھائیں۔(۴)

کتب مقدسہ میں پیاز کا تذکرہ :۔

کتب مقدسہ کے تناظر میں بنی اسرائیل نے اپنے اس جرم کو اپنی تاریخ میں خود تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔مثال کے طور پر۔(۵) حنانی نبی نے یہودیہ کے فرمانروا آسا کو اس کی نافرمانیوں پر سخت تنبیہ کی مگر آسا نے اس تنبیہ کو قبول کرنے کے بجائے خدا کے پیغمبر کو جیل بھیج دیا۔(۶)

۱۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۸۹

۲۔ ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی اکل الثوم صفحہ ۳۸۲۹

۳۔ امام بخاری، صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما یکرہ من الثوم والبقول، جلد ۹، ص ۴۹۸

۴۔ امام نسائی، سنن نسائی، کتاب المساجد باب من یخرج من المسجد، جلد ۲، ص ۴۲

۵۔ تواریخ، باب ۱۷، آیت ۷۔۱۰

۶۔ سلاطین۔باب ۱۹، آیت ۱۔۱۰

(۲) حضرت الیاسؑ نے جب بعل کی پرستش پر یہودیوں کو ملامت کی اور از سرِ نو توحید کی دعوت کا صور پھونکنا شروع کیا تو سامریہ کا اسرائیلی بادشاہ اخیؔ اب اپنی مشرک بیوی کے خاطر ہاتھ دھو کر ان کی جان کے پیچھے پڑ گیا حتیٰ کہ انہیں جزیرہ نما سے سینا کے پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی۔(۱)

(۳) حضرت میکایاہ کو اسی اخیؔ اب نے حق گوئی کے جرم میں جیل بھیجا اور حکم دیا کہ اس شخص کو مصیبت کی روٹی کھلانا اور مصیبت کا پانی پلانا۔(۲)

(۴) حضرت زکریاؑ نے جب یہودیہ کی ریاست میں اعلانیہ بت پرستی اور بدکاری کے خلاف آواز بلند کی تو شاہ یہوداہ یوآؔس کے حکم سے انہیں عین ہیکل سلیمانی میں 'مقدس' اور قربان گاہ کے درمیان سنگسار کر دیا گیا۔(۳)

(۵) حضرت عاموسؑ نے جب سامریہ کی اسرائیلی ریاست کو اس کی گمراہیوں اور بدکاریوں پر ٹوکا اور ان حرکات کے برے انجام سے خبردار کیا تو انہیں نوٹس دیا گیا کہ ملک سے نکل جاؤ اور باہر جا کر نبوت کرو۔(۴)

(۶) حضرت یحییٰؑ نے جب بنی اسرائیل کی ان بداخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہودیہ کے فرمانروا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھیں تو پہلے وہ قید کیے گئے پھر بادشاہ نے اپنی معشوقہ کی فرمائش پر قوم کے اس صالح ترین آدمی کا سر قلم کر کے ایک تھال میں رکھ کر اس کی نذر کر دیا۔(۵)

(۷) حضرت عیسیٰؑ پر بنی اسرائیل کے علماء اور سرداران قوم کا غصہ بھڑکا کیونکہ وہ انہیں ان کے گناہوں اور ان کی ریاکاریوں پر ٹوکتے تھے اور ایمان و راستی کی تلقین کرتے تھے۔ اس قصور پر ان کے خلاف جھوٹا مقدمہ تیار کیا گیا، رومی عدالت سے ان کے قتل کا فیصلہ حاصل کیا گیا اور جب رومی حاکم پیلاؔطس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمہاری خاطر یسوعؔ اور براؔباڈاکو دونوں میں سے کس کو رہا کروں تو ان کے پورے مجمع نے بالاتفاق پکار کر کہا کہ براؔبا کو چھوڑ دے اور یسوعؔ کو پھانسی پر لٹکا۔(۶)

۱۔ ا۔سلاطین۔باب ۱۹۔آیت ۱۔۱۰
۲۔ ا۔سلاطین۔باب ۲۲۔آیت ۲۶۔۲۷
۳۔ ۲۔تواریخ، باب ۲۴۔آیت ۲۱
۴۔ عاموس۔باب ۷۔آیت ۱۰۔۱۳
۵۔ مرقس، باب ۶، آیت ۱۷۔۲۹
۶۔ متی، باب ۲۷، آیت ۲۰ تا ۲۶

جب حضرت موسیٰؑ اسرائیلیوں کو مصر سے نکال کر کنعان کی سرزمین کی طرف لے جارہے تھے تو مشکلات کے دوران بنی اسرائیل نے پیاز کو یاد کیا جو انہیں مصر میں میسر تھا۔

''ہمکو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے اور وہ خربوزے اور وہ گندنے اور پیاز (بائبل۔Belsal) اور لہسن (بائبل۔Shamim) لیکن اب تو ہماری جان خشک ہوگئی ہے۔ یہاں کوئی چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو اور کچھ دکھائی نہیں دیتا اور من دھنئے کے مانند تھا اور ایسا نظر آتا تھا جیسے موتی''(۱)۔

پیاز کے کیمیاوی اجزاء :۔

(۱) حیاتین (ج) (۲) کاربوہائیڈریٹس (۳) پروٹینز (۴) کیلشیم
(۵) میگنیشیم (۶) پوٹاشیم (۷) سوڈیم (۸) گندھک
(۹) فاسفورس (۱۰) آئرن (۱۱) حیاتین (د) (۱۲) حیاتین (ای)
(۱۳) معدنی نمکیات (۱۴) تھیال دی فائڈ

اس کی گانٹھ میں اسی فیصد پانی ہوتا ہے۔ کاربوہائیڈریٹ تقریباً دس فیصد اور تھوڑی سی مقدار وٹامن A وٹامن B وٹامن C کی ہوتی ہے جبکہ پروٹین اور چربی برائے نام ہے۔ طبّی اعتبار سے اس کا اصل جز Essential oil ہی ہے۔(۲)

۱۔ کتاب گنتی۔ باب ۱۱ آیت ۵۔۶۔۷

۲۔ Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

پیاز کا کیمیاوی تجزیہ :۔

پیاز میں فراری روغن اور نباتاتی گندھک پائی جاتی ہے۔ کیمیاوی تجزیہ سے ایسے مواد بھی ملتے ہیں جو محرک عضلات، نبض اور انتڑیوں کی حرکت اور شریانی خون کے بہاؤ کو تیز کرنے والے ہیں۔ یہ بلڈ شوگر کم کرتے ہیں۔ صفرا کی مقدار بڑھاتے اور مقوی جگر ہیں اس کے روغن کا جز ہے ایملو ئیل پروپائیل ڈائی سلفائیڈ (Emllyl propyl disulphide) اس میں جراثیم کش اثرات پائے جاتے ہیں۔ (۱)

افعال وخصوصیات:۔

اطباء میں اس کے گرم تر یا خشک ہونے میں اختلاف ہے۔ پیاز ایک مقبولِ عام سبزی جو موٹاپا دور کرنے اور بدن میں ڈھیلا پن نرمی اور پھیلاوٹ زائل کرنے کی یہ سستی غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ مزاج اس کا گرم ہے معدہ اسے دو گھنٹوں میں ہضم کر لیتا ہے۔ پیاز بلغمی کھانسی میں فائدہ مند ہے۔ ریاح کو کم کرتا ہے اور بواسیر میں سودمند ہے لو لگنے یا اس سے بچاؤ کے لیے پیاز کے عرق کا استعمال بہت اہم مانا جاتا ہے۔ پیاز میں شفائی اجزاء کوٹ کوٹ کے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ دل کو طاقت دیتی ہے دل کے اندر خون جمع ہونے سے جو کلاٹ پڑ جاتے ہیں پیاز کے استعمال سے ختم ہو جاتے ہیں۔ پیاز جسم سے ہر قسم کے زہریلے مادوں کو دور کرتا ہے۔ اس کی خوشبو زہریلی ہوا کو اپنے روغنی اجزاء کی وجہ سے پاک صاف کر دیتی ہے۔ گیس اور ہاضمے کی کمزوری والے مریض ایک پاؤ پیاز کے ٹکڑے آدھ سیر سرکہ کے ساتھ شیشے کے مرتبان میں ایک دو دن دھوپ میں رکھ کر دونوں وقت کھانے کے ساتھ اس کا استعمال جاری رکھیں تو قوت ہاضمہ مضبوط اور گیس سے چھٹکارا ہو جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے دانتوں کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور ان پر میل نہیں جمتا۔ (۲)

۱۔ Pruthi, J. S.; Spices, National Book Trust, New Delhi, 1979.

۲۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء، ص ۱۷۷

جب دل کے اردگرد چربی جمع ہو جائے اس کی شریانوں میں کولسٹرول جمع ہو جانے سے دوران خون میں نقص پیدا ہو جائے تو چند ہفتے جواہر مہرہ آدھ سے دورتی ایک چائے کا چمچہ پیاز کے پانی کے ساتھ استعمال کرنے سے یہ خرابی دور ہو جاتی ہے۔ نیند نہ آتی ہو تو سونے سے پہلے پیاز کے استعمال سے نیند آنے لگتی ہے۔ پیاز کو سینک کر اس کا رس نکال کر پانچ بوند سے چائے کا چمچہ تک پلانے سے بچّے کے پیٹ کا درد دور ہو جاتا ہے۔ پیاز اور کلونجی چھ چھ ماشہ چلم میں رکھ کر اس کا دھواں کھینچنے سے دانتوں کا درد اور مسوڑوں کا ورم کم ہو جاتا ہے۔ اس کا پانی کان میں ڈالنے سے کان کا درد دور ہو جاتا ہے۔ شہد اور پیاز کا عرق برابر وزن ملا کر چند روز آنکھوں میں ڈالتے رہنے سے آنکھوں کی سرخی، درد اور نظر کی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ پیاز کا پانی لگانے سے بچھو کا زہر دور ہو جاتا ہے۔ گنج پر اس کا پانی ملتے رہنے سے چند ہفتوں میں بال پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔(۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات:۔

ایک حکیم نے پیاز کو قدرتی غذاؤں کا ڈائنامائٹ قرار دے کر اس کی خوبیوں کی عکاسی کی ہے۔ پیاز ایک مقبول عام سبزی ہے موٹاپا دور کرنے اور بدن میں ڈھیلاپن، نرمی اور پھلاوٹ زائل کرنے کی یہ سستی غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ معدہ اسے دو گھنٹوں میں ہضم کر لیتا ہے۔ اطباء قدیم میں حکیم فیثا غورث نے پیاز کے خواص پر ایک کتاب تحریر کی تھی۔ انھوں نے پیاز کا سرکہ بھی بنایا تھا۔ بقراط بھی پیاز کے فوائد سے واقف تھا اور مریضوں کو پیاز کھلانے اور لگانے کی ہدایت کرتا تھا۔(۲)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات:۔

تازہ ترین یورپی تحقیق کے مطابق پیاز دل کے درد سے محفوظ رہنے کے لئے موثر غذا ہے، ڈاکٹروں کا کہنا ہے

۱۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۰۱

۲۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۷۶

کہ دل کی بیماریوں میں پیاز ایک اچھا علاج ہے۔ ان کے مطابق پیاز کی یہ افادیت اس میں پائے جانے والے نباتاتی اجزاء ایلی پروپائل ڈائی سلفیٹ، کیٹیکول، پرٹوکیٹکنک تیزاب، تھایوپروپا ئینوایلڈی ہائیڈ، تھائیو سایانیٹ، کیلشیم، لوہے، فاسفورس اور حیاتین کی بدولت ہے۔(۱) روسی ڈاکٹروں نے پیاز میں جراثیم کش اور دافع بکٹیریا صلاحیت کی مزید تصدیق کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص روزانہ ایک پیاز اچھی طرح چبا کر کھائے تو وہ دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ڈاکٹر بی پی ٹوبکن نے دعویٰ کیا کہ تین منٹ تک کچا پیاز چبانے سے منہ کے تمام جراثیم ہلاک ہوجاتے ہیں۔ دانتوں کے مریضوں کو پیاز کا ٹکڑا درد کرتے دانت پر رکھنے سے سکون ملتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق پیاز خون میں کولسٹرول جمع نہیں ہونے دیتی دل کے امراض میں مفید ہے۔ تازہ ترین تحقیق کے مطابق پیاز کیل مہاسوں سے بچاتی ہے۔ پیاز کو روزانہ کھیرا، ٹماٹر، لیموں کے ساتھ بطور سلاد کھانے سے مذکورہ بالا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ حال ہی میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق جنگلی پیاز زہریلے کیڑے مکوڑوں کا تریاق ہے۔ اس کے بیج جہاں رکھے ہوں وہاں کیڑے نہیں آتے جنگلی پیاز کے بیج پانی میں جوش دے کر سارے گھر میں چھڑکنے سے کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کی دھونی سے سانپ، مکڑیاں اور مینڈک تک مرجاتے ہیں۔(۲) ایک امریکی کیمیا گرنے دریافت کیا ہے کہ پیاز میں ایک چیز تھیال ڈی فائیڈ پائی جاتی ہے جو جراثیم کش ہوتی ہے۔ اس کا استعمال کم خوابی کو دور کرتا ہے اگر اس کا شوربہ نوش کیا جائے تو نیند لانے کے لئے خواب آور گولیوں سے زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ برطانوی ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے کہا ہے کہ پیاز انجماد خون کے مریضوں کے لئے حیاتِ نو کا پیغام ثابت ہوسکتی ہے۔ اور اس دریافت سے اس جان لیوا بیماری کا علاج ممکن ہوگیا ہے۔ برٹش ریویو میں شائع ہونے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پیاز خواہ ابلی ہوئی ہو یا تلی ہوئی خون میں چکتوں کو تحلیل کرنے کی صلاحیت بڑھا دیتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید تجربات ہورہے ہیں۔(۳) ایک نئی تحقیق کے مطابق اس میں صحت کو بنانے کے اجزاء ہوتے ہیں اور اس کے (Nutrients) میں (Quercetin) ہوتی ہے۔ یہ ایک اینٹی اوکسیڈ ینٹ کمپاؤنڈ ہے جو (Oxidation) کو آہستہ کرکے خلیوں (Cells) اور ٹیشوز (Tissues) کو

۱۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۰۰

۲۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں و جڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۷۶

۳۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۹۷

برباد ہونے سے بچاتا ہے اور فری (Redicals) کو باہر نکالتا ہے تاکہ low density lipoprotein کی oxidation ہو کر وٹامن ای بن سکے۔ روزانہ کھانے سے خون میں quercetin زیادہ ہو جاتی ہے جو معدے کے السر اور دل کی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ جس پیاز میں pungent تیز بو ہوتی ہے وہ دل کی بیماریوں سے (ہارٹ اٹیک) اور atheroselerosis سے محفوظ رکھتی ہے۔ بڑھاپے میں پیاز کھائیں تو (osteroporosis) سے محفوظ رہیں گے۔ quecretin آنکھوں میں cataract، کینسر (چھاتی، آنتیں، ovarian، معدہ، پھیپھڑے اور مثانہ) سے بچاتی ہے۔(۱)

۱۔ Bucaille, Maurice; Quran and Modern Science, Markazi Martab Islami, 1988., Wensinck, J. and J. P. Mensing; Concordance et indices de la Tradition Musulmane, London, 1987.

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ PROTAbase on Allium cepa.
- ☆ The Secret to Cutting Onions Without Crying (by Steve Fry)·
- ☆ "http://en.wikipedia.org/wiki/Onion"
- ☆ Vidalia onion, Onion Johnny·
- ☆ www.theonion.com/content/news_briefs/millions_of_dollars_of - 33k
- ☆ www.highbeam.com/doc/1G1-101171964.html
- ☆ www.sciencedaily.com/releases/2008/02/080202115345.htm
- ☆ www.crop.cri.nz/home/news/releases/1201749913200.php
- ☆ www.ermanz.govt.nz/news-events/archives/media-releases/2007/mr
- ☆ www.public.iastate.edu/~CYBERSTACKS/Onion.htm
- ☆ www.encyclopedia.com/topic/onion.aspx
- ☆ www.space.com/scienceastronomy/onion_asteroids_030402.html
- ☆ www.bio-medicine.org/tag/onion/
- ☆ www.hdc.org.uk/sectors/NEW/Onion%20Research%20Strategy%
- ☆ www.foodnavigator.com/Science-Nutrition/New-quality-scale-for-onions

ککڑی (قثّاء)

ککڑی کے مختلف نام:۔

عربی۔	قثاء،خیار	فارسی۔	خیار(۱)	اردو، ہندی۔	ککڑی(۲)
گجراتی،مرہٹی۔	کاکڑی	سنسکرت۔	کرکٹی	انگریزی۔	Cucumber(۳)
جرمن۔	Gurke	فرانسیسی۔	Concombre	لاطنی۔	Cucumis
اطالوی۔	Cetriola	یونانی۔	Sikvos	روسی۔	Ogurets
عبرانی۔	Kishium	تیلگو۔	ملّو دوسکائے	تامل۔	ملّو ولاریکائے
ہسپانوی۔	Pepino-cohembre	ملیالم۔	ولے ریکا	بنگالی۔	کانکڑ

تعارف:۔

ککڑی وکھیرہ کوعربی میں خیار یا قثّاء کہتے ہیں۔نباتاتی اعتبار سے ان کاتعلق Cucurbitacear خاندان سے ہے جس کے دوسرے اہم ممبر کدّ و۔لوکی اور خربوزہ وغیرہ ہیں۔یہ سب ہی عرب علاقہ کی پیداوار ہیں اور قدیم زمانہ میں ان کی پیداوار سارے عرب میں بکثرت ہوتی تھی۔ککڑی میں پانی کی مقدار ۹۰ فیصد تک ہوتی ہے۔اسی لئے اسے کھا کر پیاس بجھائی جاسکتی ہے اس میں تین فیصد کے قریب کاربوہائیڈریٹ ہوتا ہے اور 0.4 فیصد پروٹین۔چربی برائے نام ہوتی ہے ککڑی کی تاثیر سرد بتائی جاتی ہے۔اس کے بیج پیشاب آور ہوتے ہیں۔دل کے امراض میں پیشاب آور غذا کا استعمال مفید ہوتا ہے۔(۴)

۱۔ فیروزالدین،الحاج مولوی،فیروزاللغات،فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء ، ص ۵۴۹

۲۔ فیروزالدین،الحاج مولوی،فیروزاللغات،فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء ، ص ۹۰۶

۳۔ **Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 336.**

۴۔ چغتائی،حکیم طارق محمود،نباتات قرآنی اور جدید سائنس،دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ،ص ۲۱۸

پنجاب کی ککڑی اتنی نرم ونازک ہوتی ہے جتنی کہ بھارت کے صوبہ اتر پردیش میں پائی جاتی ہے۔ یورپ میں اس کی بہت بڑی بڑی اور چھوٹی قسمیں مشہور ہیں۔ اس کی بہترین قسم وہ ہے جو سخت ہو اور دبانے پر پلپلی نہ ہو، اسے ٹھنڈی جگہ پر رکھا جائے تو اس کی تازگی دو ہفتوں تک برقرار رہ سکتی ہے۔

ککڑی کا قرآن میں تذکرہ:۔

(ترجمہ) اور وہ وقت یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کھانے پر بس نہیں کر سکتے سو پروردگار سے ہمارے لیے دعا کر دیجئے ان چیزوں کی جنھیں زمین اگاتی ہے۔ ساگ ہوا ککڑی ہوئی گیہوں ہوا مسور ہوئی پیاز ہوئی موسیٰؑ نے کہا تو کیا جو چیز ادنیٰ ہے تم اسے لینا چاہتے ہو اس چیز کے مقابلے میں جو بہتر ہے تو خیر کسی شہر میں اتر پڑو وہیں مل جائیگا جو تم مانگتے ہو اور ان پر سما دی گئی ذلت اور محتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے یہ سب اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل تک کر ڈالتے تھے۔ یہ سب اسلئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ بڑھ جاتے)(۱)

تفسیر قرآن :۔

قرآن میں ککڑی کی الگ سے تفسیر نہیں ملتی ہے اس کا دیگر سبزیوں کے ساتھ تذکرہ آیا ہے مثلاً مولانا مودودی اپنی تفہیم میں فرماتے ہیں ''یہ مطلب نہیں ہے کہ من وسلویٰ چھوڑ کر جو بے مشقت مل رہا ہے وہ چیزیں مانگ رہے ہو جن کے لئے کھیتی باڑی کرنی پڑے گی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس بڑے مقصد کے لئے یہ صحرا نوردی تم سے کرائی جارہی ہے اس کے مقابلے میں کیا تم کو کام و دہن کی لذّت اتنی مرغوب ہے کہ اس مقصد کو چھوڑ نے کے لئے تیار ہو اور ان چیزوں سے محرومی کچھ مدت کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے''؟(۸۳)

۱۔ القرآن کریم، سورۃ البقرۃ آیت۔۶۱

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۰۶

حدیث میں ککڑی کا تذکرہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی (قثاء) سے خاص رغبت تھی۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ پکی ہوئی تر کھجوریں (رطب) اور ککڑی (قثاء) ایک ساتھ تناول فرماتے تھے۔(۱)

ککڑی کے کیمیاوی اجزاء:۔

ککڑی میں پانی کی مقدار ۹۰ فیصد تک ہوتی ہے۔اسی لئے اسے کھا کر پیاس بجھائی جا سکتی ہے اس میں تین فیصد کے قریب کاربوہائیڈریٹ ہوتا ہے اور صفر اعشاریہ چار فیصد پروٹین۔ چربی برائے نام ہوتی ہے ککڑی کی تاثیر سرد بتائی جاتی ہے۔اس کے بیج پیشاب آور ہوتے ہیں۔دل کے امراض میں پیشاب آور غذا کا استعمال مفید ہوتا ہے۔(۲)

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب القثاء بالرطب، جلد ۹، ص ۴۸۸

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۱۸

ایک سوگرام ککڑی میں کیمیاوی عناصر کی ترکیب اس طرح ہے:۔ (۱)

چکنائی۔	معمولی مقدار	میگنیشیم۔	۱ء۹ فیصد
تانبہ۔	۱ء۸ فیصد	آئرن۔	۶۲ء۷ فیصد
پروٹین۔	۶ء۰ فیصد	کلورائیڈز۔	۵ء۶۳ فیصد
کیلشیم۔	۰۸ء۲۲ فیصد	گندھک۔	۲ء۱۱ فیصد
نمی۔	۴ء۹۳ فیصد	فاسفورس۔	۱ء۲۴ فیصد
سوڈیم۔	۰ء۱۳ فیصد	پوٹاشیم۔	۱۴۱ فیصد

افعال وخصوصیات :۔

بہترین ککڑی پکی ہوئی ہوتی ہے، جسم کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے، طبیعت میں اور خاص طور پر اگر معدہ اور آنتوں میں کسی وجہ سے حدّت محسوس ہوتی ہو تو ککڑی کھانے سے سکون آتا ہے۔ امام ذہبیؒ اس کو خیار سے جدا قرار دیتے ہیں۔ پیشاب آور ہے اس کا مسلسل استعمال جسمانی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ ککڑی کھانے سے معدہ اور آنتوں کی سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اسے آتش حدّت کو بجھانے والا قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثانہ کی سوزش، جلن اور پیشاب کی جلن کو دور کرتی ہے، اس کے چھلکے پیس کر کتا کاٹے مریض کو چٹائے جائیں تو فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو بے ہوشی میں مفید ہے۔ ککڑی کا سترہ تولہ پانی نکال کر اس میں تین تولہ مصری ملا کر پینے سے معدہ اور آنتوں کے تمام صفراوی مادے نکل جاتے ہیں، یرقان کو نفع دیتا ہے، حیض اور پیشاب لاتا ہے، ککڑی کو بھوبھل یعنی گرم راکھ میں دیر تک رکھ کر اس کا پانی نکال کر بخار کے مریضوں کو پلانا مفید ہے۔ یہ قبض کو بھی دور کرتا ہے۔ (اگر قبض زیادہ ہو تو پھر یہ مفید نہیں ہوگا)۔ اس کے بیج پیشاب آور ہونے کے ساتھ بول کی نالی کی جلن کو دور کرتے ہیں، ورم جگر اور تلی کو تحلیل کرتے ہیں۔ (۲)

۱۔ http://www3.interscience.wiley.com/journal/119293545/abstract?

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۲۲

کھیرا، ککڑی، خربوزہ اور کدو کے بیج میں سے ہر ایک کو ایک اونس لے کر ان کے ساتھ تخمِ کاسنی دو اونس، کھانڈ دس اونس اور پانی ایک پونڈ ملا کر خوب پکائیں پھر چھان کر ان کا قوام بنائیں اور سرکہ شامل کر کے شربت بنالیں۔ ایک گھونٹ کی مقدار میں تھوڑا پانی ملا کر دن میں تین چار مرتبہ استعمال کرنے سے پیشاب کی جلن، کمزوری اور بخاروں کے لئے مفید ہے۔(۱) کھیرے اور ککڑی کے بیج نکال کر چھلکے اتار کر سکھا لینے کے بعد پیس کر شہد میں ملا کر کھانے سے آنتوں کی اکثر بیماریوں میں سکون دیتے ہیں اور غذائیت مہیا کرتے ہیں۔ کھیرے یا ککڑی کی بیل کے پتے سکھا کر پیس کر ان میں زیرہ سیاہ ملا کر بھون لینے کے بعد پیس کر ان کو چائے کے چوتھائی چمچہ کے برابر ناشتہ کے بعد دینے سے گلے کی سوجن جاتی رہتی ہے اور یہ پیشاب آور ہے۔ سن سٹروک کے مریضوں کے بخار کے دوران کھیرے یا ککڑی کے ٹکڑے کاٹ کر سر اور چہرے پر ملنا نافع ہے۔(۲)

۱۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طبِ نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۶
۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۲۴

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ http://www3.interscience.wiley.com/journal/11923545/abstract?CRETRY=1&SRETRY=09
- ☆ wikipedia.org/wiki/Cucumber
- ☆ github.com/aslakhellesoy/cucumber/wikis
- ☆ github.com/aslakhellesoy/cucumber/tree/master
- ☆ www.cucumbergrowingtips.com
- ☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid=42
- ☆ urbanext.illinois.edu/veggies/cucumber1.html
- ☆ www.lpl.arizona.edu/~bcohen/cucumbers/info.html
- ☆ www.recipezaar.com/library/getentry.zsp?id=235
- ☆ books.google.com.pk/books?id=0FsUAAAAQAAJ
- ☆ blog.davidchelimsky.net/2008/9/22/cucumber
- ☆ www.answers.com/topic/cucumber
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Cucumber_sandwich
- ☆ www.msnbc.msn.com/id/19230461
- ☆ www.sweetcucumber.com/
- ☆ www.lpl.arizona.edu/~bcohen/cucumbers
- ☆ www.lpl.arizona.edu/~bcohen/cucumbers
- ☆ books.google.com.pk/books?isbn=1555913806

شجر

شجر کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	شجرۃ	عربی، فارسی، اردو۔	شجر(۱)	فارسی، پنجابی۔	درخت(۲)
ہندی، اردو۔	پیڑ	سنسکرت، گجراتی۔	درکش	تامل، ملیالم۔	مَرَم
تیلگو۔	مانو	مرہٹی۔	جھاڑ	بنگالی۔	برکھ، گاچھ
کشمیری۔	کل	روسی۔	Dereva	انگریزی۔	(۳) Tree
عبرانی۔	Etz	یونانی۔	Thedro	فرانسیسی۔	Arbre
لاطینی۔	Arbor	اطالوی، ہسپانوی۔	Arbol	جرمن۔	Baum

تعارف:۔

قرآنِ کریم میں شجر کا لفظ مختلف آیات میں پچیس بار آیا ہے۔ ان میں سے کچھ آیات وہ ہیں جن میں بعض خاص درختوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کچھ درختوں کے بغیر ان کے خصوصی ناموں کے مثلاً جنت میں حضرت آدمؑ کو کسی خاص درخت کی جانب جانے سے منع فرمایا گیا لیکن اس کا نام نہیں دیا گیا ہے۔ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ سیب کا درخت ہے جس کا پھل حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں سب سے پہلے کھایا۔(۴) اسی طرح ایک ایسے درخت کا تذکرہ بغیر اس کے خصوصی نام سے ہے جس کے نیچے بیعتِ رضوان عمل میں آئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک خاص درخت کی سمت سے اللہ تعالیٰ کی

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۷۶۲

۲۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۵۶۵

۳۔ **Macmillan, Webster's New Wold Coolege Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 1425.**

۴۔ باکمر، وانچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳، مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵

آواز سنائی دی لیکن اس کا بھی نام نہیں لیا گیا ہے۔بعض درختوں کو شجرۃ طیبۃ اور بعض کو شجرۃ خبیثۃ کہا گیا ہے۔ ان اشجار کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے جن سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ذیل میں چند ایسے ہی درختوں کی ممکن پہچان آیاتِ قرآنی کی روشنی میں بیان کی جاتی ہیں:۔

شجرِ آدمؑ:۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانے کے واقعہ سے متعلق ایک درخت کا ذکر تین مرتبہ قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔لیکن کسی بھی آیت میں اس کا اصل نام نہیں دیا گیا۔مثلاً سورۃ البقرۃ میں فرمایا کہ ''پھر ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمھاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں بہ فراغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہوگے۔آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انھیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس حالت میں وہ تھے ہم نے حکم دیا کہ تم یہاں سے اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمھیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا ہے اور وہیں گزر بسر کرنا ہے''۔(۱) حضرت آدمؑ کے لئے اس ممنوعہ درخت کا ذکر مندرجہ بالا آیات کے علاوہ سورۃ الاعراف کی آیات ۱۹ تا ۲۲ میں اس طرح فرمایا کہ ''اور ہم نے حکم دیا اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ، اور اس درخت کے پاس مت جاؤ ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کردے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔اور ان دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانیئے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہوگئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں؟ تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے؟''۔(۲) سورۃ طٰہٰ کی آیات میں فرمایا کہ ''لیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا کہنے لگا کہ کیا میں تجھے دائمی

۱۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت۔۳۶۔۳۵

۲۔ القرآن کریم سورۃ الاعراف کی آیات ۱۹ تا ۲۲

زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو۔ چنانچہ ان دونوں نے اس درخت سے کچھ کھالیا پس ان کے ستر کھل گئے اور بہشت کے پتے اپنے اوپر ٹانکنے لگے۔ آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا۔(۱)

مندرجہ بالا تینوں سورتوں میں شجر کی کیفیت نہیں بیان ہوئی ہے اور نہ ہی کوء خصوصی نباتاتی نام بتایا گیا ہے۔ زیادہ تر قرآن کی تفاسیر میں مفسیرین نے اس درخت کی پہچان پر رائے زنی نہیں کی ہے۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی اور علامہ یوسف علی نے بھی اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ تفسیرِ مظہری میں البتہ یہ کیا گیا ہے کہ ''شجر آدم کی اصلیت کے بارے میں علماء کرام میں اختلاف ہے''۔ حضرت محمد کعبؓ اور حضرت ابنِ عباسؓ تو یہ فرماتے ہیں کہ وہ گیہوں کی بالی تھی، ابنِ مسعودؓ سے منقول ہے کہ انگور تھا، ابنِ جریج کہتے ہیں کہ انجیر تھا بعض علماء کا قول ہے کہ شجر سے مراد شجرۃ العلم ہے۔(۲)

شجرِ موسیٰ علیہ السلام:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس درخت کی سمت سے اللہ تعالیٰ کی آواز سنائی دی اس کا تذکرہ قرآنِ پاک میں اس طرح ہوا ہے۔ ''جب موسیٰ نے مدت پوری کرلی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو طور کی طرف سے آگ دکھلائی دی تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ تم (یہاں) ٹھہرو مجھے آگ نظر آتی ہے شاید میں وہاں سے (راستہ کا) کچھ پتہ لاؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تا کہ تم تاپو۔ جب اسکے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو خدائے رب العالمین ہوں''(۳)

مندرجہ بالا آیات کے علاوہ حضرت موسیٰؑ سے متعلق آگ کا ذکر سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۰ اور سورۃ النمل کی آیت نمبر ۷ میں ہوا ہے لیکن ان دونوں آیات میں لفظ شجر کا استعمال نہیں ہوا۔ محققین کی نظر میں جس درخت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ کی طرح کی کوئی چیز نظر آئی وہ یا تو Acacia nilotica تھا یا Acacia seyal تھا جو عربی میں سیال یا طلح کہلاتا ہے اور عرب کا عام لیکن اہم پودا مانا جاتا ہے۔ ولیم اسمتھ کی تحقیقات کے بموجب Acacia nilotica (عربی:سنط) اور Acacia seyal (عربی:سیال) کے پھول پیلے

۱۔ القرآنِ کریم سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۰۔۱۲۳

۲۔ حقانی، عبدالحق، تفسیرِ قرآن سورۃ البقرۃ آیت۔۳۶۔۳۵، دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۳ھ،

۳۔ القرآنِ کریم سورۃ القصص آیت نمبر ۲۹۔۳۰

رنگ کے ہوتے ہیں لیکن سینا کے علاقہ میں ان درختوں پر Loranthus acaciae نام کی ایک بیل پورے طور پر پھیل جاتی ہے اوراس کے قرمزی (گہرے لال) رنگ کے پھول پورے درخت کو گھیرے میں اس طرح لے لیتے ہیں کہ دور سے دیکھنے والا محسوس کرسکتا ہے کہ ایک آگ ہے جو درخت پر لگی ہوئی ہے۔ Loranthus کی اس بیل کو انگریزی میں Misuietoe یا Acacia strap flower یعنی کیکر (ببول) کو جکڑنے والا پھول بھی کہتے ہیں۔(۱) جارج واٹ نے لکھا ہے کہ جنگل کے بہت سے درخت مختلف ملکوں میں Flame Tree کہلاتے ہیں کیونکہ ان کے انتہائی چمکدار پھول جو پتیوں سے قبل نمودار ہوتے ہیں دور سے دیکھنے میں آگ کی مانند لگتے ہیں۔جن Flame Tree کی مثال واٹ نے دی ہے درج ذیل ہیں:(۲)

1) Butea monosperma
2) Cochlospermum religiosum
3) Bombax ceiba
4) Pterocarpus acerfolium
5) Rhododendron aroboreum

مولانا عبدالماجد دریابادی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق اس آگ کے درخت پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں فرمایا ہے بلکہ صرف بائبل کے ہی حوالوں سے اس درخت اور آگ کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔شجر موسیٰ علیہ السلام کو اگر Acacia seyal مان لیا جائے تو یہ بات بھی واضح ہوجانی چاہئے کہ اس درخت کا حوالہ طلح کے نام سے سورۃ الواقعہ (آیت نمبر ۲۹) میں موجود ہے۔مزید برآں سورۃ الفتح (آیت نمبر ۱۸) میں جس پیڑ کی بابت ذکر ہوا ہے اس کے نیچے بیعتِ رضوان عمل میں آئی۔وہ بھی غالباً طلح (سیال) یعنی وہ درخت تھا جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز سنائی دی تھی۔(۳)

۱۔ **Smith, Willima and J. M. Fuller; The Dictionary of Bible, John Murray Co.; London, 1893.**

۲۔ **Watt, George, A Dictionary of the Economic Products of India, Vol. I & II, Govt. Printing press, Calcutta, 1896.**

۳۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر ماجدی، سورۃ الوقعہ آیت نمبر ۲۹ اور سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۸

شجر بیعتِ رضوان:۔ سورۃ الفتح میں ایک درخت کا تذکرہ (بغیر اس کے خصوصی نام کے) یوں ہوا ہے:
''(اے پیغمبر!) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا۔ اور جو (صدق وخلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا۔ تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی''۔(۱) سورۃ الفتح اس آیت میں اُس بیعت کا ذکر ہوا ہے جس کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں اور جو مقام حدیبیہ پر مسلمانوں سے لی گئی تھی۔ بیعت لینے کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ اس کا نام اس آیت میں نہیں لیا گیا ہے لیکن بعض روایات کے مطابق یہ ببول یعنی کیکر کا درخت تھا جبکہ کچھ علماء نے اسے بیری کا پیڑ بھی بتایا ہے۔ اس مشہور بیعت کی بنا پر مذکورہ درخت کی تعظیم و تکریم اتنی زیادہ ہونے لگی کہ اندیشہ ہو چلا کہ کہیں لوگوں کی تعظیم وتکریم اس حد تک نہ پہنچ جائے کہ وہ اس کی پرستش کرنے لگیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے اس درخت کو کٹوا دیا گیا تھا۔(۲) علامہ یوسف علی نے لکھا ہے کہ اس درخت کو بدعت اور اوہام پرستی کی حد تک لوگ عزت دینے لگے تھے لہٰذا اسے کٹوا دیا گیا۔(۳)

شجر آگ:۔ دنیا کے بہت سے خطوں کی طرح عرب میں بھی زمانہ قدیم میں آگ پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کچھ خاص اقسام کے درختوں کی دو لکڑیوں کو ایک دوسرے پر تیزی رگڑتے تھے اور آگ پیدا کر لیتے تھے۔ اس میں ایک لکڑی جو اوپر کی طرف سے رگڑی جاتی تھی وہ عفار کہلاتی تھی اور جو نیچے رکھی جاتی تھی وہ مرخ کہلاتی تھی۔ عام خیال یہ ہے کہ عفار اور مرخ اصل میں درختوں کے نام تھے۔ جن سے یہ لکڑی حاصل کی جاتی تھی۔ علامہ یوسف علی نے اس طرح کی چقماق بنانے والی لکڑی کے درخت کا نام Cynanchum viminale بتایا ہے۔ یہ درخت Asclepidiaceae خاندان سے تعلق رکھتا ہے جن میں دودھ (Latex) پایا جاتا ہے۔ چونکہ لیٹکس میں Polyisoprene (ربر) موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ C. viminale میں اس کی موجودگی کی بنا پر سوکھی لکڑی میں جلد آگ لگ جاتی ہو۔(۴)

۱۔ القرآن کریم سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۸
۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۶۱
۳۔ علی، علامہ یوسف، تفسیر معانی القرآن، جلد اول ودوم، دارالکتاب المصری، قاہرہ، مصر س ن
۴۔ Ali, Allama Abdullah Yusuf, The Meaning of Glorious Quran, Vol. I & II, Dar Al-Kita Al-Masri, Cairo, Egypt.

جن آیات میں آگ پیدا کرنے والے شجر کا ذکر ہوا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

''(وہی) جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس (کی ٹہنیوں کو رگڑ کر ان) سے آگ نکالتے ہو''۔(۱) ''بھلا دیکھو تو جو آگ تم درخت سے نکالتے ہو۔ کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرتے ہیں؟''۔(۲)

مولانا مودودی کی نظر میں سورۃ الواقعہ کی اس آیت میں بھی اشارہ مرخ اور عفار کی جانب ہے۔ بہر حال یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ بعض اشجار کی شاخوں کو رگڑ کر آگ پیدا کی جاسکتی ہے جو خدا کی قدرت کی ایک دلیل ہے۔(۳)

شجر طیبہ اور شجر خبیثہ:۔ سورۃ ابراہیم کی آیت میں دو درختوں کا ذکر ہوا ہے۔ ایک کو شجر طیبہ کہا گیا ہے اور دوسرے کو شجر خبیثہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط (یعنی زمین کو پکڑے ہوئے) ہو اور شاخیں آسمان میں''۔(۴) دوسری جگہ ارشاد ہے: ''اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے (نہ جڑ مستحکم نہ شاخیں بلند) زمین کے اوپر ہی سے اُکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔ اس کو ذرا بھی قرار (وثبات) نہیں''۔(۵)

قرآنی نباتات کے پس منظر میں ایسے دو درخت سدرہ اور زقوم کے ہوسکتے ہیں۔ سدرہ کی بابت کہا گیا ہے کہ ''اس کی مضبوط جڑ چھٹے آسمان میں اور شاخیں ساتوں آسمان میں تھیں۔ برخلاف اس کے زقوم کا ملعون درخت دوزخ کی تہہ سے نکلے گا اور بدشکل ہوگا''۔(۶)

۱۔ القرآن کریم سورۃ یٰس آیت نمبر ۸۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۵۲

۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۵۲

۴۔ القرآن کریم سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۴

۵۔ القرآن کریم سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۶

۶۔ القرآن کریم سورۃ النجم آیت نمبر ۷۔۱۸

شجر کا قرآن میں تذکرہ:۔

قرآنِ کریم میں شجر کا لفظ مختلف آیات میں پچیس بار آیا ہے جو درج ذیل ہیں:
سورۃ البقرۃ میں فرمایا کہ ''پھر ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمھاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں بہ فراغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔ آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انھیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس حالت میں وہ تھے ہم نے حکم دیا کہ تم یہاں سے اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمھیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا ہے اور وہیں گزر بسر کرنا ہے''۔(۱) حضرت آدمؑ کے لئے اس ممنوعہ درخت کا ذکر مندرجہ بالا آیات کے علاوہ سورۃ الاعراف کی آیات ۱۹ تا ۲۲ میں اس طرح ہے فرمایا کہ ''اور ہم نے حکم دیا اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ پھر جس جگہ سے چاہو دونوں کھاؤ، اور اس درخت کے پاس مت جاؤ ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانیئے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا؟ میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے؟''۔(۲) سورۃ النحل میں ارشاد ہے کہ '''' وہی تمہارے فائدے کے لئے آسمان سے پانی برساتا ہے جسے تم پیتے بھی ہو اور اسی سے اگے ہوئے درختوں کو تم اپنے جانوروں کر چراتے ہو''۔(۳)

۱۔ القرآنِ کریم سورۃ البقرۃ آیات ۳۶۔۳۵

۲۔ القرآنِ کریم سورۃ الاعراف آیات ۱۹ تا ۲۲

۳۔ القرآنِ کریم سورۃ النحل آیت نمبر ۱۰

سورۃ النحل میں ارشاد ہے کہ ”آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں درختوں اور لوگوں کی بنائی ہوئی اونچی اونچی ٹٹیوں میں اپنے گھر (چھتے) بنا“۔(۱) سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے کہ ”اور یاد کرو جب کہ ہم نے آپ سے فرمادیا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر لیا ہے۔ جو رویا (عینی رؤیت) ہم نے آپ کو دکھائی تھی وہ لوگوں کے لئے صاف آزمائش ہی تھی اور اسی طرح وہ درخت بھی جس سے قرآن میں اظہار نفرت کیا گیا ہے۔ ہم انہیں ڈرا رہے ہیں لیکن یہ انہیں اور بڑی سرکشی میں بڑھا رہا ہے“۔(۲) سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ہے کہ ”لیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا، کہنے لگا کہ میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو“۔(۳) سورۃ الحج میں ارشاد ہے کہ ”کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسمانوں والے اور سب زمینوں والے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان بھی۔ ہاں بہت سے وہ بھی ہیں جن پر عذاب کا مقولہ ثابت ہو چکا ہے، جسے رب ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے“۔(۴) سورۃ المومنون میں ارشاد ہے کہ ”اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو تیل نکالتا ہے اور کھانے والے کے لئے سالن ہے“۔(۵) سورۃ النور میں ارشاد ہے کہ ”وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے“۔(۶) سورۃ النمل میں ارشاد ہے کہ ”بھلا بتاؤ تو؟ کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اگا دیئے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ ہٹ جاتے ہیں (سیدھی راہ سے)“۔(۷) سورۃ القصص میں ارشاد ہے کہ ”پس جب وہاں پہنچے تو اس

۱۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت نمبر ۶۸

۲۔ القرآن کریم سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۰

۳۔ القرآن کریم سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۰

۴۔ القرآن کریم سورۃ الحج آیت ۱۸

۵۔ القرآن کریم سورۃ المومنون آیت ۲۰

۶۔ القرآن کریم سورۃ النور آیت نمبر ۱۰

۷۔ القرآن کریم سورۃ النمل آیت نمبر ۶۰

بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے کے درخت میں سے آواز دیئے گئے کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار"۔(۱) سورۃ لقمٰن میں ارشاد ہے کہ "روئے زمین کے (تمام) درختوں کے اگر قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اور ان کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے، بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور باحکمت ہے"۔(۲) سورۃ یٰسن میں ارشاد ہے کہ "وہی جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کردی جس سے تم یکایک آگ سلگاتے ہو"۔(۳) سورۃ الصفت میں ارشاد ہے کہ "کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟"۔(۴) سورۃ الصفت میں مزید ارشاد ہے کہ "بیشک وہ درخت جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے"۔(۵) سورۃ الصفت میں مزید ارشاد ہے کہ "اور ان پر سایہ کرنے والی ایک بیل دار درخت ہم نے اگا دیا"۔(٦) سورۃ الدخان میں ارشاد ہے کہ "بیشک زقوم (تھوہر) کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے"۔(۷) سورۃ الفتح میں ارشاد ہے کہ "(اے پیغمبر!) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا۔ اور جو (صدق وخلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا۔ تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی"۔(۸) سورۃ الرحمٰن میں ارشاد ہے کہ "اور ستارے اور درخت دونوں سجدہ کرتے ہیں"۔(۹) سورۃ الواقعہ میں ارشاد ہے کہ "بھلا دیکھو تو جو آگ تم درخت سے نکالتے ہو۔ کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرتے ہیں؟"۔(۱۰) اسی سورۃ میں مزید ارشاد ہے کہ "اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں"۔(۱۱)

۱۔ القرآن کریم سورۃ القصص آیت نمبر ۲۷

۲۔ القرآن کریم سورۃ لقمٰن آیت نمبر ۲۷

۳۔ القرآن کریم سورۃ یٰس آیت نمبر ۸۰

۴۔ القرآن کریم سورۃ الصفت آیت نمبر ۶۲

۵۔ القرآن کریم سورۃ الصفت آیت نمبر ۶۴

٦۔ القرآن کریم سورۃ الصفت آیت نمبر ۱۴۶

۷۔ القرآن کریم سورۃ الدخان آیت نمبر ۴۳-۴۴

۸۔ القرآن کریم سورۃ الفتح آیت ۱۸

۹۔ القرآن کریم سورۃ الواقعہ آیت ۵۲

۱۰۔ القرآن کریم سورۃ الواقعہ آیت ۷۲

۱۱۔ القرآن کریم سورۃ النمل آیت نمبر ۶۰

عبدالماجد دریابادی تفسیرِ ماجدی میں فرماتے ہیں کہ ''شجرۃ الطیبۃ سے مراد انتہائی خوبصورت، مضبوط، بلند و بالا اور پھیلے ہوئے درخت سے ہے اور شجر خبیثہ سے مراد بدشکل، بدرنگ اور بدبودار درخت سے ہے۔ اس طرح پاکی کی مثال مستحکم درخت سے دی گئی ہے اور ناپاکی کی مثال غیر مستحکم اور کمزور درخت سے دی گئی ہے''۔(۱)

حدیث میں شجر کا تذکرہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کی مثال کھیتی کے پودوں جیسی ہے، جنہیں ہوا کبھی اِدھر کبھی اُدھر جھکا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ ہمیشہ ایک حالت میں رہتا ہے اور ہوا ایک ہی دفعہ میں اسے بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیتی ہے''۔(۲)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مومن کی مثال کھیتی کے پودوں جیسی ہے، جب ہوا آتی ہے تو اسے ایک جانب جھکا دیتی ہے اور جب رک جاتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے یعنی بلا سے محفوظ ہو جاتا ہے اور بدکار آدمی کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو اکڑ کر سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اللہ چاہتا ہے تو اسے بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے''۔(۳)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے لئے فرمایا کہ ''اس کا کانٹا نہ توڑا جائے۔ اس کا درخت نہ کاٹا جائے''۔ قریش میں سے ایک شخص نے کہا کہ اذخر (ایک قسم کی گھانس) کے کاٹنے کی اجازت دیجئے کہ ہم گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، ہاں اذخر کے سوا، اذخر کے سوا''۔(۴)

۱۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۶
۲۔ امام بخاری، صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما یکرہ من الثوم والبقول، جلد۹، ص۴۹۸
۳۔ امام بخاری، صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما یکرہ من الثوم والبقول، جلد۹، ص۴۹۸
۴۔ امام بخاری، صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما یکرہ من الثوم والبقول، جلد۹، ص۴۹۸

کتب مقدسہ میں شجر کا تذکرہ:۔

بائبل میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکالے جانے کی وجہ ایک درخت ہی بتائی گئی ہے۔جس کی پہچان کی بابت متضاد نظریے پیش کیئے گئے ہیں، بعض محققین بائبل نے اس کو لیموں کہا ہے تو کچھ نے اسے انجیر سے تعبیر کیا ہے بعض نے اسکو خوبانی بتایا ہے لیکن اکثریت نے اسے سیب ہی مانا ہے۔چند محققین نے انجیر کے پھل کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اُسکے بڑے پتے حضرت آدمؑ اور حضرت حوا کے جسموں کو ڈھانپنے کے لئے موزوں تھے گویا کہ جس درخت کے پھلوں کو کھانے سے منع فرمایا گیا اسی کے پتوں سے جسموں کو چھپایا گیا لیکن قرآنی ارشادات سے اس قسم کے نظریہ کو تقویت نہیں ملتی ہے۔(۱)

''اور خداوند نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بغیر روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو تو مرا''۔(۲)

''عورت نے جو دیکھا وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اس نے کھایا۔تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انکو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انھوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں''۔(۳)

افعال وخصوصیات :۔

مختلف اشجار کی مختلف خصوصیات ہوتی ہیں یہاں شجر مسواک کے مختصر افعال بیان کئے جاتے ہیں جس کی تفصیل اس کے اپنے بیان میں ذکر کی جائے گی:۔

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص۱۷۸

۲۔ کتاب پیدائش۔باب۲۔آیت ۱۷۔۱۶

۳۔ کتاب پیدائش۔باب۲۔آیت ۱۷۔۱۶

شجرِ مسواک یا پیلو کی لکڑی (شاخوں اور جڑوں) میں نمک اور ایک خاص قسم کا ریزن پایا جاتا ہے جو دانتوں میں چمک پیدا کرتا ہے اور مسواک کرنے سے جو اس کی ایک تہہ دانتوں پر جم جاتی ہے تو کیڑوں اور جراثیم وغیرہ سے دانت محفوظ رہتے ہیں۔ اس طرح کیمیاوی اعتبار سے پیلو کے مسواک دانتوں کے لئے نہایت موزوں اور مفید ہیں۔(۱) پیلو(خمط) کے پھل اگرچہ زیادہ لذیذ نہیں ہوتے ہیں، پھر بھی کھائے جاتے ہیں اور طبی لحاظ سے فائدہ مند بھی ہیں یہ بھوک بڑھاتے ہیں، ریاح خارج کرتے ہیں، خون صاف کرتے ہیں، پیٹ کے کیڑوں کو مارتے ہیں اور بلغم خارج کرتے ہیں۔ پیلو کی نئی پتیاں اور کونپلیں ترکاری کے طور پر بھی استعمال ہوسکتی ہیں۔(۲)

۱۔ Attar Zafar Ahmad, Journal of Irish Dental Association, March-April Issue, 1980, Page 16.

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۸

کھجور

کھجور کے مختلف نام:۔

اردو، ہندی۔	کھجور(۱)	فارسی۔	خرما	بنگالی۔	کھیجور
عربی۔	نخل	تیلگو۔	کرجورو	تامل۔	پیری چائی
سنسکرت۔	کھرجور	کشمیری۔	کھزر	ملیالم۔	تینی چائی
انگریزی۔	Date(۲)	فرانسیسی۔	Datte	لاطینی۔	Palmula'
اطالوی۔	Dattero	ہسپانوی۔	Datil	یونانی۔	Foiniks
عبرانی۔	Tamar	روسی۔	Feenik	مرہٹی، گجراتی۔	کھجور

تعارف:۔

قرآنی ارشادات کے ذریعہ اللہ تعالی نے متعدد باران احسانوں اور مہربانیوں کا ذکر کیا ہے جو اس نے پھلوں کی صورت میں انسان کو عطا کیے ہیں۔ان پھلوں میں یوں تو انگور، انجیر، انار اور زیتون کا تذکرہ بار بار آیا ہے لیکن جس پھل اور درخت کا حوالہ سب سے زیادہ دیا گیا ہے وہ ہے کھجور۔ اس کا بیان قرآن کریم میں ۲۸ مرتبہ کیا گیا ہے۔ کھجور ایک dioeceous پودہ ہے یعنی اس میں نر اور مادہ درخت ہوتے ہیں۔ان دونوں کے پھولوں کے ذریعہ cross pollination ہوتا ہے تب ہی مادہ پودوں میں پھل آتے ہیں۔ایک نر درخت کے پھول ایک سو مادہ درختوں کے pollination کے لیے کافی سمجھے جاتے ہیں۔کھجور کا درخت نخلستان کا بادشاہ کہلاتا ہے اس میں بہترین پھل اس وقت آتے ہیں جب اس کی جڑیں پانی میں ڈوبی ہوئی ہوں اور اوپر کا حصہ دھوپ کی تمازت میں جھلس رہا ہو۔ کھجور کا درخت پچاس سے اسی فٹ تک اونچا ہوتا ہے

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۳ء، ص ۹۴۱

۲۔ Macmillan, Webster's New Wold Coolege Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 352.

عام طور سے اس میں شاخیں نہیں ہوتی ہیں لیکن کبھی کبھی کچھ اشجار شاخوں والے پیدا ہوجاتے ہیں جو Branched Palm کہلاتے ہیں۔ ان کو سورۃ الرعد(۱) میں اکہرے اور دہرے درخت کہا گیا ہے۔ کھجور کی عمر یوں تو دوسو برس ہوتی ہے لیکن اچھے پھلوں کی پیداوار ایک سو برس تک جاری رہتی ہے اس کے درخت بیجوں سے بھی اگائے جاتے ہیں لیکن عمدہ اور تیز بڑھنے والے وہ ہوتے ہیں جنھیں Suckers کے ذریعہ لگایا جاتا ہے۔ یہ سکر نوعمر درختوں کی نچلے حصے سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ کھجور گو کہ دراز قد ہوتے ہیں لیکن ان کی جڑیں زمین کے اندر گہری نہیں ہوتیں اس طرح جڑوں کے اعتبار سے ریگستانی پودوں کے مقابلے میں کمزور ہوتے ہیں اور تیز آندھی میں جڑ سے اکھڑ سکتے ہیں۔ اثل (جھاؤ) اور عاقول (جواسا) وغیرہ عرب کے وہ ریگستانی پودے ہیں جن کی جڑیں دس سے تیس فٹ تک زمین کے اندر جاتی ہیں جبکہ کھجور کی جڑیں عام طور سے صرف پانچ فٹ زمین میں ہوتی ہیں۔ کھجور کے درخت کے اس کمزوری کی مثال سورۃ القمر میں یوں بیان ہوئی ہے کہ: (قومِ عاد پر جب عذاب آیا تو وہ طوفانی ہواؤں سے اس طرح فوت ہوگئے جیسے جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں)۔(۲)

اپنی خوبصورتی کی بنا پر کھجور کے باغات ایک پر فریب منظر پیش کرتے ہیں عرب، افریقہ اور جنوبی یورپ کے شاعروں اور ادیبوں نے اس کا بڑے دل کش انداز میں اپنی تخلیقات میں تذکرہ کیا ہے۔ ہومر نے اپنی مشہورِ زمانہ رزمیہ کتاب 'اوڈیسی' میں کھجور کو (تمر) کے نام سے حسن کا نشان بتایا ہے۔ شیکسپیئر اور چاسر نے بھی اس کو حسن کی علامت سے تعبیر کیا ہے۔ بعض عرب علاقوں میں خاص طور سے فلسطین میں لڑکیوں کا نام تمر رکھا جاتا ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے کھجور کی پیداوار کا علاقہ مغربی ہندوستان سے لے کر شمال مشرقی افریقہ تک پھیلا ہوا ہے لیکن اس کی اصل اور مقدم کاشت نیز پیداوار ایران، عراق، سعودی عرب اور مصر میں ہوتی ہے۔ ویسے ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک کھجور کاشت کرتے ہیں۔ ہندوستان کھجور کی پیداوار کے لحاظ سے اہمیت نہیں رکھتا ہے لیکن کچھ عرصہ سے گجرات، راجستان اور پنجاب میں چند اچھی ورائٹیز کی کاشت کی جارہی ہے۔ فی الحال نرم اور خشک کھجور افغانستان، عراق، ایران، عمان اور کویت سے ہر سال تقریباً ساٹھ سے اسی ہزار ٹن

۱۔ القرآن کریم سورۃ الرعد آیت ۴

۲۔ القرآن کریم سورۃ القمر آیت ۱۸ تا ۲۰

درآمد کئے جاتے ہیں جن کی مالیت آج کے حساب سے کم وبیش پندرہ کروڑ روپے ہوتی ہے۔ کھجور کی عالمی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیداواری ملکوں میں مقامی کھپت کے ماسوا پانچ سے آٹھ لاکھ ٹن کھجور دنیا کے بازاروں میں بھیجا جاتا ہے جس کا ایک بڑا حصہ یورپ جاتا ہے جہاں کرسمس کے دوران اس کی مانگ بڑھ جاتی ہے۔ امریکا میں کیلی فورنیا اور اری زونا کے صوبوں میں کھجور کی کاشت بڑے پیمانے پر شروع کردی گئی ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق ۱۹۸۲ء میں کھجور کی عالمی پیداوار چھبیس لاکھ ٹن تھی جس کا ۵۶ فیصد حصہ عراق، سعودی عرب، مصر اور ایران میں پیدا کیا گیا۔ کھجور کی اہمیت کے پیش نظر ایف۔ اے۔ او۔ (F.A.O.) نے ایک عالمی تحقیقاتی ادارہ عراق کے دارالحکومت بغداد میں ۱۹۷۸ء میں قائم کیا ہے۔ اس کا نام (Palm and Date Research Centre) رکھا گیا ہے۔ یہاں سے ایک اہم سائنسی رسالہ Date palm Journal کے نام مستقل شائع ہوتا ہے۔(۱) کھجور کا ابتدائی وطن خلیج فارس کا ساحل اور میس پاٹیمیا ہے۔ اسے اب دنیا کی بہترین فصلوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کے پیڑ کی شجر کاری وسیع پیمانے پر سعودی عرب، مصر، ایران، عراق، اسپین، اٹلی، چین، پاکستان اور امریکہ میں کی جاتی ہے۔ کھجور بھرپور نشوونما کرنے والے پھلوں میں سے ایک ہے یہ زبردست اہمیت رکھنے والی غذا ہے جسے ''صحرا کی خوراک'' کہا جاتا تھا مگر اب اس کا استعمال پوری دنیا میں ہوتا ہے اس کا خشک اور تازہ دونوں پھلوں میں ہوتا ہے کھجور بیلن نما پھل ہے جو زرد اور سرخی مائل بھورے رنگوں میں پایا جاتا ہے، یہ ایک سخت گٹھلی کے اردگرد لپٹا گودا ہوتا ہے جس میں ساٹھ سے ستر فیصد تک شکر ہوتی ہے۔(۲)

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۴۱

۲۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۸۰

کھجور کا قرآن میں تذکرہ:۔

کھجور کا ذکر قرآن میں مختلف ناموں سے اٹھائیس بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام مع سورۃ نمبر	آیت نمبر	نمبر شمار	نام مع سورۃ نمبر	آیت نمبر
۱۔	سورۃ البقرۃ	۲۶۶	۲۔	سورۃ الانعام	۱۰۰
۳۔	سورۃ الانعام	۱۴۲	۴۔	سورۃ الرّعد	۴
۵۔	سورۃ النّحل	۱۱۔۱۰	۶۔	سورۃ النحل	۶۷
۷۔	سورۃ بنی اسرائیل	۹۱۔۹۰	۸۔	سورۃ الکھف	۳۲
۹۔	سورۃ مریم	۲۳	۱۰۔	سورۃ مریم	۲۵۔۲۴
۱۱۔	سورۃ طہٰ	۷۱	۱۲۔	سورۃ المومنون	۱۹
۱۳۔	سورۃ الشعر	۱۴۸	۱۴۔	سورۃ یٰس	۳۵۔۳۴
۱۵۔	سورۃ ق	۱۰	۱۶۔	سورۃ القمر	۲۰۔۱۸
۱۷۔	سورۃ الرحمٰن	۶۹۔۶۸	۱۸۔	سورۃ الحاقہ	۷۔۶
۱۹۔	سورۃ عبس	۳۲۔۲۴			

تفسیر قرآن :۔

یہ مثال ان کی ہے جو لوگوں کو دکھانے کو صدقہ خیرات کرتے ہیں یا خیرات کر کے احسان رکھتے ہیں اور ایذاء پہنچاتے ہیں یعنی جیسے کسی شخص نے جوانی اور قوت کے وقت باغ تیار کیا تاکہ ضعیفی اور بڑھاپے میں اس سے میوہ کھائے اور ضرورت کے وقت کام آئے۔ پھر جب بڑھاپا آیا اور میوے کی پوری حاجت ہوئی تب وہ باغ عین حالتِ احتیاج میں جل گیا یعنی صدقہ مثل باغ میوہ دار کے ہے کہ اس کا میوہ آخرت میں کام آئے۔ جب کسی کی نیت بُری ہو تو وہ باغ جل گیا پھر اس کا میوہ جو ثواب ہے کیونکر نصیب ہو، حق سبحانہ اسی طرح کھول

کر سمجھاتا ہے تم کو آیتیں تاکہ غور کرو اور سمجھو۔(۱) اس آیت میں ریا کاری کے نقصانات کو واضح کرنے اور اس سے بچنے کے لئے مثال دی جاری ہے کہ ایک شخص کا باغ ہو جس میں ہر طرح کے پھل ہوں (یعنی اس سے بھرپور آمدنی کی امید ہو) وہ شخص بوڑھا ہو جائے اور اس کے عیال بھی چھوٹے ہوں اور ایسے میں تیز و تند ہوائیں چلیں اور اس کا سارا باغ جل جائے۔ اب نہ خود وہ دوبارہ اس باغ کو آباد کرنے کے قابل رہا نہ اس کی اولاد۔ یہی حال ان ریا کار خرچ کرنے والوں کا قیامت کے دن ہوگا۔ نفاق و ریا کاری کی وجہ سے ان کے سارے اعمال اکارت چلے جائیں گے جو کہ وہاں نیکیوں کی شدید ضرورت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا یہی حال ہو؟ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمرؓ نے اس مثال کا مصداق ان لوگوں کو بھی قرار دیا ہے جو ساری عمر بھر کی نیکیاں کرتے ہیں اور آخر عمر میں شیطان کے جال میں پھنس کر اللہ کے نافرمان ہو جاتے ہیں جس سے عمر بھر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں (۲) بعض مفسرین نے سورۃ مریم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کھجور کو حاملہ عورتوں کے لئے سود مند بتایا ہے۔ جب حضرت عیسیٰؑ تولد ہونے والے تھے تو اللہ کے حکم سے حضرت مریم کو یروشلم سے کچھ دور بیت اللحم کے مضافات میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا گیا۔ جہاں وہ اپنے قیام کے دوران تر و تازہ کھجور کھاتی رہیں۔(۳)

حدیث میں کھجور کا تذکرہ:۔

بخاری شریف کی ایک حدیث کے بموجب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ صبح کو سات کھجوریں کھانے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوریں بہت پسند تھیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تربوزہ اور کھجورا کٹھے کھاتے دیکھا۔(۴)

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۶۴

۲۔ القرآن الکریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۲۶-۲۷

۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۰۶

۴۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب الجمع بین لونین فی الاکل، ص ۳۸۳۶

ایک دوسری مرفوع حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ جس گھر میں چھوہارے نہ ہوں اس گھر کے لوگ بھوکے ہیں۔(۱)

حضرت عائشہؓ نے بھی فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔(۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے چھوہارے کو پنیر کے ساتھ اور روٹی کے ساتھ کھایا۔ اور اسی طرح بلا کسی چیز کے صرف چھوہارے کا کھانا بھی ثابت ہے۔(۳)

گویا کہ بیماری کے بعد صحت یابی کے دوران کھجور کھانے کو منع فرمایا گیا۔ اس ممانعت کے پیچھے ٹھوس سائنسی دلائل ہیں۔ کیونکہ برخلاف انگور اور انجیر کے کھجور میں Dietary Fibre کافی ہوتا ہے جو فضلہ بناتا ہے اور بیماری کے دوران یا اس سے نجات پانے کے فوراً بعد ایسی غذا کا استعمال طبّی اعتبار سے نقصان دہ ہے جو فضلہ پیدا کرتا ہے۔(۴)

۱۔ نبی رحمتؐ نے فرمایا درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جو مردِ مومن کی طرح ہوتا ہے۔ اسکی پتیاں بھی نہیں جھڑتیں۔ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے۔ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔(۵)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح نہار منہ کھجوریں کھایا کرو کہ ایسا کرنے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ (۶)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکی ہوئی تازہ کھجور سے روزہ افطار فرماتے تھے اگر وہ بھی نہ ہوں تو پانی اور ستو سے۔(۷)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برنی کھجور ایک عمدہ دوا ہے۔(۸)

۱۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاطعمۃ باب تمر، ص۲۰۴۶

۲۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب الجمع بین لونین فی الأکل، ص۳۸۳۶

۳۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ باب تمر، ص۳۲۵۹

۴۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۷۲

۵۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب اکل الجمار، جلد۹، ص۳۹۲

۶۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین باب مثل النخلہ، ص ۲۸۱۱

۷۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ باب تمر، ص۳۲۵۹

۸۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب الجمع بین لونین فی الأکل، ص۳۸۳۶

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور کھانے سے قولنج نہیں ہوتا۔(۱)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجوہ پھل اور اس کا درخت دونوں ہی جنت سے ہیں۔(۲)

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عجوہ کھجور جنّت سے ہے اس میں زہر سے شفا ہے۔(۳)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کی وادی میں پیدا ہونے والی کھجوروں میں سے سات کھجوریں نہار منہ کھائیں اسے شام ہونے تک کوئی زہر نہ اثر کریگا اور جس نے شام کو کھائیں وہ صبح تک مامون رہیگا۔(۴)

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کا کھانا ہرگز نہ چھوڑو۔ خواہ ایک مٹھی کھجور ہی کھالو۔ رات کا کھانا چھوڑنے سے بڑھاپا طاری ہوتا ہے۔(۵)

۱۰۔ حضرت بسر کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے ان کی خدمت میں مکھن اور کھجوریں پیش کیں، کیونکہ ان کو مکھن کے ساتھ کھجوریں پسند تھیں۔(۶)

۱۱۔ حضرت ابوسعید الساعدی نے اپنی شادی کے ولیمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا ان کی بیوی خدمت کرتی رہیں اور آپ جانتے ہیں کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا انھوں نے رات کو مٹی کے ایک کونڈے میں کھجوریں بھگو کر رکھیں صبح آپ کو یہ پانی پلایا گیا۔(۷)

۱۲۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کے ساتھ کھیرے کھا رہے تھے۔(۸)

۱۳۔ میں نے (شادی سے قبل) کھیرے اور کھجور کھائے اور میں خوب موٹی ہوگئی۔(۹)

۱۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۵، ص ۳۳۶

۲۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الطب باب الدواء بالعجوۃ، جلد ۱۰، ص ۲۰۳، ۲۰۴

۳۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۳، ص ۴۸

۴۔ مسند فردوس، بحوالہ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۳۰

۵۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، ص ۳۸۲۰

۶۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمۃ باب فی اکل الجبن، ص ۳۸۱۹

۷۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ باب اکل القثاء بالرطب، ص ۲۰۴۳

۸۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی القثاء بالرطب، ص ۳۸۱۹

۹۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ باب اکل القثاء بالرطب، ص ۲۰۴۳

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی کہ روزہ عجوہ کھجور یا کسی اور کھجور سے کھولتے تھے۔(۱)

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منقّی اور کھجور بیک وقت بھگونے سے منع فرمایا۔(۲)

۱۶۔ میں بیمار ہوا میری عیادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انھوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں پر رکھا تو ہاتھ کی ٹھنڈک میری ساری چھاتی میں پھیل گئی۔ پھر فرمایا کہ دل کا دورہ پڑا ہے۔ حارث بن کلدہ (طبیب) سے جو ثقیف میں ہے رجوع کرو۔ چاہئے کہ سات عجوہ کھجوریں کوٹ کر کھلائی جائیں۔(۳)

۱۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صہیب سے فرمایا تم کھجوریں کھا رہے ہو جبکہ تمہاری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔(۴)

کتب مقدسہ میں کھجور کا تذکرہ:۔

توریت اور انجیل میں کھجور کا ذکر ۴۸ مقامات پر آیا ہے جن میں اہم یہ ہیں:

☆ سوتم پہلے دن خوشنما درختوں کے پھل اور کھجور کی ڈالیاں اور گھنے درختوں کی شاخیں اور ندیوں کی بید مجنوں لینا اور تم خداوند اپنے خدا کے آگے سات دن تک خوشی منانا۔(۵)

خوشی اور شادمانی کے اظہار کے ساتھ خدا کی تکریم کیلئے کھجور کا یہ استعمال مذہبی تہوار کو اہمیت دینے کیلئے تجویز کیا گیا۔

☆ تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے! یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے۔(۶)

جب لوگوں کی تکلیف اور اذیت کا ذکر کیا گیا تو ارشاد ہوا:

☆ تاک خشک ہوگئی، انجیر کا درخت مرگیا، انار اور کھجور اور سیب کے درخت ہاں میدان کے تمام درخت مرجھا گئے۔(۷)

۱۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، ص ۶۹۶

۲۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد ۳، ص ۱۶۴

۳۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الطب، ص ۲۳۵۶

۴۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الطب باب الدواء بالعجوۃ، جلد ۱۰، ص ۲۰۳

۵۔ احبار ۴۰:۲۳

۶۔ غزل، الغزلات ۷:۶۔۷:۶

۷۔ یوایل ۱۲:۱

کیمیاوی اجزاء :۔ Chemical components

مندرجہ ذیل تجزیہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کھجور میں انسان کوتندرست رکھنے کے لئے مطلوب تمام عناصر خاطر خواہ مقدار میں ہیں:

۱۔ پروٹین	۲ء۰ فیصد	۵۔ چکنائی	۰ء۰ فیصد	۹۔ کاربوہائیڈریٹس	۲۴ فیصد
۲۔ کلوریز	۲۷۰ فیصد	۶۔ سوڈیم	۴ء۷ فیصد	۱۰۔ میگنیشیم	۵۸ء۹ فیصد
۳۔ فاسفورس	۶۳۸ فیصد	۷۔ پوٹاشیم	۷۵۴ فیصد	۱۱۔ آئرن	۶۱ء۱ فیصد
۴۔ الکلورین	۲۹۰ فیصد	۸۔ کیلشیم	۵۸ء۹ فیصد	۱۲۔ گندھک	۵۱ء۶ فیصد

کیمیاوی تجزیہ:۔

کھجور انسان کے لیے بہترین غذا ہے اس کی غذائیت کا اندازہ اس کے کیمیاوی اجزاء سے کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں تقریبا ساٹھ فیصد Invert sugar اور Sucrose کے علاوہ اسٹارچ، پروٹین اور چربی مختلف مقدار میں موجود ہیں۔علاوہ ازیں اس میں وٹامن'A'۔وٹامن'B1'۔وٹامن'B2' اور وٹامن'C' بھی پائے جاتے ہیں اس کے معدنیاتی اجزاء بھی اہمیت کے حامل ہیں یعنی سوڈیم،کیلشیم،سلفر،فاسفورس اور آئرن،غذائیت سے بھرپوران کھجور کے پھلوں سے مشروبات سرکہ،مٹھائیاں شکر اور ایک قسم کا شیرہ تیار کیا جاتا ہے جوشہد کے مانند ہوتا ہے۔(۱) کھجور کے ایک سوگرام خوردنی حصے میں ۱۵ء۳ فیصد پانی ،۲ء۵ فیصد پروٹین، ۰ء۴ فیصد چکنائی،۲ء۱ فیصد ریشے اور ۷۵ء۸ فیصد کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں۔اس کے معدنی اور حیاتینی اجزاء میں کیلشیم ۱۲۰ ملی گرام، فاسفورس ۵۰ میلی گرام، آئرن ۷ء۳ ملی گرام، وٹامن سی ۳ ملی گرام اور کچھ مقدار میں وٹامن بی کمپلیکس ہوتے ہیں۔اس کی غذائی صلاحیت ایک سوگرام میں ۳۱۵ کیلوریز ہے۔(۲)

۱۔ درّانی،مسعود احمد خان،قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا،علم وعرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء،ص ۴۷۵

۲۔ باکھرو،ایچ،کے،ترجمہ طاہر منصور فاروقی،شفابخش غذائیں،تخلیقات علی پلازہ ۳۔مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء ،ص ۸۱

افعال وخصوصیات:۔

کھجور کے بے مثال طبی فوائد ہیں بلغم اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں کھجور کھانا مفید ہے۔ یہ دماغ کا ضعف مٹاتی ہے اور یادداشت کی کمزرری کا بہترین علاج ہے۔ قلب کو تقویت دیتی ہے اور بدن میں خون کی کمی کو دور کرتی ہے، گردوں کو قوت دیتی ہے سانس کی تکالیف میں بالعموم اور دمہ میں بالخصوص سودمند ہے۔ کھانسی، بخار اور پیچش میں اس کے استعمال سے افاقہ ہوتا ہے۔ یہ دافع قبض کے ساتھ پیشاب آور بھی ہے قوت باہ کو بڑھانے میں مددگار ہے، غرضیکہ کھجور کا استعمال ایک مکمل غذا بھی ہے اور اچھی صحت کے لیے ایک لاجواب ٹانک بھی۔ طب نبوی میں کھجور کی بڑی افادیت بیان کی گئی ہے۔ اگر صبح شام یا دن میں دو تین مرتبہ پانچ سات دانے کھجور کھانے کی عادت ڈالی جائے تو بدن کو عمدہ خون پیدا کرنے کی بھی سستی ٹانک ہے۔ دائمی قبض اور گیس والے مریضوں کو صبح ناشتے کے طور پر تین سے گیارہ دانے تک کھجور کھا کر پانی، دودھ یا چائے پینے سے اِن بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے۔ پرانے معدہ کے مریض جن کے اعصاب کمزور اور غذا معدے میں دیر تک پڑی رہتی ہو انہیں صبح صرف کھجور کا ناشتہ کر کے آدھے سے ڈیڑھ چھٹانک تک عرقِ گلاب چند روز استعمال کرنے سے تبخیر دور، قبض رفع اور ہاضمہ مضبوط ہوتا ہے۔ ایسے افراد جو اپنے دبلے پن سے عاجز ہوں وہ پانچ سے پندرہ دن تک کھجور کو کھا کر پاؤ بھر دودھ کا ناشتہ کریں تو خدا کے فضل سے چند روز میں جان بن جائیگی۔ اس کی گٹھلی بھی آنتوں کو طاقت دیتی ہے اور معدہ کی گرمی کو دور کرتی ہے ایک سے تین عدد گٹھلی پانی یا سونف میں گھس کر چاٹنے سے خون نکلنا بند ہو جاتا ہے۔(۱) ضعف قلب یعنی کمزور دل میں کھجور موثر علاج مہیا کرتی ہے۔ رات بھر پانی میں بھگوئی ہوئی کھجوریں صبح گٹھلیاں نکال کر اسی پانی میں کچل کر ہفتہ میں کم از کم دو دفعہ استعمال کرنا دل کو تقویت دیتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کے دنوں میں ایک کھجور اگر بچے کے ہاتھ کے ساتھ باندھ دی جائے اور اسے چوسنے دی جائے تو مسوڑھے سخت ہو جاتے ہیں۔(۲) جسمانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خشک کھجور کو پیس کر اس میں ہم وزن بادام، بہی دانہ، پستہ، قرنفل اور سونٹھ ملا کر دینا مفید ہوتا ہے۔ کھجور کھانے سے بلغم نکلتی ہے اور طبیعت ہلکی ہوتی ہے۔(۳)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ص ۲۲۳

۲۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء ص ۸۱

۳۔ دڑانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم وعرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۴۷۶

کھجور کے درخت سے نکلنے والی گوند آنتوں، گردوں اور پیشاب کی نالیوں کی سوزش کے لئے مشہور ہے، اسے کھانے سے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔ بنیادی طور پر کھجور غذائیت سے بھرپور ہے، مخرجِ بلغم ہے، مقوی ہے، جلن کو رفع کرتی ہے، ملین ہے، قوتِ باہ کو بڑھاتی ہے اور پیشاب آور ہے۔ کھجور کو پانی میں بھگو کر اس کا یہ پانی اگر پیا جائے تو جگر کی اصلاح کرتا ہے اور طبیعت سے نشہ آور ادویہ کی گرانی کو دور کرتا ہے۔ کھجور کو دھو کر دودھ میں ابال کر دینے سے ایک مقوی اور فوری طور پر توانائی مہیا کرنے والی غذا تیار ہو جاتی ہے، یہ غذا بیماریوں کے بعد کی کمزوری کے لئے حد درجہ مفید ہے۔(۱) خشک کھجور یا چھوہارا جسے خرمائے خشک بھی کہتے ہیں۔ یہ کثیر الغذاء مولد خون غلیظ، مقوی باہ، مولد منی، مسخن و مسمن بدن، مقوی اعصاب ہے۔ اس کی معجون بنا کر ضعف باہ کے لئے کھلاتے ہیں چناچہ معجونِ آردخرما مشہور معجون ہے۔ جس میں آردخرما بطور جزواعظم شامل ہے۔ مسخن و مقوی اعصاب ہونے کے باعث بلغمی امراض مثلاً دردِ کمر، دردِ دل وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں اور سینے کو بلغم سے پاک کرتا ہے اور مسخن ہونے ہی کی وجہ سے سرد مزاجوں کے لئے مفید اور گرم مزاجوں کے لئے مضر ہے۔(۲) تازہ کھجور، چھوہارہ یا پانی سے نبی کریم صلی علیہ وسلم کے روزہ افطار کرنے میں بہت لطیف حکمت مضمر ہے۔ اس لئے کہ روزہ کی وجہ سے معدہ غذا سے خالی ہو جاتا ہے اب جگر کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں رہ جاتی جس کو وہ جذب کر کے قوی اور اعضاء کو بدل ما تیحلل کے طور پر دے۔ اور شریں چیزیں جگر کو بہت زیادہ مرغوب ہے، اس لئے جگر کی طرف بہت جلد سرایت کر جاتی ہے۔ اور اگر تازہ کھجور ہے تو جگر اسے اور زیادہ بڑھ کر قبول کرتا ہے۔ چناچہ اس سے قوئ اور جگر دونوں ہی کو قوت ملتی ہے۔(۳) ایسے افراد جو اپنے دبلے پن سے عاجز ہوں وہ پانچ سے پندرہ دن تک کھجور کو کھا کر پاؤ یا آدھا سیر دودھ کا ناشتہ کریں تو خدا کے فضل سے چندروز میں جان بن جائے گی۔ پرانے معدہ کے مریض جن کے اعصاب کمزور اور غذا معدے میں دیر تک پڑی رہتی ہو انہیں صبح صرف کھجور کا ناشتہ کر کے آدھ سے ڈیڑھ چھٹانک تک عرقِ گلاب استعمال کرنے سے تبخیر دور، قبض رفع اور ہاضمہ مضبوط ہوتا ہے۔(۴) چھوہارا دودھ میں ابال کر کھایا جائے تو یہ خون

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۲۴

۲۔ کبیرالدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۰۷

۳۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۹۷

۴۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں و جڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۶

صاف کرتا ہے اور سینے کی بیماریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔ بادی، بلغم میں مفید ہے۔ ادھرنگ، لقوہ، پتھری اور دردوں کو آرام دیتا ہے۔(۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

ایک جدید تحقیق کے مطابق کھجور کے اندر ایسے اجزاء پائے گئے ہیں جو مثانہ، پتہ اور گردوں میں پتھری بننے کے عمل کو روکتے ہیں۔ دل کے دورے کے لئے گٹھلی سمیت کوٹ کر دینا جان بچانے کا باعث ہوتا ہے۔ احادیث میں اس کے لئے عجوہ کھجور تجویز کی گئی ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ ''اگر آج کا انسان تین چیزیں استعمال کرے تو کبھی بوڑھا نہیں ہوگا وہ تین چیزیں یہ ہیں پہلی چیز کھجور، دوسری چیز بھنے ہوئے چنے اور تیسری چیز پکے ہوئے بیر''۔(۲) جسمِ انسانی کی نشو نما کے لئے کھجور مانی ہوئی دوا اور غذا ہے۔ ماہرین کے تجزیے کے مطابق جو اہم اجزاء سلاجیت کے اندر پائے جاتے ہیں وہی اجزاء تقریباً کھجور کے اندر پائے جاتے ہیں۔(۳) کھجور کے بے مثال طبی فوائد ہیں، اس کا بلغم اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں استعمال مفید ہے۔ یہ دماغ کا ضعف مٹاتی ہے، اور یاد داشت کی کمزوری کا بہترین علاج ہے۔(۴) کھجور قلب کو تقویت دیتی ہے اور بدن میں خون کی کمی کو دور کرتی ہے، گردوں کو قوت دیتی ہے، سانس کی تکالیف میں بالعموم اور دمہ میں بالخصوص سود مند ہے، کھانسی، بخار اور پیچش میں اس کے استعمال سے افاقہ ہوتا ہے۔ یہ دافع قبض کے ساتھ پیشاب آور بھی ہے، قوتِ باہ کو بڑھانے میں مددگار ہے۔(۵) حکیم و ڈاکٹر شمس الاطباء غلام جیلانی ''معجونِ آردخرما'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ مادہ منویہ کو غلیظ کرتی ہے، جریان اور سرعت ورقت کو دور کرتی ہے اور قوتِ باہ کو بڑھاتی ہے، اس کا استعمال روزانہ علی الصبح بقدر

۱۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ص ۱۷۸

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ، ص ۴۱۷

۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء ، ص ۳۸۳

۴۔ Kamal, Hassan; Encyclopaedia of Islamic Medicine, General Egyptian Book Organization, 1975.

۵۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء ، ص ۳۹

ایک تولہ معجون اور کشتہ قلعی دو چاول ملا کر ہمراہ شیرِ مادہ گاؤ کھائیں اور خدا کی قدرت کا مشاہدہ کریں۔(۱) حکیم عبدالرحمٰن کشمیری کا قول ہے کہ کھجور کی گٹھلی بھی آنتوں کو طاقت دیتی ہے اور معدہ کی گرمی کو دور کرتی ہے ایک سے تین عدد گٹھلی پانی یا سونف کے عرق میں گھس کر چاٹنے سے بدہضمی کو افاقہ ہوتا ہے۔ جلی ہوئی گٹھلی کو زخم پر چھڑکنے سے خون نکلنا بند ہو جاتا ہے۔(۲) ماہرین کا خیال ہے کہ کھجور میں فولاد اور حیاتین کی خاصی مقدار ہونے کی وجہ سے اس کے استعمال کرنے والوں میں عمرۃ الدم (ہیموگلوبن) کی مقدار اور سرخ خلیات کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ کھجور پر ۱۹۲۷ء میں کولمبیا کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد کی گئی جہاں ماہرین نے یہ بات تسلیم کی کہ ''کھجور واقعتاً خون پیدا کرنے کا بینک ہے''۔ یہ خون کی کمی کو پورا کرنے میں موثر کردار ادا کرتی ہے۔ کھجور کے استعمال سے خون میں کولیسٹرول کی مقدار متوازن رہتی ہے۔ خون کے اندر منجمد ذرات نہیں بننے پاتے ہیں۔(۳)

۱۔ غلام جیلانی، حکیم وڈاکٹر شمس الاطباء، مخزن المرکبات و معلم دواسازی، کوآپریٹو کیپٹل پریس وطن بلڈنگ لاہور، ۱۹۳۸ء، ص ۳۳۴

۲۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں و جڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۶

۳۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۴۷۷

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماٰخذ کی فہرست۔

☆ en.wikipedia.org/wiki/Date_palm

☆ www.sunpalmtrees.com/Palm-Trees-Pictures-True-Date-Palms.htm

☆ forums2.gardenweb.com/forums/load/frugal/msg1117100731634.html

☆ www.datetree.com

☆ www.tytyga.com/product/Pygmy+Date+Palm+Tree

☆ www.palmwonders.com

☆ encyclopedia2.thefreedictionary.com/Date+palm+tree

☆ datepalmtrees.googlepages.com

☆ www.archive.org/details/loosmll

☆ en.allexperts.com/q/Fruit-718/Phoenix-dactylifera-Date-tree.htm

☆ www.sunpalmtrees.com/Cold-Hardy-Palm-Trees-True-Date-Palms.htm

☆ latimesblogs.latimes.com/laland/2009/03/tree-of-the-w-1.html

☆ www.zillow.com/homedetails/Date-Tree-Rd-Colton-CA-92324/2139804607_zpid/

☆ travel.yahoo.com/p-hotel-370917-best_western_date_tree_hotel-i

☆ www.nachoua.com/English/palmeng.htm

☆ www.expedia.com/pub/agent.dll/qscr=dspv/htid=15700

☆ archaeology.about.com/od/romanempire/ss/paradise_3.htm

☆ www.aaronsfarm.com/product/Canary+Island+Date+Palm+Tree

☆ www.amazuluinc.com/faux-date-palm-tree.htm

☆ www.historyofideas.org/stc/Coleridge/poems/Blossom_Date.html

☆ realtravel.com/h-289581-indio_hotel-best_western_date_tree_hotel

☆ insureblog.blogspot.com/2008/06/date-tree-update.html

لہسن (ثوم)

لہسن کے مختلف نام:۔

اردو۔ لہسن(۱) انگریزی۔ گارلک(۲) سندھی۔ تھوم فارسی۔ سیر

مرہٹی۔ لسون بنگلہ۔ رشن ہندی۔ لہشن پنجابی۔ تھوم

عربی۔ ثوم پشتو۔ اوگہ بلوچی۔ تھوم لاطینی۔ ایلیم سیٹی وم

سنسکرت۔ لسوند تیلگو۔ ولولی ملیالم۔ ویوتلی کشمیری۔ روہن

فرانسیسی۔ Ail جرمن۔ Knoblauch عبرانی۔ Shomim یونانی۔ Korodot

اطالوی۔ Aglio روسی۔ Chesnok ہسپانوی۔ Ajo تامل۔ دلیپ پانڈو

تعارف:۔

لہسن کو عام طور سے عربی میں ثوم کہتے ہیں لیکن اس کا قرآنی نام فوم ہے۔جس کے معنی بعض مفسرین قرآن نے گیہوں کے دیئے ہیں ۔ جناب عبداللہ یوسف علی اور جناب عبداللطیف نے فوم کو لہسن ہی بتایا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی قراءت میں فومھا دراصل ثومھا ہے۔ تاریخی اعتبار سے فوم کے معنی لہسن کے ہی لگتے ہیں۔ اس کا مزاج گرم ہے یہ ایک قدیم سبزی ہے جو کھانے میں استعمال ہوتی ہے۔ اٹلی اور فرانس کا جنگلی لہسن زیادہ مقبول ہے جبکہ مشرق وسطی کے ممالک کے جنگلی لہسن کی رس دار شاخوں کو علیحدہ پکا کر بھی کھایا جاتا ہے۔ طب میں ان شاخوں کو ساق کہتے ہیں۔ جنگلی لہسن کی اقسام میں سے گندنا بھی ایک قسم ہے جو بطور غذا اور دوا استعمال ہوتا ہے۔ اطباء کے مشاہدات میں لہسن کثیر فوائد کا حامل ہے۔ لہسن کی گٹھی بیضوی ہوتی ہے۔جس میں 6 تا 15 تریا ہوتی ہیں۔ ان کا اوپر کا چھلکا سفید ہوتا ہے۔ شروع میں پیاز کی مانند

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء ، ص ۱۰۲۶

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 556.

پتے نکلتے ہیں۔ یہ پتے تنے کے گرد ہوتے ہیں۔ ایک پتے کے قاعدے سے دوسرا پتا نکلتا ہے۔ اس طرح پودا سیدھا اٹھتا جاتا ہے۔ بعدازاں اس میں سے پیاز کی مانند استوانہ دار ساق برآمد ہوتی ہے۔ جس کے سرے پر پھول ایک کون نما چونچ دار غلاف میں لپٹے ہوتے ہیں۔ غلاف پھٹنے کے بعد چھتری اور پھولوں کا گچھا برآمد ہوتا ہے۔ پنکھڑیاں سفید عدسہ نما نوکدار ہوتی ہیں۔ زرتار پنکھڑیوں سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ پتے چپٹے اور خط نما تلوار نما ہوتے ہیں۔ پودے کو سونگھنے سے لہسن کی بو آتی ہے۔ (۱)

فیاضِ حقیقی کے کروڑہا انعامات میں سے ایک بہترین انعام لہسن بھی ہے۔ جس کو ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے ایک غیر ضروری ہی نہیں بلکہ مضر خیال کرتے ہیں۔ لہسن گزشتہ پانچ ہزار سال سے مختلف امراض کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اہل بابل تین ہزار سال قبل مسیح میں بھی لہسن کے طبی خواص اور جراثیم کش خصوصیات سے واقف تھے۔ فراعنہ مصر اہرام تعمیر کرنے والے مزدوروں کو لہسن اضافی مقدار میں کھلاتے تھے اور اس کی خرید پر ہر سال زرِ کثیر صرف کرتے تھے قدیم ملاح اور سیاح اپنے رخت سفر میں لہسن باندھنا نہیں بھولتے تھے طویل بحری سفر میں یہ سفید غذا انہیں بیشتر امراض سے محفوظ رکھتی تھی۔ یونانی اطباء بڑی باقاعدگی سے اپنے مریضوں کو لہسن استعمال کراتے تھے۔ انہوں نے اس کی خوبیوں پر کئی رسالے لکھے۔ اہل مصر، اہل چین، اہل یونان اور اہل بابل سب کے سب لہسن کو مندرجہ ذیل عوارض کے لئے اکسیر کا درجہ دیتے تھے۔ آنتوں کی بیماریوں، تبخیر، نظام تنفس کی جراثیم زدگی، جسمانی کیڑوں، امراض جلد، پھوڑے پھنسیوں اور بڑھتی ہوئی عمر کی ساتھ آنے والی بیماریاں۔ بعض صورتوں میں لہسن کا اثر پنسلین سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔ (۲)

یجر وید اور اتھر وید کے شلوکوں میں لہسن کا ذکر ہے۔ قدیم زمانے سے وید کو میراج اسے ایورویدک دواؤں میں استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ امام الاطباء بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ لہسن کے جوشاندہ کے ساتھ حقنہ کرنے سے عرق النساء یعنی لیکار یا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ (۳) خزینۃ المجربات میں لہسن کے ان گنت کرشمے بیان کئے

۱۔ عبداللہ، حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء، ص ۴۷۱

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۳۶

۳۔ **Bucaille, Maurice; Quran and Modern Science, Markazi Matab Islami, 1988.**

گئے ہیں۔لہسن بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے، پرانی کھانسی اور کالی کھانسی میں بھی مفید ہے۔ یہ بلغم خارج کرتا ہے، اور غذا کو ہضم کرتا ہے، بھوک بڑھاتا ہے۔ چوٹ اور موچ میں اسے خارجی طور سے لگانے سے سکون ملتا ہے۔ کچھ حکماء نے لہسن کو فالج کے مرض میں مفید بتایا ہے۔(۱)

فرانس میں لہسن غریب آدمی کا ٹانک کہا جاتا ہے۔سولہویں صدی عیسوی میں فرانسیسی موسم بہار میں مکھن کے ساتھ لہسن استعمال کرتے۔ یہ خوراک انہیں سال بھر ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رکھتی۔ بلغاریہ میں صدیوں سے روزمرہ کے کھانوں کا ایک اہم جز چلا آرہا ہے۔ عام لوگ لہسن کے چند دانے منہ میں ڈال کر انہیں ہر وقت تمباکو کی طرح چباتے رہتے ہیں۔نتیجہ یہ کہ بڑھاپے میں بھی ان کی جسمانی صحت بڑی قابل رشک ہوتی ہے اور وہ نہایت مضبوط اور توانا جسم کے مالک ہوتے ہیں۔سو سو سال کے بوڑھے بھی اپنے کام خود انجام دیتے ہیں۔(۲)

لہسن کا قرآن میں تذکرہ:۔

''اور وہ وقت یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز ایک کھانے پر بس نہیں کر سکتے سو پروردگار سے ہمارے لیے دعا کر دیجئے ان چیزوں کی جنھیں زمین اگاتی ہے۔ ساگ ہوا ککڑی ہوئی گیہوں ہوا لہسن ہوا مسور ہوئی پیاز ہوئی موسیٰ نے کہا تو کیا جو چیز ادنیٰ ہے تم اسے لینا چاہتے ہو اس چیز کے مقابلے میں جو بہتر ہے تو خیر کسی شہر میں اتر پڑو وہیں مل جائیگا جو تم مانگتے ہو اور ان پر سادی گئی ذلت اور محتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے یہ سب اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل تک کر ڈالتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے''۔(۳)

۱۔ Wealth of India, Raw Materials. Vol. I-X, P.I.D., C.S.R.R., New Delhi, 1976.

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۲۷

۳۔ قرآن کریم سورہ البقرہ آیت۔۶۱

تفسیر قرآن :۔

بنی اسرائیل طعام آسمانی من وسلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے تو کہنے لگے ہم سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں ہوسکتا ہم کو تو زمین کا اناج، ترکاری، ساگ، سبزی چاہئے۔ یعنی من وسلویٰ جو ہر طرح سے بہتر ہے۔ لہسن اور پیاز وغیرہ سے بدلتے ہو۔ اگر یہی جی چاہتا ہے تو کسی شہر میں جاؤ تمہاری مطلوب چیزیں تم کو سب ملیں گی۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ یعنی اس ذلت اور مسکنت وغضب الٰہی کا باعث ان کا کفر اور انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا تھا اور اس کفر وقتل کا باعث احکام کی نافرمانی اور حدود شرع سے خروج تھا۔ (۱)

یہ واقعہ بعض کے نزدیک تیہ کا اور بعض کے نزدیک صحرائے سینا کا ہے۔ مصر سے مراد یہاں ملک مصر نہیں بلکہ کوئی شہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہاں سے کسی بھی شہر میں چلے جاؤ اور وہاں کھیتی باڑی کرو، اپنی پسند کی سبزیاں دالیں اگاؤ اور کھاؤ۔ انکا یہ مطالبہ چونکہ کفرانِ نعمت اور استکبار پر مبنی تھا اس لئے زجر وتوبیخ کے انداز میں ان سے کہا گیا ”تمہارے لئے وہاں تمہاری مطلوبہ چیزیں ہیں“۔ (۲)

یہ مطلب نہیں ہے کہ منّ وسلویٰ چھوڑ کر جو بے مشقت مل رہا ہے وہ چیزیں مانگ رہے ہو جن کے لئے کھیتی باڑی کرنی پڑے گی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس بڑے مقصد کے لئے یہ صحرا نوردی تم سے کرائی جا رہی ہے اس کے مقابلے میں کیا تم کو کام ودہن کی لذّت اتنی مرغوب ہے کہ اس مقصد کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو اور ان چیزوں سے محرومی کچھ مدت کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے ؟ (۳)

حدیث میں تذکرہ :۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اسے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ (۴)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لہسن یا پیاز کھائے وہ دور رہے۔ (۵)

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دار الاشاعت اردو بازار کراچی ، ۲۰۰۰ء ، ص ۸۹

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ ، ص ۲۶۔۲۷

۳۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء ، ص ۸۰

۴۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب ما یکرہ من الثوم والبقول، جلد ۲، ص ۲۸۲۔۲۸۳

۵۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، کتاب الاطعمۃ باب اقامۃ الصلوٰۃ، جلد ۴، ص ۱۹

۳۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا یہ لہسن حرام ہے فرمایا نہیں البتہ مجھے اسکی بو ناپسند ہے۔(۱)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس نے اسے (لہسن) کھایا ہے وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے حتیٰ کہ اس کے منھ سے اس لہسن کی بدبو نہ چلی جائے۔(۲)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پسند نہیں کرتا کہ (لہسن کھانے سے) میرے منھ سے بدبو آئے۔(۳)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس (لہسن) میں ستر (متعدد) بیماریوں سے شفا ہے۔(۴)

کتبِ مقدسہ میں لہسن کا تذکرہ:۔

"ہمکو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے اور وہ خربوزے اور وہ گندنے اور پیاز (بائبل۔Belsal) اور لہسن (بائبل۔Shamim) لیکن اب تو ہماری جان خشک ہوگئی ہے۔ یہاں کوئی چیز میسر نہیں اور من کے سوا ہم کو اور کچھ دکھائی نہیں دیتا اور من دھنیئے کے مانند تھا اور ایسا نظر آتا تھا جیسے موتی"۔(۵)

لہسن کے کیمیائی اجزاء:۔

لہسن میں 0.06 تا 0.1 فیصد روغن پایا جاتا ہے۔ جس میں ایلائل پر پائل ڈائی سلفائیڈ نامی گندھک کا مرکب، ڈائی ایلائل سلفائیڈ نامی گندھک کا دوسرا مرکب اور دو مزید گندھک کے مرکب ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ جراثیم کش اور شریانوں کو پھیلانے والے مرکبات ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک الکائیڈ ایلاس بھی

۱۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوم او بصلا، ص ۵۶۷

۲۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ باب اقامۃ الصلوٰۃ، ص ۷۷۳

۳۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، ص ۱۰۱۴

۴۔ امام احمد بن حنبل، مسند احمد، کتاب الاطعمۃ باب اقامۃ الصلوٰۃ، جلد ۴، ص ۱۹

۵۔ کتاب گنتی۔ باب ۱۱ آیت ۷۔۶۔۵

ملتا ہے۔لہسن کی گانٹھ میں تقریباً اسی فیصد پانی ہوتا ہے۔کاربوہائیڈریٹ تقریباً بیس فیصد چھ فیصد پروٹین اور تھوڑی سی مقدار میں وٹامن C۔اس کا اصل جز ایک خوشبودار تیل ہے جو اس میں 0.1 سے 0.3 فیصد تک ہوتا ہے اس تیل کے دو اہم کیمیاوی اجزاء Allyl Propyl disulphide اور Diallyl disulphide ہیں لہسن بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے۔(۱)

لہسن کا کیمیاوی تجزیہ:۔

لہسن کا کیمیاوی تجزیہ کرتے ہوئے اسے کوٹ کر کشید کیا گیا تو اس سے فرازی تیل نکلا جسے اس کا جزو عامل کہہ سکتے ہیں۔اس کا رنگ کھلتا ہوا زرد یا براؤن ہوتا ہے اور اس میں سے لہسن کی تیز بو آتی ہے۔یہ تیل ۱۵۰ درجہ حرارت پر ابالا جائے تو اڑ جاتا ہے۔اگر اسے درجاتی کشید کے عمل سے گزاریں تو مختلف مراحل پر اس سے چار قسم کے سیال حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ایک کی خوشبو پیاز کی مانند ہوتی ہے۔ایک امریکی تحقیق کار مسٹر کاوالیٹو نے ۱۹۴۴ء میں پیاز کو کوٹ کر اسی سے ایک جراثیم کش دوائی Allacin حاصل کی تھی۔پاکستان کی نامور کیمیاء دان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی (۱۸۹۷۔۱۹۹۴ء) نے اسے چھ گھنٹہ تک ایتھر میں بھگونے سے اس میں ۴۰ ۰ فیصد کی مقدار میں ایک جراثیم کش عنصر خارج ہوتے دیکھا۔انھوں نے اس کی دو قسمیں دیکھیں ایک وہ جو کلوروفارم میں حل پذیر تھا اور دوسرا غیر حل پذیر۔ان کو Allisatin-IIallisatin-1 کے نام دیئے گئے۔پہلا پیپ پیدا کرنے والے Staphylococus اور E.Cooli کے خلاف مئوثر پایا گیا۔جبکہ دوسرا صرف Staphylococcus کے خلاف مفید رہا۔ان دو کے علاوہ ایک دانہ دار مرکب بھی برآمد ہوا جو الکحل میں حل پذیر نہ پایا گیا۔(۲)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۳۸

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۴۴

افعال وخصوصیات:۔

لہسن کی بالعموم دو قسمیں پائی جاتی ہیں۔
(۱) عام لہسن جس میں کئی پوتھیاں ہوتی ہیں۔
(۲) ایک پوتھیا یا ایک نالیہ:۔ یہ پیاز کی طرح ہوتا ہے جس میں صرف ایک ہی پوتھی ہوتی ہے۔ یہ عام لہسن کی نسبت زیادہ فائدمند ہوتا ہے۔ اور اس سے مہنگی قیمت میں فروخت ہوتا ہے۔ (۱) تیسرے درجے میں گرم خشک ہے۔ اس کا رنگ سفید، ذائقہ تلخ اور تیز ہوتا ہے۔ لہسن دنیا کے تمام ممالک میں کاشت کیا جاتا ہے۔ اصل وطن وسط ایشیا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں بھی تقریباً ہر جگہ کاشت ہوتا ہے۔ لہسن کے استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے اور بادی کو مٹاتا ہے۔ لہسن کا استعمال قوت ہاضمہ اور قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے۔ لہسن ورم اعضاء بواسیر اور جریان کے لئے مفید ہے۔ لہسن کو جلا کر سرکہ اور شہد میں پیس کر لگانے سے پھوڑے پھنسیاں، پھلبہری بالخورہ، گنج، چھیپ اور داد دور ہوتا ہے۔ سرکہ اور شہد میں اس کا مرکب لگانے سے جوڑوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ لہسن کا عرق ملنے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ ہر قسم کا جسمانی ورم لہسن کو سرکہ میں گھوٹ کر لگانے سے دور ہو جاتا ہے۔ لہسن کو گرم گرم چبانے سے دانت کا درد دور ہوتا ہے۔ لہسن کو رائی کے تیل میں تل کر لگانا خشک کھجلی کیلئے مفید ہے۔ لہسن کی دھونی سے درد شقیقہ جاتا رہتا ہے۔ لہسن کا عرق گرم پانی کے ساتھ کھانسی میں مفید ہے۔ لہسن کا حلوہ کھانے سے لقوہ دور ہوتا ہے۔ لہسن کھانے سے سینہ کا درد دور ہوتا ہے۔ فالج میں فائدہ ہوتا ہے۔ (۲) لہسن کے عرق میں نمک ملا کر پینا اعصابی امراض مثلاً سر درد اور ہسٹریا میں مفید ہے۔ لہسن کو پانی اور کھانڈ میں پکا کر شربت بنا کر گنٹھیا اور جوڑوں کے دردوں میں دیا جاتا ہے۔ داد کے زخموں پر لہسن کوٹ کے ملنے سے وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اسی ملغوبہ کو ہسٹریا کے مریض کو سنگھایا جائے تو بیہوشی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لہسن کا تیل جس میں نمک ملا ہو پٹھوں کی اکڑن، چوٹ اور درد میں مفید ہے۔ لہسن کا پانی نکال کر اسے چار گنا آب مقطر میں حل کر کے بطور لوشن لگایا جائے تو زخموں سے بہنے والی

۱۔ عبداللہ، حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء، ص ۴۷۳

۲۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۴۳

پیپ بند ہو جاتی ہے۔تلی کے تیل یا سرسوں کے تیل میں لہسن کے دو ایک جوئے جلا کر کان میں ڈالنا کان درد کے لئے مفید ہے۔اپنی طبّی خصوصیات کی بنا پر مصر میں لہسن کو تریاق الفقراء کہا جاتا ہے۔(۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات:۔

مشہو یونانی طبیب بقراط کو علم ادویہ کا باوا آدم قرار دیا جاتا ہے۔اس نے لہسن کے گونا گوں خواص گنواتے ہوئے لکھا ''اکثر نامور یونانی کھلاڑی مشقیں کرتے وقت لہسن کا جوس پیتے ہیں۔ان کی حیرت انگیز جسمانی صحت اور کھیل کے میدان میں عمدہ کارکردگی اس جوس کے معجزہ نما اثرات کی مرہون منت ہے۔یہ بوٹی انہیں بے پناہ قوتِ برداشت اور توانائی عطا کرتی ہے''۔(۲) جالینوس قدیم روم کا مشہور حکیم اور شہنشاہ روم کا ذاتی معالج تھا۔ہم عصر حکیموں اور معالجوں کی طرح وہ بھی مختلف امراض میں لہسن سے کام لیتا۔اس نے زہر خوانی کی صورت میں اسے نہایت عمدہ تریاق قرار دیا ہے۔زیادہ تر پھیپھڑوں معدہ اور پیٹ کے امراض کا علاج کرتے وقت ہمیشہ استعمال کرتا۔رومی فوج کا ہر سپاہی باقاعدگی سے لہسن کھانے کا عادی تھا۔(۳)
مشہور فلسفی ارسطو کا کہنا ہے''یہ بدبودار بوٹی باؤلے کتے کے کاٹے انسان کے لیے بہت مفید ٹانک ہے۔اس کی تاثیر گرم اور قبض کشا ہے'' یاد رہے ارسطو صرف عظیم مفکر ہی نہ تھا بلکہ علم نباتات میں بھی اسے کمال حاصل تھا۔اس کا قول یقیناً گہرے مطالعے اور مشاہدے کا نچوڑ ہوگا۔(۴) قدرت نے لہسن کے ننھے سے دانے میں حیرت ناک طبّی خواص بند کر دیئے ہیں۔جو ہزاروں سال سے انسانوں کو دکھ درد سے نجات دلا رہے ہیں۔آج کا سائنس دان اپنی تجربہ گاہ میں جدید آلات کی مدد سے ان خواص کو پہچان رہا ہے۔علامہ طبری فردوس الحکمت میں لکھتے ہیں کہ بچھو کاٹے پر لہسن کوٹ کر باندھیں بحکم خدا نافع ثابت ہوگا۔لہسن ایک ایسی کم خرچ اور بالا نشین دوا ہے۔جس نے صدیوں سے غربا کی حفاظت کی ہے۔اس کی بدولت بے شمار

۱۔ Lindley, J. and Moore, T.; The Encyclopaedia or the Treasury of Botany, Neeraj Publishing House, 1981.

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۳۶

۳۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۵۵۸

۴۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۴۴

مخلوق طرح طرح کی بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے۔ لہسن تپ بلغمی، باؤ گولہ، بلغم، بواسیر اور جذام کو زائل کرتا ہے، اور Disinfectant ہے۔ یہ ہاضم ہے اور بھوک بڑھاتا ہے۔ اس کی vermifuge خاصیت بھی تسلیم کی جاتی ہے۔ چوٹ اور موچ میں اسے خارجی طور سے لگانے سے سکون ملتا ہے۔ کچھ حکماء نے لہسن کو فالج کے مرض میں فائدہ مند بتایا ہے۔ کان کے امراض میں لہسن کا عرق جلد افاقہ کرتا ہے۔ تپ دق کے مریضوں کو بھی لہسن کھلانا سودمند مانا جاتا ہے۔ لہسن کی معجون پتھری توڑتی ہے۔ اور باہ کو قوت دیتی ہے۔ اگر لہسن گھی میں بھون کر شہد کے ساتھ چاٹا جائے تو دمہ کے لئے اکسیر ہے۔ (۱)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات:۔

جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ لہسن میں گندھک کافی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ جو کہ سلفائیڈ کی صورت میں ہے۔ یعنی جس صورت میں گندھک مکر دھوج (مکری سلفائیڈ) میں پائی جاتی ہے۔ اسی صورت میں لہسن کے اندر ہے۔ لہٰذا لہسن ایک قسم کا قدرتی مکر دھوج ہے۔ مکر دھوج مشہور مقوی جسم اور مقوی باہ دوا ہے۔ بیسویں صدی کی ابتدا سے ہی لہسن کی طبی افادیت تسلیم کی جانے لگی۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ لہسن اور پیاز دونوں ہی نجارات سٹیفیو کاکس اور دوسرے جراثیم کو آسانی سے مار سکتے ہیں۔ بنیادی طور پر لہسن کے عرق میں گندھک، سلیکا اور آئیوڈین جیسے عناصر کی وافر مقدار پائی جاتی ہے۔ جو انسانی جسم کو مختلف بیماریوں ہی سے محفوظ نہیں رکھتے بلکہ جوانی اور بڑھاپے میں یکساں تندرست بھی رکھتے ہیں۔ (۲) ایک روسی محقق نے مختلف پودوں کے روغن پر تحقیقات کیں اور ان کے طبی خواص کا مطالعہ کیا۔ اس نے لہسن کا روغن بھی نکالا اس تیل کو اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ اس کا نام ہی روسی پنسیلین پڑ گیا۔ لہسن کا عرق پنسیلین کے مقابلے میں دس حصے کم طاقتور ہوتا ہے۔ لیکن وہ ایک قدرتی ذریعہ علاج ہے۔ اس لئے پنسیلین کی نسبت زیادہ مؤثر ہے۔ لطف یہ کہ اس کے استعمال سے پنسیلین کی طرح کسی خطرناک ردِ عمل کا خطرہ بھی نہیں۔ (۳) جدید تحقیقات اور تجربات

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۶

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۳۸

۳۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۵

نے ثابت کر دیا ہے کہ سر درد معمولی اسہال اور آنتوں کی بعض بیماریاں لہسن کے استعمال سے دور ہو جاتی ہیں۔ ہماری آنتوں میں بیکٹیریا ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ہمارے لئے مفید ہیں ہاضمے کے فعل میں ہماری مدد کرتے ہیں لیکن کچھ ایسے ہیں جو ہمیں بیمار کر دیتے ہیں۔ لہسن مفید بیکٹیریا کی تعداد میں اضافہ اور ہاضمے کا عمل تیز کرتا ہے۔ اس کے اثرات سے نقصان پہنچانے والے بیکٹیریا خود بخود کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں بیکٹیریا پر براہِ راست تجربے بھی کیے گئے۔ جب ان پر لہسن کا رس گرایا گیا تو وہ پانچ منٹ کے اندر بے حس وحرکت ہو گئے۔ اسی طرح خون کے بڑھے ہوئے دباؤ کو معمول پر لانے میں لہسن نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ سرد مرطوب اور کہر آلود موسم سرما کی فضا میں طویل عرصے تک رہنے والے اکثر لوگ پھیپھڑوں کے پیچیدہ امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہسن ان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ یہ انہیں نئی زندگی عطا کر سکتا ہے۔(۱)

۱۹۲۶ء میں میونخ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے مشہور سائنس دان ہنری فورڈ نے ایک مضمون لکھا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ''لہسن ایک عطیہ الٰہی ہے جس کے استعمال کرتے رہنے سے دل ودماغ اور جسم کو ترقی ہوتی ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے جسمانی طاقت بے حد بڑھ جاتی ہے۔ اور صالح خون پیدا ہوتا ہے۔''(۲)

اسی طرح نیویاک کے مشہور ڈاکٹر پوڈالسکی بھی انہی الفاظ میں لہسن کی تعریف کرتے ہیں۔ اور مانچسٹر میڈیکل ایسوسی ایشن کے صدر ڈاکٹر بدیڈلے نے تو لہسن کی تعریف یہاں تک کی ہے کہ لہسن امراض دماغ، کزاز (Rheomatism) اور دق کے لئے بے حد مفید ہے۔ وہ لہسن کو دوائے کبیر کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ یونانی، رومن اور افریقہ کے حبشی مدت مدید سے لہسن کا استعمال کر رہے ہیں۔ اسی لئے صحت کے لحاظ سے وہ دنیا بھر میں بہتر خیال کیے جاتے ہیں۔(۳)

۱۹۷۰ء میں ایک جرمن ڈاکٹر جے اے ہوفلز نے لہسن کا کیپسول تیار کیا جس پر ایک ایسا مصالحہ چڑھا ہوتا ہے کہ جب تک کیپسول آنتوں میں نہ پہنچ جائے اس وقت تک تحلیل نہیں ہوتا۔ اس طرح کیپسول کھانے کے بعد

۱۔ عبداللہ، حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء، ص ۴۷۷

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۳۸

۳۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۵

لہسن کی ڈکار نہیں آتی۔(۱) جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ بلند فشارِ خون میں لہسن اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ آج کل بلند فشار خون کے مریض لہسن خوب استعمال کر رہے ہیں۔ یہ نبض کو سست کر کے دل کی دھڑکن کو اعتدال پر لاتا ہے۔ اس کے کیپسول بھی بازار میں دستیاب ہیں۔ روزانہ دو یا تین کیپسول خون کا دباؤ معمول پر لانے کے لئے کھائے جاسکتے ہیں۔ لہسن شریانوں کو پھیلاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔(۲)

۱۸۱۸ء :۔ میں کراس مین نے دعویٰ کیا کہ لہسن نمونیہ کے لئے مفید ہے۔ اس نے مطبوعہ مقالہ میں بیان کیا ہے کہ اس کے ہر مریض کو پانچ روز کے اندر فائدہ ہوا۔ اس نے لہسن کی ٹنکچر Tr. Allii استعمال کی اور سانس کی دوسری بیماریوں میں بھی افادیت کا اظہار کیا ہے۔(۳)

۱۹۲۲ء :۔ میں ایک سائنسدان نے تحقیق سے ثابت کیا کہ دو دن تک لہسن کے استعمال سے خون کا دباؤ دس سے چالیس ملی گرام تک گرایا جاسکتا ہے۔(۴)

۱۹۲۵ء :۔ جرمنی کے سائنسدانوں نے تجربہ سے ثابت کیا کہ لہسن آنتوں کی بیماریاں دور کرنے میں مفید رہتا ہے۔(۵)

۱۹۲۶ء :۔ جرمنی ہی میں سائنسدانوں نے ۲۰ بلند فشار خون کے مریضوں پر اس کا تجربہ کیا اس میں سے اُنیس مریض صحت یاب ہوئے۔(۶)

۱۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء ، ص ۵۷۱

۲۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۹ء ، ص ۱۴۳

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ، ص ۲۳۸

۴۔ عبداللہ، حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء ، ص ۴۷۶

۵۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ، ص ۱۶۴

۶۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں و جڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۶

۱۹۳۰ء :۔ جاپان میں خرگوش پر کیئے جانے والے تجربہ سے پتہ چلا ہے کہ لہسن سے خون کا بڑھا ہوا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔(۱)

۱۹۳۱ء :۔ جنوبی امریکہ کے سائنسدانوں نے لہسن کے انجکشن کا کامیاب تجربہ کیا انھوں نے دس مریضوں کو لہسن کے انجکشن لگائے جس سے ان کا بلند فشار خون تیس سے پچاس میٹر تک کم ہو گیا تھا۔(۲)

۱۹۳۲ء :۔ انگلستان کے سائنسدانوں نے بلند فشار خون کے مریضوں پر تجربہ کیا جس سے مریضوں کا بڑھا ہوا خون کا دباؤ معمول پر آ گیا۔(۳)

۱۹۳۳ء :۔ چین کے سائنسدانوں نے لہسن میں جراثیم زدگی کی موجودگی کو ثابت کیا۔(۴)

۱۹۳۸ء :۔ سویڈن کے سائنسدانوں نے لہسن کو پولیو کی روک تھام کے لئے کامیاب قرار دیا۔(۵)

۱۹۴۸ء :۔ برازیل کے سائنسدانوں نے تین سو مریضوں پر جو آنتوں کی بیماریوں میں مبتلا تھے لہسن استعمال کرایا جن میں پیچش کے مریض بھی شامل تھے۔ جس کے ۱۰۰ فیصد کامیاب نتائج برآمد ہوئے۔(۶)

۱۹۹۴ء :۔ میں ہونے والی ایک تحقیق کے بعد ماہرین نے اسے تپ محرقہ سے بچانے والا قرار دیا۔ پھر اسے تپ محرقہ کے علاج میں یوں تجویز کیا گیا کہ لہسن کے عرق کا ایک چھوٹا چمچہ گائے کے گوشت کی یخنی کی ایک پیالی میں ڈال کر اس میں کوئی شربت ملا کر میٹھا کر لیا جائے۔ یہ پیالہ ہر چھ گھنٹے کے بعد مریض کو دیا جائے۔ بارہ سال سے کم عمر بچوں کے لئے نصف چمچہ کافی ہے۔(۷)

۱۔ درانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۵۷۱

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۴۴۴

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دار الاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۳۸

۴۔ عبداللہ، حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء، ص ۴۷۶

۵۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۶۴

۶۔ کشمیری، حکیم عبد الرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں و جڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۶

۷۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۷۰

ہمبرگ (جرمنی) کی ایک دوا ساز کمپنی نے لہسن میں کیمیاوی عنصر شامل کئے بغیر لہسن کے تیل کے کیپسول تیار کئے ہیں۔ان کا دعوئ ہے کہ یہ خون کو پتلا کرتے ہیں ہاضمہ کو درست کرتے ہیں۔خون کی نالیوں کی وسعت کو بڑھاتے ہیں۔دمہ، کھانسی، گنٹھیا میں مفید ہیں۔(۱)

حال ہی میں ہونے والی ایک تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ لہسن کا جوہر حاصل کر کے اگر کان کے آس پاس روزانہ ملا جائے تو بہرا پن کو دور کرتا ہے۔ لہسن کا خالص عرق حلق کا کوا بڑھ جانے پر لگانے سے اس کی سوزش کم کرتا ہے۔(۲)

ویدک طب کی جدید تحقیقات میں بارہ تولہ لہسن، ہینگ، زیرہ سیاہ، نمک لاہوری، نمک سانبھر، سونٹھ، مرچ سرخ، مرچ سیاہ میں سے ہر ایک ڈیڑھ تولہ لے کر ان سب کو پیس لیا جائے اس سفوف کے بیس گرین روزانہ صبح کھانے سے لقوہ، فالج، عرق النساء، ادھرنگ کو فائدہ ہوتا ہے۔(۳)

برطانوی ڈاکٹر ملٹن ڈیوہرسٹ نے لہسن کا جانوروں اور خاص طور پر کتوں کے اجسام سے کیڑے نکالنے میں مفید بتایا ہے۔اس کی تحقیق کے مطابق لہسن کے تازہ عرق کے ایک اونس میں تیس اونس پانی ملا کر دینا ایک عام جسامت کے کتے کے لئے کافی ہوتا ہے۔اس مرکب کو اگر کسی خوردنی تیل میں ملا کر دیا جائے تو زیادہ مفید ہوتا ہے۔ڈاکٹر ملٹن کا مشاہدہ ہے کہ لہسن کا عرق ہر مرتبہ تازہ نکالا جائے پرانا عرق بیکار ہوتا ہے۔(۴)

۱۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اوران کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۴۳

۲۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۶

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۳۷

۴۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۳۸

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Garlic
- ☆ www.garlic-central.com/garlic-health.html
- ☆ www.youtube.com/watch?v=MYfcb3LAoX4
- ☆ nccam.nih.gov/health/garlic
- ☆ www.recipezaar.com/library/getentry.zsp?id=165
- ☆ www.pakavenue.com/webdigest/food_and_nutrition/article_04.htm
- ☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/g/garlic06.html
- ☆ homecooking.about.com/od/foodhistory/a/garlichistory.htm
- ☆ www.parc.gov.pk/1SubDivisions/NARCCSI/Horticul/garlic.html
- ☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid=60
- ☆ www.almaden.ibm.com/cs/garlic
- ☆ www.garlic-central.com
- ☆ www.youtube.com/watch?v=j_Gzg6-W2Q4
- ☆ www.thegarlicfarm.co.uk/
- ☆ www.garlic.mistral.co.uk

مسور (عدس)

مسور کے مختلف نام:۔

اردو۔	مسور(۱)	**انگریزی۔**	Lentil(۲)	**ہندی۔**	مسور	**فارسی۔**	مشرہ
مرہٹی۔	مسور	**بنگلہ۔**	موسور	**عبرانی۔**	Adashim	**یونانی۔**	Fakos
عربی۔	عدس	**سنسکرت۔**	مسورک، آتسی	**تیلگو۔**	میسو، پپو	**لاطینی۔**	Lens
فرانسیسی۔	Lentille	**جرمن۔**	Lense	**ملیالم۔**	ویوتلی		
اطالوی۔	Lenticchia	**روسی۔**	Chechevetsae	**ہسپانوی۔**	Lenteja		

تعارف:۔

مسور کا پودا ڈیڑھ فٹ تک بلند ہوتا ہے اس کی کئی ایک اوپر کو اٹھتی ہوئی شاخیں ہوتی ہیں جن پر زردی مائل نیلے پھول لگتے ہیں۔ ہر شاخ کے ساتھ جون، جولائی میں چار پانچ پھول پتوں کے درمیان سے نمودار ہوتے ہیں۔ان پھولوں سے پھلیاں بنتی ہیں پھلی کی لمبائی ایک انچ کے قریب ہوتی ہے اور پھلی میں دو بیج ہوتے ہیں۔ان کی شکل محدب شیشہ کی مانند ہوتی ہے۔جس کی بنا پر اس کا نباتاتی نام Lens Esclenta اور عربی عدس ہے۔جن میں پھول کی رنگت اور دانوں کی تعداد حالات اور کوشش کے مطابق بدل سکتی ہے ان سے حاصل ہونے والی دال سرخ سے بھورے رنگوں کے درمیان ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں مسور کی دال کی جنگلی قسم بھی ملتی ہے جو کہ خودرو ہے اس کا دانہ چھوٹا اور گول ہوتا ہے۔ جبکہ عام مزروعہ قسم کا دانہ چپٹا اور گول ہوتا ہے۔(۳) تقریباً دنیا کے ہر ملک میں دالیں کھائی جاتی ہیں۔ ہندو پاک میں زیادہ تر ارہر، چنا، ماش،

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء ، ص ۱۰۸۸

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 773.

۳۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبوی اور جدید سائنس جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی روڈ اردو بازار لاہور، مارچ ۱۹۹۷ء، ص ۲۰۵۔۲۰۴

مونگ، مسور اور موٹھ کی دالیں کھائی جاتی ہیں۔ یہ سب دالیں بنیادی طور پر مختلف پودوں کے بیج ہیں۔ مسور کی چار اقسام ہوتی ہیں جس میں لال رنگ کی قسم سب سے زیادہ مقبول ہے۔(۱) یہ ہندوستان کے بہت سے صوبوں کی بھی خاص پیداوار ہے انسانی خوراک کے لئے کاشت کی جانے والی نباتات میں مسور قدیم ترین چیز ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ غذائی اعتبار سے کوئی بھی دال گوشت کا متبادل نہیں ہو سکتی اور اگر گوشت میسر نہ ہو یا اسے خریدنے کی استطاعت نہ ہو تو دال سب سے بہتر چیز ہے۔ غذائیت کے تقابلی جائزہ کے مطابق دالوں میں سب سے اچھی دال مسور ہے۔ شمالی افریقہ میں مسور کی دال کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ اور اسی غرض کے لئے کثرت سے کاشت کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ لحمیات، فاسفورس، فولاد اور وٹامن ''ب'' کا ایک ارزاں ذریعہ ہے۔ افریقہ اور مشرقِ وسطیٰ سے مسور کا شوق جرمنی، ہالینڈ اور فرانس میں بھی داخل ہو گیا ہے۔ ان علاقوں میں دال کا شوربہ یا دوسرے شوربہ میں دال ایک مقبول اضافہ ہے۔(۲)

مسور کی دو قسمیں ہیں:۔(الف) بستانی (ب) جنگلی

بستانی مسور کی مزید دو قسمیں ہیں۔ ایک کا دانہ بڑا اور چوڑا ہوتا ہے۔ خاکستری چھلکے والا یہ مسور ''ملکہ مسور'' کہلاتا ہے اس کا ذائقہ عمدہ اور خوشگوار ہوتا ہے۔ لیکن اس کی دال دیر سے گلتی ہے۔ مسور کی دوسری قسم ''مطلق مسور'' کہلاتی ہے۔ اس کا دانہ اول الذکر کے مقابلے میں چھوٹا ہوتا ہے۔ مسور کا میلان گرم اور خشکی کی طرف ہے۔ یہ قول ابن النفیس قرشی کا ہے۔ حافظ ابن القیم نے اسے سرد خشک اور دو متضاد قوتوں سے مرکب قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسور بیک وقت قابض بھی ہے اور مسہل بھی۔ دال مسہل ہے اور اس کا چھلکا جو بقول ان کے تیسرے درجے میں گرم خشک ہے اس کا تریاق ہے۔ تمام یورپ، ایشیاء اور جنوبی افریقہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ سرخ بیجوں والا مسور زیادہ تر شرق اوسط، جرمنی، فرانس، جنوبی افریقہ میں وسیع پیمانے پر کاشت کیا جاتا ہے۔(۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قومِ اسرائیل کو فرعون کے پنجہ عتاب اور پنجہ ظلم سے نجات دلا کر مصر چھوڑنے کی تلقین کی اور اپنی قیادت میں ان سب کو سینا کے لق ودق بیابان اور ریگستان میں اس وعدہ پر لے آئے کہ جلد

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۹۲ء ،ص ۴۵۸

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دار الاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۵۰

۳۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم وعرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۰۸

ہی انھیں منزل مقصود یعنی کنعان پہنچا دیا جائیگا۔ یہ واقعہ ۱۴۹۱ قبل مسیح کا بتایا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے قافلہ کے پاس غذا کا سامان بہت قلیل تھا جو جلد ہی ختم ہوگیا اور بھوک سے بے تاب ہوکر انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ وہ انھیں کھانے کیلئے کچھ دیں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں من وسلویٰ سے نوازا۔ یہ پاک غذا ان کو صحرا نوردی کے دوران نصیب ہوتی رہی۔ یہ قافلہ جب ایسے چٹانی علاقہ (رقیدیم) میں پہنچا جہاں دور دور تک پانی نہ تھا تو لوگ پیاس سے بے دم ہونے لگے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ ؑ کو ہدایت کی گئی کہ وہ ایک خاص چٹان پر اپنا عصا ماریں جہاں سے پانی نکل پڑے گا حضرت موسیٰ ؑ نے اپنا عصا چٹان کی چہار طرف بارہ مرتبہ مارا جس سے وہاں بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں نے اپنے لیے الگ الگ چشمے متعین کر لیے اور سیر ہوکر پانی پیا۔(۱) حضرت یعقوب جن کو اسرائیل بھی کہا جانے لگا کی بارہ اولادیں تھیں لہٰذا ان سب کی سرکردگی میں اسرائیل بارہ قبیلے بن گئے۔ غرض یہ کہ خدا کے حکم سے اور حضرت موسیٰ ؑ کی دعا سے بنی اسرائیل کو سینائی سفر کے دوران من و سلویٰ اور پانی میسّر ہوتا رہا جس کا ذکر سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵۷ اور ۶۰ میں ملتا ہے۔(۲) لیکن بنی اسرائیل نے اس پاک غذا سے گویا تنگ آکر حضرت موسیٰ ؑ سے ان غذائی اشیاء کی فرمائش کی جو ان کو اپنی مصر کی دورِ غلامی میں بہت مرغوب تھیں جن کو حاصل کرنے کے لیے قافلہ کو ایک جگہ قیام کر کے کاشت کرنی پڑی اور یہ قیام منزل تک پہنچنے میں تاخیر کا باعث بنا۔ دھات کے زمانے کے نوادرات میں سوئٹزرلینڈ کی جھیل بائیل سینٹ پیٹر جزیرہ سے مسور کے دانے میسر آئے ہیں۔ بنی اسرائیل نے جن اشیاء کی فرمائش کی وہ تھیں بقل یعنی ترکاریاں، قثاء یعنی ککڑی یا کھیرا، فوم یعنی لہسن، عدس یعنی مسور اور بصل یعنی پیاز۔ مسور کی چار اقسام مصر اور فلسطین کے علاوہ بحر روم کے چہار جانب کے ممالک میں پیدا کی جاتی ہیں جس میں لال رنگ کی ورائٹی سب سے زیادہ مقبول ہے۔ یہ ہندوپاک کے بہت سے صوبوں کی بھی خاص پیداوار ہے۔(۳) مسور ان اجناس میں سے ایک ہے جو ازمنہ قدیم ہی سے بطور غذا اگائی اور استعمال کی جارہی ہے۔

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء ص ۱۲۹

۲۔ القرآن کریم سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵۷ اور ۶۰

۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۹۲ء ص ۴۵۸

قرآنِ کریم میں اس کا ذکر یوں آتا ہے کہ بنی اسرائیل من و اسلویٰ جیسی نعمت غیر مترقبہ کی ناقدری کرتے ہوئے دوسری اشیاء کے علاوہ مسور کے بھی خواستگار ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا۔ ''ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار ترکاریاں، کھیرے، لہسن، مسور (عدس) اور پیاز پیدا کرے''۔ (۱)

مسور کا قرآن میں تذکرہ:۔

''اور وہ وقت یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کھانے پر بس نہیں کر سکتے سو پروردگار سے ہمارے لیے دعا کر دیجئے ان چیزوں کی جنھیں زمین اگاتی ہے۔ ساگ ہوا ککڑی ہوئی گیہوں ہوا لہسن ہوا مسور ہوئی پیاز ہوئی موسیٰؑ نے کہا تو کیا جو چیز ادنیٰ ہے تم اسے لینا چاہتے ہو اس چیز کے مقابلے میں جو بہتر ہے تو خیر کسی شہر میں اتر پڑو وہیں مل جائیگا جو تم مانگتے ہو اور ان پر سادی گئی ذلت اور محتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوگئے یہ سب اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل تک کر ڈالتے تھے۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور حد سے بڑھ بڑھ جاتے۔ (۲)

تفسیر قرآن :۔

قرآنِ حکیم کی سورۃ البقرہ کی آیت (۶۱) جس میں مسور کا ذکر لہسن، پیاز اور ککڑی کے ساتھ کیا گیا ہے وہ صرف ایک واقعہ کا ہی ذکر نہیں ہے بلکہ اشارہ ہے انسان کی نافرمانیوں کی جانب اور اس کے اپنی عادتوں کا غلام ہو جانے کی طرف اس آیت میں مذکورہ اشیاء کو خراب یا نقصان دہ نہیں بتایا گیا ہے بلکہ یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ جب انسان اپنی عادتوں کا غلام ہو جاتا ہے تو وہ خدائی نعمتوں پر قناعت نہ کر کے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ گویا

۱۔ القرآن کریم سورۃ البقرہ آیت نمبر ۶۱

۲۔ القرآن الکریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۲۷

کہ قانع رہنا اور عادتوں کا غلام نہ ہونا ایک ایسا انسانی وصف ہے جو انسان کو گناہوں سے دور رکھتا ہے اور نامساعد حالات میں اسے منزل مقصود تک لے جانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔(۱) بنی اسرائیل طعام آسمانی من وسلویٰ کھاتے کھاتے اکتا گئے تو کہنے لگے ہم سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں ہوسکتا ہم کو تو زمین کا اناج، ترکاری، ساگ، سبزی چاہئے۔یعنی من وسلویٰ جو ہر طرح سے بہتر ہے۔لہسن اور پیاز وغیرہ سے بدلتے ہو۔اگر یہی جی چاہتا ہے تو کسی شہر میں جاؤ تمہاری مطلوب چیزیں تم کو سب ملیں گی۔پھر ایسا ہی ہوا۔یعنی اس ذلت اور مسکنت و غضب الٰہی کا باعث ان کا کفر اور انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا تھا اور اس کفر و قتل کا باعث احکام کی نافرمانی اور حدود شرع سے خروج تھا۔(۲)

یہ واقعہ بعض کے نزدیک تیہ کا اور بعض کے نزدیک صحرائے سینا کا ہے۔مصر سے مراد یہاں ملک مصر نہیں بلکہ کوئی شہر ہے۔مطلب یہ ہے کہ یہاں سے کسی بھی شہر میں چلے جاؤ اور وہاں کھیتی باڑی کرو، اپنی پسند کی سبزیاں دالیں اگاؤ اور کھاؤ۔انکا یہ مطالبہ چونکہ کفرانِ نعمت اور استکبار پر مبنی تھا اس لئے زجر و توبیخ کے انداز میں ان سے کہا گیا ''تمہارے لئے وہاں تمہاری مطلوبہ چیزیں ہیں''۔(۳) یہ مطلب نہیں ہے کہ منّ و سلویٰ چھوڑ کر جو بے مشقت مل رہا ہے وہ چیزیں مانگ رہے ہو جن کے لئے کھیتی باڑی کرنی پڑے گی۔بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس بڑے مقصد کے لئے یہ صحرا نوردی تم سے کرائی جارہی ہے اس کے مقابلے میں کیا تم کو کام و دہن کی لذّت اتنی مرغوب ہے کہ اس مقصد کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو اور ان چیزوں سے محرومی کچھ مدت کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتے؟(۴)

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص۱۳۲

۲۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص۸۹

۳۔ القرآن الکریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۲۶۔۲۷

۴۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر، ۱۹۸۲ء، ص۸۰

حدیث میں مسور کا تذکرہ:۔

اس بارے میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں، ان میں سے کسی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ آپؐ نے اس کی بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔(۱)

مفتی محمد شفیع معارف القرآن میں فرماتے ہیں یہ قصہ بھی وادیِ تیہ کا ہے من وسلویٰ سے اکتا کر ان ترکاریوں اور غلوں کی درخواست کی، اس میدان کے داخلِ حدود میں کوئی شہر آباد تھا، وہاں جا کر رہنے کا حکم ہوا کہ بوؤ، جوتو، کھاؤ، کماؤ۔ اور منجملہ ذلت ومسکنت کے یہ بھی ہے کہ یہودیوں سے سلطنت قرب قیامت تک کے لئے چھین لی گئی البتہ بالکل قیامت کے قریب محض لٹیروں کا سا باضابطہ تھوڑا زور شور دجّال یہودی کا کل چالیس دن کے لئے ہو جائے گا، اور اس کو کوئی عاقل سلطنت نہیں کہ سکتا، اور ان کو یہ بات موسیٰؑ علیہ السلام کی معرفت جتلادی گئی تھی، کہ اگر بے حکمی کرو گے تو ہمیشہ دوسری قوموں کے محکوم رہو گے۔ جیسا کہ سورۃ اعراف کی آیت میں مذکور ہے کہ ''اور وہ وقت دیا کرنا چاہئے کہ آپ کے رب نے یہ بات بتلادی کہ وہ ان یہود پر قیامت تک ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا''۔ موجودہ اسرائیلی حکومت کی حیثیت بھی امریکہ اور برطانیہ کے غلام سے زیادہ کچھ نہیں۔(۲)

کتبِ مقدسہ یا بائبل میں مسور کا تذکرہ:۔

۔۔۔اور یعقوب نے دال پکائی اور عیسو جنگل سے آیا اور بے دم ہو رہا تھا۔ اور عیسو نے یعقوب سے کہا کہ یہ جو لال لال ہے مجھے کھلا دے کیونکہ میں بے دم ہو رہا ہوں۔(۳)

اسی سلسلہ میں دال پکانے اور کھانے کی مزید تفصیل آگے یوں مزکور ہے۔

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبویؐ دارالات اشاعت کراچی، جون ۲۰۰۲ء، ص۔ ۴۳۳

۲۔ شفیع، مولانا مفتی محمد، معارف القرآن جلد اوّل، ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید، جون، ۱۹۹۱ء، ص ۲۳۶

۳۔ پیدائش ۳۰۔ ۲۹ : ۲۵

۔۔۔۔۔تب یعقوب نے عیسو کو روٹی اور مسور کی دال دی۔وہ کھا پی کر اٹھا اور چلا گیا یوں تو عیسو نے پہلوٹھی کو ناچیز جانا۔(۱)

۔۔۔۔پلنگ اور چار پائیاں اور باسن اور مٹی کے برتن اور گیہوں اور جو اور آٹا اور بھنا ہوا اناج اور لوبیہ کی پھلیاں اور مسور اور بھنا ہوا چینا اور شہد اور مکھن اور بھیڑ بکریاں اور گائے کے دودھ کا پنیر، داؤد اور اس کے ساتھ لوگوں کے کھانے کے لئے لائے۔۔۔۔۔۔(۲)

داؤد کی میزبانی کیلئے ان لوگوں نے اشیاء خوردنی جو بہترین تھا ان کے آگے پیش کیا۔اس فہرست میں جہاں عمدہ قسم کے گوشت، شہد اور مکھن ہیں وہاں مسور کی دال بھی ہے۔

۔۔۔اگر کوئی پاک گوشت کو اپنے لباس کے دامن میں لئے جاتا ہو اور اس کا دامن روٹی، دال یا تیل یا کسی طرح کے کھانے کی چیز کو چھو جائے تو کیا وہ چیز پاک ہو جائے گی؟ کاہنوں نے جواب یا ہرگز نہیں۔۔(۳)

کیمیاوی اجزاء:۔

بڑے بیجوں والی مسور جس کو ملکہ مسور بھی کہتے ہیں میں بارہ فیصد پانی ہوتا ہے اور تقریبا ساٹھ فیصد کاربوہائیڈریٹ جس کا نصف اسٹارچ ہوتا ہے۔اس کے علاوہ مسور پروٹین کا بھی اچھا ذریعہ ہے کیونکہ اس میں پچیس فیصد سے زیادہ پروٹین ملتا ہے۔اس میں فاسفورس اور پوٹاشیم کی بھی اچھی مقدار موجود ہے۔مسور کی پکی ہوئی سو گرام دال میں ۱۰۴ حرارے، ۸ گرام پروٹین، ۱۹ گرام نشاستہ اور ۴ گرام ریشہ (پھوک) ہوتا ہے۔(۴)

۱۔ پیدائش ۳۴ : ۲۵
۲۔ سموئیل ۲۹۔ ۲۸ ۔ ۱۷
۳۔ حجی ۱۲ : ۲
۴۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء ،ص۱۳۲

کیمیاوی تجزیہ:۔

کیمیاوی تجزیہ کے مطابق مسور کی دال میں نمی کی مقدار ۱۵ء۸ فیصد، البیومن ۲۶ فیصد، نشاستہ ۶۳ فیصد، ناقابلِ ہضم پھوک ۵ء۵ فیصد کے ساتھ ۳۵ء۲ فیصد ریت بھی ملتی ہے۔حکومت برطانیہ نے غذاؤں کے کیمیاوی معیای کی فہرست میں مسور کی دال کے کیمیاوی اجزاء کے تقابلی جائزہ میں پکی ہوئی اور کچی دال کا موازنہ کیا ہے۔اس جائزہ میں عناصر کی ترتیب اس طرح ہے:۔

ابلی ہوئی دال	کچی دال	
6.8	23.8	Moistur
برائے نام	برائے نام	Fat
18.3	53.2	Carbohydrates
103	316	Calories
9.4	36.0	Sodium
217	673	Potassium
10.5	38.6	Calcium
20.7	76.5	Magnesium
2.20	7.62	Iron
0.27	0.58	Copper
80.0	242	Phosphours
37.3	122	Sulphur
12.7	63.5	Chlorine

اس جائزہ سے ایک اہم چیز یہ معلوم ہوتی ہے کہ دال میں سوڈیم کی مقدار کم ہے اور اس کو دل کے مریض کھا سکتے ہیں۔دال کو ابالنے سے غذائیت کم ہوجاتی ہے۔(۱)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ، ص ۲۵۷۔۲۵۸

افعال وخصوصیات:۔

مسور دیر ہضم، نفاخ اور خلط سوداوی پیدا کرنے والی غذا ہے۔ اگر اسے طویل عرصہ مصلح اجزاء شامل کئے بغیر کھا یا جائے تو مرض کابوس لاحق ہونے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ چونکہ یہ سودا پیدا کرتا ہے لہٰذا سوداوی مزاجوں کو اس کے کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس کا بکثرت کھانا وسواس، جذام اور چوتھیا بخار جیسے موذی امراض میں مبتلا کرتا ہے۔ تاہم اگر مسور کی دال چقندر، پالک یا جو کے ہمراہ پکائی جائے تو اس کی مضرت بڑی حد تک کم ہوجاتی ہے۔ اس کے ساتھ گھی کا زیادہ کھانا بھی اس کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کے ساتھ میٹھی اشیاء کا استعمال جگر میں سدے پیدا کرتا ہے اور اس کی طبعی خشکی، بصارت میں دھندلاہٹ اور پیشاب میں دقت پیدا کرتی ہے۔(۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

اطباء قدیم نے مسور کو زیادہ تر نقصان دہ اور مضر قرار دیا ہے۔ ان بیانات میں اکثر چیزیں قابل فہم نہیں جیسے کہ مسور کھانے سے جلدی امراض کا پیدا ہونا اور دوسری طرف انہی بیماریوں کے علاج میں اسے لیپ کرنا مفید بتایا جاتا ہے۔ مسور طبّی اعتبار سے Rudurific ہے یعنی پسینہ نکالتا ہے اور پیشاب آور بھی ہے پکے ہوئے مسور کا لیپ خسرہ، چیچک اور پھوڑے پھنسیوں پر لگانا مفید بتایا جاتا ہے۔ مسور قبض کشا بھی ہے۔ کرنل چوپڑا کی تحقیقات کے مطابق مسور کی دال میں جراثیم کش صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اس لئے اس کا کھانا اور لگانا سوزش کے لئے مفید ہے۔ سوزش کے خلاف اس کے اثر کا باعث اسی میں Legumin کی موجودگی ہے۔ یہ لحمیات میں سے ہے جو جسم کو تقویت اور بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی استطاعت مہیا کرتے ہیں۔ شوربہ یا گوشت کی یخنی میں دال کا اضافہ کرنے سے اس کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک پرانے ڈاکٹر بخار میں مسور کی دال اور مٹروں کی یخنی پلایا کرتے تھے۔(۲)

۱۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم وعرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء ، ص ۶۰۹

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ، ص ۲۵۸

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

جدید تحقیق کے مطابق مسور میں ۲۵ فیصد کے قریب نائٹروجنی اجزاء یعنی لحمیات پائے جاتے ہیں اور یہ گندم کی نسبت دوگنی مقدار ہے۔ ۵۵ فیصد نشاستہ اور ۳ فیصد تحمیات یعنی چکنائی موجود ہوتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق مسور کی بغیر چھلکے کی دال دیر ہضم، نفاخ اور قابض ہے۔ جبکہ ثابت دال ملین شکم ہے اور پیٹ کے سدے دور کرتی ہے۔ لقوہ، فالج اور رعشے میں فائدہ دیتی ہے۔ مسور کے جوشاندے کے غرغرے خناق اور کھانسی میں مفید ہیں۔ یہ نفخ یعنی اپھارا کرنے کے باعث قولنج پیدا کرتی ہے۔ اور اس کا بکثرت استعمال وحشت، پریشانی، سرطان، کابوس، داد، جذام اور کھجلی کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ خون میں احتراق کے علاوہ باہ کو کم کرتی ہے اور معدے، پھیپھڑوں اور سر کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ البتہ چقندر کے پتوں یا سرکہ کے ہمراہ پکانے سے اکثر مضر صحت اثرات دور ہو جاتے ہیں۔ مسور کا شمار ان دالوں میں ہوتا ہے جو جسم میں یورک ایسڈ کی مقدار بڑھا دیتی ہیں۔ اس کا یہ ضرر پکاتے وقت احتیاط کرنے سے دور ہو سکتا ہے۔ مسور پیس کر چہرے کے داغ دھبوں اور چیچک کے داغوں پر ضماد کرنے سے جلد صاف ہوتی ہے۔ (۱)

ا۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۴۵۸

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Lentil
- ☆ www.youtube.com/watch?v=Kewt_KX11Gk
- ☆ www.youtube.com/watch?v=Oy0NWgWrMdM
- ☆ homecooking.about.com/od/howtocookvegetables/a/lentiltips.htm
- ☆ books.google.com.pk/books?isbn=1402063121
- ☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/afcm/lentil.html
- ☆ www.pea-lentil.com
- ☆ www.videojug.com/film/how-to-make-lentil-soup
- ☆ www.foodsubs.com/Lentils.html
- ☆ eprints.hec.gov.pk/2493/
- ☆ www.101cookbooks.com/archives/lively-up-yourself-lentil-soup-recipe.html
- ☆ www.vrg.org/recipes/lentils.htm
- ☆ www.britannica.com/EBchecked/topic/336146/lentil
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Lentil_soup
- ☆ en.wikibooks.org/wiki/Cookbook:Lentil

من

من کے مختلف نام:۔

قرآنی۔ المن	تامل، تیلگو۔ مینا	فارسی۔ ترانگبین، ترنجبین، گزانگبین
ہندی۔ شیری	پنجابی۔ ترنجبین	عربی، اردو۔ گزنجبین، ترنجبین (۱)
ملیالم۔ مَنا	فرانسیسی۔ Manne	انگریزی، یونانی۔ Manna (۲)
عبرانی۔ Man	روسی۔ Beli Yasin	نباتاتی۔ Alhagi MaurorumMedic

تعارف:۔

من کے لفظی معنی یوں تو احسان اور انعام کے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں وہ ایک قسم کا شبنمی گوند ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحرائے سینا میں بھٹکنے والے اسرائیلیوں کے لئے بطور غذا نازل فرمایا تھا۔ یہ گوند درختوں کے پتوں پر جمع ہو جاتا تھا اور بنی اسرائیل روز اسے اکٹھا کر کے کھاتے تھے۔ یہ واقعہ ۱۴۹۱ سے ۱۴۵۱ قبلِ مسیح کا ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے اپنی قوم کے کئی لاکھ افراد کو فرعون کے پنجہ ظلم سے نجات دلا کر سینا کے علاقے میں لے آئے تا کہ انہیں کھان پہنچایا جا سکے۔ (۳) موضح القرآن میں من وسلویٰ کی بابت کہا گیا ہے کہ جب بنی اسرائیل فرعون سے نجات پا کر سینا کے صحرا میں داخل ہوئے تو ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا، اس وقت ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے من فراہم کیا جو دھنیا کی مانند ایک میٹھی شے تھی اور سلویٰ نازل کیا جو ایک جانور (بٹیر) کا نام ہے۔ جسے وہ لوگ پکڑ لیتے اور کباب بنا کر کھاتے تھے۔ (۴)

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۱۱۲۳

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 823.

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۲۱

۴۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۰

مختلف تفاسیر کی روشنی میں یہ بات تو یقیناً واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ من ایک نباتاتی چیز تھی لیکن یہ کس پودے سے حاصل ہوتی تھی اور اس کی کیمیاوی ہیئت کیا تھی یہ تفصیلات عام طور سے تفسیروں میں نہیں ملتی ہیں۔ ابو ریحان محمد ابن البیرونی (۱۰۵۰ء - ۹۷۳ء) نے غالباً پہلی بار اس رائے کا اظہار کیا کہ ''حاج'' نامی پودے سے حاصل کردہ گوند بنام ترنجبین کو اصلی من کا مترادف کہا جاسکتا ہے۔ ترنجبین فارسی لفظ ترانگبین کا بگڑا ہوا روپ ہے۔ انگبین فارسی میں شہد کو کہتے ہیں۔ گویا کہ ترانگبین وہ چیز ہے جس کو انگریزی میں Honey Dew کہا جاتا ہے۔ اس طرح ''حاج'' سے نکلا ہوا گوند بھی شہد کے مانند میٹھا اور مفید سمجھا گیا۔ البیرونی کی تحقیقات کے بعد کئی صدیوں تک کوئی سائنسی جائزہ ایسا نہیں لیا گیا جس سے سینا اور عرب کے دوسرے علاقوں کے نباتات کی بابت صحیح معلومات فراہم ہوتیں۔ ۱۸۲۲ء میں برکھارڈ نامی سائنسدان (جو بعد میں مصر میں شیخ برکات کے نام مشہور ہوا) نے اپنی کتاب (Travels in Syria and Holy land) میں لکھا ہے کہ من کی پیداوار کے ذمہ دار کچھ خاص قسم کے کیڑے ہوتے ہیں جو بعض درختوں کی چھال میں سوراخ کر دیتے ہیں اور ان سے شدید گرمی کے دوران رطوبت نکلتی ہے جو رات کی ٹھنڈک میں درختوں پر جم جاتی ہے۔ (۱) برکھارڈ کے خیال کو اس وقت تقویت ملی جب ۱۸۲۹ء میں اہرن برگ اور ہیمپریش نامی سائنسدانوں نے ایک رپورٹ شائع کی اور بتایا کہ Coccus manniparus نام کا کیڑا صحرائے سینا کے ٹمارکس (جھاؤ) نامی پودوں پر پایا گیا جو من کی پیداوار کا ذمہ دار تھا۔ گویا کہ انیسویں صدی کے نصف ہی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ سینا کے درختوں پر من پیدا ہوتا ہے جو بہت شیریں ہوتا ہے۔ اس کے کچھ بعد ہی اس امر کا علم بھی ہوا کہ اس علاقے میں بسنے والے لوگ ان پودوں سے نکلے ہوئے گوند (من) کو مٹھائی کے طور پر کھاتے ہیں۔ (۲) آج تک کی تحقیقات کی بنیاد پر یہ بات کسی حد تک یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ جس من کا تذکرہ قرآنِ کریم میں کیا گیا ہے، وہ دو قسم کے پودوں سے حاصل ہوتا ہے، ایک تو وہ پودا ہے جس کو عربی میں ''الحاج'' یا ''عاقول'' کہتے ہیں۔ (۳)

۱۔ **Barkhard, The Travels in Syria and Holy Land, 1822.**

۲۔ **Moldenke, H.N. and A.L. Moldenke; Plants of the Bible, Chronica Botanica Co., Mass., U.S. 1952.**

۳۔ **Blatter, E; Flora of Aden, Government Printing Press, Calcutta, 1914.**

اس کا نباتاتی نام Alhagi Maurorum دیا گیا ہے، یہ خاردار پودا ہوتا ہے اور عرب کے علاقوں میں اونٹ کی مرغوب غذا ہے لہٰذا ''شوک الجمل'' بھی کہلاتا ہے۔ فارسی میں اسے ''خاراشتر'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ چھوٹی جھاڑیوں کی شکل میں پایا جاتا ہے اور عموماً تین فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہوتا ہے گو کہ اس کی جڑیں زمین میں دس سے پندرہ فٹ تک جاتی ہیں۔ یہ عرب کے علاوہ ایران، افغانستان اور ترکی میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ لیکن من کی پیداوار کے اعتبار سے ایران کا علاقہ خراسان ہی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہاں کے پودوں سے حاصل کیا گیا من جو ترنجبین کہلاتا ہے، دنیا کے بازاروں کو سپلائی کیا جاتا ہے۔ برصغیر میں ''الحاج'' کی جنس کا ایک پودا پایا جاتا ہے جس کو ''جواسا'' کہتے ہیں۔ (۱) لیکن اس میں من پیدا نہیں ہوتا جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان پر وہ کیڑے نہیں پائے جاتے ہیں جو میٹھی رطوبت کی پیداوار کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ (۲) ''حاج'' کے علاوہ ایک دوسرا پودا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں صحرائے سینا میں بڑی تعداد میں ملتا تھا اور جو اب بھی وہاں کسی قدر پیدا ہوتا ہے، وہ ''طرفا'' نامی پودا ہے۔ (۳) جس کو نباتاتی سائنس کے اعتبار سے Tamarix mannifera کا نام دیا گیا ہے یہ عربی میں ''طرفا'' کے علاوہ ''غاز'' اور فارسی میں ''گاز'' نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اور اسی نسبت سے اس سے نکلا ہوا شیریں گوند گزانگبین، گزانجبین یا غزانگبین کہلاتا ہے۔ برصغیر میں ''طرفا'' کی جنس کا ایک دوسرا پودا بنام ''جھاؤ'' دستیاب ہے اسے Tamarix gallica کہتے ہیں لیکن ان میں کبھی بھی من نکلتے نہیں دیکھا گیا۔ (۴)

من کا قرآن میں تذکرہ:۔

قرآن کریم میں من کا ذکر تین مرتبہ سلویٰ کے ساتھ ہوا ہے جو درج ذیل ہیں:

سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے کہ ''ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا۔ من وسلویٰ کی غذا تمھارے لئے فراہم کی اور تم سے کہا

۱۔ Wealth of India, Raw Materials, Vol. I-X, P.I.D.C.S.I.R., New Dehli, 1976.

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۲۴

۳۔ Blatter, E; Flora of Aden, Government Printing Press, Calcutta, 1919.

۴۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۲

کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ مگر تمھارے اسلاف نے جو کچھ کیا وہ ہم پر ظلم نہ تھا بلکہ انھوں نے اپنے آپ پر ہی ظلم کیا''۔(۱)

سورۃ الاعراف میں ارشاد ہے کہ ''اور ہم نے اس قوم کو بارہ گھرانوں میں تقسیم کر کے انھیں مستقل گروہوں کی شکل دے دی اور جب موسیٰ (علیہ السلام) سے ان کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے اشارہ کیا کہ فلاں چٹان پر اپنی لاٹھی مارو۔اس چٹان سے یکا یک بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ نے اپنے پانی لینے کی جگہ متعین کر لی۔ ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من وسلویٰ اتارا۔کھاؤ وہ پاک چیزیں جو ہم نے تمھیں بخشی ہیں مگر اس کے بعد انھوں نے جو کچھ کیا تو ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے آپ پر ہی ظلم کرتے رہے''۔(۲) سورۃ طٰہٰ میں ارشاد ہے کہ ''اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمھارے دشمن سے نجات دی اور طور کی دائیں جانب تمہاری حاضری کے لئے وقت مقرر کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا''۔(۳)

تفسیرِ قرآن:۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے خیال میں من درخت کا شیرہ ہے جو گوند کی طرح جم جایا کرتا تھا خوش ذائقہ اور مقوی ہوتا ہے۔(۴) علامہ محمد ثناء اللہ عثمانی فرماتے ہیں کہ من سے مراد ترنجبین ہے اور سلویٰ سے مراد ایک پرندہ ہے جو بٹیر کے مشابہ ہوتا ہے۔(۵) تفسیرِ حقانی میں بھی من کو ایک شیریں گوند نما شے ہی بتایا گیا ہے۔لیکن اس پودہ کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔جس سے یہ حاصل ہوتا ہے یا جس پر یہ جم جاتا ہے۔(۶) مولانا شبیر احمد عثمانی تفسیرِ عثمانی میں فرماتے ہیں ''جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل بحکم الٰہی مصر سے شام کو چلے جنگل

۱۔ القرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۵۷
۲۔ القرآن کریم سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۶۰
۳۔ القرآن کریم سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۸۰
۴۔ آزاد، مولانا ابوالکلام، تفسیر ترجمان القرآن، سورۃ طٰہٰ آیت ۸۰
۵۔ عثمانی، محمد ثناء اللہ، تفسیرِ مظہری، ندوۃ المصنفین، سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۶۰
۶۔ حقانی، عبدالحق، تفسیرِ قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ، سورۃ البقرۃ آیت ۵۷

میں ان کے خیمے پھٹ گئے اور گرمی آفتاب کی ہوئی تو تمام دن ابر رہتا اور اناج نہ رہا تو من وسلویٰ کھانے کے لئے اترتا، من ایک چیز تھی شیریں دھنیے کے سے دانے ترنجبین کے مشابہ رات کو اوس میں برستے لشکر کے گرد ڈھیر لگ جاتا صبح کو ہر ایک اپنی حاجت کے موافق اٹھالیتا اور سلویٰ ایک پرندہ ہے جس کو بٹیر کہتے ہیں۔ شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جمع ہو جاتے۔ اندھیرا ہونے کے بعد پکڑ لاتے کباب کر کے کھاتے مدتوں تک یہی کھایا کئے"۔(۱) مفتی محمد شفیع معارف القرآن میں فرماتے ہیں کہ "وادیِ تیہ ایک کھلا میدان تھا نہ اس میں کوئی عمارت تھی نہ درخت جس کے نیچے دھوپ اور سردی اور گرمی سے بچا جا سکے، اور نہ یہاں کوئی کھانے پینے کا سامان تھا، نہ پہننے کے لئے لباس، مگر اللہ تعالیٰ نے معجزہ کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اسی میدان میں ان کی تمام ضروریات کا انتظام فرمادیا، بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سفید رقیق ابر کا سایہ کر دیا، اور بھوک کا تقاضا ہوا تو من وسلویٰ نازل فرمادیا، یعنی درختوں پر ترنجبین جو ایک شیریں چیز ہے بکثرت پیدا کر دی، یہ لوگ اس کو جمع کر لیتے، اسی کو من کہا گیا ہے۔ اور بٹیریں ان کے پاس جمع ہو جاتیں، ان سے بھاگتی نہ تھیں، یہ ان کو پکڑ لیتے، اور ذبح کر کے کھاتے، اسی کو سلویٰ کہا گیا ہے"۔(۲) مولانا مودودی تفہیم القرآن میں فرماتے ہیں کہ "یعنی جزیرہ نمائے سینا میں جہاں دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی جائے پناہ تمہیں میسر نہ تھی، ہم نے ابر سے تمہارے بچاؤ کا انتظام کیا۔ اس موقع پر خیال رہے کہ بنی اسرائیل لاکھوں کی تعداد میں مصر سے نکل کر آئے تھے اور سینا کے علاقے میں مکانات کا تو کیا ذکر، سر چھپانے کے لئے ان کے پاس خیمے تک نہ تھے۔ اس زمانے میں اگر خدا کی طرف سے ایک مدت تک آسمان کو ابر آلود نہ رکھا جاتا، تو یہ قوم دھوپ سے ہلاک ہو جاتی"۔(۳)

حدیث میں من کا تذکرہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں بھی من کا ایک سے زیادہ قسم کی چیز ہونا ثابت ہے۔

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۸۸

۲۔ شفیع، مولانا مفتی محمد، معارف القرآن جلد اوّل، ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید، جون، ۱۹۹۱ء، ص ۲۲۹

۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۷۷۔۷۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کھمبی (الکماۃ) من کا ایک حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے''۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کھمبی (الکماۃ) من کا حصہ ہے۔ من در حقیقت جنت سے ہے، اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے''۔(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارے فائدے کے لئے کھمبی (الکماۃ) موجود ہے۔ یہ من سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفاء ہے''۔(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب جنت مسکرائی تو کھمبی (الکماۃ) زمین پر آ گئی۔''(۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ کھمبی (الکماۃ) زمین کی چیچک ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کھمبی (الکماۃ) من سے ہے۔ اس کا پانی آنکھوں کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے''۔(۵)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے تین یا پانچ یا سات کھمبیاں لیں اور ان کا پانی نچوڑ کر ایک شیشی میں ڈال لیا پھر میں نے اپنی ایک لونڈی کی آنکھ میں ڈالا جس کی آنکھیں چندھی تھیں۔ اس پانی سے وہ شفایاب ہو گئی۔(۶)

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الطب باب المن شفاء للعین، ص ۱۰/۱۳۷

۲۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربہ باب فضل الکماۃ، ص ۳۰۴۹

۳۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الطب باب المن شفاء للعین، ص ۱۰/۱۳۸

۴۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربہ باب فضل الکماۃ، ص ۳۰۴۹

۵۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۵۴

۶۔ امام ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الطب باب ماجاء فی المن شفاء للعین، ص ۷۳۳

کتب مقدسہ میں من کا تذکرہ:۔

''اور جب وہ اوس جو پڑی تھی سوکھ گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیابان میں ایک چھوٹی چھوٹی گول گول چیز ایسی چھوٹی جیسے کہ پالے کے دانے ہوتے ہیں زمین پر پڑی ہے۔ بنی اسرائیل اسے دیکھ کر آپس میں کہنے لگے ''من'' (بائبل۔Man) کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا ہے۔ تب موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا یہ وہی روزی ہے جو خداوند نے کھانے کو تم کو دی ہے''۔(۱)

''اور اس نے تجھ کو عاجز کیا بھی اور تجھ کو بھوکا ہونے دیا اور وہ من (بائبل۔Man) جسے نہ تو نہ تیرے باپ دادا جانتے تھے تجھ کو کھلایا تا کہ تجھ کو سکھائے کہ انسان صرف روٹی ہی سے جیتا نہیں رہتا بلکہ ہر بات سے جو خداوند کے منہ سے نکلتی ہے وہ جیتا رہتا ہے''۔(۲)

''اور کھانے کے لئے ان پر من برسایا اور انکو آسمانی خوراک بخشی''۔(۳)

''ہمارے باپ دادا نے بیابان میں کھایا۔ چنانچہ لکھا ہے اس نے انہیں کھانے کے لئے آسمان سے روٹی دی''۔(۴)

''اور من دھنیئے کی مانند تھا اور ایسے نظر آتا تھا جیسے موتی۔۔۔۔اور رات کو جب اُوس پڑتی تو اس کے ساتھ من (بائبل۔Man) بھی گرتا تھا''۔(۵)

من کے کیمیاوی اجزاء:۔

زیتون کے پتوں پر بھی من پایا گیا ہے تمام گوند خواہ ببول کے ہوں یا کتیرہ کے یا صمغ عربی، میٹھے نہیں ہوتے۔(٦) اور کیمیاوی اعتبار سے Polysaccha ride کے زمرہ میں آتے ہیں جبکہ من (ترنجبین، گز

۱۔ کتاب خروج۔باب۱۶ ۔ آیت ۱۵

۲۔ کتاب استثنا۔باب۸ ۔ آیت ۳

۳۔ کتاب زبور۔باب۷۸ ۔ آیت ۲۴

۴۔ کتاب یوحنا کی انجیل۔باب۶ ۔ آیت ۳۱

۵۔ کتاب گنتی۔ باب ۱۱ ۔ آیت ۷۔۹

٦۔ **Whistler, R. L. and J. N. Be Miller; Industrial Gums, Acad. Press New York, 1973.**

ترنجبین، شیرخشت وغیرہ) Monosaccharide کا ذریعہ ہوتے ہیں یعنی ان میں فرکٹوز (Fructose) گلوکوز (Glucose) ملی زی ٹوز (Melizitose) ڈلسی ٹال (Dulcitol) اور مینی ٹال (Mannitol) نام کی شکر ہوتی ہیں۔ اسی طرح گونداور من دونوں ہی کاربوہائیڈریٹ ہیں لیکن غذائی اعتبار سے گوند کی خاص اہمیت نہیں ہے جب کہ من بنام ترنجبین میں بھرپور غذائیت پائی جاتی ہے۔(۱)

افعال وخصوصیات :۔

طبیت :۔ بعض کے نزدیک پہلے درجہ کے آخر میں گرم اور رطوبت و یبوست میں معتدل بعض درجہ دوم گرم اور اول میں تر یا خشک کہتے ہیں، بعض حرارت، برودت اور یبوست میں درجہ دوم میں لکھتے ہیں۔ ترنجبین سے بہتر اور قوی تر ہے۔

مضرت واصلاح :۔ رقتِ منی، سرعت انزال، ریاح اور قراقر معدہ پیدا کرتا ہے۔ قولنج میں مضر ہے۔ روغنِ بادام، بادیان، آلو بخارا وغیرہ سے اس کی مضرت زائل ہوجاتی ہے۔

بدل :۔ ہم وزن یا دو چند ترنجبین اور ایک چوتھائی تربد اس کا بدل ہیں۔

مصفٰی کرنا :۔ شیرخشت کو کافی پانی میں حل کر کے چھان لیں بعد آنچ پر تمام پانی اڑا لیں مصفٰی ہوجائے گا اور دیر تک خراب نہ ہوگا۔ اس کی قوت دو سال تک قائم رہتی ہے۔

بقول اطبائے یونان من کے خواص :۔ جالی، ملین طبع، مسہل اخلاط ثلاثہ، مقوی جگر و معدہ واحشاء اور مسکنِ حرارت معدہ وقلب وجگر ہے۔ حلق، سینہ اور ریح کے دردوں میں مفید ہے، کھانسی، خشونتِ سینہ وحلق، مواد رقیقہ سے پیدا ہونے والے حمیات اور دانتوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ بروئے جدید ڈاکٹروں کے مسہلِ خفیف، ملطف، مخرج بلغم اور مدر صفرا ہے۔(۲)

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۵

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۳۳ ۔ ۴۳۱

ابن القیم الجوزی لکھتے ہیں کہ عربی میں لکماۃ کے معنی سانپ کی چھتری کے بھی ہیں اور مہب اکثر اسکوز مین کی چیچک کہا کرتے ہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ مسیحی اور بوعلی سینا نے "القانون" میں لکھا ہے کہ الکماۃ کا پانی آنکھ کو جلا بخشتا ہے۔ علما کرام کے الکماۃ کے سلسلے میں متعدد اقوال ہیں۔ کوئی لکھتا ہے کہ اس کا پانی آنکھ کی دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے۔ کچھ کا قول ہے کہ اس کے پانی کو پکا کر آنکھ میں ڈالا جائے اور بعض کا کہنا ہے کہ اس کے پانی کو سرمہ کے ساتھ لگایا جائے۔ (۱)

گلاب کے ہمراہ پلانے سے معدہ، قلب اور جگر کی حرارت کو کم کرتا ہے۔ سرفہ اور نزلہ میں بھی مفید ہے۔ اورام عار اور سرفہ ءعار میں اسے منہ میں رکھنا یا شیریں حریرہ بنا کر پینا باعثِ تسکین ہے۔ اسے دانتوں کے تلے رکھنا دانت درد کو سودمند ہے۔ اس کا ضماد چہرے کو مجلی (روشن) کرتا ہے۔ جدید تحقیق سے اس میں ایک ایسا جوہر پایا گیا ہے جسے مینائیٹ کہتے ہیں۔ اس کی سفید اور بے بو قلمیں ہوتی ہیں۔ گرم الکحل میں پوری طرح حل ہو جاتا ہے۔ پانچ گنا سرد پانی سے کم میں حل نہیں ہوتا، اس کا تناسب اسی فیصدی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اور اجزاء بھی پائے جاتے ہیں جو شکر انگوری، صمغ اور کچھ غیر عصوی مادوں پر مشتمل ہوتے ہیں، نیز ایک خفیف سا مادہ فریکسن بھی پایا جاتا ہے۔ (۲)

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۵۵

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۲۹

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Biblical_description

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Book_of_Exodus

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Dew

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Book_of_Numbers

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Coriander

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Bible

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Judaism

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Quranic_description

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Al-Baqara

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#External_links

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#The_pot_of_manna

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Identifying_manna

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Origin

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Use_and_function

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Further_reading

انار

انار کے مختلف نام:۔

عربی۔	رمان(۱)	فارسی،اردو،ہندی۔	انار(۲)	سنسکرت۔	واڑم
کشمیری۔	داون	تامل۔	مادولائی	بنگالی۔	ڈالم
ملیالم۔	ماتلم	گجراتی۔	داڑم	مرہٹی۔	ڈالمب
اطالوی۔	Melagrana	یونانی۔	Roa	روسی۔	Granat
عبرانی۔	Rimmon	انگریزی۔	Pomegranate(۳)	لاطینی۔	Punicum
جرمن۔	Granatapfel	فرانسیسی۔	Granade	ہسپانوی۔	Granada

تعارف:۔

انار ایک مشہور معروف درخت کا پھل ہے۔ اس کا درخت دس پندرہ فٹ سے لیکر بیس فٹ تک اونچا ہوتا ہے۔اس کا تنا پتلا ہوتا ہے۔جس کا قطر تین چار فٹ سے زیادہ نہیں ہوتا۔انار کے درخت کی چھال زردی مائل بھوری ہوتی ہے۔انار کے پتے درخت کی نسبت چکنے ہوتے ہیں اور ٹہنیوں کے آمنے سامنے اگتے ہیں۔ رنگ سبز ہوتا ہے۔اور ذرا ذرا لمبے اور نوکدار ہوتے ہیں۔ پھولوں کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور وہ دو کی تعداد میں اکٹھے لگتے ہیں۔ جب پھول جھڑ جاتے ہیں تو درخت پھل دینے لگتا ہے۔ بھارت اور پاکستان کے بازاروں میں ملنے والے انار کی بارہ اقسام ہیں جن میں تین معروف ہیں شیریں، ترش، میخوش۔انار دشتی کو صرف پھل لگتا ہے۔ جسے گلنار کہتے ہیں۔ پھل موسمِ گرما میں لگتا ہے۔ باہر سے چھلکا سرخ یا زرد ہوتا ہے۔اور دانے سرخ یا سفید ہوتے ہیں۔انار ایک حیرت انگیز اور نایاب پودا ہے۔پھل سمیت اس کے ہر حصے کے طبّی فوائد مسلم ہیں۔اس کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے اس لئے کچھ لوگ انار کے دانوں کو طبّی غذا یا طبّی ثمر بھی کہتے

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۶۵۳

۲۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۱۱۸

۳۔ **Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page, 1048.**

ہیں۔ انار کے پھولوں کا رنگ اور شکل اتنی خوبصورت ہے کہ عوام میں انہی کی مشابہت کی بنا پر ایک رنگ گلناری مشہور ہوگیا ہے۔ انار بحیرہ روم کے خطہ اور خلیج عرب کے علاقے میں کاشت ہوتا ہے۔ امریکی گرم حصوں اور جنوبی امریکہ میں چلی میں انار کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں پٹنہ کا انار شہرت رکھتا ہے۔ اس کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے اسی لیے کچھ لوگ انار کے دانوں کو طبّی غذا یا طبّی ثمر بھی کہتے ہیں۔ دنیا کے دوسرے ممالک میں پاکستان، افغانستان کے انار جیسا شیریں اور لذیذ کہیں بھی نہیں ملتا پاکستان میں انار کی دو قسمیں مقبول ہیں قندھاری اور بہی دانہ۔ پاکستان میں بلوچستان کا انار کابل سے بھی اچھا و عمدہ ہوتا ہے۔ بہی دانہ سب سے عمدہ اور مقبول ہے۔ کیونکہ اس میں دانے چھوٹے اور رس زیادہ ہوتا ہے۔ پاکستانی اناروں میں پشاوری انار زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا خشک بھی ہوجائے تو اندر کا پھل تروتازہ رہتا ہے۔ یہ ایک فنی حقیقت ہے کہ دنیا کے کسی بھی ملک میں پاکستان سے زیادہ لذیذ اور رس بھرا انار نہیں ہوتا۔ (۱) انار ایک انتہائی خوش ذائقہ دانے دار پھل ہے۔ اس کی تاریخ اگرچہ کچھ زیادہ واضح نہیں مگر دنیا میں انار کا پودا سب سے پہلے زمینِ عرب میں پیدا ہوا اور وہاں سے دیگر ممالک میں پہنچایا گیا۔ عصر حاضر کی طرح ماضی میں بھی اس کا ایک نمایاں مقام تھا۔ شام اور مصر کے قدیم باشندے اسے خوبصورتی کا نشان سمجھتے تھے۔ سبز رنگ کے چمکدار پتوں ارغوانی رنگ کے خوبصورت پھلوں اور یاقوتی رنگ کے دانوں کے باعث قدیم لوگوں میں انار بہت پسندیدہ پھل تھا۔ اردو انسائیکلوپیڈیا کے مطابق قدیم شاعروں اور ادیبوں کے کلام میں جا بجا اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں کاشت کیا ہوا اعلیٰ قسم کا انار فلسطین، شام اور لبنان کے علاقوں میں کافی عام ہو چکا تھا اور اسی وجہ سے اس علاقہ کا ایک مشہور شہر رمان کہلاتا ہے۔ بابل کے معلق باغات کی بابت جو تاریخی شہادتیں دستیاب ہوئی ہیں ان کی رو سے علم ہوا ہے کہ اس حسین باغ میں جا بجا انار کے درخت ایک پُر فریب منظر پیش کرتے تھے۔ (۲) اپنے ہیکل اور دربار کی تعمیر جدید کے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جیروم نامی ایک کاریگر کو صور سے بلوایا جس نے اس کی آرستگی میں کمالات کا مظاہرہ کیا۔ اس زمانہ میں انار کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس نے ڈیزائن میں بھی انار بنائے۔ باب سلاطین

۱۔ عبداللہ، حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، اپریل ۲۰۰۶ء، ص ۵۴

۲۔ http://en.wikipedia.org/wiki/pomegranates

میں بھی ہیکل کی تزئین اوران کے تاج کی شکل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''۔۔۔۔اس تاج پر گرداگرد جالیاں اور انار کی کلیاں سب پیتل کی بنی ہوئی تھیں اور دوسرے ستونوں کے لوازم بھی جالی سمیت انہی کی طرح کے تھے'' (۱) مغل شہنشاہوں کو انار بہت مرغوب تھا۔ چنانچہ جب مغل شہنشاہ ظہیرالدین بابر (۱۴۸۳۔۱۵۳۰ء) نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اپنے ساتھ وہ انار کا پودا بھی لایا۔ تزک جہانگیری میں درج ہے کہ جہانگیر (۱۵۶۹۔۱۶۲۷ء) کے پاس تحفتہً ایک انار لایا گیا جس کا وزن آدھ سیر سے زائد تھا۔ (۲) انار ایک لذیذ اور مزیدار رسدار پھل ہے، یہ مفرح، مسکن اور زود ہضم تاثیر رکھتا ہے۔ اس پھل کو نامعلوم زمانوں سے ایک غذائی اور دوا کی حیثیت سے بلند مرتبہ حاصل ہے۔ یہ کثرت کی علامت ہے، اناروں سے بھری ٹوکری کو اٹھارویں انٹرنیشنل ہارٹیکلچر کانگرس منعقدہ ۱۹۷۰ء نے سرکاری نشان کے طور پر منتخب کیا تھا۔ انار شش پہلو پھل ہے جس کا حجم سیب کے برابر ہوتا ہے۔ پھل کی جلد ملائم لیکن سخت ہوتی ہے، یہ اندر سے متعدد خانوں میں بٹا ہوتا ہے، ان خانوں میں شفاف اور خوش وضع دانے ہوتے ہیں، دانے سفید یا سرخ رنگ کے خوش ذائقہ گودے پر مشتمل ہوتے ہیں جن کے اندر بیج پایا جاتا ہے یا بیج کے گرد یہ گودا پایا جاتا ہے۔ دانے نیم ترش ذائقہ بھی رکھتے ہیں، میٹھے اور سرخ رنگ کے علاوہ ترش ذائقہ رکھنے والی اقسام بھی کاشت کی جاتی ہے۔ (۳)

۱۔ سلاطین ۷ا۔۵،۶

۲۔ Penrice, John; A Dictionary and Glossary of the Quran, Cosmo Publication, New Delhi, 1978.

۳۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۲

انار کا قرآن میں تذکرہ:۔

انار کا ذکر قرآن میں ۳ بار ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
ا۔	سورۃ الانعام (۶)۔	۹۹
۲۔	سورۃ الانعام (۶)۔	۱۴۱
۳۔	سورۃ رحمٰن (۱۰۵)۔	۶۸

اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے۔ یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھل کے بننے اور پکنے کے عمل کو اپنی قدرت کا مظاہر قرار دیا ہے۔ اور یہ بات حقیقت بھی ہے کہ ایک ہی باغ میں ایک ہی زمین سے ایک ہی پانی سے سیراب ہونے والے درختوں میں زیتون ہے جس کا ذائقہ کسیلا اور پھل میں مٹھاس کے بجائے ایک مفید تیل بھرا ہے۔ انگور کے گچھے ہیں اور انار کے پھل کے اندر خانے بنے ہیں جن میں رس کے بھرے دانے ہر پیڑ میں جدا ذائقہ اور لذت سے بھرے رکھے ہیں۔ درختوں کے پھول کھلتے ہیں اور یہ پھول محض خوشبو اور خوبصورتی کا منظر ہونے کی بجائے ایک لذیذ پھل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔(۱) یہ سارا عمل کسی کی شاندار منصوبہ بندی اور تخلیق کا مظاہرہ ہے اور ایسا کرنا کسی معمولی طاقت کا کمال نہیں ہوسکتا۔ ایک اور جگہ ارشادِ باری ہے ۔۔۔ اور خدا ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کئے، چھتریوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے وہ بھی اور کھجور اور کھیتی جن کے طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں اور زیتون اور انار جو (بعض باتوں میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور (بعض باتوں میں) نہیں ملتے۔ جب یہ چیزیں پھلیں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل توڑو اور کھیتی) کاٹو، خدا کا حق بھی اس میں سے ادا کرو اور بے جانہ اڑانا کہ خدا بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔(۲)

ا۔ القرآن کریم، سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۹

۲۔ القرآن کریم، سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۱

تفسیر قرآن:۔

یعنی ان سبز شاخوں سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔ جس طرح گندم اور چاول کی بالیاں ہوتی ہیں۔ مراد یہ سب غلہ جات ہیں، مثلاً جو، جوار، باجرہ، مکئی، گندم اور چاول وغیرہ۔ قِنْوَانٌ قِنْوٌ کی جمع ہے جیسے صِنْوٌ اور صِنْوَانٌ ہے۔ مراد خوشے ہیں۔ طَلْعٌ وہ گابھا یا گچھا ہے جو کھجور کی ابتدائی شکل ہے یہی بڑھ کر خوشہ بنتا ہے اور پھر وہ رطب کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ دَانِيَةٌ سے مراد وہ خوشے ہیں جو قریب ہوں۔ اور کچھ خوشے دور بھی ہوتے ہیں جن تک ہاتھ نہیں پہنچتے۔ بطور احسان دانیۃ کا ذکر فرمایا ہے، مطلب ہے۔ (کچھ خوشے قریب ہیں اور کچھ دور) (فتح القدیر) یعنی بعض اوصاف میں یہ باہم ملتے جلتے ہیں اور بعض میں نہیں۔ یا ان کے پتے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ پھل نہیں ملتے، یا شکل میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں لیکن مزے اور ذائقے میں باہم مختلف ہیں۔ یعنی مذکورہ تمام چیزوں میں خالقِ کائنات کے کمالِ قدرت اور اس کی حکمت و رحمت کے دلائل ہیں۔ (۱) اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے، پھر ان سے تہ بہ تہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان میں پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو، ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ (۲) اور اسی نے اتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے اگنے والی ہر چیز پھر نکالی اس میں سے سبز کھیتی جس سے ہم نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے گابھے میں سے پھل کے گچھے جھکے ہوئے، اور باغ انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی، دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے اور اسکے پکنے کو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں واسطے ایمان والوں کیلئے۔ (۳)

۱۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۳۷۸

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۵۶۷

۳۔ عثمانی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۴۲۰

حدیث میں انار کا تذکرہ:۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انار کھاؤ یہ معدہ کو حیاتِ نو عطا کرتا ہے''۔(۱)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے انار کھایا اللہ اس کے دل کو روشن کر دیگا''۔(۲)

۳۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انار کے بارے میں پوچھا حضورؐ نے فرمایا کہ ایسا کوئی انار نہیں ہوتا کہ جس میں جنّت کے اناروں کا دانہ شامل نہ ہو۔(۳)

کتبِ مقدسہ میں انار کا تذکرہ:۔

انار کا تذکرہ متعدد مقامات پر ملتا ہے وہ آیات جن میں اسے کوئی اہمیت عطا کی گئی یہ ہیں:۔

> ''۔۔۔ تم نے کیوں ہم کو مصر سے نکالا اور اس بری جگہ پہنچایا ہے؟ یہ تو بونے کی انجیروں کی اور تاکوں اور اناروں کی جگہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو پینے کیلئے پانی تک میسر نہیں''۔(۴)

جب زمین پر کسی جنت نظیر ٹکڑے کا ذکر ہو تو ارشاد ہوتا ہے:

> ''۔۔۔ وہ ایک ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور جو اور انگور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے''(۵)

اپنے ہیکل اور دربار کی تعمیر جدید کے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جیروم نامی ایک کاریگر کو صور سے بلوایا جس نے اس کی آرستگی میں کمالات کا مظاہرہ کیا۔ اس زمانہ میں انار کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس نے ڈیزائن میں بھی انار بنائے۔

۱۔ الجوزی، ابو عبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۰۰
۲۔ الجوزی، ابو عبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۰۱
۳۔ انس بن مالکؓ، موطاء امام مالک، کتاب الاطعمۃ، باب رمان، ۱۲۲/۱۴
۴۔ گنتی: ۲۰:۵:۶
۵۔ استثنا ۸۔۸

باب سلاطین میں بھی ہیکل کی تزئین اور ان کے تاج کی شکل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"۔۔۔اس تاج پر گرداگرد جالیاں اور انار کی کلیاں سب پیتل کی بنی ہوئی تھیں اور دوسرے ستونوں کے لوازم بھی جالی سمیت انہی کی طرح کے تھے" (۱)

ان کے ہیکل کی تعمیر میں انار کی پسندیدگی کا دوبارہ "تواریخ" میں تفصیل سے آتا ہے۔ جہاں ستونوں کے ساتھ خوبصورت زنجیریں بنائی گئیں جن میں انار پروئے ہوئے تھے۔

"انار حسن کا مظہر تھا وہ کوئی عمارت یا تخلیقِ خداوندی۔ تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے انار کے ٹکڑوں کی مانند ہیں" (۲)

باغ کی خوبصورتی اس میں درختوں اور ان کے پھلوں سے ہوتی ہے۔ بہترین باغ کی تعریف میں فرمایا:

۔۔۔"تیرے باغ کے پودے لذیذ اور میوہ دار انار ہیں، مہندی اور سنبل بھی ہیں" (۳)

"غزل الغزلات" کے باب میں حسن و رعنائی کی مثال میں اور چیزوں کے علاوہ انار کو خوبصورتی کی مثال کے طور پر متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔

جب اداسی کا تذکرہ ہوا تو ارشاد ہے:

۔۔"انار اور کھجور اور سیب کے درخت، ہاں! میدان کے تمام درخت مرجھا گئے۔ اور ابنِ آدم سے خوشی جاتی رہی" (۴)

انار کو زرعی دولت کا اہم رکن قرار دیتے ہوئے فرمایا:

۔۔۔"کیا اس وقت بیج جھتے میں ہے ابھی لوتاک اور انجیر اور انار اور زیتون میں پھل بھی لگا۔ آج ہی سے میں تم کو برکت دونگا"۔ (۵)

۱۔ سلاطین ۷۔۱۷،۵،۶
۲۔ غزل الغزلات ۳۔۴
۳۔ غزل الغزلات ۱۳۔۴
۴۔ یوایل ۱۲۔۱
۵۔ حجی ۱۹۔۲

کتب مقدسہ سے کچھ انگریزی حوالے مندرجہ ذیل ہیں۔

I would lead you {and} bring you Into the house of my mother, who used to instruct me; I would give you spiced wine to drink from the juice of my pomegranates. (1)

A land of wheat and barley, of vines and fig trees and pomegranates, a land of olive oil and honey (2)

Why have you made us come up from Egypt, to bring us in to this wretched place? It is not a place of grain or figs or vines or pomegranates, nor is there water to drink.(3)

Saul was staying in the outskirts of Gibeah under the pomegranate tree which is in Migron. And the people who {were} with him {were} about six hundred men.(4)

They made pomegranates of blue and purple and scarlet {material and} twisted {linen} on the hem of the robe. They also made bells of pure gold, and put the bells between the pomegranates all around on the hem of the robe, alternating a bell and a pomegranate all around on the hem of the robe for the service, just as the LORD had commanded Moses. (5)

Then they came to the valley of Eshcol and from there cut down a branch with a single cluster of grapes; and they carried it on a pole between two {men,} with some of the pomegranates and the figs. (6)

۱۔ **Song of Solomon 8:2**

۲۔ **Deuteronomy 8:8**

۳۔ **Numbers 20:5**

۴۔ **1 Samuel 14:2**

۵۔ **Exodus 39:24**

۶۔ **Numbers 13 :23, http://en.wikipedia.org/wiki/pomegranates**

انار کے کیمیاوی اجزاء :۔

ایک سو گرام انار میں کیمیاوی اجزاء کا تناسب اس طرح ہے:۔

پروٹین	0.2	چکنائی	0.15	کاربوہائیڈریٹس	116
کلوریز	48	سوڈیم	1.1	پوٹاشیم	2.4
کیلشیم	2.9	میگنیشیم	3.1	کاپر (تانبہ)	0.07
فاسفورس	7.5	گندھک	4.2	کلورائیڈز	52.5

کھانے اور علاج میں انار کے درخت کی چھال، پھول، جڑوں کی چھال، پھل، پھل کا چھلکا، پھل کے دانے، یعنی اس درخت کی ہر چیز استعمال ہوتی ہے۔ درخت کی چھال اور پھل کے چھلکے میں Tannic acid ۲۵،۲۲ فیصدی ہوتا ہے۔ جڑ کی چھال میں اسی ترشہ کی ایک بہتر قسم Punico Tannic acid ۲۵،۲۰ فیصدی پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں مٹھاس کی قسمیں، گوند، لحمیات، Pectin اور Mannite پائے جاتے ہیں۔ ان اجزاء کے علاوہ اس میں الکلائیڈ Pelletierine کی تین مندرجہ ذیل مختلف اقسام ملتی ہیں۔ نباتاتی سائنس کی رو سے انار کا نام Punica granatum ہے۔

1) Pseudo Pelltierine (1)

(2) Mite YL Pelletierine (2)

(3) Iso Pelletierine (3)

۱۔ Arbery, Arther J.; The Quran, Oxford University Press, London, 1983.

۲۔ Bucallille, Maurice; The Bible, The Quran and Science The Holy Scriptures Examined in the light of Modern Knowledge, Crescent Publishing Co., Delhi, 1988.

۳۔ Watt, George, A Dictionary of the Economic Products of India, Vol. I & II Govt. Printing Press, Calcutta, 1896.

انار کا کیمیاوی تجزیہ :۔

بھارت اور پاکستان کے بازاروں میں ملنے والے انار کی بارہ اقسام ہیں ان میں سے ہر ایک کے ترکیبی عناصر دوسروں سے جدا ہیں۔ زرعی کالج پونا میں بازار سے ملنے والا ایک بہترین انار منگایا گیا اور اس سے تقابلی جائزہ کے لئے مسقطی انار منگوایا گیا اور دونوں کا کیمیاوی تجزیہ یوں ظاہر ہوا: (۱)

	بازار سے ملنے والا انار	مسقطی انار
کھایا نہ جانے والا حصہ	49.40%	30.62%
چھلکا	32.60%	16.71%
دانے	16.80%	13.55%
جوس	50.60%	60.74%
انار کے جوس کا تجزیہ		
تیزابیت (کھٹائی)	0.516%	0.27%
گلا دینے والی مٹھاس	14.56%	11.32%
نہ گلا دینے والی مٹھاس	0.00%	0.00%
کل مٹھاس	14.56%	11.32%

افعال و خصوصیات:۔

انار کی تین معروف اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

انار شیریں: سرد تر درجہ اول۔ شیخ بوعلی سینا کی بھی یہی رائے ہے۔(۲) انار ترش: سرد خشک درجہ دوم۔ انار میخوش: سرد تر باعتدال۔

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۰۱

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبوی اور جدید سائنس جلد دوم، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی روڈ اردو بازار لاہور، مارچ ۱۹۹۷ء، ص ۲۳

میٹھا انار معدہ اور اس میں موجود اشیاء کے لئے بڑا مفید ہے یہ حلق کی سوزش سینہ کی سوزش اور پھیپھڑوں کے التہاب میں اکسیر ہے۔ پرانی کھانسی میں بڑا کارآمد ہے۔ اسکا عرق پیٹ کو نرم کرتا ہے۔ جسم کو مفید اضافی غذائیت اور توانائی مہیا کرتا ہے۔ جسم کو بڑی معتدل قسم کی حرارت مہیا کرتا ہے۔ فوراً ہی جزو بدن بن جاتا ہے۔ پیٹ میں سے التہابی مادے خارج کرتا ہے۔ اس کی عجیب تاثیر یہ ہے کہ اگر اسے روٹی کے ساتھ کھایا جائے تو پیٹ میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہونے نہیں دیتا۔ انار کھانے سے قبض پیدا ہوتی ہے مگر وہ نہایت ہی لطیف اور ہلکی ہوتی ہے ایسی نہیں کہ طبیعت پر گراں گذرے۔ معدہ میں سوزش ہو تو اسے دور کرتا ہے، پیشاب آور ہے صفرا کو تسکین دیتا ہے، قے کو روکتا اور اسہال کو بند کرتا ہے۔ جگر کی حدت کو بجھا کر ختم کر دیتا ہے۔ جسم کے تمام اعضاء کو قوت دیتا ہے۔ دل کی پرانی بیماریوں کو آرام دیتا ہے اور معدہ کے منہ کی دکھن دور کرتا ہے۔ انار کا پانی اس کے چھلکے سمیت نکال کر اسے شہد کے ساتھ ابال کر مرہم کی طرح گاڑھا کر کے آنکھوں میں سلائی کے ساتھ لگایا جائے تو آنکھ سے سرخی کو کاٹ دیتا ہے اگر اسی مرہم کو مسوڑھوں پر لیپ کیا جائے تو یہ پائیوریا میں مفید ہے۔ اسی کو پینا پیٹ کی اصلاح کرتا ہے۔ سوزش سے پیدا ہونے والے بخار دور کرتا ہے۔ ترش انار کے فوائد بھی تقریباً میٹھے کی مانند ہیں مگر اس سے ذرا کم۔ اس کے دانے گٹھلی سمیت پیس کر شہد ملا کر ایسے گندے زخموں پر لگائے جائیں جو عام علاج سے ٹھیک نہ ہو رہے ہوں تو وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ جس نے انار کے کم از کم تین پورے پھل موسم میں کھا لیے وہ اگلے سال تک آنکھوں کی سوزش سے مامون رہے گا۔ (۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

اطباء قدیم اس کا شربت رُب انار شیریں اور کھٹے اناروں سے رُب انار بناتے تھے۔ جسے اسہال کے بعد کی کمزوری، یرقان اور جسم میں ناطاقتی کے لئے شہرت حاصل تھی۔ اطباء جدید کی رائے میں جس شخص کی جلد سے بار بار خون نکل آتا ہو یا بواسیر سے خون بہتا ہو اسے انار کے دانے فائدہ دیتے ہیں۔ انار کے پتوں کا پانی

۱۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۰۳

ناک میں ڈالنے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔(۱) ایک اور طبیب کا کہنا ہے کہ جن لوگوں کا رنگ زرد یا معدے کی خرابی کی وجہ سے ہونٹوں پر سفیدی آ گئی ہو ان کے لئے انار بہت مفید ہے۔ میٹھا انار چونکہ ریاح کی تحلیل میں گڑبڑ کرتا ہے اس لئے اس کے ساتھ تھوڑا سا کھٹا بھی ملا لینا چاہئے۔ جگر کی ریاح کو خارج کرتا ہے۔(۲)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

ایک جدید تحقیق کے مطابق انار کی مٹھاس میں ایسی کوئی قسم موجود نہیں جو ذیابیطیس کے مریضوں کے لئے مضر ہو۔اس لئے شکر کے مریض کھلے دل سے انار کا جوس پی سکتے ہیں۔اس میں چکنائی نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے انار کھانے سے خون کی نالیوں کو نقصان نہ ہوگا۔کولیسٹرول میں اضافہ نہ ہوگا اور وزن کم کرنے والوں کیلئے بہترین و مفید چیز ہے۔ممبئی (انڈیا) کے ایک زرعی تحقیقات کے ادارے کی ایک تازہ رپورٹ کی مطابق انار کا چھلکا، درخت کی چھال، پسی ہوئی جڑ میں سے ہر چیز کرم کُش ہے اس کے علاوہ مفرح، ٹھنڈک پہنچانے والا، ہاضم، بھوک بڑھانے والا ہے۔اس کا عرق بہترین مشروب، مقوی خوراک اور مفید دوائی ہے۔(۳)

۱۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں و جڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۹۳-۹۲

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۹۱-۹۲

۳۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۰۷-۱۰۸

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ www.send2press.com/newswire/2006-08-0816-003.shtml
- ☆ www.shoulder1.com/news/mainstory.cfm/88
- ☆ newsblaze.com/story/2006081612230000001.sp/topstory.html
- ☆ www.carefair.com/Nutrition/Pomegranate_Natures_Oldest_Medicine_791.html
- ☆ www.juiceproducts.org/nutritionnews_pomegratant-health.html
- ☆ www.eurekalert.org/pub_releases/2005-09/uow-cpp092205.php
- ☆ www.encyclopedia.com/topic/pomegranate.aspx
- ☆ www.nutraingredients.com/Research/Pomegranate-juice-may-ease-erectile-dysfunction
- ☆ nutritionresearchcenter.org/healthnews/pomegranate-seed-oil-benefits-skin/
- ☆ news.bbc.co.uk/2/hi/health/4284382.stm
- ☆ www.noveya.com/rimon.html
- ☆ www.la-isha.com/Scientific-Studies-a/135.htm
- ☆ www.pomegranatesource.com/pomegranate_history.html
- ☆ www.pomegranate.me.uk/
- ☆ pk.countrysearch.tradekey.com/fresh-pomegranate.htm
- ☆ www.getnutri.com/product15860/pomegranate-extract.html
- ☆ pomegranates.org/home.shtml
- ☆ www.thalassemiapatientsandfriends.com/index.php?topic=2410.msg21421
- ☆ pomegranatesourcing.com/
- ☆ www.sadruddin.com/pome.htm
- ☆ www.naturalnews.com/pomegranate.html
- ☆ www.healthcentral.com/peoplespharmacy/408/61202.html
- ☆ shopinberkeley.com/p/pomegranate/
- ☆ www.emarkaz.com/shop/store/books-2652.php
- ☆ www.alhamra.com/Excerpts/shadowspomegranateEXCERPT.htm
- ☆ allnutri.com/pid28/naturally+pomegranate.aspx
- ☆ www.eattheseasons.co.uk/Archive/pomegranates.htm

برگ

برگ کے مختلف نام:۔

عربی۔	ورق (۱)	فارسی۔	ورق	ہندی، اردو۔	پات، پتہ، پتی (۲)
ملیالم۔	الاکال	تیلگو۔	آلو	مرہٹی۔	پانا
تامل۔	اِلے	گجراتی۔	پاندرو	بنگالی۔	پاتے
اطالوی۔	Foglia	لاطنی۔	Folium	ہسپانوی۔	Hoja
عبرانی۔	Aleh	انگریزی۔	Leaf(۳)	سنسکرت۔	پاترم
جرمن۔	Blatt	فرانسیسی۔	Feuille		

تعارف:۔

عربی میں ورقہ ایک پتے کو کہتے ہیں جس کی جمع اوراق ہے۔سورۃ الانعام میں ارشاد ہوا ہے کہ اس عالم کا سارا نظام اللہ کے حکم سے چلتا ہے۔ وہ اس کائنات کے سارے اسرار و رموز سے خوب واقف ہے۔ جنگل کا ایک پتہ (ورقہ) بھی اگر درخت سے الگ ہوجاتا ہے تو یہ عمل بھی اللہ کے علم میں آجاتا ہے۔سورۃ الاعراف اور سورۃ طٰہٰ میں حضرت آدم و حوا کے بہشت سے نکالے جانے کی وجہ بیان فرمائی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جب ان دونوں نے شیطان کے بہکاوے میں آکر بہشت کے اس پھل کو کھالیا جسے ان کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا تھا تو اس نافرمانی کی سزا کے طور پر ان کی ستریں کھول دی گئیں اور پھر ان دونوں نے بہشت کے درختوں کے پتوں (ورق) سے اپنے جسموں کو چھپانے کی کوشش کی۔ مفسرینِ قرآن نے عام طور سے ان

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۱۳۲۲

۲۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۱۷۹

۳۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 786.

پتوں کی کوئی پہچان نہیں بتائی ہے گو کہ ممنوعہ درخت کی بابت ضرور رائے زنی کی ہے۔مقدس بائبل کے تحقیق کاروں نے لکھا ہے کہ حضرت آدم وحوا نے اصل میں انجیر کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھکا تھا۔(۱)

برگ کا قرآن میں تذکرہ:۔

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتہ نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں ہے مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔(۲)

غرض (مردود نے) دھوکا دے کر انکو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا، جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھالیا تو ان کے ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے (درختوں کے) پتے (توڑ توڑ کر) اپنے اوپر چپکانے (اور ستر چھپانے لگے) تب ان کے پروردگار نے انکو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے؟(۳)

تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھالیا تو ان پر ان کی شرم گاہیں ظاہر ہوگئیں اور وہ اپنے (بدنوں) پر بہشت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کے (حکم کے) خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہوگئے۔(۴)

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء ص ۹۱۔۹۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت ۵۹

۳۔ القرآن کریم سورۃ الاعراف آیت ۲۲

۴۔ القرآن کریم سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۱

تفسیر قرآن :۔

سورۃ الانعام آیت ۵۹، اس آیت سے معلوم ہوا کہ عالم غیب صرف اللہ کی ذات ہے غیب کے سارے خزانے اسی کے پاس ہیں، اس لئے کفار ومشرکین اور معاندین کو کب عذاب دیا جائے؟ اس کا علم بھی اسی کو ہے اور وہی اپنی حکمت کے مطابق اس کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ مفاتح لغیب پانچ ہیں قیامت کا علم، بارش کا نزول، رحم مادر میں پلنے والا بچہ، آئندہ کل میں پیش آنے والے واقعات، اور موت کہاں آئے گی۔ ان پانچوں امور کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔(۱) سورۃ الاعراف آیت ۲۲، کی تفسیر میں مولانا عثمانی فرماتے ہیں کہ " آدم علیہ السلام وحوا علیہ السلام شیطان کی قسموں سے متاثر ہوئے کہ خدا کا نام لیکر کون جھوٹ بولنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ شاید وہ سمجھے کہ وہ واقعی اس کے کھانے سے ہم فرشتے بن جائیں گے یا پھر کبھی فنا نہ ہونگے۔ اور حق تعالیٰ نے جونہی فرمائی تھی اس کی تعلیل یا تاویل کرلی ہوگی۔ یعنی برہنہ ہوکر شرمائے اور پتوں سے بدن ڈھانپنے لگے۔ اس سے معلوم ہوتا کہ اگرچہ آدمی پیدائش کے وقت ننگا ہوتا ہے مگر فطری حیا مانع ہے کہ ننگا رہے۔(۲) سورۃ الاعراف کی اس آیت کی ایک اور تفسیر میں ہے کہ "یہ اس معصیت کا اثر ظاہر ہوا جو آدم علیہ السلام وحوا سے غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر ہوئی اور پھر دونوں مارے شرم کے جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر اپنی شرم گاہ چھپانے لگے۔ تفسیر ابن کثیر میں وہب بن منبہ کا قول ہے کہ اس سے قبل انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نورانی لباس ملا ہوا تھا جو اگرچہ غیر مرئی تھا لیکن ایک دوسرے کی شرم گاہ کے لئے ساتر (پردہ پوش) تھا"۔ اس کے بعد فرمایا "یعنی اس تنبیہ کے باوجود تم شیطان کے وسوسوں کا شکار ہوگئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے جال بڑے حسین اور دلفریب ہوتے ہیں اور جن سے بچنے کے لئے بڑی کاوش ومحنت اور ہر وقت اس سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے"۔(۳)

۱۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ر ۱۴۱۷ھ ، ص ۳۶۱

۲۔ عثمانی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۹ء ، ص ۳۵۱۔۳۵۲

۳۔ ابن کثیر، حافظ اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاعراف آیت ۲۲

سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۱، اس آیت کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ درخت کا پھل کھا کر نافرمانی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مطلوب یا راہ راست سے بہک گئے۔ اس سے اگلی آیت سے بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ سے مذکورہ عصیان کا صدور نبوت سے قبل ہوا اور نبوت سے اس کے بعد نوازا گیا۔ (۱)

حدیث میں برگ کا تذکرہ:۔

احادیث میں مختلف برگ کا تذکرہ ملتا ہے۔ مثلاً برگِ حنا، برگِ سناء، برگِ نیل وغیرہ۔

۱۔ برگِ حنا کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ دنیا اور آخرت میں خوشبوؤں کی سردار حنا کی کلی (فاغیہ) ہے۔ (۲)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ خوشبو حنا کی کلی (فاغیہ) تھی۔ (۳)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک درختوں میں نہایت پیارا پودہ مہندی کا ہے۔ (۴)

۴۔ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم ہوتا یا کانٹا چبھتا تو آپؐ اس پر حنا کا لیپ فرماتے۔ (۵)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی نے درد پا کی شکایت کی تو حنا لگانے کی بات کی (کہا)۔ (۶)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے فرمایا (پہچان کیلئے) تم کم از کم اپنے ناخن حنا سے رنگ لیتیں۔ (۷)

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (حنا) جوانی کو بڑھاتی اور حسن میں اضافہ کرتی ہے۔ (۸)

۱۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۱

۲۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الطب باب ماجاء فی التداوی بالحناء، ص ۲۲۱۵

۳۔ انس بن مالک، موطاء امام مالک

۴۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب طب، جلد ۱۰، ص ۱۲۱

۵۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب طب باب ماجاء فی التداوی بالحناء، ص ۳۸۷

۶۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مترجم مولانا محمد قاسم امین، باب ماجاء فی التداوی بالحناء، جلد سوم، مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۱۷

۷۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الطب باب ماجاء فی التداوی بالحناء، جلد سوم، اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۸۹

۸۔ انس بن مالک، موطاء امام مالک

سناء کے بارے میں احادیث:۔

۱) حضرت اسماء بنتِ عمیسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس چیز سے دست لاتی (قبض توڑتی) ہو۔ انہوں نے کہا شبرم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرم اور مضر ہے۔ پھر اس کے بعد ہم دست لانے کیلئے سنا کا استعمال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز موت سے بچاتی ہے تو وہ سنا ہے۔ (۱)

۲) حضرت عبداللہ بن ام حرام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور زیرہ کو استعمال کیا کرو اس لئے کہ ان دونوں میں بجز سام (موت) کے ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔ (۲)

۳) حضرت عبداللہ بن موہب بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک میں سے ایک بال دکھایا تو وہ مہندی اور نیل سے رنگا ہوا تھا۔ (۳)

افعال وخصوصیات:۔

برگِ سناء (Senna Leaf):۔ لاطینی میں Cassia Angustiafolia عربی، فارسی میں سنا مکی، بنگالی میں سونا مکی کہتے ہیں۔ سنا کا پودا نصف گز بلند اور جنگلی نیل کے مشابہ ہوتا ہے اس کے پتے برگ حنا کے مانند پھول کسی قدر نیل گوں ہوتے ہیں اس کی پھلی چپٹی سی ہوتی ہے جس کے اندر چپٹا سا لمبوترا اور کسی قدر خمیدہ چھوٹا سا تخم ہوتا ہے اس کے پتے دوا میں مستعمل ہیں سب سے بہتر وہ سنا خیال کی جاتی ہے جو کہ بلادِ حجاز سے آتی ہے اور سنا مکی کے نام سے مشہور ہے۔ مقام پیدائش: ہندوستان، حجاز، شام، مصر ہیں۔

۱۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب طب ماجاء فی السنا، ص ۲۰۸۲

۲۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مترجم مولانا محمد قاسم امین، باب السنا والسنوت، جلد سوم، مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۲۳

۳۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب طب ماجاء فی السنا، جلد ۱۰، ص ۲۹۸، ۲۹۹

مزاج: اس کا گرم وخشک ہے۔ افعال: مسہل بلغم وسوداء وصفرا، مفتح سدد، مصفی خون، قاتلِ دیدان، آنتوں میں مروڑ پیدا کرتی ہے۔ محرک قے بھی ہے۔ استعمال: سناء کو اگر بغرض تلیین استعمال کرنا ہو تو مقدار قلیل میں مثلاً تین ماشہ دیتے ہیں اور زیادہ مقدار میں استعمال کر کے مسہل قوی کا کام لیتے ہیں اخلاط فاسدہ کو خارج کرنے کے لئے بہترین مسہل ہے۔ اسی وجہ سے نوبتی بخاروں وجع مفاصل بلغمی وسوداوی صفراوی درد کمر، وجع الورک، عرق النساء نقرس اور ضیق النفس میں استعمال کرتے ہیں، چونکہ سنا مسہل ہونے کے علاوہ مصفیٔ خون بھی ہے لہٰذا جرب وحکہ اور شورود ماميل وغیرہ میں شربا استعمال کرائی جاتی ہے، کرم شکم کو ہلاک کر کے خارج کرتی ہے، اور سدہ قولنج کو کھولتی ہے تنقیہ دماغ کرتی ہے، بعض وقت شیر خوار بچے کو دست لانے کی غرض سے مریضہ کو سنا کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ کیونکہ سنا خون میں جذب ہو کر دودھ کے ذریعہ بھی جسم سے خارج ہوتی ہے اس صورت میں دودھ کے پینے سے بچے کو دست آنے لگتے ہیں۔ چونکہ سناء جالی ہے لہٰذا سرکہ کے ہمراہ ضماد کرنے سے جرب وحکہ داء الثعلب داء الحیہ اور کلف وبہق کے لئے مفید ہے۔ چونکہ سناء کے استعمال سے متلی آنے لگتی ہے اور مروڑ پیدا ہوتا ہے۔ نیز عطش (بھوک) وکرب بھی پیدا ہوتا ہے لہٰذا اس کو تنہا استعمال کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ بغرض اصلاح اس کے ساتھ گلِ سرخ یا گلقند یا انیسون ملا لینا چاہئے اگر سفوفاً استعمال کیا جائے تو روغنِ بادام سے چرب کر لینا چاہئے۔ جدید تحقیقات کے مطابق سناء میں کتھارٹک ایسڈ مسہل گلوکوسائڈ، سٹا کردل، کرائی سوفینک ایسڈ، ایموڈین، کتھارٹک نائمیٹ ایک قسم کی شکر پائے گئے ہیں۔(۱)

برگِ حنا (Hinna Leaf):۔ مہندی کے پتے برگِ سنا کے پتوں سے مشابہ ہوتے ہیں مستورات ان کو پانی میں پیس کر ہاتھوں پر لگاتی ہیں جس سے ہاتھوں کی رنگت سرخ وشوخ ہو جاتی ہے۔ مزاج:۔ سرد اور گرم دو جوہروں سے مرکب ہے جن میں گرم جوہر غالب ہے لیکن چونکہ سرد جوہر کی قوت بہت جلد نمایاں ہوتی ہے اس لئے اس کا مزاج سرد وخشک بیان کیا جاتا ہے۔ افعال:۔ مہندی مسکن الم اور مجفف ہے ضماد کرنے سے بالوں کو سرخ کر دیتی ہے۔ ورموں کو تحلیل کرتی ہے۔ مدر بول اور مصفیٔ خون ہے۔ استعمال: مہندی کو پانی میں پیس کر دردِ سر کو زائل کرنے کے لئے پیشانی پر ضماد کرتے ہیں ہاتھ پاؤں کی سوزش کو رفع کرنے کے لئے

ا۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۴۷۸

ہتھیلی اور تلووں پر لگاتے ہیں زفت اور روغنِ گل کے ہمراہ سر کے زخموں پر لیپ کرتے ہیں۔ آب برگد بیدانجیر کے ہمراہ دردزانو کو تسکین دینے کے لئے لگاتے ہیں۔ قلاع ودہن میں اس کے جوشاندہ سے غرغرے کراتے ہیں۔ سفید بالوں کو سرخ کرنے کے لئے صرف مہندی ضماد کرتے ہیں لیکن سیاہ رنگ کرنے کے لئے مہندی کے ہمراہ وسمہ ملا کر لگاتے ہیں۔ یرقان میں مدربول ہونے کے باعث اس کا خیساندہ پلاتے ہیں اور مصفیٰ خون ہونے کی باعث امراض فسادِ خون مثلاً ابتدائے جذام آتشک اور خارش وغیرہ میں استعمال کراتے ہیں۔ نفعِ خاص:۔ دافع امراضِ جلد اور مصفیٰ خون۔ مضر:۔ حلق اور پھیپھڑے کے امراض کو مضر ہے۔ مصلح:۔ کتیرا اور اسپغول۔ بدل:۔ منڈی وشاہترہ۔ (۱)

برگِ بنفشہ (Sweet Violet Leaf):۔ ایک بوٹی ہے نیپال اور کشمیر میں بکثرت پیدا ہوتی ہے، پتے انار کے پتوں سے مشابہ اور پھول لاجوردی خوشبودار ہوتے ہیں۔ یہ تمام بوٹی مع پتوں اور پھولوں کے بطور دواء استعمال کی جاتی ہے۔ مزاج:۔ سرد وتر۔ افعال:۔ معدل صفرا ملین شکن مسکن خون، مرطب ومنوم، ملین حلق وسینہ۔ استعمال:۔ بنفشہ صفراء کی تعدیل کرنے بخاروں کو تسکین دینے، پیاس کو زائل کرنے اور خون کی حدت کو کم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ نزلہ وزکام، ذات الجنب، ذات الریہ، کھانسی، آشوبِ چشم اور معدے اور جگر کے گرم مرضوں میں بطور خیساندہ وجوشاندہ پلایا جاتا ہے گرم دردسر اور سہر میں اس کا ضماد کیا جاتا ہے گرم دردسر کو زائل کرکے لئے تازہ بنفشہ سونگھایا جاتا ہے۔ قبض کو دور کرنے کے لئے اس کے پھولوں کا سفوف یا گل قند بنا کر کھلاتے ہیں اس کا خمیرہ اور شربت بنایا جاتا ہے جو قبض، نزلہ وزکام اور بخاروں میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ اس کے تازہ پھولوں میں تلوں اور مغز بادام کو پروردہ کرکے روغن کشید کیا جاتا ہے جو کہ ترطیب دماغ اور نیند لانے کے لئے سر میں لگایا جاتا ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق بنفشہ کے پھولوں اور جڑ میں ایک جوہر فعال (ائیولین بنفشین) پایا جاتا ہے، یہ جوہر فعال ایمی ٹین (اپی کاکوئنا کا) جوہر کے خصوصیات رکھتا ہے اس لئے گلِ بنفشہ اور اس کی جڑ کو ذوسنطاریا اور زحیر (تخمیرِ معدہ) میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں روغنِ فراری، رنگین مادے، شکر، گلوکوسائڈز پائے جاتے ہیں۔ (۲)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء ، ص ۱۰۶

۲۔ اشرف آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء ، ص ۵۳

برگِ بید سادہ (Willow) :۔ ایک درخت ہے جو مرطوب مقامات پر پیدا ہوتا ہے پتے باریک ایک بالشت تک لمبے ہوتے ہیں۔ پھول زرد رنگ کے لگتے ہیں۔ جو بشکل سنبلہ خوشہ، ملائم مخملی ہوتے ہیں اس درخت کے پتے اور پھول بھی بطور دواء مستعمل ہیں بید مشک اس کی ایک قسم ہے۔ مزاج:۔ پتے سرد وخشک اور پھول سرد تر ہوتے ہیں۔ افعال:۔ مسکن حرارت، مقوی مفرح قلب، مدر بول، مسکن درد ہیں۔ استعمال:۔ اس کے پتوں کے فرش پر سونا گرم مزاج اشخاص کے لئے جگر اور قلب کی حرارت اور خونی وصفراوی بخاروں کو دفع کرنے کے لئے مفید ہے اس کے تازہ پتوں کا پانی خونی دستوں کو بند کرنے کے لئے پلایا جاتا ہے نیز پتوں کا نچوڑا ہوا پانی دردگوش کو تسکین دینے کے لئے کان میں قطور کرتے ہیں سدہ جگر و یرقان ورم طحال کو زائل کرنے کے لئے پلاتے ہیں اس کے تازہ پھولوں کے سونگھنے سے دماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور گرم دردِ سر زائل ہوجاتا ہے اس سے عرق بھی کشید کیا جاتا ہے جو کہ مسکن ہونے کی وجہ سے خفقان حاتپ جدری اور گرم بخاروں میں مستعمل ہے۔ نفع خاص:۔ مقوی قلب و دماغ تب حار کے لئے مفید ہے۔ مصلح:۔ عرقِ گلاب اور شکر۔ بدل:۔ عرقِ نیلوفر۔ (۱)

برگِ تبت:۔ تیز پات کے مانند لیکن اس سے بڑے اور موٹے پتے ہوتے ہیں۔ مقامِ پیدائش کشمیر ہے۔ مزاج:۔ گرم وخشک ہے۔ افعال:۔ معطس ہے۔ استعمال:۔ برگِ تبت کا تنہا یا دیگر ادویہ کے ہمراہ باریک پیس کر بطور ہلاس یا پڑہ استعمال کرتے ہیں یہ نزلہ وزکام کے بند ہونے کی حالت میں نہایت فائدہ رساں ہے۔ (۲)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۲۳

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۱۸

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Leaf
- ☆ www.theleaflabel.com/
- ☆ leaf.sourceforge.net/
- ☆ http://www.leafmarque.com/leafuk/
- ☆ www.colon-cleanse-constipation.com/senna-leaf.html
- ☆ www.nutrasanus.com/senna.html
- ☆ www.florahealth.com/flora/home/Canada/HealthInformation/
- ☆ www.itmonline.org/arts/laxatives.htm
- ☆ www.healthsquare.com/drugs/109170.htm
- ☆ www.herbreference.com/senna_leaf.html
- ☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/s/senna-42.html
- ☆ www.allayurveda.com/herb_month_may2002.htm
- ☆ www.amazon.com/Rinas-Garden-Senna-Leaf-Natural/dp/B0013YZRGY
- ☆ www.tradekey.com/ks-senna-leaf/
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Henna
- ☆ www.hennaleafdesigns.com/
- ☆ www.haircareherbal.com/herbal-hair-cleansers/henna-leaf/prod_49.html
- ☆ www.morethanalive.com/Henna-leaf-red-powder
- ☆ www.hennasupply.com/leaf-seed-yields.html
- ☆ www.fromnaturewithlove.com/soap/product.asp?product_id=herbhenna
- ☆ www.nature.com/nindia/2009/090107/full/nindia.2009.0.html
- ☆ www.tradeindia.com/manufacturers/indianmanufacturers/henna-leaf-powder.html
- ☆ www.hennabypinki.com/
- ☆ shopping.rediff.com/shop/productdisplay.jsp?Silver-Henna(Leaf)-Orange-Kundan-Candle-SQ-1-Small&prrfnbr

زراعت

زراعت کے مختلف نام:۔

عربی۔ زراعۃ فارسی۔ کاشت(۱) ہندی،اردو۔ کھیتی،فصل(۲)

تامل۔ پایر سنسکرت۔ سیا انگریزی۔ Agriculture crop(۳)

جرمن۔ Ernte فرانسیسی۔ Recolte,Moisson لاطنی۔ Messis, Fruges

اطالوی۔ Raccolta ہسپانوی۔ Copa روسی۔ Urazhat

تعارف:۔

انسان کے دنیا میں آنے کے بعد اس کی غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلا شعبہ جو عالمِ وجود میں آیا وہ زراعت کا تھا۔ تاریخِ عالم سے پتا چلتا ہے کہ سب سے پہلی کاشت حضرت آدم علیہ السلام نے گندم بو کر کی جس کی تعلیم حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دی۔ زراعت یا کھیتی باڑی انبیاء کی سنت رہی ہے۔ عربی میں حَب کے معنی دانہ کے ہیں لیکن عموماً اس کا مفہوم اناج یا غلہ سے لیا جاتا ہے۔ عرب کا علاقہ کئی اقسام کے گیہوں، جو اور باجرا کی پیداوار کے لئے مشہور ہے۔ فلسطین اور شام کے کافی خطوں میں گیہوں کی پیداوار پانچ ہزار سال قبل مسیح شروع کی جا چکی تھی۔ کم سے کم پانچ اقسام کے گیہوں سے عرب واقف تھے اور ان کی کاشت زیادہ تر کھجور کے باغات میں کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں گندم بحری اور بری راستوں سے برآمد بھی کیا جاتا تھا۔ جو اور جوار کی کھیتی بھی ان علاقوں میں دو سے تین ہزار سال قبل مسیح شروع کی جا چکی تھی۔ (۴)

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۸۷۱

۲۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۸۳۹

۳۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 26.

۴۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۷۴

عرب میں یوں تو دریاؤں کی کمی کی بنا پر زراعت کے لئے پانی سال بھر دستیاب نہیں رہتا ہے۔ پھر بھی خدا کی قدرت ہے کہ بہت سے علاقے زرخیز ہیں۔ بعض پہاڑوں سے چشمے جاری رہتے ہیں جن سے دامنِ کوہ اور وادیاں سرسبز اور شاداب رہتی ہیں۔ پرانے دور میں انہی چشموں کے پانی کو روک کر بند بنا لیے جاتے تھے اور سال بھر ان سے باغات اور کھیتوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ ایسے ہی ایک بند (ارم) کا تذکرہ قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ بہرحال دریاؤں اور بارش کی کمی کے باوجود عرب کی سرزمین میں زراعت کی فنی صلاحیتیں بہت عروج پر رہی ہیں۔(۱)

زراعت کا قرآن میں تذکرہ:۔

نمبرشمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر	نمبرشمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ الانعام (۶)	۱۴۱	۵۔	سورۃ السجدۃ (۳۲)	۲۷
۲۔	سورۃ النحل (۱۶)	۱۱	۶۔	سورۃ الزمر (۳۹)	۲۱
۳۔	سورۃ الکھف (۱۸)	۳۲	۷۔	سورۃ الدخان (۴۴)	۲۶
۴۔	سورۃ الشعراء (۲۶)	۱۴۸۔۱۴۹	۸۔	سورۃ الفتح (۴۸)	۲۹

اور وہ ہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے، ان کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اسکے کاٹنے کے دن یاد کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔(۲)

اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے بے شک ان لوگوں کے لئے تو اس میں بڑی نشانی ہے جو غور فکر کرتے ہیں۔(۳)

۱۔ ندوی، سید سلیمان، عرب و ہند تعلق، الہ آباد ہندوستان، ۱۹۳۰ء

۲۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۱

۳۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت نمبر ۱۱

اور انہیں ان دو شخصوں کی مثال بھی سنا دے جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے تھے اور جنہیں کھجوروں کے درختوں سے ہم نے گھیر رکھا تھا اور دونوں کے درمیان کھیتی لگا رکھی تھی۔(۱)

یعنی ان باغوں اور ان چشموں اور ان کھیتوں اور ان کھجوروں کے باغوں میں جن کے شگوفے نرم و نازک ہیں۔(۲)

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو بنجر (غیر آباد) زمین کی طرف بہا کر نہیں لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھیتیاں نکالتے ہیں جسے ان کے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں کیا پھر بھی یہ نہیں دیکھتے۔(۳)

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور اسے زمین کی سوتوں میں پہنچاتا ہے، پھر اسی کے ذریعہ سے مختلف قسم کی کھیتیاں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں اور آپ انہیں زرد رنگ دیکھتے ہیں پھر انہیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے، اس میں عقل مندوں کے لئے بہت زیادہ نصیحت ہے۔(۴)

وہ بہت سے باغات اور چشمے چھوڑ گئے اور کھیتیاں اور راحت بخش ٹھکانے، اور وہ آرام کی چیزیں جن میں عیش کر رہے تھے اسی طرح ہو گیا اور ہم نے ان سب کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا۔(۵)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال توریت میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔(۶)

۱۔ القرآن کریم سورۃ الکھف آیت نمبر ۳۲

۲۔ القرآن کریم سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۴۸

۳۔ القرآن کریم السجدۃ آیت نمبر ۲۷

۴۔ القرآن کریم الزمر آیت نمبر ۲۱

۵۔ القرآن کریم سورۃ الدخان آیت نمبر ۲۵ تا ۲۶

۶۔ القرآن کریم سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹

تفسیر قرآن :۔

مَعرُوشَات کا مادہ ہے، اصل میں جنت معروشت وغیر معروشت کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن سے مراد دو طرح کے باغ ہیں، ایک وہ جن کی بیلیں ٹٹیوں پر چڑھائی جاتی ہیں، دوسرے وہ جن کے درخت خود اپنے تنوں پر کھڑے رہتے ہیں، ہماری زبان میں باغ کا لفظ صرف دوسری قسم کے باغوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے ہم نے جنت وغیر معروشت کا ترجمہ ''باغ'' کیا ہے اور جنت معروشت کے لئے ''تاکستان'' (یعنی انگوری باغ) کا لفظ اختیار کیا ہے۔(۱)

افعال وخصوصیت :۔

مختلف اجناس کی مختلف طبیعت وخصوصیت ہوتی ہے۔ مثلاً

گندم:۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا اناج گندم ہے۔ یہ سب سے زیادہ غذائیت سے بھرپور اور توانائی فراہم کرنے والا اناج بھی ہے۔ اس کا بیرونی حصہ وٹامنز اور معدنی اجزاء سمیت ایک عمدہ صحت بخش جزو ہے۔ گندم ایسا اناج ہے جو روٹی تیار کرنے والے دیگر اناجوں میں سب سے اوپر ہے۔ کیونکہ اس کی مقدار اور معیار مخصوص پروٹین گلوٹین اسے سب سے ممتاز بناتی ہے۔ گندم میں پائی جانے والی گلوٹین نامی پروٹین اس کے گندھے ہوئے آٹے کو آپس میں پیوست رہنے کی صلاحیت دیتی ہے۔ آٹے میں گلوٹین کا تناسب جتنا زیادہ ہوگا چپاتی بنانا اتنا ہی سودمند ہوگا۔(۲)

جو:۔ جو دنیا بھر میں چوتھی بڑی اناج کی فصل ہے، برصغیر میں یہ چھٹے نمبر پر ہے۔ یہ زبردست قسم کا غذائیت بخش اور تعمیر بدن کرنے والا اناج ہے، غذائی اعتبار سے جو، گندم جیسا ہی ہوتا ہے لیکن اس کا ذائقہ ذرا کمتر

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی ، ۲۰۰۰ء، ص ۔۔۔

۲۔ باکھر و، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۰۵

ہوتا ہے۔ یورپ میں جو کے غلہ کو بیرونی بھوسہ اتارنے کے بعد ''پرل بارلے'' کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ جو انتہائی غذائیت بخش اناج ہے جو ''پروٹین اور وٹامن بی کمپلیکس'' کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اس کی پروٹین کی کوالٹی مکئی اور مٹروں کی پروٹین سے بہت بہتر ہے۔ جو کے ایک سو گرام قابل خوردنی حصہ میں بارہ اعشاریہ پانچ فیصد رطوبت، گیارہ اعشاریہ پانچ فیصد پروٹین، ایک اعشاریہ تین فیصد چکنائی، ایک اعشاریہ دو فیصد ریشے، تین اعشاریہ نو فیصد معدنی اجزاء اور اُنہتر (۶۹) اعشاریہ چھ فیصد کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں۔ معدنی اور حیاتینی اجزاء میں کیلشیم چھبیس ملی گرام، فاسفورس دو سو پندرہ ملی گرام، آئرن تین ملی گرام اور وٹامن سی پانچ ملی گرام شامل ہیں۔ جو کے ایک سو گرام میں تین سو چھتیس کیلوریز ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کسی کو بخار آتا تو جو کا حریرہ استعمال کرنے کا حکم دیتے۔ اور فرماتے کہ یہ رنجیدہ دل کو قوی کرتا ہے۔ اور بیمار کے دل کو دھوتا ہے۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کے گرد و غبار کو دھوتی ہو۔ (۱)

چاول:۔ چاول دنیا بھر میں انسانوں کی مرغوب غذا اور منطقہ حارہ کا اہم اناج ہے، دنیا کی آدھی آبادی کی خوراک کا بنیادی اور بڑا جزو چاول ہیں۔ لاکھوں لوگ اسی پر زندگی بسر کرتے ہیں اور کیلوریز حاصل کرنے کا ذریعہ اسی اناج کو بناتے ہیں۔ چاول کے اجزاء میں غالب حیثیت نشاستہ کی ہے۔ گندم کے برعکس چاول میں پروٹین کا تناسب بہت کم ہوتا ہے، لیکن چاول میں پائی جانے والی پروٹین گندم سے بہتر کوالٹی کی ہوتی ہے اور جسم اسے زیادہ بہتر انداز میں استعمال کر لیتا ہے۔ ہاتھوں سے صاف کیے گئے چاولوں کے ایک سو گرام میں تیرہ اعشاریہ تین فیصد رطوبت، سات اعشاریہ پانچ فیصد پروٹین، ایک فیصد چکنائی، اعشاریہ نو فیصد معدنی اجزاء، اعشاریہ چھ فیصد ریشہ اور چھہتر (۷۶) فیصد کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں۔ معدنی اور حیاتینی اجزاء میں کیلشیم دس ملی گرام، فاسفورس ایک سو نوے ملی گرام، آئرن تین اعشاریہ دو فیصد اور کچھ مقدار میں وٹامن بی کمپلیکس شامل ہیں۔ چاول کے ایک سو گرام میں تین سو چھیالیس کیلوریز ہوتی ہیں۔ (۲)

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۱۶

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۰۳

مکئی :۔ گندم اور چاول کے بعد مکئی دنیا میں انتہائی اہم اناج ہے۔ اناجوں میں یہ ایک منفرد مقام رکھتی ہے، اس کے دانے ایک الگ بھٹے میں پیدا ہوتے ہیں جو پتے نما لمبے حفاظتی غلاف میں ملفوف رہتے ہیں۔ دانے رس اور گودے سے بھر جانے کے باوجود نرم اور ملائم رہتے ہیں۔ نوخیز اور کومل مکئی اپنے شکری جز کی وجہ سے بہت پسند کی جاتی ہے۔ کسی بھی اور اناج کے مقابلے میں مکئی میں زیادہ شوگر ہوتی ہے اسی لئے مکئی کو میٹھا اناج کہتے ہیں۔ (۱)

مکئی کے ایک سو گرام قابل خوردنی حصہ میں چودہ اعشاریہ نو فیصد رطوبت، تین اعشاریہ چھ فیصد پروٹین، ایک اعشاریہ پانچ فیصد چکنائی، اعشاریہ پانچ فیصد ریشہ، دو اعشاریہ سات فیصد معدنی اجزاء اور چھیاسٹھ (٦٦) اعشاریہ دو فیصد کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں۔ معدنی اور حیاتینی اجزاء میں کیلشیم دس ملی گرام، فاسفورس تین سو اڑتالیس ملی گرام، آئرن دو ملی گرام اور کچھ مقدار میں وٹامن بی کمپلیکس اور وٹامن ای شامل ہوتے ہیں۔ مکئی کو باریک پیس کر روٹی پکا کر بکثرت کھاتے ہیں اس سے بھی کافی غذائیت ملتی ہے، لیکن جو جوار کی بہ نسبت زیادہ ثقیل اور قابض ہے نفخ پیدا کرتی ہے۔ گرم مزاجوں کے لئے مناسب غذا ہے۔ مکئی کو بھون کر بھی کھاتے ہیں اس کے کھانے سے قبض رفع ہو جاتی ہے۔ (۲)

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۲۰

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۸۹

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ RE Evenson, D Gollin - 2003 - books.google.com
- ☆ JN Pretty, R Hine, University of Essex, England ... - 2001 - essex.ac.uk
- ☆ RM Welch, RD Graham - Field Crops Research, 1999 - Elsevier
- ☆ Z Griliches - The Journal of Political Economy, 1958 - UChicago Press
- ☆ J Huang, C Pray, S Rozelle - Nature, 2002 - nature.com
- ☆ Dorward, J Kydd, C Poulton - 1998 - eprints.soas.ac.uk
- ☆ DR Piperno, DM Pearsall, ScienceDirect (Online ... - 1998 - Am Anthrop Assoc
- ☆ www.crop.cri.nz/
- ☆ www.dmoz.org/Science/Agriculture/Crop_Plants/
- ☆ www.desertagriculture.org/
- ☆ www2.dupont.com/Production_Agriculture/en_US/news_events/index.html
- ☆ www.sarep.ucdavis.edu/
- ☆ www.google.com/Top/Science/Agriculture/Crop_Plants/
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Agriculture
- ☆ newfarm.rodaleinstitute.org/depts/NFfield_trials/1103/notillroller.shtml
- ☆ www.nap.edu/books/0309058937/html/index.html
- ☆ news.bbc.co.uk/2/hi/science/nature/6200114.stm
- ☆ www.sciseek.com/Agriculture/Field_Crops/
- ☆ www.oryza.com/forums/showthread.php?t=524
- ☆ www.idrc.ca/en/ev-9307-201-1-DO_TOPIC.html
- ☆ linkinghub.elsevier.com/retrieve/pii/S0378429007002481
- ☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/proceedings1990/V1-021.html

طوبیٰ

طوبیٰ کے مختلف نام:۔

عربی۔ طوبیٰ(۱) انگریزی۔ (۲)Blessed Tree

تعارف:۔

طوبیٰ ایک ایسا درخت ہے جس کا تعلق دنیا کے درختوں سے نہیں ہے۔ جب جنتی جنت میں جائیں گے وہاں طوبیٰ کو پائیں گے۔ طوبیٰ کو بعض علماء نے طالب کا مصدر بتایا ہے۔ اس طرح اس کے معنی خوشگوار، لذیذ اور عمدہ کے ہوتے ہیں۔ اس کو طیبة کی جمع بھی کہا گیا ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ طوبیٰ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جنت کے ہیں۔ (۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس لفظ کی بنیاد ہندوستانی لفظ توپا سے ہے۔ (۴) اس کے معنی بھی جنت کے ہیں۔ علامہ یوسف علی نے طوبیٰ کا مفہوم قلبی سکون بتایا ہے(۵)۔ علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جو انتہائی بلند اور سایہ دار ہے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہتے ہیں''۔ (۶)

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص۷۹۸

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 148.

۳۔ نعمانی، عبدالرشید، جلالی، سید ابودائم، لغت القرآن، ندوۃ المصنفین، دھلی، سورۃ الرعد، آیت نمبر ۲۹

۴۔ Siddiqui, M. Z.; Studies in Arabic and Persian Medical Literature, Calcuta University Press, 1959.

۵۔ علی، علامہ عبداللہ یوسف، تفسیر معانی القرآن، جلد اول ودوم، دار الکتاب المصری، قاہرہ، مصر، س ن، سورۃ الرعد، آیت نمبر ۲۹

۶۔ نعمانی، عبدالرشید جلالی، سید ابودائم، لغت القرآن، ندوۃ المصنفین، دھلی، سورۃ الرعد، آیت نمبر ۲۹

طوبیٰ کا قرآن میں تذکرہ:۔

جولوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیئے ان کے لئے خوش حالی اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔(۱) جولوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام بھی کیےان کے لئے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانہ۔طوبیٰ کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں۔مثلاً خیر،حسنیٰ،کرامت،رشک،جنت میں مخصوص درخت یامخصوص مقام وغیرہ،مفہوم سب کاایک ہی ہے۔یعنی جنت میں اچھامقام اوراس کی نعمتیں اورلذتیں۔(۲)

جولوگ ایمان لائے اورکام کئے اچھے خوشحالی ہے انکے واسطےاوراچھاٹھکانا۔مترجم محقق نے''طوبیٰ'' کےلغوی معنی لئے ہیں اسی کے اندر جنت کا وہ درخت بھی آگیا جسے حدیث صحیح میں''طوبیٰ'' کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔(۳) جن لوگوں نے دعوتِ حق کو مانا اور نیک عمل کیے وہ خوش نصیب ہیں اوران کے لئے اچھاانجام ہے۔(۴)

۱۔ القرآن کریم سورۃ الرعد،آیت نمبر ۲۹

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ،مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ،شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ر۱۴۱۷ھ،ص ۶۸۷

۳۔ عثمانی،مولاناشبیراحمد،تفسیرِ عثمانی جلداول،دارالاشاعت اردو بازار کراچی ، ۲۰۰۰ء،ص ۷۰۸

۴۔ مودودی،سیدابوالاعلیٰ،تفہیم القرآن،جلددوم، ادارہ ترجمان القرآن لاہور،طبع اوّل،اکتوبر ۱۹۸۲ء،ص ۴۵۹

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ www.theblessedtree.com/index2.html
- ☆ www.theblessedtree.com/
- ☆ www.newscientist.com/article/dn3946-blessed-tree-extracts-linked-to-dna-damage.htm
- ☆ books.google.com.pk/books?isbn=0968268315
- ☆ www.flickr.com/photos/texasmutatedreject/684728493/
- ☆ wallpaperstock.net/blessed-tree-wallpapers_w4847.html
- ☆ larsmeanderings.vox.com/library/photo/6a00c11414ccc05af50109810a9ef7000c.htm
- ☆ www.topdownloads.net/wallpapers/blessed-tree_2_65004.html
- ☆ pickupsomegreen.blogspot.com/2007/10/blessed-tree-in-holy-ground.html
- ☆ www.sudanvisiondaily.com/modules.php?name=News&file=article&sid=37477
- ☆ www.youtube.com/watch?v=4K7JpzpcNQ4
- ☆ coffeeworks.blogs.com/coffee_and_tea/2005/05/o_blessed_holy_.html
- ☆ www.alarab.co.uk/Previouspages/North%20Africa%20Times/2007/11/18-11/NAT241811.pdf
- ☆ www.elnaggarzr.com/en/main.php?id=20
- ☆ bitmunk.com/media/6746220 - 12k
- ☆ www.palestine-family.net/index.php?nav=6-207&cid=498&did=2504&pageflip=2
- ☆ www.cmaspast.com/store/index.php?act=viewProd&productId=786
- ☆ books.google.com.pk/books?id=pHM4AAAAMAAJ
- ☆ www.flickr.com/photos/mnesterpics/494855885/
- ☆ www.flickr.com/photos/mnesterpics/494855885/
- ☆ www.mgmariah.com/mgstore/catalog/i28.html
- ☆ www.hadeer.com/archive/index.php/t-75.html
- ☆ www.zaytuna.org/about.asp
- ☆ www.radianceweekly.com/feature.php?content_id=38&issue_id=32
- ☆ www.blessedtreehouse.com/

رال

رال کے مختلف نام:۔

عربی۔	رال	فارسی۔	رال	ہندی۔	تار
اردو۔	رال(۱)	بنگالی۔	لسا	سنسکرت۔	نریاسم
اطالوی۔	Catrame	انگریزی۔	Pitch Tar(۲)	فرانسیسی۔	Gourdon
یونانی۔	Pissa	جرمن۔	Teer		

تعارف:۔

رال Tar یا Pitch ایک قسم کا خوشبودار مادّہ ہے جو چیڑ (Pine)، Abies یا Larix کی ذات کے پودوں کی لکڑی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اسے چیڑ کا گوند بھی کہتے ہیں اور اس کو تارپین (Turpentine) سے بھی نکالا جا سکتا ہے۔ سارے اقسام کے Tar کالے رنگ کے ہوتے ہیں اور ان میں موجود تیل Essential oil کی بنا پر مہلک ہوتے ہیں اور فوراً آگ پکڑ لیتے ہیں۔ قدیم دور میں اس قسم کے روغن کا استعمال سماج دشمن عناصر کو سزا دینے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ روغن (قطران) جسم پر مل کر گناہ گار کو بازار میں گھمایا جاتا تھا تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ بینٹ (Bennet) نے اس سزا کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: Men were pitchedand tarred and hunted through the streets.(۳)

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۶۳۷

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 1039.

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۰۷

Tar and pitch viscous, dark-brown to black substances obtained by the destructive distillation of coal, wood, petroleum, peat, and certain other organic materials. The heating or partial burning of wood to make charcoal yields tar as a byproduct and is an ancient method for the production of both tar and pitch. Coal tar is a residue in the manufacture of coal gas and coke.

By the application of heat, tar is separated into several materials, one of which is pitch. The terms tar and pitch are loosely applied to the many varieties of the two substances, sometimes interchangeably. For example, asphalt, which is naturally occurring pitch, is called mineral tar and mineral pitch. Tar is more or less fluid, depending upon its origin and the temperature to which it is exposed. Pitch tends to be more solid. When ships were made of wood, tar had numerous uses, and an available supply of tar was an important factor in maritime growth. Tar made vessels watertight and protected their ropes from deterioration. All but small quantities of the tar now produced is fractionally distilled to yield naphtha, creosote, carbolic oil, and other equally important crude products. Among the substances produced by refining the various crude materials are benzene, toluene, cresol, and phenol. Tar from pine wood is used in making soap and medicinal preparations. Pitch is used in the manufacture of roofing paper, in varnishes, as a lubricant, and as a binder for coal dust in the making of briquettes used as fuel. Coal-tar

derivatives are used in the manufacture of dyes, cosmetics, and synthetic flavoring extracts. (1)

رال کا قرآن میں تذکرہ:۔

ان کے کرتے (لباس یا جسم) قطران کے (قطران میں لتھڑے ہوئے) ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی۔(۲) قرآن پاک کے بعض مفسرین نے قطران کو گندھک بتایا ہے لیکن بیشتر علماء نے اسے ایک لیس دار روغن سے تعبیر کیا ہے جو کالا ہوتا ہے۔اور مختلف پودوں سے یا ان کی لکڑی کو اُبال کر حاصل کیا جاتا ہے۔قرآن کے انگریزی ترجمہ نگاروں نے قطران کا ترجمہ لفظ Tar یا Pitch سے کیا ہے۔اردو میں Tar یا Pitch کا ہم معنی لفظ شاید کوئی بھی نہیں ہے۔حالاں کہ اردو کی لغت میں رال۔کول تار، بروزہ جیسے الفاظ درج کئے گئے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی لفظ قطران (Tar) کی ترجمانی نہیں کرتا ہے۔

مغربی محققین کے جدید تحقیقات :۔

مشرقی محققین نے رال پر کچھ کام نہیں کیا البتہ مغربی محققین نے اس پر کام کیا ہے ان میں سے کچھ محققین کی تحقیق سے حاصل خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

Pitch was traditionally used to help caulk the seams of wooden sailing vessels.(3)

Caulking is a process used to seal the seams in wooden boats or ships, and riveted iron or steel ships, in order to make them

---

۱۔ http://www.encyclopedia.com/doc/1E1-tarNpitc.html

۲۔ سورۃ ابراھیم آیت نمبر ۵۰

۳۔ http://en.wikipedia.org/wiki/Pitch_(resin)

sealing compounds to close up crevices in buildings against water, air, dust, insects, or as a component in firestopping.(1).
It was heated, then put into a container with a very long spout. Pitch was also used to waterproof wooden containers, and is sometimes still used in the making of torches.
Waterproof or water-resistant describes objects unaffected by water or resisting water passage, or which are covered with a material that resists or does not allow water passage. Such items may be used in wet environments or under water. Waterproofing describes making an object waterproof or water-resistant. The hulls of boats and ships were once waterproofed by applying tar or pitch. Modern items may be waterproofed by applying water-repellent coatings or by sealing seams with gaskets or O-rings.(2)

۱۔ http://en.wikipedia.org/wiki/Caulk
۲۔ http://en.wikipedia.org/wiki/Waterproof

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

☆ www.encyclopedia.com/doc/1E1-tarNpitc.html
☆ en.wikipedia.org/wiki/Pitch_(resin)
☆ www.infoplease.com/ce6/sci/A0847845.html
☆ www.osha.gov/SLTC/coaltarpitchvolatiles/index.html
☆ www.cheric.org/PDF/PK/PK20/PK20-4-0691.pdf
☆ books.google.com.pk/books?isbn=0849390672
☆ www.constructionequipment.com/Equipment/7993.html
☆ www.paceconsultants.com/Sub_Services/More_Information/coaltar.php
☆ www.koppers.com/htm/PandS_Roof_CTPitch.html
☆ www.britannica.com/EBchecked/topic/123020/coal-tar-pitch
☆ www.questia.com/library/encyclopedia/tar-and-pitch.jsp
☆ www.henriettesherbal.com/eclectic/potter-comp/pinus_turp.html
☆ www.inchem.org/documents/icsc/icsc/eics1415.htm
☆ www.buildings.com/articles/detail.aspx?contentID=8004
☆ encyclopedia.farlex.com/coal+tar+pitch
☆ www.atsdr.cdc.gov/tfacts85.html
☆ ec.europa.eu/health/ph_risk/committees/04_scher/docs/scher_o_083.pdf
☆ books.google.com.pk/books?isbn=031333160X
☆ www.alibaba.com/product-gs/51093062/Coal_Tar_Pitch.html
☆ www.tradboats.com/conglues.html
☆ medical-dictionary.thefreedictionary.com/coal+tar+pitch
☆ www.ouka.fi/ppm/turkansaari/tar_and_pitch.htm
☆ www.answers.com/topic/coal-tar-pitch
☆ www.tradeindia.com/manufacturers/indianmanufacturers/coal-tar-pitch.html
☆ www.tradekey.com/ks-coal-tar-pitch/
☆ linkinghub.elsevier.com/retrieve/pii/001623619090186T
☆ www.astm.org/Standards/D450.htm

تیل

تیل کے مختلف نام:۔

عربی۔	دھن (واحد)	عربی۔	ادھان (جمع)	اردو۔	تیل، روغن (۱)
ہندی۔	تیل	گجراتی۔	تیل	بنگالی۔	تیل
ملیالم۔	تیلم	سنسکرت۔	تیلم	فارسی۔	روغن
تیلگو۔	نونے	تامل۔	اِنّے	کنڑ۔	دھراتی
مراٹھی۔	تیلا	فرانسیسی۔	Huile	انگریزی۔	(۲)Oil
جرمن۔	Ol	اطالوی۔	Ollo	یونانی۔	Lad

تعارف:۔

تیل دوطرح کے ہوتے ہیں معدنی اور نباتاتی عام طور سے نباتاتی تیل غذا میں استعمال ہوتا ہے۔اور معدنی تیل دوسری ضروریات مثلاً جلانے یا ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔نبی کریم صلی علیہ وسلم کے زمانے میں عام طور سے زیتون کا تیل غذائی ضرورتوں کے لئے آسانی سے دستیاب تھا اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ کالی سرسوں جسے عربی میں خردل کہتے ہیں دستیاب ہو کیونکہ سرسوں کی کاشت اُن دنوں عرب میں کی جاتی تھی۔بعض غیر غذائی تیل خاص طور سے Euphorbiaceae کے خاندان کے پودوں کے تیل بھی یقیناً استعمال میں تھے۔(۳) تیل گرم علاقوں مثلاً حجاز وغیرہ میں حفظانِ صحت اور اصلاح بدن کے لئے اعلیٰ

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۳۶۴

۲۔ Sandra Anderson, Kay Cullen, Chambers Students Dictionary, Harrap Publishers Ltd., 7 Hopetoun Cresect, Edinburgh EH7 4AY, UK, First Edition, 1996, Page 942.

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰۸

اسباب میں سے ایک ہے۔ اور ان علاقوں کے باشندوں کے لئے تیل کا استعمال از حد ضروری ہے، سرد علاقوں کے لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تیل کا اتنا زیادہ استعمال کہ سر کو شرابور کر لیں آنکھ کے لئے مضر ہے۔ مفرد روغنوں میں سب سے زیادہ روغنِ زیتون پھر گھی اور اس کے بعد روغنِ کنجد (تل) ہے۔ آج کل دستیاب اور غذائی استعمال میں آنے والے تیلوں میں سویابین، سورج مکھی، بنولہ، مونگ پھلی، بھٹا (کارن آئل) وغیرہ شامل ہیں۔

تیل کا قرآن میں تذکرہ:۔

تیل کا ذکر قرآن میں ایک بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
ا۔	سورۃ المومنون (۲۳)۔	۲۰

سورۃ المومنون آیت ۲۰ میں ارشادِ باری ہے کہ "اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو تیل نکالتا ہے اور کھانے والے کے لئے سالن ہے"۔(۱) اس سے زیتون کا درخت مراد ہے، جس کا روغن تیل کے طور پر اور پھل سالن کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ سالن کو صِبغ رنگ کہا ہے کیوں کہ روٹی، سالن میں ڈبو کر گویا رنگی جاتی ہے۔ طورِ سینا (پہاڑ) اور اس کا قرب و جوار خاص طور پر اس کی عمدہ قسم کی پیداوار کا علاقہ ہے۔(۲)

تفسیر قرآن :۔

قرآن کریم میں جس تیل کا ذکر سورۃ مومنون میں ہوا ہے۔ وہ زیتون کا تیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "وہ زیتون کے مبارک درخت (کے تیل) سے جلایا جاتا۔ جو نہ پورب کی جانب ہے، اور نہ مغرب کی جانب

۱۔ القرآن کریم سورۃ المومنون، آیت نمبر۔۲۰

۲۔ القرآن کریم و ترجمۃ معانیہ و تفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۹۴۲

(بلکہ عین بیچوں بیچ ہے) اس کا تیل (اتنا صاف ہوتا ہے) کہ خود بخود جلنے کو ہوتا ہے خواہ اسے آگ نہ چھوئے''۔(۱) اس کی اہمیت اور افادیت متعدد احادیث سے بہت واضح ہو جاتی ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی نے تفسیرِ عثمانی میں اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ ''یعنی زیتون کا درخت جس میں سے روغن نکلتا ہے جو مالش وغیرہ کے کام آتا ہے اور بہت سے ملکوں کے لوگ سالن کی جگہ اس کا استعمال کرتے ہیں۔ اس درخت کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ کیونکہ اس کے فوائد کثیر ہیں اور خاص فضل وشرف رکھتا ہے، اسی لئے سورہ ''تین'' میں اس کی قسم کھائی گئی۔ جبل طور کی طرف نسبت کرنا بھی اس کی فضیلت و برکت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ وہاں اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہوگی''۔(۲)
مولانا مودودی نے سورۃ المومنون کی آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ''مراد ہے زیتون، جو بحرِ روم کے گرد و پیش کے علاقے کی پیداوار ہیں سب سے زیادہ اہم چیز ہے۔ اس کا درخت ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو ہزار برس تک چلتا ہے حتیٰ کہ فلسطین کے بعض درختوں کا قد و قامت اور پھیلاؤ دیکھ کر اندازہ کیا گیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے سے اب تک چلے آرہے ہیں۔ طورِ سینا کی طرف اس کو منسوب کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہی علاقہ جس کا مشہور ترین اور نمایاں ترین مقام طور، سینا ہے، اس درخت کا وطنِ اصلی ہے''۔(۳)

حدیث میں تیل کا تذکرہ:۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے سر میں تیل لگاتے اور داڑھی میں شانہ کرتے تھے، اور عمامہ کے نیچے باریک کپڑا رکھتے، جو تیل سے تر ہوتا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ کا کپڑا کسی روغن فروش کا کپڑا ہے۔(۴) ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت مذکور ہے کہ نبی کریم

۱۔ القرآن کریم سورۃ النور، آیت نمبر۔۳۵
۲۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیرِ عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۲۶۴
۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۳، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۷۲
۴۔ امام ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمہ، ص ۱۸۵۳

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”روغنِ زیتون کھاؤ اور اسے لگاؤ“۔(۱) حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریمؐ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ روغنِ زیتون کھاؤ اور اس کو لگاؤ کہ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔(۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا:۔ روغنِ زیتون کو بطور سالن استعمال کرو، اور اس کا روغن لگاؤ اس لئے کہ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے۔(۳) روغنِ زیتون ہر قسم کے زہر میں مفید ہے، دست آور ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے، اس میں حرارت کم اور لطیف تر اور نفع بخش ہوتا ہے۔ اس کی تمام قسموں سے جلد میں نرمی اور ملائمت پیدا ہوتی ہے۔ بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔ زیتون کا نمکین پانی آتش زدہ مقام پر آبلے نہیں آنے دیتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اور برگِ زیتون بدن کے سرخ دانوں اور پہلو کی پھنسیوں، گندے زخموں اور پتی کو روکتا ہے۔ پسینہ بند کرتا ہے، اس کے علاوہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔(۴)

افعال و خصوصیات:۔

بعض تیل گرم، بعض گرم تر اور بعض سرد ہوتے ہیں۔ خوردنی تیل دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ معدنی تیل ہر جگہ نہیں ہوتا۔ لیکن استعمال ہر جگہ ہوتا ہے۔ قرآن میں جن تیلوں کا ذکر آیا ہے ان میں زیتون کو بہت اہمیت حاصل ہے اس تیل کی انفرادیت یہ ہے کہ تیل کا ڈبہ یا بوتل کھلی رکھ دیجئے اس پر کوئی چیونٹی نہیں آئے گی اور جب بھی اسے چراغ میں رکھ کر جلائیں گے تو دوسرے تیلوں کی طرح دھواں نہیں دے گا نہ ہی بو آئے گی اسی طرح جب اس سے جسم پر مالش کی جائے گی تو دوسرے تیلوں کی طرح زائد چکنائی محسوس نہیں ہوگی اور نہ بو ہوگی۔ قرآن کریم کی سورۃ المومنون میں زیتون کا ذکر ہے جس میں کہا گیا ہے: طور پہاڑ کے علاقے میں وہ

۱۔ امام ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمہ، ص ۱۸۵۲

۲۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ص ۳۳۱۹

۳۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۰

۴۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۵۳

درخت ہے جس سے وہ تیل نکلتا ہے جو تمہاری روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے۔(۱) سورۃ التین کا آغاز ہی انجیر اور زیتون سے ہوتا ہے۔۔۔۔ ''قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور طورِ سینا کی (۲) ۔۔۔۔۔'' توریت میں بھی زیتون کے تیل کا ذکر ملتا ہے۔ مقدس کتابوں میں بھی زیتون کا بابرکت ہونا پایا جاتا ہے۔(۳) تیل مساماتِ بدن کو بند کرتا ہے۔ گرم پانی سے غسل کرنے کے بعد اس کو استعمال کیا جائے تو بدن کو خوبصورت بناتا ہے۔ اور اس میں شادابی پیدا کرتا ہے۔ اگر بالوں میں لگایا جائے تو انہیں جاذبِ نظر اور دراز کرتا ہے۔ دانتوں سے بدن کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور بدن پر آنے والی دوسری آفات کا بھی دفعیہ کرتا ہے۔ مرکب روغنوں میں سے بعض بارد رطب ہیں جیسے روغنِ بنفشہ جو سر درد حار میں مفید ہے اور جن کو نیند نہ آتی ہو ان کے لئے خواب آور ہے۔ دماغ کو تازگی بخشتا ہے۔ درد آدھا سیسی سے حفاظت کرتا ہے۔ خشکی دور کرتا ہے۔ یبوست ختم کرتا ہے۔ کھجلی میں اس کو لگایا جاتا ہے۔ خشک کھجلی میں بے حد مفید ہے۔ جوڑوں کی حرکت آسان کرتا ہے۔ موسم گرما میں گرم مزاج والوں کے لئے مصلح ہے۔ بواسیر، باسور، جلدی امراض، بلدوسی اور کوڑھ میں زیتون کا تیل فائدہ بخش ہے۔ ابن القیم نے زیتون کے تیل کی افادیت بیان کی ہے۔ جلدی امراض میں اسے بے حد مفید پایا ہے۔ پرانے حکیم اس کی افادیت جانتے تھے۔ وہ بلا جھجک جلدی امراض میں اسے استعمال کراتے تھے۔ آگ میں جلنے سے کوئی زخم رہ جائے تو زیتون کے تیل سے ٹھیک ہوجاتا ہے۔ فالج کے مرض میں بھی اس کی مالش مفید ہے۔ جوڑوں کے درد میں بھی اس کی مالش فائدہ دیتی ہے بلکہ جن لوگوں کی ہڈیاں کمزور ہوں ان کو بھی طاقت ملتی ہے۔ زیتون کے کچے پھل کو پانی میں ابال کر غرارے کیے جائیں تو منہ کے اکثر امراض ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ اس سے مسوڑے مضبوط ہوتے اور منہ کے اندرونی زخم، چھالے، دانے ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ زیتون کے پتے پیس کر گندے اور بدبودار زخموں پر لیپ کرنے سے وہ بہت جلد ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ ان کی بدبو دور ہوتی ہے۔ اسی طرح داد اور پتی پر زیتون کا تیل لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھوں اور بغلوں میں بہت پسینہ آئے وہ زیتون کے تازے

۱۔ القرآن کریم سورۃ المومنون آیت ۲۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ التین آیت نمبر ۱ تا ۳

۳۔ کتاب خروج۔ باب ۲۷، آیت ۲۰

پتے گھوٹ کر لگائیں تو آرام آجائے گا۔ایسے لوگ جو بچپن سے زیتون کا تیل سر میں لگاتے آئے ہیں ان کے سر میں کبھی کوئی بیماری ہوئی، بال گرے اور نہ گنج ہوا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ بال سفید نہیں ہوتے۔ زیتون کا تیل بالوں کو چمکاتا اور سیاہی برقرار رکھتا ہے۔اس کے لگانے سے سر میں سکری، خشکی، زخم وغیرہ نہیں ہوتے۔ یہ بذاتِ خود بالوں کے لئے بہترین ٹانک ہے۔(۱) روغنِ زیتون ہر قسم کے زہر میں مفید ہے، دست آور ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے، اس میں حرارت کم ہوتی ہے۔ اور لطیف تر اور نفع بخش ہوتا ہے۔اس کی تمام قسموں سے جلد میں نرمی اور ملائمت پیدا ہوتی ہے۔ بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔ زیتون کا نمکین پانی آتش زدہ مقام پر آبلے نہیں آنے دیتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔اور برگِ زیتون بدن کے سرخ دانوں اور پہلو کی پھنسیوں، گندے زخموں اور پتی کو روکتا ہے۔ پسینہ بند کرتا ہے، اس کے علاوہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔(۲)

دیگر تیلوں کی مختصر خصوصیات:۔

روزمرہ اور عام استعمال ہونے والے تیلوں کی مختصر خصوصیات حروفِ تہجی کے اعتبار سے درج ذیل ہیں۔

آس کا تیل (Myrtle Oil) :۔آس کا تیل بالوں پر مالش کرنے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں ان میں قوت آتی ہے۔ بالوں کی سیاہی قائم رہتی ہے بال خراب نہیں ہوتے۔

آملہ کا تیل (Emblica Oil) :۔ بالوں کی جڑوں کو طاقت، مضبوطی اور تقویت دینے کے ساتھ خشکی، سکری سفیدہ اور گنج پن کی علامت کو دور کرتا ہے۔

انڈے کا تیل (Egg Oil) :۔ انڈے کا تیل حکماء اور معالجین کے نزدیک بالوں کے مختلف امراض مثلاً گنج، گرتے بالوں کی سفیدی، ہلکے اور پتلے بال اور بالوں کی خشکی کے لئے ایک بے نظیر تیل تصور کیا جاتا ہے۔ بہتر نتائج کے لئے انڈے کا تیل سادہ پانی یا پھر کلونجی کا تیل یا کالے تل کے تیل کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۳۸

۲۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ص ۳۴

ارنڈی کا تیل(Castor Oil) :۔ارنڈی کا تیل سر پر متواتر لگاتے رہنے سے دائمی خشکی کم کرتا ہے اور بالوں کو بڑھاتا ہے۔ پلکوں اور بھووں پر لگاتے رہنے سے پلکوں اور بھووں کے بالوں کو لمبا گھنا اور خوبصورت کرتا ہے۔ دودھ میں ملا کر پینے سے پرانی دائمی قبض کو توڑتا ہے۔ رات سونے سے پہلے ارنڈی کا تیل چہرے اور ہاتھ پاؤں پر لگانے سے جلد کو نرم و ملائم رکھتا ہے۔ گھٹیا اور دیگر جسمانی امراض مالش کرنا انتہائی درجہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ مقدارِ خوراک آدھ چمچہ سے ایک چمچہ تک ہے۔

اندرائن کا تیل(Colosynth Oil) :۔روغنِ اندرائن کافی عرصے تک بالوں پر لگاتے رہنے سے بالوں کو وقت سے پہلے سفید ہونے سے روکتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات متواتر لگاتے رہنے سے سفید بالوں کو سیاہ بھی کرتا ہے۔

ادرک کا تیل(Ginger Oil) :۔ دردِ کان میں ٹپکاتے ہیں، جوڑوں، پٹھوں اور چوٹوں کے دردوں پر مالش کرنے کے علاوہ فالج، گھٹیا وغیرہ پر بھی ملتے ہیں۔

اجوائن کا تیل(Bishops Weed Oil) :۔ کالی کھانسی، نزلہ، زکام، بلغم، پیچش، بدہضمی، گیس میں آرام کے لئے گرم پانی میں ملا کر پیتے ہیں۔ گھٹیا، اعصابی دردوں وغیرہ میں مالش کرتے ہیں۔ آدھے سر کے درد میں ابلتے ہوئے پانی میں ملا کر بھانپ لیتے ہیں۔ برص، مہاسے، زیرِ جلد جمے ہوئے خون پر ملتے ہیں۔ بچھو اور زنبور کے کاٹے پر لگاتے ہیں۔ آواز کا بیٹھنا، حلق کی سوزش وغیرہ میں نیم گرم پانی کے ساتھ غرارہ کرتے ہیں۔

اخروٹ کا تیل(Walnut Oil):۔ بالوں کو مضبوط کرتا ہے، جلد پر لگانے سے داد کلف، داغ دھبے دور کرتا ہے، منقہ کے ساتھ کھانے سے بڑھاپا دور کرتا ہے، خون کی پیدائش بڑھاتا ہے۔ لو بلڈ پریشر کے مریضوں کو آرام دیتا ہے، جنسی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔ اکڑے ہوئے پٹھوں پر مالش کرنے سے پٹھوں کو نرم کرتا ہے۔ امراض بالخورہ میں بال واپس لاتا ہے، سر کی جوئیں مارتا ہے، ناک میں ٹپکانے سے فالج ولقوہ میں آرام دیتا ہے۔ مقدارِ خوراک ۵ قطرے سے آدھ چمچہ تک ہے۔

الائچی کا تیل(Cardomon Oil) :۔ بدہضمی پیٹ کا درد اور گیس دور کرتا ہے، دل کو فرحت اور تقویت دیتا ہے، ابکائی، متلی اور قے کو روکنے کے لئے پانی میں ملا کر دیتے ہیں۔ سونگھنے سے دردِ سر اور مرگی میں آرام دیتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرہ۔

السی کا تیل (Linseed Oil) :۔ چہرے پر ملنے سے داغ دھبے دور کرتا ہے، چونے کے پانی میں ملا کر جسم کے جلے ہوئے حصہ اور جلدی امراض مثلاً ایگزیما، داد وغیرہ پر لگانا انتہائی مفید ہے۔ ہڈیوں اور پٹھوں کے دردوں کی مالش کے لئے بہترین ہے، نزلہ زکام، کھانسی، دمہ اور قبض کی صورت میں نیم گرم پانی میں ملا کر پیتے ہیں۔ نیم گرم تیل دردِ کان کو آرام دیتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرہ سے پانچ قطرے تک۔

بابونہ کا تیل (Bitter Chamomile Oil) :۔ کمر، کولہے اور پٹھوں کے درد، گھٹیا عرق النساء، ورم اور چوٹوں پر مالش کرنا مفید ہوتا ہے۔ کان میں ٹپکانے سے سننے کی صلاحیت تیز ہوتی ہے، دردِ کان کے لئے بھی ڈالتے ہیں۔

بنفشہ کا تیل (Wild Violet Oil) :۔ بالوں پر لگانے سے گرتے بالوں کو روکتا ہے، اور نیند لاتا ہے، ناخنوں پر لگانے سے ان کی صحت کی حفاظت کرتا ہے۔ بدن پر ملنے سے جلد ملائم کرتا ہے، موسم کی تبدیلی سے جلد پھٹ جائے تو ملنے سے آرام دیتا ہے، کھانسی جو کسی دوا سے نہ جاتی ہو تو اس تیل سے ناف کو چکنا کرنے سے آرام آتا ہے۔

بادامِ شیرین کا تیل (Sweet Almond Oil) :۔ روغنِ بادام میں گوشت اور مچھلی سے زیادہ پروٹین، دودھ سے دوگنی مقدار میں کیلشیم اور وٹامنز پائے جانے کی وجہ سے جسم کی تعمیر، خون کی پیدائش، ہڈیوں اور دانتوں کی نشونما کے لئے اکسیر ہے۔ اسی لئے شہد اور دودھ میں ملا کر پیتے ہیں، اسے تقویت دماغ اور خشکی دور کرنے کے لئے سر پر لگاتے ہیں، اس کے علاوہ گرم دودھ میں ملا کر پینے سے دائمی قبض دور کرتا ہے مقدارِ خوراک آدھ چمچہ سے ایک چمچہ تک۔

بادامِ تلخ کا تیل (Bitter Almond Oil) :۔ بادامِ تلخ کا تیل چہرے کا رنگ نکھارنے اور داد چھائیں، داغ دھبوں کو دور کرنے کے لئے چہرے پر ملتے ہیں، بہرہ پن، کان کا درد، کان میں شائیں شائیں، کان بجنا اور کان کے کیڑے مارنے میں استعمال ہوتا ہے۔ جوئیں مارنے کے لئے سر پر لگاتے ہیں۔

بلسان کا تیل (Balsan Oil) :۔ اسے فالج، لقوہ، گھٹیا وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں، دمہ، کھانسی اور پھیپھڑوں کے زخم اچھا کرنے کے لئے بھی مفید پایا گیا ہے۔ امراضِ سوزاک میں بھی بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرہ تک ہے۔

پستہ کا تیل (Pistachio Oil) :۔ روغنِ پستہ دودھ یا شہد میں ملا کر پینے سے دل و دماغ کو قوی کرتا

ہے، حافظہ بڑھاتا ہے، گردوں کی لاغری دور کرتا ہے، کمزور کو فربہ کرتا ہے، قوت جنسی میں اضافہ کرتا ہے، معدہ کو قوی کرتا ہے، کھانسی میں بلغم کو خارج کرتا ہے۔ خون کی خرابی دور کرتا ہے۔ چہرے پر ملنے سے داغ دھبے دور کرتا ہے۔ مقدارِ خوراک پانچ قطرہ سے آدھ چمچہ تک ہے۔

پودینہ کا تیل (Peppermint Oil) :۔ قے، متلی میں پانی کے ساتھ پینا مفید ہے، بچھو وغیرہ کے کاٹے کے مقام پر لگانا آرام دیتا ہے۔ پسینہ لاتا ہے اور یرقان کو فائدہ دیتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرہ تک ہے۔

تارامیرا کا تیل (Bitter Mustard Oil) :۔ جوئیں مارتا ہے، خشکی، خارش، چھائیں، چھپ، برص دور کرتا ہے۔ انڈے کے ہمراہ کھانے سے جنسی قوت اور چنوں کے پانی کے ہمراہ کھانے سے منی بڑھاتا ہے، اسے پانی میں ملا کر چنوں کے ساتھ کھایا جائے تو منی خوب پیدا کرتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرہ سے پانچ قطرے تک ہے۔

تارپین کا تیل (Tarpin Oil) :۔ دردِ کمر، پٹھوں کے درد، پہلو کے درد، نمونیا وغیرہ میں جسم اور سینہ کی مالش کرتے ہیں۔ داد گنج اور چنبل جیسے امراض میں جلد پر لگاتے ہیں۔ اس کے ٹپکانے سے جلد کے زخموں کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ نیم گرم پانی میں ملا کر بھاپ لینے سے ناک کے تمام کیڑے ہلاک ہو کر خارج ہو جاتے ہیں۔ پرانی خونی کھانسی میں چند قطرے کھولتے پانی میں ڈال کر بخارات سونگھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

تخمِ مولی کا تیل (Raddish Seed Oil) :۔ چہرے کی سیاہی، چھائیں، برص، بہق اور چہرے کے رنگ نکھارنے کے لئے تنہا یا مناسب ادویہ کے ہمراہ استعمال کرتے ہیں۔ حیض و پیشاب لانے اور بلغمی امراض میں پانی میں ابال کر پیتے ہیں۔ مقدارِ خوراک ایک سے پانچ قطرے تک۔

جمال گوٹہ کا تیل (Croton Seed Oil) :۔ گرتے بال اور ابتدائی گنج میں پانچ قطرے روغنِ جمال گوٹہ تیس گرام روغنِ زیتون میں ملا کر لگاتے ہیں۔ امراض باہ میں طلاء کرتے ہیں جو کہ دیگر ادویہ کے ہمراہ کسی مستند معالج کے مشورے سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جائفل کا تیل (Nutmeg Oil) :۔ عرق النساء، لقوہ، فالج، گھٹیا، عصبی درد (جس کی ابتداء رگوں سے ہوتی ہو) اور دردسر وغیرہ میں اس کی مالش مفید ثابت ہوتی ہے، سرعتِ انزال میں ایک آدھ ابلا انڈہ ایک چمچ

شہد اور دو قطرے روغنِ جائفل ملا کر کھانے سے جنسی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے، ایگزیما اور داد وغیرہ دور کرنے کے لئے ایک قطرہ روغنِ جائفل میں اپنے تھوک (نہار منہ) میں ملا کر لگانے سے آرام آتا ہے۔

چار مغز کا تیل (Four Seeds Oil) :۔ نیند لاتا ہے، سر درد میں کنپٹیوں پر لگانے سے آرام دیتا ہے۔ دماغ کو تقویت، تراوٹ اور فرحت دیتا ہے۔ دماغ اور بالوں کی خشکی کو دور کرتا ہے۔

چنبیلی کا تیل (Jasmin Oil) :۔ روغنِ چنبیلی تل کے تیل کے ساتھ سر پر لگانے سے دماغ کو تراوٹ و تقویت پہنچاتا ہے۔ یہی عمل بدن پر مالش کرنے سے جلد کا ملائم کرتا ہے اور رنگ کو نکھارتا ہے اسی وجہ سے اسے ابٹنوں میں ملا کر ملتے ہیں، فالج، لقوہ، عرق النساء اور پٹھوں کے دردوں پر اس کی مالش کرنے سے آرام آتا ہے۔

چلغوزہ کا تیل (Pine Nut Oil) :۔ اسے شہد یا دودھ کے ساتھ استعمال کرنے سے دل و پٹھوں کو قوت بخشتا ہے بھوک بڑھاتا ہے، کھانسی و دمہ میں آرام دیتا ہے، گردوں اور مثانہ کے زخم کو فائدہ دیتا ہے۔ جنسی کمزوری دور کرتا ہے اور منی بڑھاتا ہے، فالج، لقوہ، رعشہ، دردِ کمر میں آرام دیتا ہے۔

خشخاش کا تیل (Khaskhash Oil) :۔ نیند نہ آنے کی صورت میں سر پر مالش کرتے ہیں، آدھا چمچہ خشخاش کا تیل ایک گلاس دودھ میں ملا کر پینے سے فائدہ دیتا ہے۔ خشخاش بادام اور کدو تینوں کا ہم وزن تیل کافی عرصے سر پر مالش کرنے سے خشکی کم کرتا ہے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ خشک جلد اور خارش پر خشخاش کا تیل اور عرقِ لیموں ملا کر لگانا مفید ہے۔ خشخاش، نزلہ پیدا نہیں کرتا اسی لئے سرد موسموں میں بھی بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ مقدارِ خوراک آدھ چمچہ سے ایک چمچہ تک۔

دھنیا کا تیل (Coriander Oil) :۔ پانی میں ابال کر پینے سے کولسٹرول کم کرنے کے ساتھ گردوں کو بھی قوی کرتا ہے۔ یہی عمل حیض میں بھی آرام دیتا ہے۔ آنکھوں کی جلن اور سوجن کم کرتا ہے، احتلام اور کثرتِ شہوت کو روکتا ہے، بدہضمی، پیچس، دست اور معدہ کی تیزابیت میں آرام دیتا ہے، پیاس بجھاتا ہے اور بھوک لگاتا ہے۔ سر پر لگانے سے بالوں کی جڑوں کو مضبوط کر کے گرتے بالوں کو روکتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرے سے پانچ قطرے تک۔

دار چینی کا تیل (Cinnamon Oil) :۔ دمہ، بلغمی کھانسی، وبائی نزلہ و ہیضہ، ٹائیفائیڈ اور ملیریا وغیرہ میں اور قوتِ حافظہ اور یادداشت تیز کرنے کے لئے سادہ پانی یا شہد کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ دانتوں اور

مسوڑھوں کے دردوں پر آرام لانے کے لئے لگاتے ہیں۔ جنسی کمزوری دور کرنے کے لئے عضو پر طریقے سے مالش کرتے ہیں۔ یہ جلد کے داغ دھبے، پھوڑے، پھنسی صاف کرتا ہے۔ فالج، لقوہ، پٹھوں اور جوڑوں کے دردوں پر مالش کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرے تک۔

دھلی تلی کا تیل (Washed Sesame Oil) :۔ سر پر لگانے سے بالوں کو مضبوطی پہنچا کر گرنے سے روکتا ہے اور بالوں کو بڑھاتا ہے، بدن کی خشکی اور خارش ختم کرنے اور پٹھوں اور جوڑوں میں آرام کے لئے مالش کرتے ہیں۔

ریٹھا کا تیل (Soapnut Oil) :۔ ریٹھے کا تیل بالوں کو نرم وملائم اور چمکدار رکھتا ہے۔ بال بڑھاتا ہے اور بالوں کی جڑوں کو تقویت دیتا ہے۔

رائی کا تیل (Black Mustard Oil) :۔ عرق النساء فالج، گھٹیا اور دیگر دردوں میں مالش کرتے ہیں، جلدی امراض مثلاً داد، برص، خارش، خشکی وغیرہ میں لگانا مفید ہے۔ زکام کی حالت میں ہاتھ پاؤں اور ناک کے بانسے پر ملنا فائدہ مند ہے۔ روئی میں تر کر حلق کی خارش میں لگانا مفید ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرے سے تین قطرے تک۔

زیرہ کا تیل (Cumin Seed Oil) :۔ بواسیر، گیس، ضعف، معدہ، نزلہ اور زکام کی حالتوں میں نیم گرم پانی میں ملا کر پیتے ہیں۔ بچھو کے ڈنگ سے زخمی ہوجانے والی جگہ پر عرق پیاز میں ملا کر لگاتے ہیں۔ پھوڑے پھنسی پر پانی میں ملا کر لگاتے ہیں۔ یاداشت تیز کرنے کے لئے شہد میں ملا کر کھاتے ہیں۔ بدہضمی، دست وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ غذا ہضم کرتا ہے، بھوک لگاتا ہے اور ہچکی روکتا ہے، چہرے پر ملنے سے رنگ صاف کرتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرے سے پانچ قطرے تک۔

زیتون کا تیل (Olive Oil) :۔ زیتون کا تیل خشک جلد کو نرم کرتا ہے اور چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے، بدن کو قوی کرتا ہے اس لئے لاغر بچے اور کمزور اشخاص لاغیری اور کمزوری دور کرنے کے لئے پیتے اور لگاتے ہیں۔ فالج عرق النساء، گھٹیا کے علاوہ خارش، چنبل، خشکی گنج پر لگانا مفید ہے، جنسی کمزوری کے لئے اکسیر ہے۔ مقدارِ خوراک آدھ سے ایک چمچہ تک۔

سکاکائی کا تیل (Sekakai Oil) :۔ بالوں پر لگانے سے بال لمبے ہوتے ہیں گرتے بال رک جاتے ہیں، خشکی بفا اور سکری علامت دور ہوجاتی ہے اور بال نرم وملائم ہوجاتے ہیں۔

سفیدہ کا تیل (Euclyptus Oil) :۔نزلہ، زکام، کھانسی کی حالتوں میں ناک کے بانسے پر لگاتے ہیں اور سینے پر بھی ملتے ہیں ابلتے پانی میں ڈال کر بھانپ بھی لیتے ہیں سر درد میں کنپٹیوں پر ملنے سے فائدہ دیتا ہے۔

سونف کا تیل (Fennel Oil) :۔آنکھوں کی بینائی، موتیہ، دمہ، بے خوابی، گیس، بدہضمی، دردِ پیٹ، ضعفِ جگر کی حالتوں میں نیم گرم پانی میں ملا کر پلاتے ہیں، سر پر ملنے سے جوئیں مارتا ہے، ماں کا دودھ بڑھانے کے لئے گائے کے دودھ کے ساتھ پلاتے ہیں۔مقدارِ خوراک ایک قطرے سے تین قطرے تک۔

سرسوں کا تیل (Yellow Rapeseed Mustard Oil) :۔ بدن پر مل کر نہانے سے جلد میں تراوٹ پہنچتی ہے اور بدن مضبوط اور تندرست ہوتا ہے، یہی عمل خشک خارش کے لئے مفید ہے، بچوں کے سینوں پر ملنے سے کھانسی کو ختم کرتا ہے۔کان میں ٹپکانے سے کان کے کیڑے مرجاتے ہیں، پیٹ پر ملنے سے تلی کم ہوجاتی ہے، اس میں کافور ملا کر مالش کرنے سے گھٹیا اور عرق النساء کا درد کم ہوجاتا ہے۔

سورنجان تلخ کا تیل (Colchici-Cormus Oil) :۔پٹھوں کے درد، عرق النساء اور نقرس وغیرہ میں مالش کرتے ہیں۔ورموں کو ختم کرتا ہے۔

صندل کا تیل (Sandal Oil) :۔اسے عموماً ورمِ مثانہ سوزاک، پیشاب کی سوزش اور جلن میں ایک سے دو قطرے بتاشے یا دودھ کے ساتھ کھانا فائدہ مند ہے۔پرانی بدبودار بلغمی کھانسی میں بھی بتاشے کے ساتھ کھانا نافع ہے۔مقدارِ خوراک ایک سے دو قطرے تک۔

کاسنی کا تیل (Cichorium Intybus Oil) :۔امراضِ جگر مثلاً یرقان، ورمِ جگر اور استسقاء وغیرہ میں عموماً استعمال کرتے ہیں۔جگر کی گرمی اور پیاس میں مفید ہے، شربتِ بنفشہ کے ساتھ ملا کر پیتے ہیں تو نیند خوب آتی ہے۔مقدارِ خوراک ایک سے دو قطرے تک۔

کلونجی کا تیل (Nigella Sativa Oil) :۔ طبی نقطہ سے کلونجی کا تیل شوگر، بواسیر، فالج، دمہ، پتھری، گھٹیا، قبض، جلدی امراض، دانت، کان سانس کی بیماری کے ساتھ ساتھ امراضِ قلب جنسی کمزوری، ضعفِ جگر، گیس، گرتے بال، خشکی اور دردوں کی مالش کے لئے انتہائی مفید ہے۔روغنِ کلونجی سادہ یا چائے، پانی شہد، دودھ وغیرہ میں ملا کر پیا جاسکتا ہے۔مقدارِ خوراک ایک سے پانچ قطرے تک۔

کدو کا تیل (Pumphin Seed Oil) :۔سر پر ملنے سے دماغ کو قوت، تراوٹ وتقویت دیتا ہے،

خشکی، سر درد، بے خوابی دور کرتا ہے، پانی کے ساتھ پینے سے ہائی بلڈ پریشر کم کرتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک سے دس قطرے تک۔

کاھو کا تیل (Lactuca Seed Oil) :۔ کاھو کا تیل سر پر ملنے سے بے خوابی دور کر کے نیند لاتا ہے، یہ بالوں کو مضبوطی فراہم کرتا ہے اور گرنے سے روکتا ہے۔ مرض احتلام اور کثرت شہوت میں دیگر ادویہ کے ہمراہ استعمال کرتے ہیں۔ مقدارِ خوراک ایک سے چار قطرے تک۔

قسط شیریں کا تیل (Costus Root Oil) :۔ فالج، لقوہ، رعشہ، عرق النساء اور پٹھوں کے درد کو تسکین دینے اور اعصاب کو قوت دینے کے لئے مالش کرتے ہیں، یہ سر کے بالوں کے لئے بھی مفید ہے، جھائیں اور جلدی داغ دھبے دور کرنے کے لئے جلد پر ملتے ہیں۔

گلو سبز کا تیل (Glow Oil) :۔ گلو سبز کا تیل خشکی، سکری دور کرتا ہے، گرتے بالوں کو روکتا ہے، اس کا متواتر کافی عرصہ تک استعمال بالوں کو پتلا ہونے سے روکتا ہے۔

گلاب کا تیل (Rose Oil) :۔ اسے روغنِ گل بھی کہتے ہیں، سر پر لگانے سے دماغ کو فرحت و تقویت دیتا ہے۔ دردِ کان، دردِ دانت پر چند قطرے ٹپکانے سے آرام آتا ہے۔ جسم کے جلے ہوئے حصوں پر ملنے سے آرام دیتا ہے، نیند لانے کے لئے سر پر لگاتے ہیں، پان وغیرہ کے ساتھ چونا کھانے سے منہ اور زبان میں چھالے پڑ جائیں تو اس سے کلیاں کرنے سے آرام ملتا ہے۔ تیز بخار کی زیادتی میں برف سے ٹھنڈا کر کے تالوں پر لگانے سے بخار کی شدت میں کمی آتی ہے۔

لونگ کا تیل (Clove Oil) :۔ دانتوں اور مسوڑھوں کے دردوں پر لگانے سے فوراً آرام دیتا ہے، گھٹیا، جوڑوں، پٹھوں اور ریڑھ کی ہڈیوں کے دردوں پر براہ راست یا روغنِ مچھلی کے ساتھ برابر مقدار میں ملا کر لگاتے ہیں، جنسی کمزوری دور کرنے کے لئے عضو پر طریقے سے مالش کرتے ہیں، کنپٹیوں اور پیشانی پر ملنے سے سر درد دور کرتا ہے، مچھروں کو بھگانے اور ملیریا سے بچنے کے لئے نیم کے تیل یا کسی بھی دوسرے تیل کے ساتھ ملا کر جسم کے برہنہ حصے پر لگاتے ہیں۔ مقدارِ خوراک ایک قطرے تک۔

لہسن کا تیل (Garlic Oil) :۔ دردِ کان میں ٹپکاتے ہیں، جوڑوں اور پٹھوں کے دردوں کے علاوہ فالج، لقوہ اور گھٹیا میں بھی اس کی مالش مفید ہے۔

لیموں کا تیل (Lemon Oil) :۔ جلد پر ملنے سے بہق، کلف (جھائیں)، داد اور دیگر جلدی داغ دھبوں

کو دور کرتا ہے۔ سانپ بچھو، بھڑ کے کاٹے کے مقام پر لگانے سے آرام دیتا ہے، نیم گرم پانی میں ملا کر غرارہ کرنے سے منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرے تک۔

لبوب سبعہ (Seven Seeds Oil) :۔ سات مغزیات یعنی بادام، پستہ، اخروٹ، کدو، فندق اور دھلی تل ملا کر بناتے ہیں۔ اسی وجہ سے شہد یا دودھ کے ساتھ پینے سے کمزور دماغ اور جسم کو طاقتور کرتا ہے اور خون کی پیدائش کرتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک سے دس قطرے تک۔

میتھی کا تیل (Fenugreek Oil) :۔ طبی نقطہ نگاہ سے میتھی شوگر کے لئے انتہائی درجہ مفید ہے۔ فولاد پائے جانے کی وجہ سے خون کی کمی دور کرتا ہے، میتھی کا مسلسل استعمال خونی بواسیر معدہ کے السر، آنتوں کی جلن، گیس، دمہ، بلغمی کھانسی، پرانی پیچس، جنسی کمزوری اور جسمانی دردوں کی مالش کے لئے انتہائی درجہ کارآمد ہے۔ میتھی روغنِ مچھلی کا قدرتی نعم البدل بھی ہے۔ مقدارِ خوراک ایک سے چار قطرے تک۔

مونگ پھلی کا تیل (Peanut Oil) :۔ اپنی غذائیت کے حساب سے مونگ پھلی کا تیل فوائد میں کاجو اور اخروٹ وغیرہ سے کم نہیں ہوتا۔ کیلشیم، وٹامنز، فاسفورس اور نشاستہ کے پائے جانے کی وجہ سے اسے زیتون کے تیل کا بدل کہا جاتا ہے اور اسی وجہ سے سیلڈ آئل بھی کہلاتا ہے۔

مال کنگنی کا تیل (Staff Tree Seed Oil) :۔ تلووں اور ہتھیلی میں ملنے سے بینائی تیز ہوتی ہے عرق النساء، گھٹیا، فالج، لقوہ، دردِ پہلو و کمر، جسم کے بے جس حصے اور کمزور پٹھوں پر بکثرت کافی عرصہ مالش کرنا اور پینا انتہائی مفید ہے، مصفّٰی خون ہونے کے باعث جذام، برص وغیرہ میں لگاتے اور پیتے ہیں۔ ایک قطرہ روزانہ پینے سے ذہن و حافظہ بڑھتا ہے، جنسی کمزوری میں چند قطرے دودھ یا سادہ پانی کے ساتھ کھاتے ہیں اور عضو کی مالش بھی کرتے ہیں۔ مقدارِ خوراک ایک سے دو قطرے تک۔

مچھلی کا تیل (Fish Oil) :۔ مچھلی کا تیل بدن کو قوت بخشتا ہے اسی لئے کمزور اشخاص اور لاغر بچوں کو دودھ میں ملا کر دینا انتہائی فائدہ مند ہوتا ہے، یہی عمل قوتِ باہ کو بھی بڑھاتا ہے۔ گھٹیا، جوڑوں، پٹھوں اور ہڈیوں کے دردوں پر اس کی مالش فائدہ مند ثابت ہوتی ہے، روغنِ لونگ کے ساتھ برابر مقدار میں ملا کر ریڑھ کی ہڈیوں پر مالش کرنا معالجین کے نزدیک ایک بہترین مالشی تیل ہے۔ مقدارِ خوراک ایک قطرہ ہے۔

ناریل کا تیل (Coconut Oil) :۔ ناریل کا تیل بالوں میں لگانے سے نہ صرف بالوں کو گرنے سے روکتا ہے بلکہ بالوں کو نرم و ملائم چمکدار اور لمبا کرتا ہے، اس کی قدرتی خوشبو تازگی کا احساس بھی پیدا کرتی

ہے۔

نیم کا تیل(Margosa Seed Oil) :۔روغنِ نیم بالوں کو سیاہ کرتا ہے، جوؤں کو مارتا ہے، دانتوں اور مسوڑھوں پر ملنے سے ان کی بوسیدگی ختم کرتا ہے، مصفّٰی خون ہونے کے باعث جلدی اور بواسیری مسوں پر لگانے سے چند دنوں میں مسوں کو گرا دیتا ہے۔ جلدی امراض مثلاً پھوڑے کے غلیظ مواد، پھنسی، خارش، کیڑے لگے پرانے زخم بدبودار خراب گوشت اور جزام وغیر میں لگاتے اور پلاتے ہیں۔ پانچ قطرے تک پانی میں ملا کر پینے سے آنکھوں کی بینائی تیز ہوتی ہے۔ مقدارِ خوراک ایک سے دس قطرے تک۔

ہالون کا تیل(Lepidium Sativum Oil) :۔روغنِ ہالون (حب الرشاد) گرتے بالوں کو روکتا ہے اور خشکی دور کرتا ہے، جنسی کمزوری دور کرتا ہے، عرق النساء، جوڑوں اور پٹھوں کے دردوں کے لئے مفید ہے۔ مصفّٰی خون ہونے کی باعث چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے اور برص، داد، چھیپ دور کرتا ہے، دمہ، کھانسی میں مفید ہے۔ بغل کی بو دور کرتا ہے۔ مقدارِ خوراک ایک سے پانچ قطرے تک۔(۱)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۸ تا ۲۰۰، اشرف آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۵۶، بٹ، حکیم حافظ طاہر محمود، قدرتی کرشموں کا انسائیکلوپیڈیا، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء، باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی ﷺ انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، ۲۰۰۶ء، عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Vegetable_oil

☆ en.wikipedia.org/wiki/Vegetable_oil_used_as_fuel

☆ ravenfamily.org/andyg/vegoil.htm

☆ books.google.com.pk/books?isbn=0970722702

☆ www.greasecar.com/

☆ www.vegetableoildiesel.co.uk/fuelsdatabase/database/index.php

☆ journeytoforever.org/biodiesel_svo.html

☆ www.vegoilmotoring.com/

☆ www.youtube.com/watch?v=qZ8L1Prl6tk

☆ www.dieselveg.com/

☆ International Herald Tribune

☆ www.brecorder.com/index.php?id=8rm=&supDate=

☆ www.dancingrabbit.org/biodiesel/

☆ www.libertyvegetableoil.com/

☆ www.vegetableoildiesel.co.uk/

☆ www.wvofuels.com/

☆ www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=story_28-4-2003_pg6_8

☆ www.britannica.com/EBchecked/topic/624598/vegetable-oil

☆ www.wastecare.co.uk/vegetable-oil/

☆ pk.countrysearch.tradekey.com/vegetable-oil.htm

☆ www.frybrid.com/ - 34k

☆ www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2007%5C08%5pg5_23

☆ www.youtube.com/watch?v=GOFbsaNeZps

☆ www.nicepakistan.com/pakveg.htm

☆ www.autobloggreen.com/category/vegetable-oil/

رائی

رائی کے مختلف نام:۔

عربی۔	خردل	فارسی۔	اسپندان	مرہٹی، ہندی۔	رائی
اردو۔	رائی(۱)	بنگالی۔	رائی سورشا	سنسکرت۔	سرشا پھاراجیکا
تیلگو۔	آوالو	تامل۔	کڈگو	کشمیری۔	آئر
ہسپانوی۔	Mostaza	ملیالم۔	کڈوکو	یونانی۔	Mostarda
اطالوی۔	Catrame	فرانسیسی۔	Mautarde	جرمن۔	Senf
انگریزی۔	Mustard(۲)	لاطینی، یونانی۔	Sinapis	روسی۔	Garcheetsa

تعارف:۔

رائی کو عربی میں خردل کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے سرخ بیج ہوتے ہیں۔ عرب اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں بھی رائی (خردل) کو نباتات کے سارے بیجوں میں چھوٹا مانا جاتا ہے۔ رائی کا پودا کاشت بھی کیا جاتا ہے اور خودرو بھی ہوتا ہے۔ اس کا پودا چھوٹا سا، موسمی اور تھوڑی سی شاخوں کے ساتھ ایک میٹر اونچا ہوتا ہے۔ اس کا تنا گول اور لمبی گرہیں رکھتا ہے، پتے سادہ، متبادل، کومل اور زردی مائل سبز ہوتے ہیں۔ اس کے پھول نہایت خوشنما زعفرانی رنگ کے ہوتے ہیں۔ پھل ڈھائی سینٹی میٹر لمبی پھلی پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں بیج بھرے ہوتے ہیں۔(۳) رائی کے خشک بیج صرف ایک ملی میٹر ہوتے ہیں۔ یہ گول، سیاہی مائل بھورے، سرخ یا خاکستری بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کی ویسے تو کوئی بو یا باس نہیں ہوتی لیکن جب انہیں پانی کے

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۳ء، ص ۶۳۰

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 895.

۳۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۲۵

ساتھ کوٹا جائے تو عجیب سی تیز بو ہوتی ہے۔ رائی کا ذائقہ تلخ اور چبھتا ہوا ہوتا ہے۔ رائی اور اس کے بیجوں کا تیل بطور دوائی استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کی تاثیر گرم خشک ہے۔ رائی کا اصل وطن یوریشیا ہے۔ یورپ میں یہ طویل عرصہ سے کاشت کی جارہی ہے، یہ پہلا مسالحہ ہے جسے کھانوں کو چٹ پٹا بنانے کے لئے دسترخوان پر استعمال کیا گیا۔ زمانہ قدیم سے اسے رومن، یونانی اور ہندوستانی استعمال کررہے ہیں۔ اس کی فصل متعدد معتدل آب وہوار کھنے والے ملکوں میں تیار کی جاتی ہے۔ (۱)

رائی کا قرآن میں تذکرہ:۔

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کریں گے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (۲) (لقمان نے یہ بھی کہا) بیٹا! اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں، خدا اس کو قیامت کے دن لا موجود کرے گا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بیں (اور) خبردار ہے۔ (۳) خردل کے نام سے رائی کا ذکر قرآن مجید میں دو مرتبہ آیا اور دونوں بار مثال دی گئی ہے چھوٹے سے چھوٹے عمل یا واقعہ کی جس سے اللہ باخبر رہتا ہے۔ تفسیر قرآن میں مولانا عثمانی فرماتے ہیں کہ رائی کے برابر بھی کسی کا عمل ہوگا وہ بھی میزان میں تولا جائے گا اور رتی رتی کا حساب برابر کر دیا جائے گا۔ رائی کی مثال دینے کی وجہ یہ ہے کہ عرب اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں بھی رائی (خردل) کو نباتات کے سارے بیجوں میں چھوٹا مانا جاتا ہے۔ (۴) مولانا مودودی اپنی تفہیم میں فرماتے ہیں کہ "قیامت کے روز ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ جس کا رائی کے دانے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا وہ ہم سامنے لے آئیں گے۔ اور حساب لگانے کے لئے ہم

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۵۸

۲۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۴۷

۳۔ سورۃ القمان آیت نمبر ۱۶

۴۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی ، ۲۰۰۰ء، ص ۱۱۳

کافی ہیں۔(۱) قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔(۲)

حدیث میں رائی کا تذکرہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر غرور ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا(۳)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خدا کہے گا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جاؤ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔(۴)

کیمیاوی اجزاء :۔

رائی میں پچیس فی صد سے زیادہ تیل (چربی) ہوتا ہے جس کو تجارتی طور پر بہت سے ملکوں میں نکالا جاتا ہے۔ اس میں ایک Glucoside ہوتا ہے جس کا نام Singran دیا گیا ہے۔ Myserin نامی ایک Enzyme بھی اس سے نکالا گیا ہے۔(۵)

۱۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۶۲

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۸۹۴

۳۔ امام مسلم، الجامع الصحیح مسلم، کتاب الایمان

۴۔ امام مسلم، الجامع الصحیح مسلم، کتاب الایمان

۵۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۴

افعال وخصوصیات:۔

رائی بیرونی طور پر استعمال کرنے سے محلل، جالی، محمف اور منفط (آبلہ انگیز تاثیر کرتی ہے ضماد کرنے سے اولاً سوزش پیدا کرتی ہے اس کے بعد مسکن تاثیر ہوتی ہے)۔ اندرونی طور پر استعمال کرنے سے معدہ کو تحریک دے کر ہضم کی تاثیر پیدا کرتی اور بھوک کو بڑھاتی ہے اور ورم طحال کو تحلیل کرتی ہے، زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے اس کی منفی تاثیر ہوتی ہے۔ رائی کو اکثر امراض میں باردہ مثلاً لیثر غس، فالج، وجع مفاصل نقرس، عرق النساء، ذات الجنب، ذات الریہ میں ضماد کرتے ہیں یا مناسب ادویہ کے ہمراہ شامل کر کے مالش کرتے ہیں۔ دردمعدہ، درد جگر اور درد طحال کو ساکن کرنے کے لئے اس کا ضماد لگاتے ہیں۔ احتباس حیض (جس کا سبب سردی ہو) کو دور کرنے کے لئے اس کے آب زن میں مریض کو بیٹھاتے ہیں، محمر اور منفط تاثیر کی وجہ سے داد، برص (داء الثعب) جیسے امراض میں ضماد کرتے ہیں نیز اورام باردہ اور خنازیر کو دور کرنے کے لئے اس کا ضماد لگاتے ہیں اس کے جوشاندے سے ورم زبان اور درد دندان میں مضمضے (غرارہ) کراتے ہیں۔ غذا کو ہضم کرنے کے لئے غذاؤں میں شامل کرتے ہیں۔ معدے سے بلغم کو خارج کرنے اور بعض زہروں کے سفوف کے اثر کو زائل کرنے کے لئے بطور مقی زیادہ مقدار گرم پانی میں ملا کر پلاتے ہیں۔(۱) سفید رائی کے بیج بیوٹی ایڈ کا مصرف بھی رکھتے ہیں۔ مٹھی بھر رائی کے بیجوں کو ایک لٹر تلوں کے تیل یا ناریل کے تیل میں بھون کر اچھی طرح چھان کر ٹھنڈا ہونے پر اس میں پانی شامل کر کے رات کو چہرے پر لگاتے ہیں۔ یہ کیل مہاسوں کا عمدہ علاج اور رنگت نکھارنے کا قدرتی ذریعہ ہے۔ رائی کے تیل کو مہندی کے پتوں کے ساتھ ابالا جائے تو یہ بہترین ہیئر ٹانک بن جاتا ہے۔ پچیس گرام رائی کے تیل کو کسی ٹین کے برتن میں ابالا جائے پھر تھوڑی تھوڑی مقدار میں مہندی کے پتے بتدریج اس میں ڈالتے جائیں، یہاں تک کہ ساٹھ گرام پتے اس تیل میں جل جائیں پھر تیل کو کسی کپڑے کے ذریعے چھان لیں اور بوتل میں محفوظ کر لیں۔ اس کا سر پر باقاعدہ مساج بالوں کی تعداد بڑھاتا ہے۔(۲)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۲۵

۲۔ باکھرو، ایچ۔ کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۶۰

رائی میں تے آور اجزا پائے جاتے ہیں۔ معدے سے زہریلے مواد خارج کرنے کے لئے ایک چائے کا چمچہ رائی کو پانی کے گلاس میں ملا کر پلایا جاتا ہے۔ عام طور سے پانچ سے دس منٹ میں بھرپور تے شروع ہو جاتی ہے، یہ عمل خاص طور پر زیادہ شراب، نشہ آور ادویات اور زہر خوانی کرنے پر گھریلو نسخہ ہے اس کے استعمال کرنے سے معدہ صاف ہو جاتا ہے۔ رائی خراشدار ہے اور جلد کی حدت اور سرخی کا سبب بن جاتی ہے، اس کا پلاسٹر یا پیسٹ (پانی کے ساتھ) بنا کر گٹھیا، شیاٹیکا (عرق النساء)، وجع المفاصل کے دردوں اور اعصابی درد کے لئے لگایا جاتا ہے جس سے یہ سرعت سے درد کا خاتمہ کرتا ہے، لیکن یہ پیسٹ یا پلاسٹر براہ راست جلد پر نہ لگایا جائے بلکہ لینن کے کپڑے میں رکھ کر جلد پر لگا جائے ورنہ تکلیف دہ آبلہ پیدا کر دیتا ہے۔ (۱) ایک چائے کا چمچہ رائی کا سفوف ایک گیلن گرم پانی میں ملا کر بچوں کو نہلایا جائے تو شدید بخار کی وجہ سے پیدا ہونے والا تشنج دور ہو جاتا ہے۔ رائی کا پیسٹ داد یعنی فنگس کی چھوت کا موثر علاج ہے، متاثرہ جلد کو گرم پانی سے اچھی طرح دھو کر اس پیسٹ کو لگائیں چند دنوں میں داد ختم ہو جاتا ہے۔ (۲) معدہ کی بلغم کو خارج کرنے کے لئے دس گرام رائی کو پیس کر گرم پانی ملا کر پلائیں، خود بخود تے نہ ہو تو حلق میں انگلی ڈال کر تے کی جائے، بلغم خارج ہو جائے گا۔ اگر بھوک اچھی طرح نہ لگتی ہو اور غذا کو کھاتے وقت ایک چٹکی پسی ہوئی رائی سالن میں ڈال کر کھائیں بھوک کھل جائے گی۔ اگر حیض درد سے آئے اور کھل کر نہ آئے تو قدرے گرم پانی میں رائی کا سفوف ملائیں اور مریضہ کو اس میں بٹھائیں درد میں سکون ہوگا اور حیض کھل کر آ جائے گا۔ (۳) رائی جگر، تلی، کی تکالیف میں مفید ہے، ریاح نکالتی ہے، بڑھی ہوئی تلی میں پھول سہاگہ دس گرام اور رائی تیس گرام لے کر پیس لیں صبح و شام ایک ایک گرام پانی کے ساتھ مریض کو کھلائیں اکسیر کا کام دے گی۔ (۴)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۲۵

۲۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۶۰

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دار الاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۵۶

۴۔ دڑانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۴۰

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

☆ en.wikipedia.org/wiki/Mustard

☆ en.wikipedia.org/wiki/Mustard_(condiment)

☆ www.theepicentre.com/Spices/mustard.html

☆ www.youtube.com/watch?v=TyM6VqRGwCY

☆ www.youtube.com/watch?v=rU62Oo2d3GM

☆ shop.legalseafoods.com/index.cfm/pk/product/ac/list/cid/10152

☆ www.ag.ndsu.edu/pubs/alt-ag/mustard.htm

☆ www.mustardweb.com/

☆ www.jar.com.pk/pdf/45-3-8.pdf

☆ www.mustardsgrill.com/

☆ www.mustardweb.org/

☆ www.mustardsrestaurant.com/

☆ www.parc.gov.pk/1SubDivisions/NARCCSI/CSI/rapeseed.html

☆ www.indianetzone.com/1/mustard.htm

☆ urbanext.illinois.edu/veggies/mustard1.html

☆ www.colmansmustardshop.com

☆ www.mustardcatering.com/

☆ www.mustard.ca/ - 14k

☆ eprints.hec.gov.pk/1616/

☆ www.mustardplug.com/

☆ eprints.hec.gov.pk/1616/

☆ www.frenchsmustard.com/ -

☆ www.mustardplug.com/

☆ www.nps.gov/plants/alien/fact/alpe1.htm

☆ www.amustard.com/

☆ www.mustardlondon.com/

جھاؤ

جھاؤ کے مختلف نام:۔

قرآنی نام۔ اثل **فارسی۔** گز **عربی۔** طرفا، غاز، اثل

اردو، ہندی۔ جھاؤ(۱) **سنسکرت۔** جھاؤک، شاوکا **انگریزی، روسی۔** Tamaisk(۲)

بنگالی۔ جھاوچ **عبرانی۔** Esjel **ہسپانوی۔** Tamarisco

فرانسیسی۔ Tamaris **اطالوی، لاطینی۔** Tamarix

جھاؤ کا تعارف:۔

اسے جھاؤ، لئی، پلپھی، لاڑان وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔روہی کا مشہور درخت ہے۔یہ جھاڑی کی شکل میں چھوٹا اور درخت کی شکل میں بڑا ہوتا ہے۔نباتاتی اعتبار سے جھاؤ کے پودے Tamarix جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔جن کی کئی ذاتیں (species) پورے عرب میں پائی جاتی ہیں۔ان میں کچھ یمن میں بھی ہوتی ہیں۔ان کو عربی میں اثل کے علاوہ طرفا، غاز وغیرہ کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔ان میں کچھ اثل Tannin کا ذریعہ ہیں جوان کے Galls میں ہوتا ہے اور کچھ وہ ہیں جن سے من حاصل ہوتا ہے۔ (۳) یہ ایک جھاڑی دار پودا ہے اس کے پتے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اس کی شاخوں پر چھوٹے چھوٹے گول زوائد پیدا ہو جاتے ہیں ان ہی کو مائیں کلاں کہتے ہیں ان کا ذائقہ نہایت کسیلا ہوتا ہے۔(۴) جھاؤ دریاؤں کے کنارے پیدا ہوتا ہے۔اس کی چھوٹی ٹہنیوں سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔(۵)

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۴۵۸

۲۔ **Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 1366.**

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۹۹

۴۔ آغا، اشرف، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اوران کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۵۳

۵۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۴۵۸

جھاؤ کی ارتقائی تفصیل کے بارے میں مغربی سائنسدانوں کے مشاہدے مندرجہ ذیل ہیں۔

Cultivation details: (ارتقائی تفصیل)

An easily grown plant, succeeding in most soils and tolerant of saline conditions (1). Grows well in heavy clay soils as well as in sands and even shingle (2). Usually found near the coast, it succeeds inland if given a fairly good deep loam and a sunny position (3). Tolerant of maritime winds and dry soils when grown near the coast (4), plants require a moister soil and shelter from cold drying winds when they are grown inland in non-saline soils because they use the soil salts that are found in saline soils to help them reduce transpiration (5).

1. **Bean. W. Trees and Shrubs Hardy in Great Britain. Vol 1-4 and Supplement, Murray 1981.**
2. **Thomas. G. S. Ornamental Shrubs, Climbers and Bamboos. Murray, ISBN 0-7195-5043-2, 1992.**
3. **Bean. W. Trees and Shrubs Hardy in Great Britain. Vol 1 - 4 and Supplement. Murray 1981,**
4. **Huxley. A. The New RHS Dictionary of Gardening, 1992., MacMillan Press 1992 ISBN 0-333-47494-5., Bean. W. Trees and Shrubs Hardy in Great Britain. Vol. 1-4 and Supplement, Murray 1981.**
5. **Huxley. A. The New RHS Dictionary of Gardening, 1992., MacMillan Press ISBN 0-333-47494-5, 1992.**

This species is not very hardy outdoors in Britain (1), but it succeed in the milder areas of the country, tolerating temperatures down to between -5 and -10°c (2). This species flowers on the current year's growth (3). Any pruning is best carried out in spring, hedges are also Excellent range of photographs, some best trimmed at this time (4) cultivation details but very little information on plant uses. Plants are tolerant of severe pruning, sprouting freely from old wood. Plants in this genus are notably resistant to honey fungus and great service (5).

جھاؤ کا قرآن میں تذکرہ:۔

ترجمہ: (سو انھوں نے سرتابی کی پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں ان باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں)(۱)

1. F. Chittendon. RHS Dictionary of Plants plus Supplement. 1956 Oxford University Press 1951.
2. Huxley. A. The New RHS Dictionary of Gardening, 1992., MacMillan Press ISBN 0-333-47494-5, 1992.
3. Huxley. A. The New RHS Dictionary of Gardening, 1992., MacMillan Press ISBN 0-333-47494-5, 1992.
4. Brickell. C. The RHS Gardener's Encyclopedia of Plants and Flowers Dorling Kindersley Publishers Ltd., ISBN 0-86318-386-7, 1990.
5. Huxley. A. The New RHS Dictionary of Gardening, 1992., MacMillan Press ISBN 0-333-47494-5, 1992.
6. Al Quraan Kareem Sorat Al-Saba Aayat No. 16

تفسیر قرآن :۔

یعنی انھوں نے پہاڑوں کے درمیان پشتے اور بند تعمیر کر کے پانی کی جو رکاوٹ کی تھی اور اسے زراعت و باغبانی کے کام میں لاتے تھے، ہم نے تند و تیز سیلاب کے ذریعے سے ان بندوں اور پشتوں کو توڑ ڈالا اور شاداب اور پھل دار باغوں کو ایسے باغوں سے بدل دیا جن میں صرف قدرتی جھاڑ جھنکار ہوتے ہیں، جن میں اول تو کوئی پھل لگتا ہی نہیں اور کسی میں لگتا بھی تو سخت کڑوا، کسیلا اور بدمزہ جنھیں کوئی کھا ہی نہیں سکتا۔ البتہ کچھ بیری کے درخت تھے جن میں بھی کانٹے زیادہ اور بیر کم تھے۔ یعنی ایسا زور کا پانی بھیجا جس نے اس بند میں شگاف ڈال دیا اور پانی شہر میں بھی آ گیا، جس سے ان کے مکانات ڈوب گئے اور باغوں کو بھی اجاڑ کر ویران کر دیا۔ یہ بند سد مارب کے نام سے مشہور ہے۔ (۱)
یعنی باغوں کے دو طویل سلسلے دائیں اور بائیں میلوں تک چلے گئے تھے۔ اگر سمجھتے تو خدا کی رحمت و قدرت کی یہ ہی نشانی ایمان لانے اور شکر گذار بننے کے لئے کافی تھی۔ یعنی نصیحتوں کو خاطر میں نہ لائے اور منعمِ حقیقی کی شکر گزاری سے منہ موڑے رہے تب ہم نے پانی کا عذاب بھیج دیا وہ بند ٹوٹا تمام باغات اور زمینیں غرقاب ہو گئیں۔ (۲) قرآن میں سیل العرم سے مراد وہ سیلاب ہے جو کسی بند کے ٹوٹنے سے آئے یہ اس وجہ سے آیا کہ سبا کے لوگ نافرمان ہو گئے تھے۔ یعنی اس امر کی نشانی کہ جو کچھ ان کو میسر ہے وہ کسی کا عطیہ ہے نہ کہ ان کا اپنا آفریدہ اور اس امر کی نشانی کہ ان کی بندگی و عبادت اور شکر و سپاس کا مستحق وہ خدا ہے جس نے ان کو یہ نعمتیں دی ہیں نہ کہ وہ جن کا کوئی حصہ ان نعمتوں کی بخشش میں نہیں ہے۔ اور اس امر کی نشانی کہ ان کی دولت لازوال نہیں ہے بلکہ جس طرح آئی ہے اسی طرح جا بھی سکتی ہے۔ (۳) تفسیرِ ماجدی میں تحریر ہے کہ اس سیلاب کے نتیجہ میں باغات کی جگہ صرف جنگلی خودرو جھاڑ جھنکار باقی رہ گئے تھے۔ (۴)

۱۔ القرآن کریم و ترجمۃ معانیہ و تفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۲۰۳

۲۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیرِ عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۷۵

۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۹۲

۴۔ دریابادی، عبد ماجد، تفسیرِ ماجدی، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۶

حدیث میں جھاؤ کا تذکرہ:۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ایک ''قدح''، یعنی پیالے بھی تھے۔ حضرت انسؓ نے (ایک پیالے کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ میں نے اس پیالہ سے رسول اللہؐ کو پینے کی اشیاء دیں (یعنی شہد، پانی، دودھ پلایا) بعض کتب میں ہے کہ وہ پیالہ جھاؤ کی لکڑی کا تھا۔ اس کا رنگ زردی مائل تھا۔ وہ پیالہ چوڑا اور اچھی لکڑی کا تھا۔ اس پر لوہے کا خول چڑھا ہوا تھا۔ (۱)

کتب مقدسہ میں جھاؤ کا تذکرہ:۔

The prophet Abraham planted a tamarisk tree. It is therefore appropriate that Abraham should honor God by planting the tamarisk. It would be a permanent memorial of the covenant between the two.(2)

تاریخ:۔

ملک سبا جو اب یمن کہلاتا ہے ایک نہایت زرخیز اور خوبصورت خطہ ہوا کرتا تھا اس کا دارلسلطنت مآرب نام کا شہر تھا جو سطح سمندر سے ۳۹۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع تھا۔ (۳) یہاں پانی کو جمع کرنے کے لئے کئی میل لمبا بند بنایا گیا تھا جو اس دور کے انجینئروں کی فن کاری کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ اس بند کا پانی سبا کے نہ جانے کتنے باغات کو سیراب کرتا تھا۔ روایت ہے کہ ۵۴۲ء میں یعنی اسلام سے کچھ قبل اس بند کے ٹوٹنے سے زبردست تباہ

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ترجمہ تفہیم البخاری، مولانا ظہور الباری اعظمی، حذیفہ اکیڈمی الفیصل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۲۔ Genesis 20:33.

۳۔ Ahmad Bin; Musnad Humbal, (Traditions) T. W.; Spices, Acad, Press, 1981.

کاریاں ہوئیں اور سارے باغات تہس نہس ہوگئے۔ سورۃ سبا کی آیت بھی اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ تفسیر ماجدی (۱) میں تحریر ہوا ہے کہ اس سیلاب کے نتیجہ میں باغات کی جگہ صرف جنگلی خودرو جھاڑ جھنکار باقی رہ گئے۔ تفسیر عثمانی میں ہے کہ جہاں انگور، کھجور اور قسم قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی تھیں اب وہاں پیلو، جھاؤ اور بدمزہ پھل والے درختوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ جس میں بہترین چیز جھڑبیریاں تھیں۔ (۲) تفسیر حقانی اور تفہیم القرآن وغیرہ میں بھی کم وبیش اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ (۳) سورۃ سبا کی جس آیت میں اثل (جھاؤ) کا ذکر ہوا ہے اس میں دو مزید اشجار کا بھی ذکر ہے۔ یعنی سدرہ اور خمط گویا مآرب کے سیلاب سے کھجور اور انگور وغیرہ پھلوں کے باغات تو ختم ہوگئے لیکن کچھ مضبوط درخت جن کی پھلوں کے اعتبار سے اہمیت نہ تھی باقی رہ گئے اور یہ درخت تھے اثل (جھاؤ) خمط (پیلو)۔ اور سدرہ (بیری)۔ اثل کے درخت جزیرہ نما عرب میں بہت پائے جاتے ہیں (۴) یہ نہایت مضبوط درخت سمجھے جاتے ہیں کیونکہ ان کی جڑیں زمین کے اندر بیس فٹ تک ہوتی ہیں۔ (۵)

۱۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، تاج کمپنی لاہور، س ن، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۶

۲۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۶

۳۔ حقانی، عبدالحق، تفسیر قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۶

۴۔ القرآن کریم، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۶

۵۔ Nadvi, Syed Suleiman; Arab-o-Hind Taalluqat (Indo-Arab Relations), Allahbad, 1930

جیسا کہ جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے۔ان میں سے منتخب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

The genus Tamarix (tamarisk) comprises about 50-60 species of flowering plants in the family Tamaricaceae, native to drier areas of Eurasia and Africa.

Tamarix species are used as food plants by the larvae of some Lepidoptera species including Coleophora asthenella which feeds exclusively on T. africana.

Selected species: Tamarix species are used as food plants by the larvae of some Lepidoptera species including Coleophora asthenella which feeds exclusively on T. africana.(1)

(منتخب اقسام)Selected species :

Tam. african	Tam. austromongolica	Tamarix arceuthoides	Tamarix androssowii
Tam. aphylla	Tamarix canariensis	Tamarix dalmatica	Tamarix dioica
Tam. chinensis	Tamarix gallica	Tamarix elongata	Tamarix boveana
T. gansuensis	Tamarix hohenackeri	Tamarix indica	Tamarix jintaenia
Tam. hampeana	Tamarix hispida	Tamarix gracilis	Tamarix karelinii
Tamarix laxa	Tamarix mongolica	Tamarix meyeri	Tamarix juniperina
Tam. parviflora	Tamarix parviflora	Tamarix leptostachys	Tamarix smyrnensis
Tam. tarimensi	Tamarix ramosissima	Tamarix sachuensis	Tamarix tetrandra
T. tenuissima	Tam. taklamakanensis	Tamarix tetrandra	Tamarix tenuissima

1. **http://en.wikipedia.org/wiki/Tamarix.**

جھاؤ کے کیمیاوی اجزاء :-(Chemical components)

The chemical composition of the Tamarix boveana.volatile oils obtained from the whole aerial part, flowers, leaves and stems by steam distillation was analysed using gas chromatograph (GC)-flame ionization detectors (FID) and GC-MS. Sixty-two components were identified. Hexadecanoic acid (18.14%), docosane (13.34%), germacrene D (7.68%), fenchyl acetate (7.34%), Benzyl benzoate (4.11%) were found to be the major components in the whole aerial parts. This composition differed according to the tested part: 2.4 Nonadienal was the main compound in the flowers (12.13%) while germacrene D was the major component in leaves (31.43%) and hexadecanoic acid in the stems (13.94%). To evaluate in vitro antimicrobial activity, all volatile oils were tested against six Gram-positive and Gram-negative bacteria and four fungi. The T. boveana volatile oils exhibited an interesting antibacterial activity against all strains tested except Pseudomonas aeruginosa but no antifungal activity was detected.(1)

کیمیاوی تجزیہ:- (Chemical Analysis)

Thirty-four vegetation clusters identified in the present study, after

1. http://www.ncbi.nlm.nih.gov/pubmed/17223327

the application of TWINSPAN and DCA multivariate techniques, were assigned into 8 vegetation types, each of definite vegetation and habitat characters. The suggested vegetation types are well segregated along the DCA axis one which reflects soil moisture, salinity (as indicated by EC values), fertility (as indicated by the organic matter and nitrogen contents) and species diversity gradients. In general, soil moisture and soil fertility increase and species diversity decreases with the following sequence of vegetation types: Echinops spinosissimus-Ononis serrata on inland sand dunes, Pancratium maritimum on coastal sand dunes, Halocnemum strobilaceum-Salsola kali in saline sand deposits, Atriplex halimus-Chenopodium murale along the terraces and slopes of drains, Arthrocnemum glaucum-Tamarix nilotica in salt marshes, Chenopodium murale along the slopes of drains, Phragmites australis along the littoral zones of drains, andLemna gibba-Potamogeton crispus in the water zone. This sequence reflects also a gradient of human interference, starting with the vegetation of the less disturbed habitats (sand dunes and saline sand deposits) and ending with the fully man-made habitats (drain zones).(1)

۱۔ http//www.springerlink.com/index/N34M530588310885.pdf

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات:۔

ڈاکٹر کرنل چوپڑا نے جھاؤ کی لکڑی کے بنے ہوئے پیالے کے مندرجہ ذیل فوائد بتائے ہیں۔

۱) جھاؤ کی لکڑی کے بنے ہوئے پیالے میں پانی پینے سے جگر کے امراض خاص طور پر ورمِ جگر استسقاء ختم ہوجاتا ہے۔

۲) اس سے گردوں کی ورم اور گردوں کی انفیکشن ختم ہوجاتی ہے۔

۳) جھاؤ کی لکڑی کے بنے ہوئے پیالے میں پانی پینے سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔حتیٰ کہ خون میں صفراوی کیفیت کم ہوکر خون میں چربیلے مواد یعنی کولیسٹرول اور لسی تھین کم ہوجاتی ہے۔ پتہ میں پتھری بننے والا مواد پیشاب کے ذریعے نکل جاتا ہے۔(۱)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

ایک جدید تحقیق کے مطابق جھاؤ کے درخت کی لکڑی کی راکھ کو گلے سڑے زخموں پر لگانے سے زخم بھر جاتے ہیں جھاؤ کے درخت کے تازہ پتوں کو کوٹ کر رات کو مٹی کے برتن میں بھگو رکھیں صبح چھان کر اس پانی میں ہلکا میٹھا ملا کر مریض کو پلائیں یہ پانی پرانے دستوں کی بیماری میں بہت مفید ہے۔جگر اور مثانے کی گرمی کے لئے فائدہ مند ہے۔ایک نئی تحقیق کے مطابق جھاؤ کے درخت کی لکڑی جلا کر اس کی راکھ ایک ماشہ ہمراہ پانی استعمال کرائیں گرمی، خشکی اور پیشاب کی جلن کے لئے مفید ہے اگر اسی راکھ کو پانی میں گھول کر رات کو رکھیں اور صبح مل چھان کر مریض کو پلائیں تو یرقان کے لئے لاجواب نسخہ ہے۔ایسا یرقان جس کا تعلق چھوت سے ہو جیسے وائرس جنڈس کہتے ہیں۔ایسی تمام کیفیات کے لئے یہ مفید ہے۔ورم طحال کے لئے اکسیر ہے۔(۲)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۳

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۰

اگر اس کا نمک یا راکھ استعمال کرائیں تو بہت فائدہ دیگا۔ تازہ ترین تحقیق کے مطابق جھاؤ کے درخت کی لکڑی کی راکھ ہیپاٹائٹس B اور C بلکہ جملہ اقسام کیلئے نہایت کامیاب علاج ہے۔ ماہرین نے اس کا استعمال تجویز کیا ہے۔ اور ہیپاٹائٹس B اور C کے مریضوں کیلئے لاجواب اکسیر قرار دیا ہے۔ (۱)

اس کے پتوں کو پیس کر صلابت طحال اورام رخود (ڈھیلے اورام) اور ورم حارہ پر ضماد کرتے ہیں اور ان کو جوش دے کر دانتوں کے درد کو زائل کرنے اور مسوڑھوں کی مضبوطی کے لئے مضمضے (غرارے) کراتے ہیں۔ (۲)

زخموں کو خشک کرنے کے لئے اس کے پتوں کی دھونی بکثرت مستعمل ہے علاوہ ازیں باریک پیس کر زخموں پر بھی چھڑ کتے ہیں پتوں کی دھونی بواسیری مسے خشک کرنے کے لئے بھی مفید ہے اس کی جڑ کا جوشاندہ روغنِ زیتون کے ہمراہ پلانا اور اس پر مداومت کرنا جذام کے لئے بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی جڑ اور پتوں کے جوشاندہ میں خروج المقعد اور سیلان الرحم کے مریض کو بیٹھانا نافع ہے۔ (۳)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۴۸

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۰۰

۳۔ کبیر الدین، حکیم مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۰

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

☆ Retrieved from "http://en.wikipedia.org/wiki/Tamarix"

☆ http://www.Flora Europaea Tamarix

☆ http://www.Flora of China Tamarix species list

☆ http://www.U.S. NPS guide

☆ www.tamarisk.colostate.edu/ - 7k

☆ www.treesearch.fs.fed.us/pubs/26420 - 21k

☆ www.invasivespeciesinfo.gov/plants/saltcedar.shtml - 56k

☆ en.wikipedia.org/wiki/Tamarix - 62k

☆ www.tamariskcoalition.org/tamariskcoalition/PDF/TRO%202009%

☆ www.lifesci.ucsb.edu/eemb/faculty/dantonio/research/research.html - 23k

☆ www.ibiblio.org/pfaf/cgi-bin/arr_html?Tamarix+anglica

☆ www.ecy.wa.gov/programs/wq/plants/weeds/aqua013.html

☆ adsabs.harvard.edu/abs/2008AGUFMPP52A..08Y

☆ flickr.com/photos/8555588@N07/sets/72157608594192245/

☆ www.brassett.org.uk/trees/tamgaa.html

☆ www.thefreedictionary.com/Tamarisk+salt+tree

☆ www.nationmaster.com/encyclopedia/Tamarisk-tree

☆ www.dictionary.babylon.com/Tamarisk

☆ www.nps.gov/plants/ALIEN/fact/tama1.htm

☆ dictionary.die.net/tamarisk%20salt%20tree

☆ www.diynetwork.com/diy/gr_shrubs_trees/article/0,2029,DIY_13857_5938550,

☆ eco.confex.com/eco/2008/techprogram/P10617.HTM

☆ dictionary.reference.com/browse/Tamarisk

☆ www.absoluteastronomy.com/topics/Tamarix

☆ tncinvasives.ucdavis.edu/esadocs/tamaaphy.html

سدرہ یا بیری

سدرہ یا بیری کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	سدرہ، سدرة	عربی۔	سدر، الارز، شجرة اللہ	اردو۔	بیری (۱)
فارسی۔	کاج، سروازاد	ہسپانوی۔	Cedro	لاطینی۔	Cedrus
فرانسیسی۔	Cedre	انگریزی۔	(۲) Cedar	جرمن۔	Zeder
اطالوی۔	Cedro	یونانی۔	Kedros, Cedros		

تعارف:۔

بیر ایک مشہور پھل ہے باغی اور جنگلی دو قسم کا ہوتا ہے، باغی کے درخت کو بیری (سدرہ) اور جنگلی کے درخت کو ضال (جھڑ بیری) کہتے ہیں۔ بیر سے مطلقاً باغی بیر مراد ہے۔ سدرہ کا درخت عام طور سے ایک سو پچاس فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ اس کے تنے کا قطر آٹھ فٹ ہوتا ہے اور اس کی گولائی چالیس فٹ تک ہوتی ہے۔ اس کی گہری سبز پتیوں والی شاخیں نیچے سے اوپر تک ایک ہی انداز سے لٹکی ہوئی پیرامڈ کی شکل پیش کرتی ہیں اور دھوپ میں ایک خاص چمک پیدا کرتی ہیں۔ مولڈنکے نے لکھا ہے کہ اس درخت یا اس کے جنگلات کے قریب کھڑے ہو کر انسان محوِ حیرت ہو جاتا ہے۔ (۳) عرب کی مختلف نباتاتی کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات علم میں آتی ہے کہ بیری کی تینوں اقسام (species) کو سدرہ اور شجرة النبق کے علاوہ اَرز بھی کہتے ہیں۔

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۲۱۳

۲۔ Macmillan, Webster's New Wold Coolege Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 225.

۳۔ Moldenke, H.N. and A. L. Moldenke; Plansts of the Bible, Chronica Botanica Co., Mass., U.S., 1952, Pages, 23, 31-33, 66-70, 124-128, 169-172, 227-228, 240-244, 247-249, 278.

ایک تو وہ بیری جو ہندوستان، پاکستان میں بھی پائی جاتی ہے اور جس کو نباتاتی اعتبار سے (Ziziphus mauritiana hamilt) نام دیا گیا ہے، اس کے پھل کو انگریزی میں (Jujube) بھی کہتے ہیں۔ دوسری وہ بیری جسے عرب کے ریگستانی علاقہ میں نسبتاً خوبصورت پودہ سمجھا جاتا ہے گو کہ یہ ایک چھوٹا درخت ہی ہوتا ہے اس کا نام (Ziziphus lotus lam.) ہے اور Lotus کی نسبت سے اسے (Lote-tree) کہا گیا ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جس کو (Z. spina-christi wilid) کہتے ہیں اور جس کی بابت روایت ہے کہ اس کے کانٹوں کا تاج حضرت عیسیٰؑ کے سر پر رکھا گیا تھا۔ بیری کی یہ تینوں اقسام خار دار ہوتی ہیں۔ جن کو چھوٹے درخت بھی کہا جاتا ہے۔ (۱) اسی طرح Juniperus کے درختوں کو عرعر کا سوا اُرز اور سدر کا نام بھی دیا گیا ہے۔ بعض Tamarix کے پودوں کو بھی سدر کہا گیا ہے، گویا کہ سدر کا نام یوں تو بہت سے اقسام کے درختوں سے منسوب کیا گیا۔ لیکن اصل سدر (Cedrus libani) ہی تھا جو یونان و روم وغیرہ کی زبانوں میں سدرہ۔ سدرس یا سدرو جیسے ناموں سے آج تک موسوم ہے غرض یہ کہ امکانات اسی بات کے ہیں کہ قرآنی سدرو ہی ہے جو یونان یا رومی سدرس ہے یعنی الارز۔ (۲) یہاں اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حجاز اور نجد کے علاقوں میں اسلام سے قبل ہی عرعر اور بیری کے درخت کو سدر کہا جانے لگا ہو گا کیونکہ اس وقت تک اصلی سدر یعنی الارز بہت کمیاب ہو گیا تھا۔ (۳) برصغیر پاک و ہند میں اگنے والی بیری (Indian Jujube) کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جنگلی بیری جو عموماً جھاڑی کی شکل کی ہوتی ہے اور دوسری عام یعنی گھریلو پیڑ۔ جنگلی بیری کو جھڑ بیری بھی کہتے ہیں۔ یہ خودرو ہوتی ہے اس کا پھل عام طور پر چھوٹا اور گول ہوتا ہے۔ دوسری قسم کاشت کی جاتی ہے اس کا پھل بیضوی، گداز گودا اور جسامت میں بڑا ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی قسم کے برعکس شیریں ہوتا ہے۔ (۴)

۱۔ Blatter, E.; Flora of Atsnovs, Government Printing Press, Calacutta, 1919.

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۸۹

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۳۲

۴۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۶۹

تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے اپنی عبادت گاہیں اور محلات اسی درخت (سدر) کی لکڑی سے بنوائے تھے۔ ایک روایت ہے کہ ان عظیم الشان درختوں (سدر) کی لکڑی کاٹ کر حضرت سلیمانؑ کے دارلسلطنت تک پہنچانے کے لئے ایک لاکھ تراسی ہزار تین سو مزدوروں کو متعین کیا گیا تھا۔ سدر کی لکڑی میں اتنی خوشبو اور چمک ہوتی ہے کہ اس سے بنی عبادت گاہیں نہایت معطر اور صاف وستھری رہتی تھیں اور تقریباً چار سو سال تک ان پر موسم کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ فرعونی دور میں لبنان اور شام کے سدر کے جنگلات سے اتنی زیادہ لکڑی کاٹ کر مصر لے جائی گئی کہ حضرت عیسیٰؑ کے دور سے قبل ہی اس کی کمیابی محسوس کی جانے لگی۔ لہٰذا سدر کے درختوں کو کاٹنا ایک نامناسب عمل تصور کیا جانے لگا۔(۱) بیر کا اصل وطن چین ہے جہاں پر اس کے درخت نو میٹر تک بلند ہو جاتے ہیں۔ اس میں زرد رنگ کے پھول لگتے ہیں جو پھل لگنے سے پہلے رنگ میں گہرائی اختیار کرنے لگتے ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں چین سے بیر کی سفید قسمیں امریکہ میں درآمد کی گئیں اور جنوب مغربی علاقہ میں زراعت کی گئی۔ اور اب یہ وہاں کا مقبول پھل ہے۔ ہندوستان میں بیر کی ایک قسم Zizyphus Mauritiana بڑی عام ہے۔ اس کے پتے اندر سے ایسے ہوتے ہیں جیسے کہ باریک اون کے نرم نرم ریشے ہوں۔ اس کا پھل سفید اور بُھر بُھرا ہوتا ہے لیکن مٹھاس میں کم ہوتا ہے۔ پاکستان میں بیر کی مقبولیت روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے پہلے لوگ بڑے شوق سے گھروں میں بیریاں لگاتے تھے۔ کراچی میں ملیر کے بیر اور امرود مشہور تھے۔ لاہور میں اچھرہ سے مسلم ٹاؤن تک کا علاقہ بیریوں کے باغات پر مشتمل تھا جہاں لمبے زرد اور میٹھے بیر لگتے تھے۔ یہاں کے لوگوں کو غالباً یہ پھل پسند نہیں آیا۔ موسم میں کبھی کبھی کسی ریڑھی پر سیب کی پیوند والے بیر نظر آتے ہیں۔ سندھ کے ایک چھوٹے شہر ڈگری کے بیر اپنی جسامت، رنگت اور لذت کی وجہ سے اچھی شہرت رکھتے ہیں۔(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر کو لذیذ پھل قرار دینے اور اسے جنت کا میوہ ہونیکی حیثیت سے اہمیت عطا فرمانے کے بعد اس کے پتوں کو صفائی کے لئے منفرد قرار دیا ہے جب کوئی مسلمان وفات پاتا ہے تو اسے خدا کے سپرد کرنے سے پہلے پاک صاف کیا

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۸۵

۲۔ غزنوی ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۶۷

جاتا ہے۔اس کے جسم سے ہر طرح کی غلاظت نہلا کر دور کرواتے ہیں پھر اسے وضو کروا کر صاف کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کیا جاتا ہے۔ جسمانی صفائی کے عمل کے لئے بیری کے پتوں کو پانی یہاں پر بہترین قرار دیا گیا کہ جب آپؐ کی صاحبزادیؓ فوت ہوئیں تو ان کو بھی بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ پرانی خواتین سر دھونے کے لئے بیری کے پتے اور ریٹھے ابال کر سر کی جلد کی صفائی کیا کرتی تھیں۔اس سے بال لمبے، ملائم ہو جاتے تھے۔(۱)

سدرہ یا بیری کا قرآن میں تذکرہ:۔

سدرہ یا بیری کا ذکر قرآن میں تین بار ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ سبا (۳۴)۔	۱۵تا۱۶
۲۔	سورۃ نجم (۵۳)۔	۱۴تا۱۸
۳۔	سورۃ الواقعہ (۵۶)۔	۲۷تا۳۴

ترجمہ: سوانھوں نے سرتابی کی پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا اور انہیں ان باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جن کے میوے بدمزہ تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ تھا اور تھوڑی سی بیریاں۔(۲) ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کو اترتے دیکھا جہاں پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا، نگاہ نہ چوندھیائی نہ حد سے متجاوز ہوئی اور اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔(۳) اور دائیں بازو والے، دائیں بازو والوں کی (خوش نصیبی) کا کیا کہنا وہ بے خار بیریوں (سدر) اور تہ بہ تہ چڑھے ہوئے کیلوں اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں اور ہر دم رواں دواں پانی اور کبھی نہ ختم ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں اور اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔(۴)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص۳۴۰

۲۔ القرآن کریم، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۶

۳۔ القرآن کریم، سورۃ النجم آیت نمبر ۱۴تا۱۸

۴۔ القرآن کریم، سورۃ الواقعہ آیت نمبر ۲۷تا۳۴

تفسیر قرآن :-

سدرہ کا نام قرآن پاک میں چار مرتبہ لیا گیا ہے۔ایک بار سورۃ سبا میں، دو مرتبہ سورۃ النجم میں اور ایک جگہ سورۃ واقعہ میں۔ان چاروں حوالوں میں سے صرف ایک حوالہ (سورۃ سبا) کا تعلق اس سرزمین سے ہے۔دو کا حوالہ آسمانوں کی سرحد سے متعلق ہے۔جبکہ ایک کا ذکر جنت کے نباتات کے بیان میں آیا ہے۔اردو اور انگریزی کے مفسرین قرآن نے سدرہ کو زیادہ تر بیری کا درخت بتایا ہے۔مولانا شبیر احمد عثمانی نے سورۃ النجم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے بیری کے درخت کو دنیا کی بیریوں پر قیاس نہ کیا جائے اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کس طرح کی بیری ہے۔وہ مزید فرماتے ہیں کہ جو اعمال وغیرہ ادھر سے چڑھتے ہیں اور جو احکام وغیرہ اُدھر سے اترتے ہیں سب کا منتہیٰ وہی ہے۔مجموعہ روایات سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان میں اور پھیلاؤ ساتویں آسمان میں ہوگا۔واللہ اعلم۔(۱) مولانا عبدالماجد دریابادی نے تحریر فرمایا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ اِس عالم اور اُس عالم کے درمیان ایک نقطۂ اتصال ہے جہاں سے ملائکہ عالمِ بالا کے احکام زمین پر لاتے ہیں اور یہاں کے اعمالِ مسعود وہاں تک پہنچاتے ہیں۔مولانا موصوف کے خیال میں آسمانوں کے اوپر درخت اور بیری کے درخت کو تسلیم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہئے کیونکہ دنیا کے نباتات سمیت نہ جانے کتنی چیزوں کا جنّت میں ہونا مسلم ہے البتہ جنت اور آسمان کی ہر نعمت دنیا کی نعمتوں سے مشابہ تو ہوگی لیکن پھر بھی بہت کچھ مختلف ہوگی۔سورۃ الواقعہ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین کی رائے میں سدرہ سے مراد بیر نہیں ہے بلکہ ایک عمدہ درخت ہے۔(۲) تفسیرِ حقانی میں سدرہ کی بابت تحریر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو بارِ دیگر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا اور سدرہ جو جنّت الماویٰ میں ہے وہ کوئی دنیا کا درخت نہیں ہے بلکہ صوفیائے کرام کے نزدیک سدرہ عبارت ہے روحِ اعظم سے کہ جس کے اوپر کوئی تعین اور مرتبہ نہیں ہے۔مولانا حقانی کے نظریہ میں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے درخت پر تجلّی ہوئی تھی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علی وسلم کو جنّت الماویٰ میں اس

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیرِ عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۶۱۳

۲۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، سورۃ النجم آیت ۱۴ تا ۱۸

درخت (سدر) کی صورت میں تجلی ہوئی جو تمام ارواح کی جڑ ہے۔(۱) لغات القرآن میں سدرۃ المنتہیٰ کو انسانی فہم وادراک کی آخری سرحد پر ایک درخت کہا گیا ہے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فیوضِ ربانی اور نعمائے صمدانی سے مخصوص فرمایا گیا۔(۲) یہ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے جو چھٹے یا ساتوں آسمان پر ہے اور یہ آخری حد ہے اس سے اوپر کوئی فرشتہ نہیں جا سکتا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام بھی یہیں سے وصول کرتے ہیں۔(۳)

مولانا مودودی سورۃ النجم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری ملاقات ہوئی۔ ہمارے لئے یہ جاننا مشکل ہے کہ اس عالمِ مادی کی آخری سرحد پر وہ بیری کا درخت کیسا ہے اور اس کی حقیقی نوعیت و کیفیت کیا ہے۔ بہر حال وہ کوئی ایسی ہی چیز ہے جس کے لئے انسانی زبان میں سدرہ سے زیادہ موزوں لفظ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی نہ تھا۔(۴)

حدیث میں سدرہ یا بیری کا تذکرہ:۔

احادیث میں بیر کا ذکر بطور پھل، جنت میں ملنے والے میوہ اور غسلِ میت کے سلسلہ میں اس کے پتوں کی افادیت کے بیان میں ملتا ہے۔ حضرت سلیم بن عامرؓ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر بات کی تشریح بڑی بے تکلفی سے پوچھ لیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک دیہاتی آیا اور اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسے درخت کا ذکر کیا ہے جو لوگوں کو تکلیف دیتا ہے۔

۱۔ حقانی، عبدالحق، تفسیر قرآن، سورۃ الواقعہ، آیت ۲۷ تا ۳۳، دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ

۲۔ Nomani, Abdul Rashed and Syed Abdul-Daim Jalali; Lughatul-Quran (Dictionary of the Quran) Nadwat-ul-Musannifeen, Dehli.

۳۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص۱۴۹۲

۴۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، سورۃ النجم آیت ۱۴ تا ۱۸

انھوں نے پوچھاوہ کیا ہے؟ کہا کہ وہ بیری ہے کیونکہ اسکے کانٹے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیاتم کو معلوم نہیں کہ قرآن مجید نے ایسی بیریاں بیان فرمائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کانٹے دور کر کے ان کی جگہ پھل لگائے ہیں۔اور وہ ایسے پھل ہیں جن کے ۷۲/ بہتر رنگ اور مزے ہیں اور ہر ذائقہ اور رنگ دوسرے سے جدا ہے۔(۱) قرآن مجید نے جنت میں ملنے والے پھلوں میں بیر کا ذکر کیا ہے، یہ دیہاتی غالباً اس بات سے گھبرا رہے تھے کہ بیریوں کے ساتھ تو کانٹے لگے ہوتے ہیں۔کیا جنت میں بھی ان کو کانٹے ہی سنبھالنے پڑیں گے؟ جس کا مفصل جواب انکی تشفی کا باعث ہوا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب مجھے سدرالمنتہیٰ تک لے جایا گیا تو وہاں پر چار نہریں تھیں دو ظاہری اور دو باطنی''۔(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص سدرہ کا درخت کاٹے گا اللہ اس کو سر کے بل اوندھا گرادیگا''۔(۳) حضرت حسان بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے سدر کاٹنے والوں پر۔(۴) ابن وحیہ نے صحابہ کرام میں سے کئی بزرگوں سے بیری کے بارے میں دریافت کیا ان سے انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ گرامی سے بیری کے پھل کے یہ اوصاف معلوم ہوئے۔ ''بیری کے پھل کا کسی اور سے کیا مقابلہ کہ اس کے تین اہم اوصاف ہیں۔اس کا سایہ گھنا اور ٹھنڈا، اسکو لذیذ پھل لگتے ہیں۔اور اس سے اچھی خوشبو آتی ہے۔(۵)

بیری کی تعریف میں محمد احمد ذہبیؒ نے راوی کا ذکر کئے بغیر یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو انھوں نے یہاں کے پھلوں میں سے جو پھل سب سے پہلے کھایا وہ بیر تھا۔(۶)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۳۶

۲۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ترجمہ تفہیم البخاری، مولانا ظہور الباری اعظمی، حذیفہ اکیڈمی الفیصل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۳۔ امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، کتاب الادب

۴۔ امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، کتاب الادب

۵۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ترجمہ تفہیم البخاری، مولانا ظہور الباری اعظمی، حذیفہ اکیڈمی الفیصل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

۶۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ترجمہ تفہیم البخاری، مولانا ظہور الباری اعظمی، حذیفہ اکیڈمی الفیصل مارکیٹ، لاہور

یہ حدیث ابن القیم نے بھی بیان کی ہے۔ ابن القیم نے یہ حدیث اسناد کے بغیر نقل کی ہے جس کی صداقت کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "شبِ معراج آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ (بیری) دیکھی اس کو لگے ہوئے بیر" (۱) ایک اور روایت میں حضرت امِ عطیہ انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی وفات ہوئی وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے دو تین بار یا پانچ بار یا اس سے بھی زیادہ غسل دو، یہ غسل پانی اور بیری کے پتوں سے دیا جائے اور اس کے آخر میں کافور یا اس سے بنی ہوئی چیز شامل کرو۔ پھر فرمایا کہ جب تم غسل سے فارغ ہو تو مجھے مطلع کرو۔ جب ہم غسل سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہہ بند عطا فرمایا اور کہا کہ یہ اس کے بدن پر لپیٹ دو۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ حجتہ الوداع کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ "ہمارے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کھڑا تھا میدانِ عرفات میں اس کی اونٹنی نے اسے گرا دیا۔ گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اس کا سر کپڑے سے ڈھانپا نہ جائے اور اسے خوشبو نہ لگائی جائے کیونکہ یہ قیامت کے روز جب اٹھے گا تو لبیک پکارتا ہوا اٹھے گا۔ اس حدیث میں حج کے دوران اور حالتِ احرام میں وفات پانے والوں کے کفن دفن کے بارے میں بھی یہی اصول مرحمت فرما دیا گیا۔ ان لوگوں کو جو خدا کے راستہ میں وفات پا گئے خوشبو نہ لگائی جائے۔ اس سلسلہ میں کچھ علماء کا خیال مختلف ہے۔ البتہ امام شافعیؒ کی فقہ میں یہی طریقہ درست اور مروج ہے۔ (۳) آپؐ نے شبِ معراج میں سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا جس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح بڑے بڑے تھے۔ (۴)

۱۔ بخاری، محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملئکۃ، جلد ۶ ص ۲۱۸

۲۔ امام مالک بن انس، موطا امام مالک

۳۔ امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، کتاب الادب

۴۔ بخاری، محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملئکۃ، جلد ۶ ص ۲۱۸ اور ص ۲۲۰

کتب مقدسہ میں سدرہ یا بیری کا تذکرہ:۔

''اور جب داؤد اپنے محل میں رہنے لگا تو اس نے ناتن نبی سے کہا میں تو دیودار (سدرہ) (بائبل۔Cedar) کے محل میں رہتا ہوں پر خداوند کے عہد کا صندوق خیمہ میں ہے'' (۱) ''صادق کھجور (بائبل۔Taman) کے درخت کے مانند سرسبز ہوگا وہ لبنان کے دیودار (سدرہ) (بائبل۔Cedar) کی طرح بڑھے گا'' (۲)
''پہاڑ اس کے سایہ میں چھپ گئے اور اسکی ڈالیاں خدا کے دیوداروں (سدرہ) (بائبل۔Cedar) کے مانند تھیں۔اس نے اپنی شاخیں سمندر تک پھیلائیں اور اپنی ٹہنیاں دریائے فرات تک'' (۳) ''خداوند کے درخت شاداب رہتے ہیں یعنی لبنان کے دیودار (سدرہ) (بائبل۔ Cedar) جو اس نے لگائے'' (۴) ''دیکھو اسور لبنان کا دیودار (سدرہ) (بائبل۔Cedar) تھا جس کی ڈالیاں خوبصورت تھیں اور پتیوں کی کثرت سے وہ خوب سایہ دار تھا اور اس کا قد بلند تھا اور اسکی چوٹی گھنی شاخوں کے درمیان تھی۔۔۔خدا کے باغ کے دیودار اسے چھپا نہ سکے۔۔۔خدا کے باغ کا کوئی خوبصورتی میں اس کے مانند نہ تھا'' (۵)

افعال وخصوصیات:۔

بیر کے افعال وخصوصیت کو بعض محدثین نے اس طرح بیان کیا ہے۔جیسے محمد احمد ذہبیؒ کے خیال میں بہترین بیر پہاڑی علاقہ کی بیریوں سے حاصل ہوتے ہیں۔وہ بیری کو عمر میں سو سال سے بھی بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں اور اس کے پتوں کو تاثیر میں گرم اور پھل کو سرد گردانتے ہیں۔بیر کا رس نکال کر اسے کھانڈ کے ساتھ پکا کر جو

۱۔ کتاب التواریخ۔باب ۱۷۔آیت
۲۔ کتاب یوحنا کی انجیل۔باب ۹۲۔آیت نمبر ۱۲
۳۔ کتاب یوحنا کی انجیل۔باب ۸۔آیت نمبر ۱۱۔۱۰
۴۔ کتاب یوحنا کی انجیل۔باب ۱۰۴۔آیت نمبر ۱۶
۵۔ کتاب حزقی اول۔باب ۳۱۔آیت نمبر ۸۔۳

شربت بنایا جاتا ہے۔ وہ پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے بیر کو انھوں نے "الھیب" جیسی بیماری میں مفید بتایا ہے۔ اس کے لفظی معنی کسی چیز کو دہشت ناک بنا دیا جانا ہے۔ اس کو دہشت اور ہیبت کے معانی میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ غالباً ان کی مراد یہ ہے کہ وہ بیماری جس میں مریض پر دہشت سوار ہو رہی ہو۔ وہ نیند میں ڈرتا ہو، اس کے لئے بیر کا رس نکال کر اس کا شربت پلانا مفید ہے۔ بیر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں، اس کا جوشاندہ پینے سے بڑھی ہوئی تلی کم ہو جاتی ہے۔ اور مسلسل پلانے سے پیٹ میں اگر پانی پڑا ہوا ہو تو اس میں فائدہ ہوتا ہے۔ (۱) ابن القیمؒ بیر کو بڑی مفید چیز قرار دیتے ہوئے اسے اسہال اور معدہ کی کمزوری کے لئے لاجواب قرار دیتے ہیں۔ ان کا مشاہدہ ہے کہ یہ نظامِ ہضم کی اصلاح کر کے اسے صحیح حالت پر لے آتا ہے۔ فوائد میں انھوں نے ایک لفظ "ینفع الذرب الصفراوی" بیان کیا ہے۔ ذرب کے معنی کسی ایسی بیماری کا علاج کرنا بھی ہے جو آسانی سے ٹھیک نہ ہو رہی ہو۔ یہ پیچش کے لئے بھی مستعمل ہے اور جب ذراب صفراوی بیان کرتے ہیں تو ان کا مقصد ایسے اسہال ہیں جو طبیعت میں صفراوی مادہ یا دوسرے الفاظ میں جراثیمی سوزش کی وجہ سے آ رہے ہوں۔ آنتوں کی خراش اور جلن کو دور کرتا ہے۔ جسم کو عمدہ غذا مہیا کر کے گری ہوئی طبیعت کو بحال کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے اور اگر اسے کوٹ کر کھایا جائے تو جھلیوں کو طاقت دیتا ہے اس کے کھانے سے بلغم زیادہ پیدا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک قابض ہے اس کے مضر اثرات کو دور کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اسے شہد کے ساتھ کھایا جائے کیونکہ شہد اس کے تمام مضر اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ (۲) بیر کا پھل خواہ تازہ ہو یا سوکھا اپنی لیس کی وجہ سے منہ، معدہ اور آنتوں کی جلن کو دور کرتا ہے۔ یہ خون کو صاف کرتا ہے۔ آنتوں یا معدہ سے اگر خون آ رہا ہو تو بیر کھانے سے بند ہو جاتا ہے۔ آنتوں میں ہونے والی بے جا حرکت کو بند کر کے اسہال کو رفع کرتا ہے۔ بیر کی کیمیاوی ساخت میں لیس دار مادوں، مٹھاس، ثمری حموضات کی موجودگی اسے کمزوری کے علاوہ معدہ اور آنتوں کے السر کے لئے مفید بنا دیتے ہیں السر کے لئے دی جانے والی اکثر ادویہ میں خرابی یہ ہے کہ وہ تیزاب کو ختم کرنے کے ساتھ خوراک کو ہضم کرنیوالے جوہر کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ یہ تو درست ہے کہ ایسا کرنے سے درد اور جلن ختم

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۳۲

۲۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۹۸

ہو جاتے ہیں لیکن مریض کی بھوک اُڑ جاتی ہے اور وہ کھانا ہضم کرنے کے قابل نہیں رہتا۔(۱) بیری کی لاکھ یا گوند ڈیڑھ ماشہ سے چھ ماشہ تک عرقِ مکو اور عرقِ بادیان پانچ پانچ تولے کے ساتھ صبح چند دن تک استعمال کرنے سے بدن کی چربی پگھلنے لگتی ہے اور بڑھا ہوا پیٹ کم ہونے لگتا ہے۔(۲) بیر کی جڑ کا رس نکال کر قبض، گٹھیا، جوڑوں کے درد کے لئے پلاتے ہیں اس میں تل کا تیل ملا کر دردوں پر مالش کرتے ہیں۔ صفراوی امراض میں بیر کا کھانا مفید ہے۔ پیٹ کا نظام ٹھیک کرتا ہے۔(۳)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

ایک جدید تحقیق کے مطابق بیری کے پتے ایک تولہ صبح کو ایک گلاس پانی میں بھگو دیں شام کو مل چھان کر چینی ملا کر پینے سے انشاءاللہ شریانوں کی لچک بحال ہو جائے گی اور بلند فشارِ خون (ہائی بلڈ پریشر) کا مرض دور ہوگا۔ایک نئی تحقیق کے مطابق پانچ سو گرام بیروں میں دو بڑی چپاتیوں کے برابر غذائیت ہوتی ہے۔ایک کلوگرام بیروں میں تقریباً دو اونس مکھن جتنی چکنائی ہوتی ہے۔آدھا کلو بیروں کی مقدار ایک وقت کے کھانے کا نعم البدل ہے۔حال ہی میں بیری کی چھال پر ہونے والی ایک تحقیق سامنے آئی ہے کہ بیر کی چھال اسہال، پیچش اور قولنج کے علاج میں نہایت موثر ہے، بیری کی چھال کے اندرونی حصہ کا جوشاندہ قبض کی حالت میں بہترین جلاب کا کام دیتا ہے۔(۴) ایسے مریض جن کا دماغ بہت سست ہو ان کے علاج کے لئے مٹھی بھر خشک بیر آدھ لیٹر پانی لیٹر پانی میں اُبالیں جب پانی آدھا رہ جائے پھر اس آمیزے میں شہد ملا کر روزانہ رات سونے سے قبل مریض کو کھلایا جائے یہ علاج دماغ کی کارکردگی بڑھا کر مریض کو فعال بنا دیتا ہے۔اس کے علاوہ ایک اور تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ بیری کے تازہ پتوں کا جوشاندہ نمک ملا کر غراروں کے لئے استعمال کرنا گلے کی خراش، منہ کی سوزش، مسوڑھوں سے خون بہنا اور زبان پھٹ جانے کے امراض میں شافی علاج

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۳۳

۲۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۷۰

۳۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۵۵

۴۔ درّانی، الحاج مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۷۰

ہے۔(۱) آشوب چشم یا دکھتی آنکھوں کے لئے بیری کے پتوں کا جوشاندہ آنکھوں میں ڈالنے والی دوا کی طرح استعمال کرنا آنکھوں کو صحت دیتا ہے۔ بیری کی ٹہنیوں اور پتوں کا لیپ پھوڑوں، پھنسیوں وغیرہ پر لگانے سے پیپ جلد پک کر خارج ہو جاتی ہے پلٹس کو ایک چھوٹا چمچہ لیموں کے رس میں ملا کر بچھو کے ڈنگ پر لگانے سے تسکین ملتی ہے۔ زخم اور ناسور دھونے کے لئے بھی بیری کے پتوں کا جوشاندہ بہترین ہے۔ سر پر بیری کے پتوں کا لیپ لگانا بالوں کو صحت منداور خوشنما بناتا ہے۔ اس کے استعمال سے سر کی جلد کے امراض دور رہتے ہیں اور بال لمبے اور سیاہ ہوتے ہیں۔(۲)

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۴۴

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۴

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Cedar
- ☆ www.cedar.buffalo.edu/research.html - 3k
- ☆ www.cedarcreek.umn.edu/research/focus/ - 6k
- ☆ www2.warwick.ac.uk/fac/soc/cedar/projects/ - 23k
- ☆ http://www.scu.edu.au/schools/comm/index.php/51/
- ☆ https://commerce.us.reuters.com/purchase/showReportDetail.d
- ☆ www2.cedarcrest.edu/syllabi/syllabi2008spring/NTR30570Spri
- ☆ www.alacrastore.com/storecontent/spcred/686212 - 18k
- ☆ www.gg.rhul.ac.uk/Cedar/research.html - 24k
- ☆ www.highbeam.com/doc/1G1-130798404.html - 57k
- ☆ www.thecedartree.net/
- ☆ www.cedartreeoutfitters.com/ -
- ☆ www.cedartreeinstitute.org/
- ☆ www.cedartreebooks.com/
- ☆ www.cedartreehotel.com/
- ☆ www.menupages.ie/restaurants/the_cedar_tree.aspx
- ☆ http://www.dublinks.com/index.cfm/loc/17/pt/0/spid/DA3D51
- ☆ www.cedarcreektreehouse.com/
- ☆ cedartreeinc.org/
- ☆ www.cedartreeinc.com/
- ☆ www.cedartreecompanies.com/
- ☆ www.cedartreeireland.net/
- ☆ www.trails.com/tcatalog_trail.aspx?trailid=XAC001-024 - 60k
- ☆ www.tonyhowell.co.uk/Trees.htm - 35k
- ☆ www.cedartreefound.org/employmentopportunities.html
- ☆ www.newadvent.org/cathen/03473a.htm
- ☆ www.cedartrees.com/

شجر مسواک

شجر مسواک کے مختلف نام:۔

عربی۔ خردل، الار کشجر مسواک فارسی۔ درخت مسواک ہندی، اردو۔ پیلو، ارک (۱)

تیلگو۔ ثن ورگوگو بنگالی۔ پیلو سنسکرت۔ پیلو

انگریزی۔ Tooth Brush Tree, Mustard Tree(۲) تامل۔ سیروکلروا قرآنی نام۔ خمط

تعارف:۔

شجر مسواک ایک ایسا درخت ہے جس کی جڑوں اور شاخوں سے مسواک کی جاتی ہے۔اسے اردو میں پیلو یا ارک کہتے ہیں اس کی جڑیں زمین میں گہری ہوتی ہیں۔اس کا اصل وطن عدن کا علاقہ ہے ویسے عرب کے کافی حصوں میں پایا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی اس کی اہمیت عربوں کے لیے بہت رہی ہے کیونکہ اس کی شاخیں اور جڑیں مسواک کے لئے استعمال میں لائی جاتی رہی ہیں۔اسلام کے ظہور میں آنے کے بعد اس کا مسواک مسلمانوں میں بہت مقبول ہو گیا۔طہارت و نظافت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مسواک کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔(۳) غرض کہ مسواک ایک ایسی سنتِ رسولؐ ہے جس کے طبی فوائد اور بہت سے امراض سے تحفظ کی اہمیت سے آج کے باشعور لوگ اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں اور دنیا کے مختلف اداروں میں مسواک پر بہت ہی مفید سائنسی تحقیقات ہوئی ہیں۔(۴) امریکہ میں ایک تجارتی کمپنی کا قیام عمل

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۲۸۷

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 1409.

۳۔ نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث جلد اول تا چہارم، الفرقان، لکھنو، ۱۹۷۷ء

۴۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰۳

میں آیا ہے جس کا نام پیلو پروڈکس (Peelu Products) رکھا گیا ہے اور جو پیلو سے بنائی گئی دانت صاف کرنے والی دواؤں (Tooth-Pasts) کی بڑے پیمانے پر تجارت کرتی ہے۔ پیلو کو عربی میں الارک کے علاوہ خردل بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے پھل کی بورائی (Mustard) کے تیل سے کافی ملتی جلتی ہے اور رائی کو عربی میں خردل کہتے ہیں۔ اس طرح انگریزی زبان میں رائی کو Mustard کہتے ہیں اور پیلو کو Mustrad Tree کا نام دیتے ہیں۔ (۱) پیلو بنیادی طور پر ایک صحرائی درخت ہے جو صحراؤں کے علاوہ خلیج عرب کے گرم ساحلوں اور ایران میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ بازار میں بکنے والی سفید مسواکیں اس کی شاخوں اور جڑوں سے بنائی جاتی ہیں۔ پیلو پاکستان میں پنجاب، سندھ، بلوچستان اور سرحد، بیکانیر، راجپوتانہ، لنکا، وسطی افریقہ، حبشہ، مصر، نائجیریا، تنزانیہ، سینی گال، سوڈان اور عرب میں عام ہوتا ہے۔ (۲) پیلو مشہور ترین مسواک ہے، دانت چمکاتی ہے، اس سے مسوڑے تندرست، دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ (۳) دانت صاف کرنے کے کئی ایک طریقے ہیں جن میں کوئلہ ملنا، دنداسا پھیرنا، نمک ملنا، درختوں کی چھال جلا کر لگانا یا مختلف جڑی بوٹیوں کو پیس کر یا جلا کر منجن بنا کر ملنا شامل ہیں۔ دورِ حاضر میں برش کیا جاتا ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری کے ساتھ مسواک کا آغاز ہوا۔ قرآن مجید کی رو سے وہ پہلے مسلمان تھے جس نے مسواک کی اور اسلام میں جتنی مفید ہدایات اور ایمان کے لوازم ہیں۔ انہی سے شروع ہوتے ہیں۔ چونکہ اتنے پرانے مخطوطے موجود نہ رہ سکتے تھے اور اس وقت کے حالات اور آج کے تقاضے مختلف ہیں۔ اس لئے انہی کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے ان کے ایک لائق فرزند حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ذمداری سونپی کہ وہ ابراہیمی سنت کے ارکان پر خود عمل کر کے دکھائیں اور لوگوں پر ان کی افادیت ہمیشہ کے لئے واضح کردیں۔ انہوں نے کلمۂ طیبہ سے لے کر حجِ بیت اللہ تک اور اخلاقی تعلیم سے لے کر مسائل طہارت تک ہر بات تفصیل سے سمجھائی اور انہی ارشادات میں ایک امر مسواک بھی تھا۔ زمانہ قدیم سے ہندوؤں میں بھی دانت صاف کرنے کا مروج طریقہ مسواک ہی رہا ہے۔ جسے وہ داتن کہتے ہیں۔

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۵۳

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۰

۳۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۵۷

داتن کا رواج زیادہ طور پر برہمنوں میں رہا ہے۔ دانت صاف کرنے کے لئے لوگوں نے ان درختوں کی شاخیں مختلف ادوار میں استعمال کی ہیں۔ نیم (Azadirachta) کیکر (Acacia Arabica) پھلاہی (Acacia Modesta) کرنج (Pangamia Glabra Vent) پیلو (Salvadora Persica) زیتون (Olive) اس کے علاوہ لوگ کسی بھی نرم شاخ سے دانت صاف کرتے دیکھے گئے ہیں البتہ پنجاب میں سکھ چین زیادہ مقبول ہے۔ یہ تمام درخت دانت صاف کرنے کے علاوہ اپنے کیمیاوی عنصر کی وجہ سے جسمِ انسانی کے لئے افادیت رکھتے ہیں۔ یہ مسوڑھوں کی متعدد بیماریوں کا علاج ہیں۔ اس لئے مسواک صرف دانتوں کو صاف ہی نہی کرتی بلکہ مسوڑھوں کی بیماریوں کا علاج کرتی اور دانتوں کو مضبوط کرتی ہے۔ گرونانک بھی مسواک رکھتے اور دانتوں کو مسواک کرتے تھے اور کہتے تھے کہ "یہ لکڑی لے لو یا پھر بیماری لے لو"۔ (۱)

شجر مسواک کا قرآن میں تذکرہ:۔

مولانا مودودی نے تفہیم القرآن میں سورۃ السبا آیت نمبر ۱۵ کے ترجمہ میں لفظ خمط کے معنی کڑوا اور کسیلا پھل کے بتائے ہیں (۲) لیکن مختلف مقامات اور تفسیرِ ماجدی (۳) وتفسیرِ عثمانی (۴) میں اس کو پیلو کا درخت بتایا گیا ہے۔ امام بغوی نے بھی اس کو پیلو ہی کہا ہے گویا کہ مآرب کے زبردست سیلاب میں جو پیڑ برباد ہونے سے بچ گئے ان میں پیلو کے درخت بھی تھے۔ پیلو یعنی (Salvadora persica) کا درخت کھجور، انگور اور انار کی نسبت کہیں زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور کسی بھی سیلاب میں اس کا اپنی جڑوں پر کھڑا رہنا عین ممکن ہے۔ (۵) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴ (۶) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ جن امور میں

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۴

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۴، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۹۴

۳۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۵

۴۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیرِ عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی ، سورۃ السبا آیت نمبر ۱۵

۵۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰۴

۶۔ القرآن کریم سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمایا ان کی تشریح حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت کی اساس پر ابن کثیر نے کی ہے جس کے مطابق ان کو اپنے سر، جسم کی صفائی اور پاکیزگی کا ارشاد ہوا۔ ان کو مونچھیں مونڈھنے ناخن کاٹنے، کلّیاں کرنے، ختنہ کروانے اور زیرِ ناف بال صاف کرنے کے علاوہ مسواک کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور مسواک میں بہترین مسواک پیلو کی لکڑی کو کہا جاتا ہے۔ اللہ کے نزدیک مسواک کرنا کتنا اہم مقام ہے کہ اپنے خلیل کو حکم دیا۔ سورۃ السبا آیت نمبر ۱۵ (۱) میں ملکِ سبا کے لوگوں کی نافرمانی بیان کرتے ہوئے قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ ''قومِ سبا کے لئے اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی تھی ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے (ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ) اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو یہ عمدہ شہر اور وہ بخشنے والا رب ہے۔ لیکن انھوں نے نافرمانی کی تو ہم نے ان پر زور کے سیلاب (کا پانی) بھیج دیا اور ہم نے ان کے (ہرے بھرے) باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیئے جو بدمزہ میوں (پیلو) والے اور (بکثرت) جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے۔ (۲)

حدیث میں شجر مسواک کا تذکرہ:۔

حضرت ابو حیزہؓ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیلو (الاراک) کی شاخ مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ اس سے مسواک کیا کرو''۔ (۳) حضرت ابو زید الغافقی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مسواک تین قسم کی درست ہے۔ اگر پیلو (الاراک) میسر نہ ہو تو عنم یا بطم (صنوبر)'' (۴) احادیث کے معانی اور لغت کی تمام کتابوں میں عنم کو ایک بیل بیان کیا گیا ہے۔ جس کے

۱۔ القرآن کریم سورۃ السبا آیت نمبر ۱۵

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۲۰۲

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، احادیث میں مذکور نباتات، ادویہ اور غذائیں ایک سائنسی جائزہ، علم وعرفان پبلشرز ۹۔ لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۲۰۷

۴۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طبِ نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۵

ساتھ نرم نرم شاخیں معلق ہوتی ہیں۔ الیاس انطونؔ نے اس بیل کی جو شکل بنائی ہے وہ کانٹے دار ہے۔حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''سب سے اچھی مسواک زیتون کے مبارک درخت کی ہے کیونکہ یہ منہ کو خشبودار بناتی اور سوزش کو دور کرتی ہے۔ یہ مسواک میری بھی پسندیدہ ہے اور مجھ سے پہلے آنے والے پیغمبروں کی بھی۔(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے آخری لمحات کی تفصیل ایک طویل روایت سے میسر ہے جس کا ایک حصہ اس موضوع کے سلسلہ میں دلچسپی کا حامل ہے۔ ''۔۔۔پھر عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ اندر آئے ان کے پاس مسواک تھی جس سے وہ اپنے دانت مل رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جانب نظر بھر کر دیکھا میں نے یہ مسواک عبدالرحمٰن سے مانگ کر اس کو کاٹا پھر اپنے دانتوں سے نرم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپؐ نے مسواک کی اور اس وقت آپؐ کا سر میرے سینہ پر تھا۔(۲) بخاری اور مسلم میں مرفوعاً حدیث مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر میری امت پر یہ بات شاق نہ ہوتی تو میں یقیناً ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا''۔(۳) اور صحیحین کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے''۔(۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں نے تم لوگوں کو بکثرت مسواک کرنے کی تعلیم دی ہے۔(۵) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ جب گھر تشریف لے جاتے تو پہلے مسواک کرتے۔(۶) سنن ابوداؤد میں عامر بن ربیعہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہؐ کو بارہا دیکھا کہ آپؐ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مسواک منہ کی صفائی اور خدا کی رضامندی ہے۔(۷)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۴۱

۲۔ امام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک، ص ۲۵۳

۳۔ مام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک، ص ۲۵۲

۴۔ بخاری، محمد اسماعیل، کتاب الجمعہ باب السواک یوم الجمعۃ، جلد ۲، ص ۳۱۲

۵۔ امام مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک، ص ۲۵۳

۶۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الصوم باب السواک للصائم، ص ۲۳۶۴

۷۔ Blatter, E.; Flora of Atsnovs, Government Printing Press, Calacutta, 1919.

کیمیاوی اجزاء :۔

درختِ مسواک کے منفرد کیمیائی اجزاء مجموعی طور پر درختِ مسواک کے بعض حصوں میں موجود ہوتے ہیں اور یکجا ہوکر ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں لیکن اگر ہم درخت مسواک (پیلو) سے حاصل ہونے والے اجزاء کا علیحدہ علیحدہ بھی جائزہ لیں تو ہر ایک دانتوں کی تکالیف کے خلاف موثر نظر آتا ہے۔ یہ اجزاء اس کی چھال کے خلاصے سے حاصل کیئے گئے تھے۔ اجزاء درج ذیل ہیں۔

۱۔ ٹرائی میتھایلامین (Trimethylamine)

۲۔ ایک الکلائڈ جوسلواڈورین (Salvadorine) کہلاتا ہے۔

۳۔ کلورائیڈز (Chlorides)

۴۔ فلورائیڈ (Fluoride) اور سلیکا (Silica) کی خاصی مقدار

۵۔ گندھک (Sulpher)

۶۔ حیاتین ''ج'' (Vitamin-c)

۷۔ ٹینن (Tanins)، سیپونین (Saponins)، فلیووفائڈ (Falvonoids) اور اسٹیرول کی معمولی مقداریں اور رال کی کچھ مقدار۔

۱) ٹرائی میتھائلامین (Trimethylamine)

نامیاتی کیمیائی جز کا فارمولا ($(CH_3)3N$) جو کہ بے رنگ سیال گیس ہے اور مچھلی جیسی بو رکھتی ہے۔ اس کا نقطہ جوش چار درجہ سینٹی گریڈ ہے۔ پانی، ایتھر اور الکوحل میں حل پذیر ہے۔ TMA سیل کے سطحی تناؤ کو تبدیل کر کے ٹھوس ذرات کو علیحدہ کر کے تیرنے کے قابل بناتا ہے۔ (اس عمل کو Forth floatation کہتے ہیں)۔ اس طرح یہ اہم جز غذا کے باقی رہ جانے والے اجزاء کو منہ میں اور خصوصاً دانتوں میں جمع ہونے سے روکتا ہے۔ مسواک کے دیگر اجزاء مثلاً نمکیات کے ساتھ مل کر یہ جز اور زیادہ مئوثر ہوجاتا ہے اور ضد جراثیم عامل کا کام کرتا ہے۔

۲) سلواڈورین (Salvadorine)

قدرتی طور پر پایا جانے والا یہ الکلائڈ درخت مسواک (پیلو) کی خشک کردہ چھال میں پایا جاتا ہے۔اس جزو پر مزید تحقیق ہو رہی ہے۔

۳) کلورائیڈز(Chlorides)

اپنی آئنی (Ionic) خصوصیات کی وجہ سے منہ کی اندرونی جھلی کے خلیات اور دیگر ساختوں میں سیال کی مقدار کا توازن برقرار رکھنے کے نظام پر مؤثر ہوتے ہیں۔ یہ دراصل قدرۃً پائے جانے والے نمکیات ہیں۔ ان کی موجودگی فعلیاتی نظام کو درست رکھتی ہے۔

۴) فلورائیڈ اور سلیکا (Flouride & Silica)

درخت پیلو میں قدرتی طور پر فلورائیڈ اور سلیکا کی قابلِ ذکر مقدار موجود ہوتی ہے۔ عام طور پر ٹوتھ پیسٹ میں مصنوعی طور پر فلورائیڈ شامل کیا جاتا ہے۔اس لحاظ سے مسواک یا پیلو کو انفرادیت حاصل ہے۔تحقیقات سے ثابت ہے کہ فلورائیڈ خصوصیت کے ساتھ بچوں میں دانتوں کی بوسیدگی کے خلاف مؤثر ہے اور ساتھ ہی سلیکا کی موجودگی مسواک میں اس کے میکانکی عمل سے دانتوں کو چمکانے میں مددگار ہے۔

۵) گندھک (Sulpher)

پیلو میں موجود گندھک اپنے جراثیم کش اور تریاقی اثرات کی بدولت اور منہ کی صحت کی برقراری کے لئے انتہائی اہم ہے۔

۶) حیاتین ''ج'' (Vitamin-C)

دانتوں کی صحت اور مسوڑھوں کی حفاظت میں حیاتین ''ج'' کی اہمیت مسلم ہے۔ مسواک یا پیلو میں یہ نباتی جوہر قدرۃً پایا جاتا ہے۔اور اس کی موجودگی اسے نہ صرف ایک مؤثر میکانکی اور طبی حیاتیاتی عامل بننے میں مدد دیتی ہے بلکہ بوسیدگی دندان، متورم مسوڑھوں اور اسکربوط (Scurey) میں بھی فائدہ مند ثابت ہوتے

ہیں۔ برصغیر کے اطباء زمانہ دراز سے مسواک کو اسکر بوط کے لئے تجویز کیا کرتے ہیں۔

۷) رال (Resin)

مسواک کی چھال میں موجود رال مادہ (Resinous material) دانتوں کے سخت بیرونی طبقے یعنی نینا (Enamel) کی حفاظت کرتا ہے۔(۱)

افعال وخصوصیات:۔

پیلو کی لکڑی (شاخوں اور جڑوں) میں نمک اور ایک خاص قسم کا ریزن پایا جاتا ہے جو دانتوں میں چمک پیدا کرتا ہے اور مسواک کرنے سے جو اس کی ایک تہہ دانتوں پر جم جاتی ہے تو کیڑوں اور جراثیم وغیرہ سے دانت محفوظ رہتے ہیں۔ اس طرح کیمیاوی اعتبار سے پیلو کے مسواک دانتوں کے لئے نہایت موزوں اور مفید ہیں۔(۲) پیلو (خمط) کے پھل اگر چہ زیادہ لذیذ نہیں ہوتے ہیں، پھر بھی کھائے جاتے ہیں اور طبی لحاظ سے فائدہ مند بھی ہیں یہ بھوک بڑھاتے ہیں، ریاح خارج کرتے ہیں، خون صاف کرتے ہیں، پیٹ کے کیڑوں کو مارتے ہیں اور بلغم خارج کرتے ہیں۔ پیلو کی نئی پتیاں اور کونپلیں ترکاری کے طور پر بھی استعمال ہو سکتی ہیں۔(۳) لیوس (۴) نے دانتوں کی حفاظت کے موضوع پر ایک بہت اہم مضمون میں لکھا ہے کہ پیلو کی مسواک کے بے پناہ فوائد ہیں مثلاً یہ کہ مسواک کا عمل دانتوں کو مضبوط بنانے اور چمکانے کے علاوہ مسوڑھوں کو طاقت دیتا ہے، حافظہ کو بہتر بناتا ہے، بلغم کو خارج کرتا ہے، آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے، بھوک بڑھاتا

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۶۱-۶۲

۲۔ **Attar Zafar Ahmad, Journal of Irish Dental Association, March-April Issue, 1980, Page 16.**

۳۔ **Farooqi, M.I.H. and G.S. Srivastava; The Tooth Brush Tree (Salvadora Persica), Quarterly Journal of Crude Drug Research Vol. VIII, Netherlands, 1968, Pages 1297-1300.**

۴۔ **Lewis, M.E., Plants used for theeth cleaning, J. Prev. Dent., 1980, 6, 61-70.**

ہے اور قبض دفع کرتا ہے(۱) پیلو جالی اور محلل اورام ہے بلغم چھانٹا ہے مسام کھولتا ہے ریاح غلیظ کو دفع کرتا ہے اس کی جڑ کی مسواک دانتوں کو صاف کرتی اور مضبوط رکھتی ہے۔اس کی چھال کا جوشاندہ بطور مقوی و محرک احتباس طمث میں پلاتے ہیں اس کا پھل کاسر ریاح مدر بول اور ملین طبع ہے اور مار گزیدہ کو سہاگہ کے ہمراہ کھلانے سے فائدہ دیتا ہے۔(۲) پیلو کے پتے زیتون کے تیل میں ابال کر مالش کرنے سے جوڑوں کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔یہی تیل بواسیر، خارش اور کوڑھ میں بھی مفید ہے۔پیلو کے کٹے ہوئے پتے روغنِ زیتون میں ملا کر جلی ہوئی جگہ پر لیپ کرنے سے نہ تو آبلہ پڑتا ہے اور نہ ہی پیپ، یہی پھوڑوں پر لگائیں، جراثیم کش ہے، پیلو کی کونپلوں کو روغنِ ایرسا میں پکا کر ناک میں ٹپکانے سے سر کا درد جاتا رہتا ہے۔اسی سے دماغی کمزوری دور ہوتی ہے، سوکھے پھول پیس کر چٹکی شہد میں ملا کر دن میں تین بار آنتوں کے مزمن زخم والے مریض کو چٹائیں شفاء ہوگی۔پیلو کے پتے ابال کر غرارے کرنے سے منہ کے زخم میں فائدہ ہوتا ہے۔پیلو کے پھل سے باؤ گولہ، سنگِ گردہ ختم ہوتی ہے۔پیلو کی چھال پیس کر چھ ماشہ اور سات دانہ کالی مرچ سات روز تک کھائیں اس سے بواسیر ٹھیک ہوگی، پیٹ کے کیڑے مرجائیں گے اور جذام بھی ٹھیک ہوجائے گا۔پیلو کے پتے سکروی دور کرتے ہیں۔(۳) پیلو کی لکڑی کی مسواک دانتوں کو جلا دیتی ہے، منہ کی بدبو کو دور کرتی ہے اور سالن کو خوشبودار بناتی ہے، مسوڑھوں کو ڈھیلا کرنے والی رطوبت نکال کر ان کو تندرست بناتی ہے۔پیلو کے پتوں کے لیپ سے نزلہ رک جاتا ہے، اگر بالوں کو خضاب لگانے سے پہلے ادویہ کو پیلو کے پانی میں تھوڑی دیر بھگولیا جائے تو رنگ گہرا آتا ہے۔پیلو کے درخت کی کونپلیں، شاخیں، پتے اور پھل یکساں طور پر جراثیم کش اور خشکی پیدا کرتے ہیں۔یعنی (Astringent) ہیں۔اس کی مسواک گلے کی بیماریوں میں بھی مفید ہے۔مسواک بنانے کے لئے سب سے عمدہ پیلو کی لکڑی ہے۔کسی نامعلوم درخت کی مسواک ہرگز استعمال نہیں کرنی چاہئے۔ممکن ہے وہ زہریلی ہو۔اس کے استعمال میں اعتدال برتنا چاہئے اس لئے کہ اس کا بہت زیادہ استعمال کرنے سے دانتوں کی چمک دمک اور اس کی رونق ختم ہوجاتی ہے۔کیونکہ وہ معدہ

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص۱۰۴

۲۔ کبیرالدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص۱۳۰

۳۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص۵۷

سے اٹھنے والے بخارات اور میل کچیل کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے۔اگر اعتدال کے ساتھ مسواک کا استعمال کیا جائے تو دانتوں میں چمک پیدا ہوتی ہے۔مسوڑھوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔زبان کی گرہ کھل جاتی ہے۔منہ کی بدبو ختم ہوجاتی ہےاور دماغ پاک صاف ہوجاتا ہےاور کھانے کی اشتہا پیدا ہوتی ہے۔(۱) بہترین مسواک پیلو (الاراک) کی درخت سے ہے۔ دوسرے درختوں کی مسواک اتنی مفید نہ ہوگی۔ یہ دانتوں پر جمی میل اتار کران کو چمکاتی ہے منہ اور معدہ کی گندی رطوبتیں نکالتی ہے، دانتوں کو مضبوط کرتی ہے، مسوڑھوں کی سوزش کو ختم کرتی ہے، بھوک بڑھاتی ہے، اور سانس کو خوشبودار کرتی ہے۔ بعض محدثین نے مسواک کو دماغ کی طاقت کے لئے بھی مفید قرار دیا ہے۔مسواک کرنے کی اچھی ترکیب یہ ہے کہ اسے رات بھر عرقِ گلاب میں بھگو کر صبح استعمال کیا جائے۔ایسی مسواک حافظہ کو بڑھاتی ہے،اس کے دیگر فوائد میں سانس کو خوشبودار بنانا، مسوڑھوں کو مضبوط کرنا، بلغم خارج کرنا، بینائی کو تیز کرنا، معدہ کی اصلاح کرنا، آواز کو نکھارنا، کھانے کو ہضم کرنا، آواز کو گونج دینا شامل ہے۔مسواک کرنے سے خدا کی خوشنودی کے ساتھ اچھی نیند آتی ہے۔مسواک کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے لیکن نیند سے اٹھنے کے بعد، سونے سے پہلے نماز سے پہلے، یہ منہ سے غلاظت کو نکال کر منہ کو صاف کردیتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ''دن کے شروع ہونے اور ختم ہونے پر آپؐ مسواک کرتے تھے۔(۲)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :-

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی برکت ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہوں منہ کو صاف رکھتے ہیں۔مسواک دن میں کئی بار استعمال کرنے سے منہ پاک اور صاف رہتا ہے۔ برش سے دانتوں کی اچھی طرح صفائی کے بعد بھی ان پر میل (Plaque) کی تہہ چڑھ جاتی ہے۔تجربات ثابت کرتے ہیں کہ پابندی

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء ، ص ۲۰۸

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء ، ص ۳۸

کے ساتھ مسواک کرنے والوں کے دانت صحت مند ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں دانتوں کی بوسیدگی بھی کم پائی گئی ہے۔ پاکستان میں بھی ۱۹۸۵ء میں دانت صاف کرنے کے لئے استعمال کی جانے والی مختلف پودوں کی شاخوں پر بھی جدید تحقیقات کی گئیں۔ ان تحقیقات سے مسواک (پیلو) کے ضمن میں نہایت حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے۔ اس مقصد کے لئے استعمال کی جانے والی شاخوں کا خورد حیاتیاتی طور پر جراثیم کے خلاف تقابلی جائزہ لیا گیا ان نباتات کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نیم (Melia Azadirachta Linn)
۲۔ کیکر (Acacia Arabica Willd)
۳۔ پھلاہی (Acacia Modesta Wall)
۴۔ کرنج (Pangamia Glabra Vent)
۵۔ پیلو (Salvadora Persica Linn)

ان تحقیقات میں بتایا گیا ہے کہ بیشتر افریقی ممالک، جنوبی ایشیاء، امریکہ کے گرم علاقوں میں درج بالا نباتات کی شاخیں اور جڑیں دانتوں اور منہ کی صفائی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ پاکستان کے شہری علاقوں میں دانت صاف کرنے کے لئے زیادہ تر برش استعمال کیا جاتا ہے لیکن دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگ نباتات کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اور دانتوں کی بوسیدگی کے امراض سے بہت کم متاثر پائے جاتے ہیں۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر درج بالا نباتات کا مطالعہ لیبارٹری میں مانع جراثیم سرگرمی (Anti Bacterial Activity) کے لئے کیا گیا۔ یہ تقابلی جائزہ مسواک (پیلو) کی خصوصی افادیت کا آئینہ دار ثابت ہوا۔ مختلف افراد کے دانتوں، مسوڑھوں اور منہ سے لعابِ دہن حاصل کیا گیا اور ان میں سے چند ایسے جرثومے علیحدہ کر کے ان کی لیبارٹری میں مصنوعی طور پر افزائش کی گئی کہ جو دہن و دندان کی مختلف تکالیف میں اہم ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان جراثیم کے خلاف درج بالا نباتات کی صلاحیتوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ درج بالا نباتات میں کوئی بھی بیکٹیریا (Sarcina Letea) اور (Bacillus Pumilis) کے خلاف قابلِ ذکر اثرات کا حامل نہیں پایا لیکن پیلو یا مسواک کو مجموعی طور پر لعابِ دہن سے حاصل کئے گئے بیکٹیریا کے خلاف مؤثر پایا گیا اور اس کے مانع جراثیم (Anti Microbial) جراثیم کش (Germicidal) اور (Fungicidal) اثرات کا معیار بقایا تمام نباتات سے بہتر پایا گیا۔ تجربات سے

ثابت ہے کہ مسواک یا پیلو میں ان خصوصیات کے علاوہ مسوڑھوں کو ٹسکیڑنے، صاف کرنے اور مانجھنے (Abrasive) کی خصوصیات بھی ہیں۔ نہ صرف مسواک بلکہ اس کا سفوف بھی دہن، دانت اور مسوڑھوں کی صفائی کے لئے بہترین چیز ہیں۔ یہ قدرت کا عطیہ ہیں اور اس کے استعمال کی ہدایت کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں موجود ہیں۔ درخت مسواک (پیلو) کی اہم خصوصیات کی بنا پر اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ تمام دنیا میں اس کے استعمال کو کثرت سے رائج کیا جائے۔(۱)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

درختِ مسواک سے حاصل کردہ جڑوں کی شاخوں کا بہر طور صحتِ دہن و حفظِ دنداں کے لئے استعمال سب سے پہلے دنیائے عرب میں ملتا ہے۔ اس کے بعد ہر دور میں اس درخت پر تحقیقات ہوئی ہیں۔ برصغیر میں یہ سائنس دانوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اب امریکہ، یورپ و دیگر ممالک میں بھی مسواک (پیلو) پر نہایت گہرائی اور انہماک سے تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اور یہ یقین کر لیا گیا ہے کہ صحت دنداں اور حفظِ دنداں کے لئے اس سے بہتر کوئی شے موجود نہیں۔ تمام دنیا نے طبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نکتے کو بدرجہ کمال اہمیت دی ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس پیاری سنت کو ترک کر دیا ہے اور اس کے بدلے غیر مسلموں کے طریقے کو دل میں بسا کر اپنا لیا ہے۔(۲)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۶۴-۶۳

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طبِ نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران دتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۳۸

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

☆ www.ecrater.com/product.php?pid=1552301 - 20k

☆ www.naturaltoothbrush.com/ - 9k

☆ https://www.amazines.com/Salvadora_persica_related.html - 51k

☆ www.nationmaster.com/encyclopedia/Toothbrush - 90k

☆ www.personal.psu.edu/fme5002/projecthome.htm - 293k

☆ everything2.com/title/miswak - 41k

☆ www.newcrops.uq.edu.au/listing/salvadorapersica.htm - 23k

☆ www.highbeam.com/doc/1G1-94448145.html - 58k

☆ www.veganessentials.com/catalog/recycled-toothbrush.htm - 15k

☆ www.siu.edu/~ebl/leaflets/araya.htm - 79k

☆ en.wikipedia.org/wiki/Salvadora_persica

☆ www.wordwebonline.com/en/TOOTHBRUSHTREE

☆ www.toothbrushtree.com/

☆ www.thefreedictionary.com/toothbrush+tree

☆ www.serengeti.org/plantlife.html

☆ www.websters-online-dictionary.org/to/toothbrush+tree.html

☆ www.audioenglish.net/dictionary/toothbrush_tree.htm

☆ dictionary.reference.com/browse/toothbrush+tree

☆ www.squidoo.com/miswak

☆ www.worldagroforestrycentre.org/Sea/Products/AFDba

☆ www.economy-point.org/t/toothbrush-tree.html

☆ www.onpedia.com/dictionary/toothbrush-tree

☆ www.answers.com/topic/toothbrush-tree

☆ www.flickr.com/photos/justin/356048034/

☆ www.dawn.com/2007/04/12/nat20.htm

☆ www.flowersinisrael.com/Salvadorapersica_page.htm - 10k

☆ livinghopeomaha.wordpress.com/2008/12/12/tooth-brush-tree/

زقوم

زقوم کے مختلف نام:۔

عربی۔ رمید، لبین اردو، ہندی۔ تھوہڑ، سیہنڈ (۱) بنگالی۔ تکتا سیج
ملیالم۔ کلّی تامل۔ ایلیک کلّی تیلگو۔ آکوجے میڈو
فرانسیسی۔ Euphorbe انگریزی، لاطنی۔ Euphorbia (۲) یونانی۔ Euforvion
سنسکرت۔ وجرکانٹا نباتاتی۔ Euphorbia resinifera Berg جرمن۔ Euphorbe

تعارف:۔

زقوم کا درخت تہامہ کے علاقے میں ہوتا ہے۔ مزہ اس کا تلخ ہوتا ہے بو نا گوار ہوتی ہے اور توڑنے پر اس میں سے سفید دودھ جیسی رطوبت نکلتی ہے۔ جو اگر جسم پر لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔ غالباً یہ وہی چیز ہے جسے ہمارے ملک میں تھوہڑ کہتے ہیں۔ اس کے دودھ کو فرفیوم (فربیوم) عربی زبان میں کہا جاتا ہے۔ قرآن میں تھوہڑ کا تذکرہ دوزخیوں کی غذا کے طور پر کیا گیا ہے۔ اسی لئے تھوہڑ کے پودوں کو عام طور سے لوگ گھروں میں لگانا معیوب سمجھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تھوہڑ (افربیا) کے پودے اتنے زہریلے ہوتے ہیں کہ ان تک کسی کی رسائی خاص طور سے بچوں کو نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس میں سے نکلنے والے دودھ کے چھینٹے آنکھ میں پڑنے سے آنکھ کی روشنی تک جاتی رہتی ہے۔ جبکہ آبلہ یا زخم ہو جانا معمولی بات ہے۔ زقوم کے پودے بڑے سخت جان سمجھے جاتے ہیں۔ (۳) یہ شدید گرمی میں بھی خوب بڑھتے اور نشو نما پاتے ہیں۔ افریقہ اور ایشا کے ریگستانی اور چٹانی علاقے جہاں قیامت کی گرمی پڑتی ہے وہاں زقوم (افربیا) کے پودے ہرے بھرے

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۴ء، ص ۶۷۹

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 468.

۳۔ Frohne, D. and Pfander, H.J.; Poisononus Plants, Wolfe Publishing Ltd., Germany, 1984.

دیکھائی دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک سائنس دان نے ایک تلخ حقیقت اور سچائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر انسان مادّی ترقی کرتا ہوا موجودہ تیزی سے تباہی و بربادی کی جانب گامزن رہا تو کچھ دیر نہیں ہے کہ کیمیاوی اور نیوکلیائی جنگوں کے بعد یہ سرزمین ایک دوزخ کی مانند ہو جائے۔ اس وقت ہریالی کے نام پر اگر کچھ بچ رہے گا تو وہ ہوں گے زقوم (افربیا) کے درخت یعنی شجر ملعونہ یعنی زقوم۔ (۱) موریطانیہ کا ایک مشہور بادشاہ جوبا دوئم (25 B.C. - 18 A.D) گزرا ہے اس نے اپنی سلطنت کے چٹانی اور پہاڑی علاقے میں ایک ایسے پودے کا پتہ لگایا تھا جو انتہائی خطرناک تھا اس کے شگوفوں سے سفید دودھ نکلتا تھا جو اگر جسم کے کسی حصہ پر لگ جاتا تھا تو زخم پیدا کر دیتا اور اگر کوئی شخص اس کی ایک معمولی مقدار کھا لیتا تو پیٹ میں آگ سی لگ جاتی لیکن موت واقع نہ ہوتی گویا کہ یہ ایک زہر ضرور تھا لیکن زہرِ ہلاہل نہیں اس پودے پر جوبا نے ایک پوری کتاب لکھی ہے جو ابھی تک محفوظ ہے اس کتاب میں اس نے لکھا ہے کہ اس کا دودھ اتنا تیز ہوتا تھا کہ احتیاط کے طور پر اس پر چیرا لگانے کے لئے ایک لمبی لوہے کی چھری استعمال کی جاتی تھی تا کہ چیرا لگاتے وقت اس کا دودھ انسانی جسم پر نہ لگ جائے جوبا نے اس پودا کا نام اپنے استاد افربس (Euphorbus) کے نام پر رکھا جو اس کے دربار کا مشہور حکیم تھا اور یونانی نسل کا تھا۔ جوبا کے دریافت کئے ہوئے اس پودے نے بڑی شہرت حاصل کی اور یونانی طب میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ (۲)

ایک سو تیس (۱۳۰) قبلِ مسیح میں اطباء اس کی افادیت سے واقف ہو چکے تھے۔ جس کا تذکرہ حکیم جالینوس اور بادشاہ جوبا دوئم کے زمانے میں ملتا ہے۔ قرآنِ کریم کے مفسرین کی اکثریت نے زقوم کو تھوہڑ کی ذات کا پودا کہا ہے۔ جو صرف قرینِ قیاس ہی نہیں ہے بلکہ سائنسی اعتبار سے بھی درست نظریہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۶۸

۲۔ Farooqi, M.I.H.; Euphorbias as a Source of Medicinally Important Latices-Proc. of Workshop of Euphorbia Plants, Sriram Inst. for Industrial Res., 1980, Pages 34-36.

تھوہڑ کا درخت پودوں کی اس جنس سے تعلق رکھتا ہے جس کو افوربیا (Euphorobia) کہتے ہیں اس کی ایک ہزار سے زیادہ اقسام (Species) دنیا کے مختلف علاقوں میں خاص طور سے افریقہ اور ایشیا کے گرم خطوں میں پائی جاتی ہیں۔(۱) یہ سب کے سب تلخ اور زہریلی ہوتی ہیں اور ان سب سے ایک قسم کا دودھ (Latex) نکلتا ہے جو جم کر گوند کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ہندوپاکستان میں زمانہ قدیم ہی سے کئی درجن اقسام کے افوربیا پائے جاتے ہیں۔ جن میں کافی (Cactus) نما ہوتے ہیں اور زیادہ تر مقامی زبانوں میں تھوہڑ، تھور، یا سیہنڈ کہلاتے ہیں۔(۲) زقوم حجاز سمیت عرب کے دیگر علاقوں میں بھی زمانہ قدیم سے پائے جاتے ہیں جہاں ان کو لبین کہتے ہیں۔(۳) اٹھارویں صدی کے اواخر میں جب ایلوپیتھک دواؤں کا استعمال قدرے عام ہونے لگا تو اس خطرناک دوا کا استعمال انسانی امراض کے لئے محدود ہو گیا۔ لیکن جانوروں کے علاج میں اس کا استعمال جاری رہا کہا جاتا ہے کہ ہاتھی کو قبض ہو جائے تو زقوم اس کا بہترین علاج ہے۔ انیسویں صدی میں اس زبردست شہرت یافتہ جوبا کے پودے کا نباتاتی نام (Euphorbia resinifera berg) رکھا گیا اور اس کی بابت بتایا گیا کہ اس کا قدرتی علاقہ صرف مراکش ہے یعنی وہ خطہ جو کسی زمانہ میں موریطانیہ کا حصہ ہوا کرتا تھا۔(۴) یوں تو مراکش کا افوربیا (Euphorbia) زمانہ قدیم ہی سے بہت مشہور ہوا۔ لیکن برصغیر پاک و ہند، عرب اور دوسرے ممالک میں بھی اسکی نہ جانے کتنی اقسام نے مقامی طور سے شہرت حاصل کی۔ لیکن ان سب کی حیثیت خطرناک پودوں اور تلخ دوا کی رہی ہے۔ پاکستان و ہندوستان کے گرم علاقوں میں اس کی کئی ذاتیں پائی جاتی ہیں جو زیادہ تر تھوہڑ یا سیہنڈ کہلاتی ہیں۔(۵)

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۶۵

۲۔ Blatter, E.; Flora of Aden, Government Printing Press, Calacutta, 1914.

۳۔ Blatter, E.; Flora of Atsnovs, Government Printing Press, Calacutta, 1919.

۴۔ Rehman, Afzal; Subject Index of Holy Quran, Noor Publishing House, Farashkhana, Delhi, 1987.

۵۔ Blatter, E.; Flora of Atsnovs, Government Printing Press, Calacutta, 1919.

ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ E. nivulia, E. daudifolia, E. trigona, E. royleana, E. antiguorum, E. neriifolia۔ مصر میں ان کو رجلتہ ابلیس بھی کہتے ہیں جس کا مفہوم شیطان کا ساگ ہے۔(۱)

زقوم کا قرآن میں تذکرہ:۔

زقوم کا ذکر قرآن میں ۴ بار ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ بنی اسرائیل (۱۷)	۶۰
۲۔	سورۃ الصّٰفّٰت (۳۷)	۶۲ تا ۶۸
۳۔	سورۃ الدّخان (۴۴)	۴۳ تا ۴۶
۴۔	سورۃ واقعہ (۵۶)	۵۲ تا ۵۶

قرآنی ارشادات میں زقوم کا بیان اتنی وضاحت وصراحت کے ساتھ ہے کہ اگر اس کو موجودہ سائنسی تحقیقات اور علم کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے تو یہ معلوم کر لینا دشوار طلب نہ ہوگا کہ قرآنی آیات کے نزول کے دور میں زقوم کا پودا کیا تھا۔ زقوم کی بابت تین باتیں قرآن کریم میں بہت واضح کر دی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس کا مزہ تیل کی تلچھٹ کا ہوگا جس کے کھانے کے بعد دوزخ میں رہنے والوں کے پیٹ میں آگ سی لگ جائے گی یعنی شدید جلن ہوگی، دوسرے یہ کہ شگوفے کچھ ایسا منظر پیش کرتے ہیں جیسے کہ وہ شیطان کا سر ہوں تیسرے یہ کہ چاروں آیات میں زقوم کا درخت (شجر زقوم) کہا گیا ہے زقوم کا پھل نہیں بیان ہوا ہے۔ سورۃ الصّٰفّٰت میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ یہ درخت دوزخ کی تہہ سے نکلتا ہے۔(۲)

۱۔ Playfair, George; Taleef Shareef (English). Thacker & Co., Calcutta, 1833.

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۷۰

تفسیر قرآن :۔

قرآنِ کریم کے مفسرین کی اکثریت نے زقوم کو تھوہڑ کی ذات کا پودا کہا ہے۔ جو صرف قرینِ قیاس ہی نہیں ہے بلکہ سائنسی اعتبار سے بھی درست نظریہ معلوم ہوتا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمانُ القرآن میں سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر بیان کرتے ہوئے زقوم کو تھوہڑ کا درخت بتایا ہے۔ (۱)

تفسیرِ ماجدی میں زقوم کو ایک ایسا درخت کہا گیا ہے جو عرب میں تلخی کے لیے مشہور تھا، اس کا نام فارسی میں حنظل بھی دیا گیا ہے۔ (۲)

مولانا اشرف علی تھانوی نے بیان القرآن میں زقوم کی بابت فرمایا ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں پیدا ہوگا (۳)

تفسیرِ حقانی میں اسے تھوہڑ یا سیہنڈ کا پیڑ کہا گیا ہے۔ (۴)

مولانا مودودی تفہیم القرآن میں رقم طراز ہیں کہ ''زقوم کا درخت تہامہ کے علاقہ میں ہوتا ہے۔ مزہ اس کا تلخ ہوتا ہے، بو ناگوار ہوتی ہے اور توڑنے پر اس سے دودھ کا سا رس نکلتا ہے جو اگر جسم پر لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔ غالبًا یہ وہی چیز ہے جسے ہمارے ملک میں تھوہڑ کہتے ہیں''۔ (۵)

صحابہ وتابعین نے سورۃ بنی اسرائیل میں آیت نمبر ۶۰ میں رؤیا کی تفسیر سے عینی رویت مراد لی ہے اور مراد اس سے معراج کا واقعہ ہے، جو بہت سے کمزور لوگوں کے لیے فتنے کا باعث بن گیا۔ اور درخت سے مراد زقوم (تھوہڑ) کا درخت ہے جس کا مشاہدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج جہنم میں کیا۔ الملعونۃ سے مراد کھانے والوں پر یعنی جہنمیوں پر لعنت۔ جیسے دوسرے مقام پر اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوم، طَعَامُ الأَثِيم (۶)

۱۔ آزاد، مولانا ابوالکلام، تفسیر ترجمان القرآن، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۰

۲۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی لاہور، س ن، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۰

۳۔ تھانوی، اشرف علی، بیان القرآن، مرکز اشرف الاعلوم دیوبند، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۰

۴۔ حقانی، عبدالحق، تفسیرِ قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ

۵۔ مودودی، سید ابوعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اول، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۶۲۸

۶۔ قرآنِ کریم سورۃ الدخان آیت نمبر ۴۳۔۴۴

زقوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہوہے۔یعنی اس کریہ المنظر اور نہایت بدذائقہ اور تلخ درخت کا کھانا تمہیں اگرچہ سخت ناگوار ہوگا لیکن بھوک کی شدت سے تمہیں اسی سے اپنا پیٹ بھرنا ہوگا۔(۱)

مولانا مودودی تفہیم القرآن میں سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۰ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ :یعنی زقوم جس کے متعلق قرآن میں خبر دی گئی ہے کہ وہ دوزخ کی تہ میں پیدا ہوگا اور دوزخیوں کو اسے کھانا پڑے گا۔اس پرلعنت کرنے سے مراد اس کا اللہ کی رحمت سے دور ہونا ہے۔یعنی وہ اللہ کی رحمت کا نشان نہیں ہے کہ اسے اپنی مہربانی کی وجہ سے اللہ نے لوگوں کی غذا کے لئے پیدا فرمایا ہو، بلکہ وہ اللہ کی لعنت کا نشان ہے جسے ملعون لوگوں کے لئے اس نے پیدا کیا ہے تاکہ وہ بھوک سے تڑپ کر اس پر منہ ماریں اور مزید تکلیف اٹھائیں۔(۲)

مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیرِ عثمانی میں سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۰ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ :یعنی زقوم کا درخت جسے قرآن نے فرمایا کہ دوزخ والے کھائیں گے۔ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا کہ دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا؟ یہ بھی جانچنا تھا کہ تصدیق خوارق کے باب میں ان کی طبائع کا کیا حال ہے۔(۳)

افعال وخصوصیات :۔

زقوم میں ایک خاص قسم کا (resin) ہوتا ہے جس کا مزہ تیل کا سا ہوتا ہے۔(۴) اس میں (Wuphorbol) اور (Ingenol) نام کے مرکبات پائے جاتے ہیں جو اس پودا کا اصل زہر ہیں۔اس کے علاوہ فرفیوم پیدا کرنے والے پودا میں اسٹارچ ،لعاب (Mucilage) اور ربر کی بھی خاصی مقدار

۱۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ ،ص ۷۸۳

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۶۲۸

۳۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی ، ۲۰۰۰ء، ص ۸۰۸

۴۔ Frohne, D. and Pfander, H.J.; Poisononus Plants, Wolfe Publishing Ltd., Germany, 1984.

موجود ہیں۔ اسٹارچ اور یوفربال کی موجودگی کی بنا پر اسے ایک زہریلی غذا کہا جا سکتا ہے۔ سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی میں فرفیوم جس کو انگریزی میں (Euphorbium) کہا جانے لگا۔ سارے افریقہ، ایشیا اور یورپ میں دوا کے طور پر بہت مقبول ہوئی۔ ساری دنیا میں اس کی فراہمی کا ذریعہ صرف مراکش تھا جن امراض میں یہ استعمال میں لایا جاتا تھا ان میں چند یہ تھے۔ عرق النساء، سر کا درد، زخموں کے لئے جراثیم کش دوا، سانپ کے کاٹے کا علاج۔(۱) افربیا کے اشجار خواہ پاکستان اور عرب میں پائے جاتے ہوں یا افریقہ میں یہ سب ہی زہریلے اور خاردار ہوتے ہیں۔ ان کے پھل چھوٹے اور بے مصرف ہوتے ہیں ان میں تیل (resin) لعاب (Mucilage) اسٹارچ کے ساتھ ساتھ ربر یعنی (Polysioprene) کی تھوڑی مقدار ضرور ہوتی ہے۔ انھیں اگر غذا کے طور پر کھایا جائے تو پیٹ میں شدید جلن پیدا ہوگی۔ جیسے جسم کے اندر پانی جوش کر رہا ہو، اور اس کا اثر اسی وقت کم ہو سکتا ہے جب بہت سا پانی پیا جائے۔ گویا کہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے سب ہی افربیا زقوم کے قرآنی بیان پر پورے اترتے ہیں خاص طور سے (Cactua) نما یعنی (Dend roid) گروپ کے افربیا جو دیکھنے میں کریہہ المنظر بھی ہوتے ہیں۔(۲) قدرت نے زقوم کے اندر بڑے فائدے پوشیدہ رکھے ہیں۔ اس میں ہر قسم کے کشتہ جات تیار ہو سکتے ہیں۔(۳) زقوم کی پتی کا پانی کان میں ٹپکانا درد گوش میں مفید ہے۔ زقوم کے دودھ کی مالش درد عرق النساء میں مفید ہے۔ زقوم میں نمک ملا کر قلیل مقدار میں کھانا سعال اطفال، استسقاء، جذام، ورم طحال، ضعفِ ہضم، یرقان، ندخ، قولنج ریحی، سنگِ مثانہ کو دافع ہے۔ زقوم کو کوٹ کر لیپ کرنا چیچک کے نشانات کو مندمل کرتا ہے۔ زقوم کا دودھ زہر مار و عقرب گزیدہ کے لئے تریاق مانا جاتا ہے اور دست آور ہے۔ امساک کے لئے کچلو کی جڑ شیرِ زقوم میں گھس کر پہر دن باقی ہو پاؤں کے تلوؤں میں گھڑی بھر ملیں پھر مشغولِ کار ہوں جب تک پاؤں نہ دھوئیں فارغ نہ ہوں۔ ناگ پھنی یعنی تھوہڑ کا پختہ پھل جس کا رنگ اودا ہوتا ہے دو سے تین

۱۔ Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۲۶

۳۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۲۴۰

(۲۔۳) لیکر کھلائیں اور قدرے پیس کر لگائیں خنازیر کے لئے نافع ہے۔(۱) زقوم کے پتے گرم کر کے ان کا پانی نچوڑ لیں اور اس پانی میں پالک جوہی کی جڑ کو باریک پیس کر گولیاں باندھ لیں۔ بوقتِ ضرورت اس گولی کو پانی میں گھس کر دن میں تین چار دفعہ داد پر لگائیں انشاءاللہ بہت جلد صحت ہوگی۔ برگِ زقوم، برگِ دھتورہ سیاہ، برگِ بید انجیر، برگِ مدار، برگِ بکائن، برگِ سنبھالو، برگِ سہنجنہ۔ ہر ایک ایک تولہ دو ماشہ کوٹ کر ایک سیر روغنِ کنجد میں جلائیں اور روغن صاف کر کے محفوظ کر لیں۔ تھوڑا سا روغن نیم گرم کر کے عضو ماؤف پر ملیں اور اوپر روئی نیم گرم کر کے باندھیں۔ فالج لقوہ، رعشہ اور دردِ مفاصل جیسے امراض کے لئے از حد مفید ہے۔

برگِ تھوہر سبز، برگِ مدار سبز، برگِ دھتورہ سبز، برگِ ارنڈ سبز ہر ایک ایک چھٹانک، سورنجان تلخ اعشار یہ دو تولہ سب کو یک جا پیس کر ایک ٹکیہ بنا کر روغنِ کنجد نصف سیر میں ملا کر صاف کریں اور صاف شدہ تیل میں ایلوا ایک تولہ، افیون، ہینگ ہر ایک نو ماشہ باریک پیس کر حل کر کے رکھ لیں۔ زیادہ مقوی کرنا ہو تو نصف پاؤ روغنِ تارپین اضافہ کر لیں۔ ورم اور درد کے لئے مقام ماؤف پر کچھ دیر مالش کر کے اوپر پرانی روئی باندھیں۔ چار یا پانچ مرتبہ مالش کافی ہے۔ وجع المفاصل (گھٹیا) درد اور ورم اعضاء میں فائدہ بخش ہے۔(۲) ناگ پھنی (زقوم) کے پھل کا گودا مسل کے پانی حاصل کریں اور اس کے ہم وزن نبات سفید ملا کر گاڑھا رُب تیار کر لیں۔ پھر گل نیلوفر، برگِ گاؤزبان، ہر ایک پانچ تولہ، برادہ صندل سفید، برگِ اڑوسہ، ہر ایک دس تولہ کو دو سیر پانی میں شب بھر بھگو رکھیں صبح قلعی دار دیگچہ میں پکائیں اور نصف پانی رہ جانے پر چھان کر اس میں چونے کا پانی نصف سیر شامل کر کے آگ پر شربت کے قوام پر لے آئیں اور سرد ہونے پر ثمر زقوم سفوف شدہ ملا لیں تیار ہے۔ ایک سے چار ماشہ تک بلحاظ عمر استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ بچوں کے تمام امراض بدہضمی، خون الٹنا، دست (خصوصاً ہرے و پیلے دست) کھانسی ہر قسم کی اور ڈبہ الاطفال (بچوں کی کھانسی) وغیرہ میں نہایت مفید ہے۔(۳)

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۶۴

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۷۷

۳۔ عبدالحنان، حکیم، مضامین صحت جلد اول، فضلی سنز اردو بازار کراچی، جنوری ۱۹۹۲ء، ص ۲۷۹

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

حکیم جالینوس (130 B.C. - 200 A.D.) نے اس کی طبی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اسے مختلف امراض کے لئے دوا تجویز کیا۔ یونانی زبان میں اس کے دودھ کو یوفرویون (Euforvion) کہا جانے لگا اور بعد میں عربی زبان میں اس کے کئی نام دیئے گئے جیسے فربیون، فرفیون اور فرفیوم۔(۱)

بوعلی سینا (980 A.D. - 1037 A.D.) نے بھی اس کی طبی اہمیت کو تسلیم کیا لیکن یونان اور عرب کے حکیموں نے اس کو کم سے کم مقدار میں استعمال کرنے کی تاکید کی۔ بوعلی سینا کے نزدیک اس کی معمولی مقدار اسقاطِ حمل کا باعث بن سکتی تھی اور تین درم یعنی (دس ء پانچ ملی گرام) کی مقدار موت کا سبب بن سکتی تھی۔(۲) زمانہ قدیم سے اطباء شیرِ زقوم سے کشتہ جات کی تیاری میں اسے استعمال کرتے رہے ہیں۔ سیماب ایک تولہ شیر زقوم (تدھارا) کے ہمراہ دابو میں گل حکمت کر کے دس سیر اوپلوں کی آگ دیں، مسکہ کی طرح ہوجائے گا۔ پھر ایک تولہ شیر تدھارا اور ایک تولہ شیر مدار کے ہمراہ تین سیر پوست شالی میں آگ دیں شگفتہ ہوگا۔ بقدر ایک برنج مناسب بدرقہ کے ہمراہ استعمال کریں۔ قوتِ باہ میں بے نظیر چیز ہے۔(۳) ایک بالشت مربع کپڑے کو شیرِ زقوم میں تر و خشک کریں اور سم الفار، شنگرف، جائفل، جاوتری، قرنفل، دارچینی، ہر ایک تین تولہ گندھک ایک تولہ باریک پیس کر اسے تر کر کے سب کو پارچہ مذکورہ پر بچھا کر بتی بنائیں اور روغن ٹپکالیں۔ ایک سینخ مناسب بدرقہ میں استعمال کریں اور ایک سینخ طلا کریں بہت عجیب چیز ہے۔ زقوم کی نرم و نازک شاخوں کو آگ میں گرم کر کے نچوڑ کر اس میں ہم وزن روغنِ کنجد ملا کر آگ پر پکائیں یہاں تک کہ صرف تیل رہ جائے وجع المفاصل، فالج ولقوہ میں مالش کرنے سے مریض کو آرام آتا ہے

۱۔ Sheriff, Moideen; A Catalouge of Indian Synonyms of the Medicinal Plants. Periodical Expert Book Agency, Delhi, 1978 (Reprint of 1869).

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۶۴

۳۔ کبیر الدین، حکیم مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۱۶۴

داد ہر قسم پر زقوم کا دودھ لگانے سے آرام آجاتا ہے۔ دردِ گوش دور کرنے کے لئے اس کے پتوں کا پانی نیم گرم کان میں ٹپکاتے ہیں اور دردِ دندان کو زائل کرنے اور اس کو جلد اُکھیڑنے کے لئے ماؤف دانت پر اس کا دودھ لگانے سے فائدہ دیتا ہے۔ زقوم سے بطریق معروف نمک (کھار) بھی بنایا جاتا ہے جو بلغمی کھانسی دمہ اور استسقاء میں مفید ہے۔ نفع خاص اس کا محمر جلد اور منفث بلغم ہے۔ گرم مزاجوں کے لئے مضر ہے، دودھ اس کا مصلح ہے۔ (۱)

۱۔ بٹ، حکیم حافظ طاہر محمود، طبی کرشموں کا انسائیکلوپیڈیا، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۴۰

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Euphorbia

☆ www.euphorbia-international.org/

☆ www.flickr.com/photos/allison_wonderland/110183178/

☆ www.flickr.com/photos/quaknit/430165722/in/pool-71332142@N00

☆ forums.gardenweb.com/forums/load/weeds/msg0611481220108.html

☆ www.featurepics.com/online/Euphrobia-Pics126050.aspx

☆ www.stokestropicals.com/sticks-on-fire-39.htm

☆ www.rareprintsgallery.com/store/product/wag064

☆ wsfcs.k12.nc.us/education/components/calendar/default.php?

☆ mts.admin.wsfcs.k12.nc.us/education/components/calendar/default.php?

☆ mts.admin.wsfcs.k12.nc.us/education/components/calendar/default.php?

☆ www.sephora.com/browse/product.jhtml;jses?

☆ coronacactus.com/darryl/Photo_Albums/InterCity_Aug08/slides/76.html

☆ www.haworthia.com/RSATrip/Days/14MayCombviewEuphorbiaAlbipolinifera.htm

☆ www.ruhr-uni-bochum.de/boga/html/monatsportraets/Dezember2003.html

☆ psjc.icm.edu.pl/psjc/cgi-bin/getdoc.cgi?AAAA017874

☆ www.actahort.org/members/showpdf?booknrarnr=682_34

☆ www.springerlink.com/index/HM3626584495KV57.pdf

☆ www.tuobjetivo.com/website/fotos.asp?seccio=galerias+de+autores

☆ www.thefind.com/beauty/browse-lanolin-moisturizing-lipstick - 316k

☆ www.plantesgrasses.com/forums/index.php?

☆ www.flora.mu/prodCatalogue.asp?catg=5&page=3

☆ www-ulp.u-strasbg.fr/article.php/1/5/1-078-324-229/the-university

☆ www.telegraph.co.uk/gardening/3473531/Growing-wood-by-cutting-back.html

☆ www.stayinsa.co.za/southafrica/eastlondon-accommodation.html

لوکی

لوکی کے مختلف نام:۔

عربی۔	یقطین الدباء	**فارسی۔**	کدو	**اردو، ہندی۔**	لوکی (۱)
بنگالی۔	لاؤ	**گجراتی۔**	دودھی	**کشمیری۔**	زیٹھ ال
مرہٹی۔	بھوپلا	**تامل۔**	سرے کائے	**تیلگو۔**	آن پکائے
انگریزی۔	Gourd (۲)	**فرانسیسی۔**	Lagenaire	**یونانی۔**	Kolokfenth
اطالوی۔	Zucca	**لاطینی۔**	Cucurbita-Lagenaire	**جرمن۔**	Lagenerie-Kurbis
روسی۔	Teekva	**عبرانی۔**	Kikayan	**ہسپانوی۔**	Calabaza
سنسکرت۔	کدو	**نباتاتی۔**	Lagenaria Sicerarica Stamdl		

تعارف:۔

یقطین عربی میں کدو کو کہتے ہیں یہ گول اور لمبے دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔ کدو فارسی لفظ ہے جس کے معنی اردو اور ہندی میں لوکی کے ہیں۔ لوکی کا نباتاتی نام Lagenaria Sicerarica ہے جبکہ کدو بمعنی کمڑھا کا Cucurbita Pepo نام ہے۔ دونوں ہی بڑے پتوں کی بیلیں ہیں۔ جن کا تعلق Cucurbitaceae خاندان سے ہے۔ (۳) سورۃ الصفت کی رو سے جو پودا حضرت یونسؑ کے لئے پیدا کیا گیا وہ شجرۃ من یقطین تھا گویا کہ اس کا ایک بیل دار پودا ہونا یقینی طور سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء، ص ۱۰۲۴

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 583.

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۰۴

قرآنی حوالہ نہ تو ارنڈ کے درخت اور نہ ہی کسی دوسرے پیڑ کی طرف ہے۔لوکی کی کئی قسمیں برصغیر میں پیدا کی جاتی ہیں جس میں سب سے زیادہ مقبول لمبی لوکی ہے جس کو Bottle Gourd کہتے ہیں۔دوسری قسم گول لوکی کی ہے، جس کی صراحی دار گردن ہوتی ہے، اسے برصغیر کے کچھ علاقوں میں لوگ خشک کر کے کمنڈل بناتے ہیں۔تیسری قسم وہ ہے جو ستار یا تان پورہ بنانے کے کام آتی ہے۔(۱) قرآن مجید میں اسے یقطین کے نام سے پکارا گیا ہے۔عام عرب اسے ''دباء یا قرع'' کہتے ہیں۔کدو ایک عام سبزی ہے جو کہ دنیا بھر میں کاشت کی جاتی ہے چونکہ اس کے پھل کا وزن زیادہ ہوتا ہے اس لئے یہ ایک بیل کے ساتھ لگتی ہے جو زمین پر رینگتی ہے۔زرعی قسم کے علاوہ جنگلوں میں اس کی ایک خودرو قسم بھی ملتی ہے جسے جنگلی کدو کہتے ہیں۔یہ ذائقہ میں کڑوا اور حجم میں مزروعہ اقسام سے بڑا ہوتا ہے۔اگرچہ یہاں کے عام کدو آدھ پاؤ سے دو کلوگرام وزن تک کے ہوتے ہیں۔موسیقی کی دنیا میں کدو کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہے۔بڑے کدو یا جنگلی کدو جب شاخ کے ساتھ لگے لگے سوکھ جائے تو اس کی بیرونی جلد سخت ہو جاتی ہے اسے اندر سے صاف کر کے سادھو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔کمنڈل نما یہ برتن ان کا ''ٹریڈ مارک'' سا بن کر رہ گیا ہے۔خشک کدو سے تار والے تمام سازوں کا پیندا بنتا ہے جیسے ستار، چتر بین، تان پورا، بین، اک تارہ، کنگ، سارنگی، سرود، وغیرہ اگرچہ انکا ڈھول لکڑی سے بھی بن سکتا ہے لیکن آواز میں جو گونج اور سروں کا اظہار کدو کے پیندے سے ہوتا ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ہوتا۔سپیروں کی بین میں کدو اس کے درمیان میں لگا ہوتا ہے بلکہ بین کی بعض شکلوں میں اسکا نچلا حصہ بھی کدو ہی سے بنا ہوتا ہے۔(۲)

لوکی کا قرآن میں تذکرہ:۔

قرآن کریم کے ارشادات کے مطابق حضرت یونسؑ کو آزمائش کا ایک عرصہ مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہو کر گزارنا پڑا جہاں وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے اور اس کی عبادت کرتے رہے۔پھر ان کا دور ابتلا ختم ہوا اور توبہ

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۰۵

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۵۶

قبول کر لی گئی۔ مچھلی نے انہیں کنارے پر اگل دیا۔ مفسرین کا خیال ہے کہ یہ مقام یمن کا ساحلی علاقہ تھا۔ اس باب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ''پھر ہم نے ان کو جبکہ وہ بیمار تھے فراخ میدان میں ڈال دیا اور ان پر کدو کا درخت اگایا۔ اور ان کو لاکھ یا اس سے زیادہ (لوگوں) کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا تو وہ ایمان لے آئے سو ہم نے ان کو (دنیا میں) ایک وقت (مقرر) تک فائدہ دیا''۔(۱)

تفسیر قرآن:۔

مولانا عبدالحق حقانی نے سورۃ الصفت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ''مچھلی نے لقمہ کر لیا اور پھر اگل دیا چنانچہ بیمار ہو گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان پر چھاؤں کرنے کو کدو کی قسم کا ایک پیڑ اگا دیا''۔(۲) یقطین ہر اس بیل کو کہتے ہیں جو اپنے تنے پر کھڑی نہیں ہوتی، جیسے لوکی، توری، ککڑی، کریلا وغیرہ کی بیل۔ یعنی اس چٹیل میدان میں جہاں کوئی درخت تھا نہ عمارت ایک سایہ دار بیل اگا کر ہم نے ان کی حفاظت فرمائی۔(۳) مچھلی کو حکم ہوا اس نے حضرت یونسؑ کو اپنے پیٹ سے نکال کر ایک کھلے میدان میں ڈال دیا غالباً کافی غذا و ہوا وغیرہ نہ پہنچنے کی وجہ سے بیمار اور نحیف ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں دھوپ کی شعاع اور مکھی وغیرہ کا بدن پر بیٹھنا بھی ناگوار ہوتا تھا۔ اللہ کی قدرت سے وہاں کدو کی بیل اُگ آئی اس کے پتوں نے ان کے جسم پر سایہ کر لیا اور اسی طرح قدرت خداوندی سے غذا وغیرہ کا سامان بھی ہو گیا۔(۴)
مولانا مودودی تفہیم القرآن میں بیان کرتے ہیں کہ: ''یقطین عربی زبان میں ایسے درخت کو کہتے ہیں جو کسی تنے پر کھڑا نہیں ہوتا بلکہ بیل کی شکل میں پھیلتا ہے، جیسے کدو، تربوز، ککڑی وغیرہ بہر حال وہاں کوئی ایسی بیل معجزانہ طریقہ پر پیدا کر دی گئی تھی جس کے پتے حضرت یونسؑ پر سایہ بھی کریں اور جس کے پھل ان کے لئے

۱۔ قرآن کریم سورۃ الصفت آیت نمبر ۱۳۹۔۱۴۶

۲۔ حقانی، عبدالحق، تفسیر قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ

۳۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس، ۱۴۱۷ھ، ص ۱۲۶۸

۴۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد دوم، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۴۲۸

بیک وقت غذا کا کام بھی دیں اور پانی کا کام بھی۔(۲)

حدیث میں لوکی کا تذکرہ:۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک درزی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام تھا نے کھانے پر مدعو کیا۔حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم کے ہمراہ میں بھی تھا۔داعی نے آپ کی خدمت اقدس میں جو کی روٹی اور خشک گوشت اور کدو کا بنا ہوا سالن پیش کیا۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کھانے کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پیالے کے اردگرد سے کدو تلاش کر کر کے کھا رہے تھے۔اسی روز سے میرے دل میں کدو کی رغبت پیدا ہوگئی۔(۳) ہشام بن عروہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔''حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! جب تم کوئی ہانڈی پکانے کے لئے تیار کرو تو اس میں زیادہ مقدار میں لوکی ڈال لو۔اس لئے کہ لوکی رنجیدہ دلوں کو مضبوط کرتی ہے''۔(۴) حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: كان النبي صلى الله عليه وسلم يحب القرع ۔(۵) حکیم بن جابرؓ اپنے والد حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس ایک کدو تھا میں نے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ کدو ہے ہم اسے بہت کھاتے ہیں۔(۶) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: میری والدہ ام سلیمؓ نے کھجوروں کا ایک ٹوکرہ دے کر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا وہ گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے، اپنے ایک غلام کے یہاں دعوت پر گئے تھے۔میں وہاں

۱۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد۳، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اول، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۳۰۸

۲۔ بخاری، محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاالاطعمۃ باب المرق ، ص ۳۸۸/۹

۳۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۵۰۲

۴۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ باب جواز اکل المرق واستحباب اکل الیقطین، ص ۲۰۴۱

۵۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاالاطعمۃ باب المرق، ص ۱۱۷

۶۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاالاطعمۃ باب المرق، ص ۱۱۷

گیا تو آپ ؐ کھانا کھا رہے تھے۔ کھانے میں گوشت اور کدو کا ثرید پیشِ خدمت تھا۔ انہوں نے مجھے بھی شامل فرمایا، میں جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو پسند ہے میں اس کے قتلے اکٹھے کر کے آپ ؐ کے سامنے کرتا گیا۔ کھانے سے فراغت پا کر ہم گھر گئے تو میں نے کھجوروں کا ٹوکرا آپ ؐ کی خدمت میں پیش کیا آپ ؐ اس میں سے کھا بھی رہے تھے اور لوگوں کو تقسیم بھی کرتے جاتے تھے اور اس طرح اسے اسی وقت ختم کر دیا۔(۱) اس حدیث کو ترمذی نے بھی کھجور کے ذکر کے بغیر انہی سے روایت کیا ہے۔ حکیم بن جابرؓ روایت کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ ؐ کدو کے قتلے کر رہے ہیں میں نے عرض کی کہ اس سے کیا بنے گا؟ ارشاد ہوا کہ اس سے سالن میں اضافہ کیا جائے گا۔(۲) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کدو دماغ کو بڑھاتا اور عقل میں اضافہ کرتا ہے۔(۳) حضرت عطاء بن ابی رباحؒ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے لئے کدو موجود ہے وہ عقل کو بڑھاتا اور دماغ کو طاقت دیتا ہے''۔(۴) حضرت واثلہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لئے کدو موجود ہے کہ یہ دماغ کو بڑھاتا ہے۔ مزید تمہارے لئے مسور کی دال ہے جس کو کم از کم ستر پیغمبروں کی زبان پر لگنے کا شرف حاصل رہا ہے۔(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوکی (کدو) کے تونبے اور لوکی کے برتن کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔(۶)

۱۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ باب المرق، ص ۱۱۷
۲۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی المرق، ص ۲۱۷
۳۔ بحوالہ دیلمی باب جواز اکل المرق واستحباب اکل الیقطین، ص ۳۱۱
۴۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ باب المرق، ص ۱۱۷
۵۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ باب جواز اکل المرق واستحباب اکل الیقطین، ص ۲۰۴۱
۶۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ باب المرق، جلد ۹، ص ۴۸۸

کتبِ مقدسہ میں لوکی کا تذکرہ:۔

توریت مقدس میں حضرت یونسؑ کا واقعہ بڑی تفصیل سے مذکور ہے۔ان کی زمین پر واپسی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا: ''تب خداوند نے کدو کی بیل اگائی اور اسے یوناہ (حضرت یونسؑ) کے اوپر پھیلایا کہ اس کے سر پر سایہ ہو اور وہ تکلیف سے بچے اور یوناہ اس بیل کے سبب سے نہایت خوش ہوا''۔(۱) یہاں پر جس طرح بیان کیا گیا ہے وہ تقریباً اسی طرح ہے، جس طرح کہ قرآن کریم میں آیا ہے۔

لوکی کے کیمیاوی اجزاء :۔

لوکی ایک نہایت مفید ترکاری ہے جس میں عمدہ قسم کا Pectin ہوتا ہے جو معدہ اور ہاضمہ کے لئے فائدہ مند ہے۔کیمیاوی اعتبار سے لوکی دوسری ترکاریوں سے بہتر ہے کیونکہ اس میں وٹامن B اور وٹامن C کے علاوہ کیلشیم، فاسفورس، آئرن، پوٹاشیم اور آیوڈین جیسی دھاتیں ہیں۔(۲)

لوکی کا کیمیاوی تجزیہ:۔

ایک سو گرام کدو میں مندرجہ ذیل کیمیاوی عناصر اس ترتیب سے ملتے ہیں۔(۳)

۱۔ یوناہ ۷:۶۔۴

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۵۶

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۱۵

پروٹین	0.60%
چکنائی	0.0%
کاربوہائیڈریٹ	3.40%
کیلوریز	16.0%
سوڈیئم	1.30%
پوٹاشیم	3.90%
کیلشیم	39.0%
میگنیشیم	8.20%
آئرن (لوہا)	0.39%
کوپر (تانبہ)	0.08%
فاسفورس	19.40%

افعال وخصوصیات :۔

لوکی کی تاثیر سرد ہے یہ پیشاب آور ہونے کے ساتھ ساتھ صفراوی کیفیت کو ختم کرتی ہے۔اور مزاج میں چڑ چڑے پن کو دور کرتی ہے۔ لوکی کے عرق کو لیموں میں ملا کر چہرے پر لگانے سے مہاسے دور ہوجاتے ہیں۔تیل میں ابلی ہوئی لوکی وجع المفاصل (گھٹیا) کا علاج ہے۔اس کے بیجوں کا تیل سر درد میں فائدہ کرتا ہے۔(۱)

۱۔ Nadkarni, K. M.; Indian Materia Medica, Vol. I, Popular Book Depot., Bombay, 1954, Dymock, W., C.J.H. Warden and D. Hooper; Pharmacopaeia Indica, Kegan Paul & Co., London, 1981.,Anonymous; Wealth of India, Raw Materials, Vol. I-X, P.I.D., C.S.I.R., New Delhi, 1976.

لوکی ایک ہلکی غذا ہے جو جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ اور خود جلد ہضم ہونے کے ساتھ دوسری غذاؤں کو بھی ہضم کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ بخار کے مریضوں کو آرام اور سکون دیتی ہے۔ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر محدثین کے ہاں کدو کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اور مختلف بیماریوں بلکہ کمزوریوں کے علاج میں بھی اسے بڑی عقیدت کے ساتھ کھایا جاتا رہا ہے۔ ابن القیم نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ: جس کسی نے مسور کی دال کے ساتھ کدو پکا کر کھایا اس کا دل مضبوط ہوا اور قوتِ مردمی میں اضافہ ہوا۔ اگر اسے میٹھے انار اور سماق کے ساتھ ملایا جائے تو یہ صفراء کو دور کرتا ہے۔ (۱) کدو تازہ کا گودا حسب منشا لے کر اسے کھرل میں باریک کر کے پیشانی پر ضماد کرنے سے انشاء اللہ تھوڑی دیر میں سر کے درد سے آرام آجائے گا۔ کدو کا گودا سائے میں خشک شدہ ایک حصہ، بھنگ ایک حصہ دونوں کو کوٹ کر آپس میں اچھی طرح ملالیں بوقت ضرورت ایک سے دو تولہ تک لے کر کوئلوں کی آگ پر ڈال کر دھواں لینے سے بواسیر کے مسے مرجھا کر معدوم ہو جاتے ہیں۔ کدو کا چھلکا حسبِ ضرورت سایہ میں خشک کریں اور باریک پیس کر محفوظ رکھیں اور دونوں وقت چھ ماشہ سے ایک تولہ تک آبِ تازہ کے ہمراہ پھانک لینے سے دو تین یوم کے اندر بواسیر اور خونِ اسہال دونوں کو بند کر دیتا ہے۔ کدو ملین شکم بھی ہے اس کے چند روزہ استعمال سے شکم لطیف ہو کر دیرینہ قبض بھی رفع دفع ہو جاتی ہے اور سدے بھی بآسانی خارج ہو جاتے ہیں۔ (۲) کدو لطیف آبی ہوتا ہے مرطوب بلغمی غذا فراہم کرتا ہے۔ اس کا پانی تشنگی کو دور کرتا ہے، اور اگر اس کو پیا جائے یا اس سے سر کو دھویا جائے تو گرم سر درد کو ختم کرتا ہے۔ پاخانہ نرم کرتا ہے، خواہ جس طرح بھی اس کو استعمال کریں۔ بخار زدہ لوگوں کے لئے اس جیسی یا اس سے زیادہ اثر کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ اگر گوندھے ہوئے آٹے کو اس پر لگا دیں اور چولھے یا تنور میں اس کو بھون کر اس کے پانی کو لطیف مشروب کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بخار کی تیز قسم کی حرارت کو ختم کرتا ہے۔ تشنگی دور کرتا ہے اور عمدہ تغذیہ کرتا ہے اور اگر اس کو ترنجبین اور بہی کے مربہ کے ساتھ استعمال کریں تو خالص صفراء کا اسہال کرتا ہے۔ اگر کدو کو پکا کر اس کا پانی تھوڑے شہد اور سہاگہ کے ساتھ پیا جائے تو صفراء اور بلغم دونوں کو ایک ساتھ خارج کرتا ہے۔ اگر اس کو پیس کر چندیا پر اس کا ضماد کریں تو دماغ کے اورام

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۱۳ ، بحوالہ ابن القیم

۲۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء، ص ۳۲۸

حارہ کے لئے مفید ہوتا ہے۔(۱) کدو کو کھانڈ کے ساتھ پکا کر دینے سے جنون اور خفقان میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے پانی کی کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔ کدو کا چھلکا پیس کر کھانے سے آنتوں اور بواسیر سے آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔ جگر کی سوزش میں کدو کا مربہ از حد مفید ہے۔(۲) کدو کے پانی سے کپڑا تر کر کے سر پر رکھیں اور کدو کے پانی کی نسوار دیں۔ انشاء اللہ نکسیر فوراً بند ہو جائے گی۔(۳) حلوہ کدو مصفیٰ خون، پیشاب آور، بلغم، بادی کرتا ہے۔ حاملہ عورت کے لئے یہ سبزی اکسیر ہے۔(۴) کدو صفراوی اور خونی مزاج اشخاص کے لئے مناسب غذا اور گرم امراض مثلاً صفراوی اور خونی بخاروں، گرم کھانسی، سل و دق اور جنون و مالیخولیا میں مفید ہے۔(۵)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

حمل کے دوران یا حمل سے پہلے کدو کا استعمال کرتے رہنے سے حمل گر جانے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اگر حاملہ عورت کو حمل کے دوران ایک یا دو چھٹانک کدو کا گودا مصری ملا کر استعمال کراتے رہیں تو اس سے خوبصورت اور تندرست بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر حمل ہو جانے پر کدو بمع بیج مصری ملا کر روزانہ حاملہ کھاتی رہے اور حمل کے تیسرے ماہ تک اس کا استعمال جاری رکھے تو عام طور پر نرینہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔ برگِ کدو سبز، برگِ ارہر سبز، برگِ مکو سبز، سرکہ میں ملا کر پیس کر لیپ کریں چند مرتبہ کے کرنے سے ہر قسم کا ورم دور ہو جاتا ہے۔ روغنِ کدو کے دو چار قطرے ناک میں ٹپکانے سے اس مرض کو بے حد فائدہ پہنچتا ہے۔ کدو سبزی بنا کر کھاتے رہنے سے دائمی قبض کو آرام آ جاتا ہے(۶) کدو پیاس بجھاتا ہے، جگر کی گرمی اور صفرا کو دور کرتا ہے، سدے

۱۔ الجوزی، ابو عبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۵۰۳

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۲

۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۵۶

۴۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۶

۵۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۵

۶۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء ص ۳۲۸

اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ مریض کو خصوصی اہتمام کے بغیر کم مرچ کے ساتھ کئی دن تک کدو کا سالن کھلانے سے آنتوں کی جلن ٹھیک ہوگئی۔ اکثر مریضوں میں تو مرض کی شدت میں پہلے روز سے ہی کمی آگئی۔(۴) روغنِ کدو کے دو چار قطرے ناک میں ٹپکانے سے اس مرض کو بے حد فائدہ پہنچتا ہے۔ کدو سبزی بنا کر کھاتے رہنے سے دائمی قبض کو آرام آجاتا ہے(۱) کدو پیاس بجھاتا ہے، جگر کی گرمی اور صفرا کو دور کرتا ہے، سدے کھولتا اور پیشاب آور ہے، پیٹ کو نرم کرتا ہے، اس کو نمک اور رائی ملا کر پکانے سے مضر اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ صفراوی مزاج والے اگر انار شیریں اور سماق کے ساتھ کھائیں تو جسم پر پھنسیاں ختم ہو جاتی ہیں اس کو سونگھنا بھی مفید ہے، کچے کدو کا رس نکال کر روغن گل ملا کر کان میں ڈالنے سے ورم جاتا رہتا ہے اور سر پر ملنے سے سر درد کو سکون آتا ہے۔ کدو کا بھرتا کر کے اس کا پانی نکال کر آنکھ میں ڈالنے سے یرقان کی زردی جاتی رہتی ہے۔ کدو کو کھانڈ کے ساتھ پکا کر کھانے سے جنون اور خفقان میں فائدہ ہوتا ہے، اس کے پانی کی کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کا ورم جاتا رہتا ہے۔ کدو کا چھلکا پیس کر کھانے سے آنتوں اور بواسیر سے آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔ جگر کی سوزش میں کدو کا مربہ از حد مفید ہے۔(۲) کدو تلخ کا پانی نچوڑ کر یا خشک کو پانی میں پیس چھان کر پرانی بلغمی کھانسی و دمہ کے مریضوں کو پلانے سے اُلٹی ہونے کے باعث سارا رعشہ نکل جاتا ہے اور مریض کو آرام آجاتا ہے۔ اسی پانی کو یا کدو کے پھولوں کے پانی کو یرقان اور دماغ بلغمی امراض میں ناک کے اندر ٹپکانے سے رطوباتِ فاسدہ کا اخراج ہوتا ہے جس سے آنکھ اور چہرے کی زردی زائل ہو جاتی ہے اور دماغ کے بلغمی امراض مثلاً دردِ سر نزلہ، دردِ شقیقہ دور ہو جاتے ہیں۔ کدوئے تلخ کی جڑ دردوں کو تسکین دینے اور ورموں کو تحلیل کرنے میں بھروسے کی چیز ہے۔ ڈاکٹر خالد غزنوی نے اپنے تجربات بیان کئے ہیں کہ ہم نے کدو کے چھلکے پیس کر روغنِ زیتون اور مہندی کے پتوں کے ہمراہ کھرل کرنے کے بعد ہلکی آنچ پر پانچ منٹ پکانے کے بعد ایسے مریضوں پر آزمایا جن کی بواسیر کا خون بند نہیں ہوتا تھا اس کے ساتھ ہی کدو پیس کر شہد ملا کر دن میں تین مرتبہ کھلایا گیا، خون دو دن میں بند ہو گیا۔(۳)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۱۴

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۳۲۵

۳۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۸۵

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست۔

☆ en.wikipedia.org/wiki/Gourd

☆ waynesword.palomar.edu/ww0503.htm

☆ ohioline.osu.edu/hyg-fact/1000/1630.html

☆ www.gourd.com/

☆ americangourdsociety.org/

☆ www.calgourd.com/

☆ www.amishgourds.com/

☆ www.thegourdreserve.com/

☆ vidpk.com/view_video.php?vid=18875

☆ www.rbgkew.org.uk/collections/ecbot/Gourds.htm

☆ www.welburngourdfarm.com/

☆ www.carolinagourdsandseeds.com/

☆ www.arizonagourds.com/

☆ www.gourdcentral.com/

☆ www.canadiangourdsociety.org/

☆ www.alabamagourdsociety.org/

☆ www.sandlady.com/ - 21k

☆ www.sugarinthegourd.com/

☆ www.merriam-webster.com/dictionary/gourd

☆ videos.oneindia.in/watch/6852/ridge-gourd-masala.html

☆ www.texasgourdsociety.org/ -

☆ kygourdsociety.com/

ادرک

ادرک کے مختلف نام:۔

عربی۔	زنجبیل	فارسی۔	زنجبیل، زنج بر، زنجفیل	اردو، ہندی۔	ادرک(۱)
بنگالی۔	آدا	گجراتی۔	آدو	کشمیری۔	ادرک، سونٹھ
مرہٹی۔	آل	تامل۔	انجی	تیلگو۔	اَلّم
انگریزی۔	Ginger(۲)	فرانسیسی۔	Gingembre	یونانی۔	Zingiveris
اطالوی۔	Zinzero	لاطینی۔	Zengiber	جرمن۔	Ingwer
ملیالم۔	انچی	ہسپانوی۔	Jengiber		
سنسکرت۔	شرنجبیر، ادراکم	نباتاتی۔	Zingiber officinale Rose		

تعارف:۔

عربی میں ادرک کو زنجبیلِ رُطب اور سونٹھ یعنی خشک ادرک کو زنجبیل یابس کہتے ہیں۔ادرک کے پودے کا اصل وطن برصغیر مانا جاتا ہے اور یہیں سے یہ عرب اور عربوں کے توسط سے دنیا بھر کے ممالک کو لے جایا گیا۔سنسکرت میں اس کو شرنجبیر کہا جاتا تھا اور جب یہ عرب لے جایا گیا تو وہاں اس کو زنجبیل کہا جانے لگا اور پھر دنیا کی تقریباً سبھی زبانوں میں جتنے الفاظ ادرک کے لئے دیے گئے سب کا منبع یہی عربی لفظ زنجبیل ہی رہا۔ادرک کا شمار ان پودوں میں ہے جن کا خوردنی حصہ زیرِ زمین ہوتا ہے۔ادرک ایک سدا بہار بوٹی ہے جس کی موٹی اور گٹے دار جڑیں ہی طبی افادیت اور غذائی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ باہر سے سفید یا زرد ہوتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ خاکستری، بھوری یا نارنگی رنگ کی ہوجاتی ہیں۔ادرک کے پتوں اور جڑوں میں ایک مخصوص بو، کاٹنے یا کچلنے پر پیدا ہوتی ہے۔زمین سے باہر ادرک کا پتوں والا حصہ سوکھ جائے تو جڑوں کو کھود کر

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۴ء، ص ۷۶

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 570.

نکال لیا جاتا ہے۔ انہیں تازہ حالت میں سبزی کے طور پر فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ خشک اور ٹکڑوں کی صورت میں بھی بازار میں سارا سال دستیاب ہوتا ہے۔ دھوپ میں خشک کئے ہوئے ادرک کو سونٹھ کہتے ہیں۔(۱)

پہاڑی قسم کی ادرک کی جڑ بڑی اور موٹی ہوتی ہے۔ میدانی قسموں میں بنگالی ادرک سے کچے آم کی مانند خوشبو آتی ہے۔ جسے آم کی سونٹھ کہتے ہیں۔ سنسکرت کی قدیم تحریروں اور چین کے طبی مسودوں میں اس کا ذکر بہت ملتا ہے۔ یورپ میں یہ پہلی صدی عیسوی میں پہنچائی گئی۔ چونکہ ادرک کی زندہ جڑوں کو منتقل کرنا بہت آسان ہے اس لئے یہ جلد ہی منطقہ حارہ کے تمام ملکوں میں پھیل گئی۔ آج کل ادرک کی سب سے زیادہ کاشت چین، برصغیر پاک و ہند اور تائیوان میں ہوتی ہے۔ اگرچہ ادرک کو پورے برصغیر میں کاشت کیا جاتا ہے لیکن کیرالہ میں اگائی جانے والی ادرک دوسرے مقامات سے زیادہ بہتر اور اچھی قسم کی ہوتی ہے اس کی خوشبو اور ذائقہ بھی اعلیٰ ہوتا ہے۔(۲)

ادرک ایک حیرت انگیز اور انتہائی فائدہ بخش نباتاتی شے ہے، دنیا کے تقریباً ہر خطہ میں اس کا استعمال بڑے زور و شور کے ساتھ ہو رہا ہے، ادرک کا تیل، ادرک کا مربع اور ادرک کا ریزن متمدن دنیا کے بازاروں میں غذائی اعتبار سے بہت مقبول ہو چکے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں بجائے پسی ہوئی ادرک یا سونٹھ کے اس کے تیل اور ریزن کو ہی غذا میں استعمال کرنے کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ اچھے اقسام کے بسکٹ، کیک، پیسٹریز، روٹی، اچار، شربت اور شراب میں ادرک کے تیل کی بے پناہ کھپت ہو گئی ہے۔(۳) ہانگ کانگ اور اسٹریلیا اچھی قسم کی ادرک کا مربع بہت بڑی مقدار میں بناتے ہیں اور یورپ کو سپلائی کرتے ہیں۔ مغربی ممالک میں ادرک کا استعمال پکوانوں میں وسیع پیمانے پر ہوتا ہے۔ ادرک کی روٹی، بسکٹ، پڈنگ، شوربے اور اچار بہت مقبول ہیں۔ شوربے کے پاؤڈر کی حیثیت سے یہ تمام دنیا میں استعمال ہوتا ہے۔ چینی دسترخوان میں ادرک گرم مسالے کا لازمی جزو ہے۔(۴)

۱۔ باکھرو، ایچ، کے، شفا بخش غذائیں، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، خلیاقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۵

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۶۸

۳۔ Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

۴۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۳۶

پاکستان میں سندھ کے علاقہ میں کثرت سے کاشت کیا جاتا ہے۔ ادرک دوا کے علاوہ سبزی بھی ہے، جب ادرک کے پودے کو پھول آ کر غائب ہو جاتے ہیں اور تنے مرجھا جاتے ہیں تو ایسے میں ادرک کو زمین سے نکالنے کا اچھا وقت سمجھا جاتا ہے۔(۱)

ادرک کا قرآن میں تذکرہ:۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ الدھر (۹۵)	۱۷

وَ يُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ہ (۲)

''اور انہیں وہاں وہ جام پلائے جائیں گے جن میں آمیزش زنجبیل کی ہوگی''

تفسیر قرآن:۔

زَنْجَبِيلُ (سونٹھ، خشک ادرک) کو کہتے ہیں، یہ گرم ہوتی ہے اس کی آمیزش سے ایک خوشگوار تلخی پیدا ہو جاتی ہے، علاوہ ازیں عربوں کی یہ مرغوب چیز ہے، چنانچہ ان کے قہوہ میں بھی زنجبیل شامل ہوتی ہے۔(۳) تفسیرِ مظہری میں کہا گیا ہے کہ سونٹھ کی آمیزش والی شراب عرب کے ذوق کے لئے بہت لذیذ تھی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انھیں کے ذوق کے اعتبار سے وعدہ فرمایا۔ (۴) تفہیم القرآن میں مولانا مودودی (1903-1979) بیان کرتے ہیں کہ اہلِ عرب چونکہ شراب کے ساتھ سونٹھ ملے ہوئے پانی کی آمیزش کو پسند کرتے تھے، اس

۱۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۰۴

۲۔ القرآن کریم سورۃ الدھر آیات ۱۷

۳۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۱۶۶۴

۴۔ عثمانی، محمد ثناء اللہ، تفسیرِ مظہری، ندوۃ المسلمین، دھلی، سورۃ الدھر آیت ۱۷

لئے فرمایا گیا کہ وہاں ان کو وہ شراب پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ لیکن اس آمیزش کی صورت یہ نہ ہوگی کہ اس کے اندر سونٹھ ملا کر پانی ڈالا جائے گا، بلکہ یہ ایک قدرتی چشمہ ہوگا جس میں سونٹھ کی خوشبو تو ہوگی مگر اس کی تلخی نہ ہوگی، اس کا نام سلسبیل ہوگا۔ سلسبیل سے مراد ایسا پانی ہے جو میٹھا، ہلکا اور خوش ذائقہ ہونے کی بنا پر حلق سے بسہولت گزر جائے۔ مفسرین کی اکثریت کا خیال یہ ہے کہ یہاں سلسبیل کا لفظ اس چشمے کے لئے بطورِ صفت استعمال ہوا ہے نہ کہ بطور اسم۔(۱) مولانا شبیر احمد عثمانی (1885-1949) فرماتے ہیں کہ یعنی ایک جامِ شراب وہ تھا جس کی ملونی (آمیزش) کافور ہے، دوسرا وہ ہوگا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی، مگر یہ دنیا کی سونٹھ نہ سمجھے وہ ایک چشمہ ہے جنت میں جس کو سلسبیل کہتے ہیں۔ سونٹھ کی تاثیر گرم ہے اور وہ حرارت غریزیہ میں انتعاش پیدا کرتی ہے عرب کے لوگ اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ بہر حال کسی خاص مناسبت سے اس چشمہ کو زنجبیل کا چشمہ کہتے ہیں۔ ابرار کے پیالہ میں اس کی تھوڑی سی آمیزش کی جائیگی۔ اصل میں وہ چشمہ بڑے عالی مقام مقربین کے لئے ہے۔ واللہ اعلم۔(۲) مولانا سید سلیمان ندوی (1884-1953) عرضِ القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم ہندیوں کو بھی فخر ہے کہ ہمارے دیش کے بھی چند الفاظ ایسے خوش قسمت ہیں جو اس پاک اور مقدس کتاب میں جگہ پا سکے، اس میں شک نہیں کہ جنت کی تعریف میں اِس جنت نشاں ملک (ہندوستان) کی تین خوشبوؤں کا ذکر موجود ہے یعنی مسک، زنجبیل اور کافو۔(۳)

حدیث میں ادرک کا تذکرہ:۔

ابونعیم نے اپنی کتاب الطب النبوی'' میں حضرت ابوسعید خذری ؓ کی حدیث نقل کی ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ روم کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ادرک کے مربہ کا ایک مرتبان تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمانے کے بعد تمام لوگوں کو اس کا ایک ایک ٹکرا مرحمت فرمایا اور مجھے بھی ایک ٹکرا ملا جسے میں نے کھایا۔(۴)

۱۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۶، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اول، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۹۹

۲۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد اول، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۷۶۵

۳۔ ندوی، سید سلیمان، عرضِ القرآن، دار المصنفین، اعظم گڑھ ۱۹۵۶ء، سورۃ الدھر آیت ۱۷

۴۔ ابونعیم، کتاب الطب النبوی، بحوالہ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۲۰۵

ادرک کا کیمیاوی تجزیہ :۔

ادرک میں ۱۵۔۱۲ فیصد پانی میں حل ہو جانے والے نمکیات ہوتے ہیں اور ایک سے چار (۴۔۱) فیصد کے درمیان ایک فرازی تیل ہوتا ہے جس کی مقدار فصل اور کاشت کے علاقہ کے مطابق بدلتی رہتی ہے جیسے کہ افریقہ میں ۲ فیصد، جمیکا میں ایک فیصد اور بھارتی ادرک میں تین فیصد ہوتی ہے۔ اس تیل کو (Oil of Ginger) کہتے ہیں۔ ادرک کی خوشبو اسی تیل کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس کے اجزاء ترکیبی میں تارپین کے خاندان کے عناصر جیسے کہ: (.L.D. Camphene, B. Phellandrene) مزید برآں (Sengiberene, Broneol) ہوتے ہیں۔ ادرک کی خوشبو کی تندی اس کے جوہر (Generol) کی وجہ سے ہے جو کاربالک ایسڈ کے خاندان کا تخمی بیروزہ ہے۔ اسے اگر دو فیصد کاسٹک پوٹاش کے ساتھ ابالا جائے تو خوشبو ختم ہو جاتی ہے۔ اسے دیگر کیمیات کے ساتھ ابال کر ایک اور (Zingerone) حاصل کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی خوشبو اسی طرح ہوتی ہے مگر وہ بھینی اور ملائم ہوتی ہے۔ یہ ایک سفید رنگ کا سفوف ہے جو کیمیاوی طور پر (Vinilin) کے خاندان سے ہے اور اب کچھ ادارے اسی سے ادرک کا مصنوعی تیل تیار کرنے لگے ہیں۔ (۱) ایک سو گرام خشک ادرک (سونٹھ) میں دیگر عناصر کی ترکیب کچھ اس طرح ہے۔ (۲)

۱۔ چکنائی	۳٫۳ فیصد	۲۔ موئسچریانمی	۴۷۲ فیصد
۳۔ کاربوہائیڈریٹ	۲۰٫۷ فیصد	۴۔ سوڈیم	۵ فیصد
۵۔ پروٹین	۴٫۷ فیصد	۶۔ پوٹاشیم	۹۴۳ فیصد
۷۔ کلوریز	۳۳۳ فیصد	۸۔ میگناشیم	۲۵۶ فیصد
۹۔ فاسفورس	۱۷۷ فیصد	۱۰۔ گندھک	۱۲۸۰ فیصد
۱۱۔ کلورائیڈ	۶۲ فیصد	۱۲۔ راکھ	۱٫۶ فیصد
۱۳۔ حل پذیر نشاستہ	۱۵٫۸ فیصد	۱۴۔ ریشہ	۲٫۷ فیصد
۱۵۔ حرارے	۶۲ فیصد	۱۶۔ پھوک	معمولی مقدار
۱۷۔ آئرن	۲٫۶ فیصد	۱۸۔ وٹامن 'سی'	۶ ملی گرام
۱۹۔ وٹامن 'بی'	معمولی مقدار	۲۰۔ فیرم	۱۰۹ فیصد

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۷۰

۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۶۹

افعال وخصوصیات :۔

علامہ الجوزی (1200-1116) فرماتے ہیں سونٹھ دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہے، کھانا ہضم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اعتدال کے طور پر براز نرم کرتی ہے۔ ٹھنڈک اور رطوبت کی وجہ سے ہونے والے جگر کے سدوں میں نافع ہے۔ اوراس کو کھانے اور بطور سرمہ استعمال کرنے سے رطوبت کے باعث پیدا ہونے والا آنکھوں کا دھندلا پن ختم ہوجاتا ہے، جماع کے لئے معاون ہے، آنتوں اور معدہ میں پیدا ہونے والی ریاح غلیظہ کو تحلیل کرتی ہے۔ بہر حال سونٹھ بارد معدہ اور بارد جگر دونوں کے لئے موزوں ہے، اگراس کو شکر کے ساتھ ملا کر دو درھم (سات گرام) کی مقدار گرم پانی سے کھالی جائے تو لیس دار لعابی رطوبت کے لئے مسہل ثابت ہوگی ان معجونوں میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جو بلغم کو تحلیل کرنے اور اسے ختم کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور خوش ذائقہ سونٹھ گرم خشک ہے، قوت جماع میں ہیجان پیدا کرتی ہے۔ منی زیادہ کرتی ہے معدہ اور جگر میں حرارت پیدا کرتی ہے۔ کھانے کی خوش ذائقی بڑھاتی ہے، اور بدن پر بلغم کے غلبہ کو ختم کرتی ہے، حافظہ زیادہ کرتی ہے، جگر اور معدہ کی برودت کے لئے مناسب ہے، اور پھل کھانے سے معدہ میں پیدا ہونے والی رطوبت کو ختم کرتی ہے۔ منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے۔ ثقیل غذاؤں اور کھانوں کے ضرر کو دور کرتی ہے۔ (۱) ادرک کے ساتھ پستہ اور بادام ملا کر کھانا مقوی باہ ہے، مچھلی کھانے کے بعد سونٹھ کا سفوف پھانک لینے سے بعد میں پیاس نہیں لگتی اور بھوک بڑھتی ہے۔ چونکہ ادرک جسم سے غلیظ رطوبتوں کو نکالتا ہے اس لئے جب کسی جگہ ورم حتیٰ کہ فیل پا بھی ہو تو اس کے کھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ دمہ کے مریضوں کو اس کے استعمال سے راحت ہوتی ہے۔ آنکھ میں سلائی لگانے سے جالا اور پھولا ٹھیک ہوتے ہیں۔ اس کو پیس کر تیل میں ملا کر مالش کرنے سے پٹھوں کی درد ٹھیک ہوجاتی ہیں۔ یہ نسخہ سینکڑوں مریضوں پر کامیاب پایا گیا ہے۔ (۲) وید کہتے ہیں کہ سونٹھ کو بکری کے دودھ میں ملا کر سر کے اطراف میں لیپ لگانے سے درد شقیقہ جاتا رہتا ہے۔ اسے بکری کے دودھ کے ساتھ کھانے سے کھانا جلد ہضم ہوتا ہے۔

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۴۰۵

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۶۹

قے رکتی ہے، جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ سونٹھ کے ساتھ بیلگری (بہی) کا جوشاندہ پینے سے گلا صاف ہوتا ہے، آواز میں نکھار آتا ہے، قے اور ہیضہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سونٹھ کے ساتھ آملہ اور پیپل کی جڑ پیس کر شہد میں ملا کر بار بار چاٹنے سے ہچکی بند ہوتی ہے۔ ہچکی کے لئے خالص سونٹھ کا سفوف بھی بکری کے دودھ کے ساتھ دیا جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔ وید سونٹھ کو گائے کے پیشاب کے ساتھ پھانکنے کو چنبل پا اور جسم کے دیگر اورام کے لئے مفید قرار دیتے ہیں۔ (۱)

ادرک کھانسی اور زکام میں عمدہ علاج ہے۔ ادرک کا جوس شہد کے ساتھ دن میں تین سے چار بار استعمال کرانے سے خشک وتر کھانسی میں افاقہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دمہ کی شکایت میں بھی اس کا استعمال مفید ہے کیونکہ اس کے استعمال سے سینہ کی بلغم صاف ہوتی ہے اور یہ مرکب سانس کی نالیوں کو کھول کر عمل تنفس کو جاری کرتا ہے۔ ادرک کے ایک اور طریقہ سے بھی سانس کی بیماری میں فائدہ ہوتا ہے، اس کے لئے تازہ ادرک کا جوس ایک چائے کا چمچہ ایک کپ میتھی کے جوشاندے میں ملائیں اور شہد بھی ایک چمچہ ڈال کر نیم گرم پینے سے دمہ میں فائدہ کرتا ہے مزید یہ کہ اس سے پسینہ آ کر بخار کم ہوتا ہے، پرانی کھانسی، کالی کھانسی اور پھیپھڑوں کے تپ دق میں بلغم خارج کرتا ہے۔ زکام کی حالت میں ادرک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ایک کپ پانی میں ابال لیا جائے اور اس میں چینی ملا کر چائے کی طرح پینے سے زکام کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ ادرک کے چند ٹکڑے چائے بناتے وقت ڈالنے سے زکام اور سردی سے لاحق ہونے والے بخار کا موثر علاج ہے۔ (۲)

ادرک ایک عمدہ دافع درد ہے، یہ ہر قسم کے درد کا علاج ہے۔ سر درد میں ادرک کا پیسٹ بنا کر پیشانی پر لگانے سے تسکین ملتی ہے۔ اسی پیسٹ کو منہ پر لگانے سے دانت کا درد دور ہو جاتا ہے، کان کے درد کی صورت میں ادرک کے پانی کے چند قطرے کان میں ٹپکانے سے آرام آ جاتا ہے۔ ادرک جنسی قوت کے لئے زبردست ٹانک ہے، جنسی کمزوری کے علاج میں یہ قیمتی غذا ہے، زیادہ بہتر نتائج کے لئے آدھا چمچہ ادرک کا جوس آدھے ابلے ہوئے انڈے اور شہد کے ساتھ ایک ماہ تک رات کو استعمال کرنا مفید ہے یہ حکماء کا آزمودہ نسخہ

۱۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۶۸

۲۔ باکھرو، ایچ، کے، شفا بخش غذائیں، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، خلیا قات علی پلازہ ۳۰۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۷

ہے۔ یہ جنسی مراکز کو توانا کر کے نامردی، سرعت انزال اور احتلام کا خاتمہ کرتا ہے۔ حیض کی بے قاعدگیاں دور کرنے کے لئے بھی ادرک اعلیٰ چیز ہے۔ تازہ ادرک کا ایک ٹکڑا کوٹ کر ایک کپ پانی میں چند منٹ تک ابالیں، اس جوشاندے کو چینی ڈال کر میٹھا کر لیں اور کھانے کے بعد دن میں تین بار پئیں تو سرد ہوا لگنے یا ٹھنڈے پانی سے نہانے کی وجہ سے حیض کی بندش اور تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ (۱)

ادرک معدے کو طاقت دیتی ہے، زود ہضم ہے، سانس کی بدبو دور کرتی ہے، مکھن کے ساتھ ادرک کھانے سے بلغم ختم ہوتا ہے۔ مچھلی کے ساتھ ادرک کھانے سے پیاس نہیں لگتی، دماغ کو طاقت دیتی ہے، اور حافظہ تیز کرتی ہے، نسخہ سات ماشہ سونٹھ پیس کر شہد ملا کے پینے سے پیٹ صاف اور جمی ہوئی بلغم ختم ہوتی ہے، یہ جسم سے غلیظ رطوبتوں کو نکالتی ہے، آنکھ میں سلائی سے لگانے سے جالا اور پھولا ٹھیک ہوتے ہیں۔ استسقاء میں (جگر کی وجہ سے) ادرک کا پانی شہد ملا کر بار بار دیں چند روز میں ٹھیک ہوگا۔ طریقہ یہ ہے کہ پہلے روز ڈھائی تولہ (۲۵ گرام) ادرک کا پانی نکال کر شہد ملا کر دیں اور روزانہ ایک تولہ بڑھا دیں، اور پچیس تولہ تک بڑھا دیں مریض جلدی ٹھیک ہوگا۔ اگر کچھ کسر رہ جائے تو یہ عمل دوبارہ دہرائیں انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ہسٹیریا کے دورے میں سونٹھ کے ساتھ کالی مرچ ہم وزن پیس کر نسوار دینے سے مریضہ ٹھیک ہو جاتی ہے۔ (۲)

زنجبیل کو محرک، مشہی، ہاضم کاسر ریاح افعال کی بناء پر ضعف اعصاب عوارض میں اسے استعمال کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس قیمتی شفا بخش جڑ میں بہت سے بیماریوں کا علاج رکھا ہے۔ اور کائنات کے سب سے بڑے حکیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طب نبوی میں اسے بھوک بڑھانے والا، ریح اور گیس کا خاتمہ کرنے والا اور کمر کو مضبوط بنانے والا تسلیم فرمایا ہے۔ سردی کا مقابلہ کرنے اور جوڑوں کا درد دور کرنے لئے ادرک کو بھون کر کھانا صدیوں سے مستعمل ہے، ایک چھٹانک ادرک میں ایک روٹی کے برابر غذائیت ہوتی ہے، ادرک بول (پیشاب) کے ذریعہ جوڑوں کی سوجن اور جوڑوں کے زہریلے فضلات خارج کرتا ہے، آدھے تولے سے آدھ چھٹانک تک کچا ادرک کھا کر صرف چائے کا ناشتہ کرنے سے گیس کا درد دور، معدہ ہلکا اور منہ سے پانی (رال) جانا خدا کے فضل سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر ادرک کے ساتھ شام بعد عصر اکسیرِ اوجاع

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۷۱

۲۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۶۲

ڈیڑھ ماشہ عرقِ بادیان کے ساتھ کھائی جائے تو چند دنوں میں اعصابی اور جوڑوں کے دردوں کو فائدہ ہوجاتا ہے۔ چھ چھ ماشہ سونٹھ اور ملیٹھی کا نیم گرم جوشاندہ تین چھٹانک پانی میں جوش دے کر کھانڈ یا شہد ملا کر پینے سے سینے کا درد دور ہوجاتا ہے۔ تین ماشے سے ایک تولہ تک سونٹھ کا سفوف کھا کر اس کے ساتھ دار چینی، الائچی کلاں اور سبز چائے تین ماشے بطور چائے پانی میں جوش دے کر چند ہفتے استعمال کرنے سے بدن ہلکا، چربی کم، بدن کا سن ہونا موقوف ہوجاتا ہے۔ سونٹھ کے ساتھ آملہ اور پیپل کی جڑ پیس کر شہد میں ملا کر بار بار چٹانے سے ہچکی بند ہوتی ہے۔ (۱) ادرک معدے کو طاقتور بناتا ہے، قبض کو دور کرتا ہے، بلغم کو خارج کرتا ہے، چھ ماشے سونٹھ اور چھ ماشے بیلگری ذرا کوٹ کر پیالی بھر پانی میں جوش دے کر میٹھا پینے سے دو تین دن میں بدہضمی کے دست اور پیٹ درد دور ہوجاتا ہے، برابر وزن سونٹھ اور فلفل داز (مگھ) پیس کر ڈیڑھ سے چھ ماشے تک بکری کے دودھ کے ساتھ دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرنے سے ہچکی دور ہوجاتی ہے۔ چھ ماشے سونٹھ اور کالی ہڑ معمولی کوٹ کر پیالی بھر پانی میں جوش دے کر کھانڈ یا شہد ملا کر استعمال کرنے سے چند روز میں پرانی کھانسی اور دمہ کو فائدہ ہونے لگتا ہے۔ ادرک کو سیاہ نمک کے ساتھ پیس کر سونگھنے سے سر درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ ادرک کو پیس کر مولی کے پانی میں لیپ بنا کر لگانے سے سر اور کنپٹیوں کا درد خدا کے فضل سے رفع ہوجاتا ہے۔ چھ ماشے سونٹھ اور چھ ماشے سونف کو پاؤ بھر پانی میں دو تین جوش دے کر چھان کر اس کے نیم گرم جوشاندہ میں تولہ آدھا تولہ خالص گھی ملا کر میٹھا کر کے چند روز پیتے رہنے سے بخار کھانسی تلی کی سختی بدہضمی بدنی سستی جاتی رہتی ہے۔ (۲) اگر صرف سونٹھ پیس کر پانی کے ساتھ ہونٹ پر لگائیں تو ہونٹوں کا پھڑکنا درست ہوتا ہے، سونٹھ کی نسوار سے ناک کی رطوبت جاری ہوکر اور چھینکیں آ کر نتھنے کا بند ہونا دور ہوجاتا ہے۔ سونٹھ اور کالی مرچ پیس کر دانتوں پر ملنے سے دانتوں کا درد ٹھیک ہوتا ہے، سرسوں کے تیل میں نمک ملا کر دانتوں پر ملا جائے تو دانت صاف اور چمکیلے ہوجاتے ہیں۔ پپوٹوں کے کناروں پر سونٹھ کا ٹکڑا روغن زیتون میں رگڑ کر لیپ کرنے سے بامنی کو فائدہ ہوتا ہے۔ ادرک محرک، مشہی، ہاضم، کاسر ریاح ہے، اس لئے ضعفِ اعصاب، فالج، لقوہ، ضعفِ اشتہا، بدہضمی، نفخ شکم اور حموضتِ معدہ میں استعمال کرتے ہیں۔ (۳)

۱۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۵۴

۲۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۳۔۱۳۲

۳۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۰۴

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

طبّی اعتبار سے ادرک کے فوائد اتنے اہم ہیں کہ ان کا تفصیلی ذکر حکیم جالینوس اور بوعلی سینا (1037-980) کی طبّی تصنیفات میں بھی ملتا ہے۔ حکیم جالینو سنے ادرک کو فالج اور (Cold Humore) سے پیدا ہونے والی ساری شکایات میں بے انتہا مفید بتایا ہے۔ (۱) بوعلی سینا کے خیال میں ادرک قوتِ باہ کو بڑھاتا ہے، ادرک کے عرق (تیل) کوزیابیطس، پرانی گٹھیا اور شروعات کی (Liver cirrohosis) میں فائدہ مند سمجھا گیا ہے ادرک ہاضم ہونے کے ساتھ ساتھ معدہ اور آنتوں کو طاقت بخشتی ہے، معدہ کی خرابیوں سے پیدا ہونے والے جملہ امراض میں اس کے فائدوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تنفس کے مریضوں کو ادرک کے متواتر استعمال سے افاقہ ہوتا ہے۔ لیموں، لاہوری نمک اور ادرک کے ایک ساتھ استعمال سے بھوک بڑھتی ہے اور ہاضمہ بہتر ہوتا ہے۔ ہیجانی کیفیت میں بھی یہ سودمند ہے کیونکہ اس کی (Anti-depressant) صلاحیت کو ایلوپیتھی میں کافی اہمیت دی جاتی ہے۔ سونٹھ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو منہ میں رکھ کر چوسنے سے گلے اور آواز کی خرابی جاتی رہتی ہے۔ پانی سے بنے سونٹھ کے لیپ کے لگانے سے سر کے درد میں اور دانتوں کی تکالیف میں افاقہ محسوس کیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ادرک کا استعمال غذا کو صرف خوش ذائقہ ہی نہیں بناتا ہے بلکہ مختلف امراض کا علاج اور تدارک بھی ہے۔ (۲)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

جدید تحقیق کے مطابق برطانوی محقق برڈوڈ نے بدہضمی کے لئے دس (۱۰) گرین سوٹھ، ساٹھ (۶۰) گرین اجوائین، تیس (۳۰) گرین سبز الائچی (الائچی خورد) پیس کر صبح و شام کھلانے سے مریض دنوں میں اچھا ہوجاتا ہے۔ ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں (Zingerone) نام کی دوا بنائی گئی ہے جو کہ سانس کی تکلیف،

۱۔ **Purseglove, T.W.; Spices, Acad. Press, 1981.**

۲۔ **Pruthi, J.S.; Spices, National Book Trust, New Delhi, 1979.**

بدہضمی، گردے کی خرابی، سر درد، پھنسیاں، چھاتی میں جلن، قولنج، اسہال، بواسیر، آواز بیٹھ جانا، دمہ کے دوروں اور خشک کھانسی میں از حد مفید ہے۔(۱)

واشنگٹن پوسٹ کے ہیلتھ میگزین میں آج سے چھ سال پہلے ادرک کے فوائد پر ایک مضمون چھپا تھا جس میں لکھا تھا امریکہ اور ڈنمارک میں ادرک کی افادیت کا جائزہ لیا گیا تو دواؤں کے مقابلے میں ادرک مفید ثابت ہوئی۔ قے، متلی اور دردِ سر کی شکایات ٹھیک ہو گئیں۔ جانوروں کو ادرک کھلانے سے ان کے خون میں کولیسٹرول کی سطح گر گئی۔(۲)

۱۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ص ۶۳

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ص ۶۸

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماٰخذ کی فہرست۔

☆ en.wikipedia.org/wiki/Ginger
☆ www.umm.edu/altmed/articles/ginger-000246.htm
☆ www.theepicentre.com/Spices/ginger.html
☆ pk.countrysearch.tradekey.com/ginger.htm
☆ www.khanapakana.com/recipesearch.aspx?...chicken%20ginger
☆ www.nlm.nih.gov/medlineplus/druginfo/.../patient-ginger.html
☆ www.urbandictionary.com/define.php?term=ginger
☆ www.itspakistan.net/food/recipe.aspx?rid=51&tastename
☆ www.gingerco.com/ -
☆ nccam.nih.gov/health/ginger/index.htm
☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/g/ginger13.html
☆ www.stevenfoster.com/education/monograph/ginger.html
☆ en.wikipedia.org/wiki/Geri_Halliwell
☆ www.gingerrogers.com/
☆ www.gingerbeards.com/
☆ www.wildginger.com/
☆ www.plantcultures.org/plants/ginger_landing.html
☆ www.ginger-baker.com/
☆ www.reelclassics.com/Actresses/Ginger/ginger.htm
☆ www.fitnessandfreebies.com/fitness/ginger.html
☆ www.aromaweb.com/essentialoilsgo/ginger.asp
☆ www.gingersgarden.com/ -
☆ www.wildgingerfarm.com/
☆ gingerart.net/
☆ www.drummerworld.com/drummers/Ginger_Baker.html

انجیر

انجیر کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	تین	اردو، ہندی، پنجابی۔	انجیر(۱)	بنگالی۔	انجیر
لاطینی۔	Ficus	عبرانی۔	Teenah	اطالوی۔	Fico
فرانسیسی۔	Fiue	انگریزی۔	(۲)Fig	یونانی۔	Suiko
ہسپانوی۔	Higo	نباتاتی۔	Ficus Carica Linn	جرمن۔	Feige

تعارف:۔

انجیر کو پھلوں میں بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ نرم میٹھی اور گودے سے بھرپور لذیذ وصحت بخش ہوتی ہے۔ یہ ناشپاتی کی شکل کا کھوکھلا پھل ہوتا ہے۔ اس کا گودا شکر سے لبریز اور متعدد بیجوں سے بھرپور ہوتا ہے۔ سنہری رنگ کے بیج پھل کے اندرونی خلا کی دیواروں سے چپکے ہوتے ہیں۔ انجیر کی جسامت اور رنگ مختلف ہوتے ہیں، پکا ہوا تازہ پھل رس دار، لذیذ اور صحت بخش ہوتا ہے۔ چونکہ یہ گل سڑ جاتا ہے اس لئے اسے بروقت خشک کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔ (۳) انجیر گولر کے پھل سے بہت مشابہت رکھتا ہے، مزے میں شیریں اور لذیذ ہوتا ہے، مزاج گرم تر بدرجہ دوئم ہے۔ ملین مواد، ملین شکم منضج ہے(۴) انجیر ایشیائے کوچک سے تعلق رکھتی ہے، تاہم یہ ابتدائی زمانوں میں ہی بحر روم کے علاقے میں پھیل گئی تھی۔ اس کا پودا قدیم ادوار سے کاشت کیا جارہا ہے اور مصر میں تو اسے چار ہزار سال قبل مسیح میں بھی کاشت کیا جاتا تھا۔ بحر روم کے ساحلی

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۴ء، ص ۱۳۰۹

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 504.

۳۔ باکھرو، ایچ، کے، شفا بخش غذائیں، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۶

۴۔ کبیرالدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۸۳

ممالک میں یہ ہزاروں برس سے بنیادی غذا کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ ہندوستان میں گجرات، اترپردیش، کرناٹک اور مہاراشٹر کے علاقوں میں اس کے پودے اگائے جاتے ہیں۔(۱)

پاکستان میں اس کی پیدائش کم ہے البتہ خشک انجیر دستیاب ہے۔ پاکستان اور ہندوستان سے زیادہ یہ پھل یونان، ترکی، اسپین اور جنوبی فرانس میں پیدا ہوتا ہے اور زیادہ تر وہیں سے درآمد کیا جاتا ہے۔(۲) انجیر کی ایک قسم دشتی ہوتی ہے، جس کو ہندی میں کٹومری اور کٹھ گولہ بھی کہتے ہیں، اس کا درخت انجیر بستانی کے مشابہ ہوتا ہے یہ انجیر بستانی سے زیادہ گرم وتیز ہوتا ہے۔ افعال خصوصی مصفی خون و مسہل قوی مانا جاتا ہے۔(۳)

انجیر کا اصل خطہ شام، فلسطین اور مصر ہے جہاں یہ جنگلی بھی ملتی ہے اور کاشت کی ہوئی بھی، اس کی اوسط اونچائی تیس فٹ ہوتی ہے، سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے۔ ایک خاص قسم کے کیڑے انجیر تتیے (Fig-wasp) درختوں میں بارودی (Fertilization) کے ذمے دار ہوتے ہیں۔ اگر کسی علاقے میں انجیر کا پودا لگانا ہوتو ان کیڑوں کو نئے درختوں تک پہنچانا ضروری ہے ورنہ ان میں پھل نہیں آتے۔(۴)

انجیر ویسے تو ملک شام اور فلسطین کا پودا ہے لیکن تقریباً ڈھائی سے تین ہزار سال قبل اسے اٹلی کے مختلف علاقوں میں پہنچادیا گیا جہاں یہ بہت جلد پھیل گیا۔ اٹلی، یونان اور جنوبی یورپ کے ممالک میں انجیر کے درخت اور باغات اتنے عام ہوگئے کہ اس کا تذکرہ وہاں کی تہذیب اور ادب میں کیا جانے لگا۔ مشہور مفکر افلاطون کو انجیر اتنے پسند تھے کہ اس کا نام فائلوسوکوس (Philoskos) پڑ گیا جس کے معنی انجیر کے عاشق کے ہیں۔ فائلو کے معنی پسندیدگی کے ہیں اور سوکوس یونانی زبان میں انجیر کو کہتے ہیں، یہی حرف لفظِ فلاسفر کی بنیاد بنا۔(۵) یہ سیاہ، زرد، اور سفید رنگ میں دستیاب ہوتی ہے۔ انجیر کے درخت اور باغات بحیرہ روم کے چہار جانب مختلف ملکوں میں پائے جاتے ہیں، ایران اور افغانستان میں بھی ان کی کاشت ہوتی ہے۔ برصغیر میں خشک

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۷۲

۲۔ چغتائی، حکیم محمد طارق محمود عبقری مجذوبی، پھلوں سے صحت وخوبصورتی، خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۲۱۵

۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۹۶

۴۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم وعرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۱۷

۵۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۶۲

انجیر افغانستان سے برآمد کی جاتی ہے کیونکہ یہاں اچھی قسم کی انجیر پیدا نہیں ہوتی لیکن اس کی جنس یعنی (Ficus) کے دوسرے درخت اور پودے برصغیر میں عام ہیں جیسے برگد، گولر، پیپل اور پاکر وغیرہ۔ ایک اور پودا جو ربر پلانٹ کہلاتا ہے، وہ بھی اسی جنس کا پودا ہے اور آج کل گھروں کی زینت کے لیے لگایا جاتا ہے۔ انجیر کی زیادہ پیداوار ایران، فلسطین، شام، یونان، جنوبی فرانس، لبنان، پرتگال، اسپین، اطالیہ، ترکی اور افریقہ میں ہوتی ہے۔ پاکستان میں چترال کی انجیر سفید رنگت کی پائی جاتی ہے جو کہ عمدہ اور خاصی لذیذ ہوتی ہے۔ اسی طرح ہنزہ میں پائی جانے والی انجیر بھی بہترین شمار کی جاتی ہے۔ اسے اگر ریفریجریٹر میں رکھ کر محفوظ کیا جائے تو یہ عموماً پھٹ جاتی ہے، البتہ اسے خشک کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے تازہ پھل کی بات ہی کچھ اور ہے۔(۱)

انجیر کی تمام اقسام ہر ایک نر و مادہ اور رنگ سفید و سرخ و سیاہ اور شیریں ہوتا ہے۔ انجیر کا درخت بھرپور اور شاخوں سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس کا درخت پھیلتا ضرور ہے مگر پھولتا نہیں، دوسرے درختوں کے برعکس جب بھی مطلق انجیر بولا جاتا ہے تو اس سے مراد پھل ہی ہوتا ہے۔ یہیں پر بستانی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ماہرین نباتات نے انجیر کے درخت کا نباتاتی نام ''فی کوس کاریکا (Ficus carica) مقرر کیا ہے''۔ جس کا تعلق خاندان توتیہ یعنی موراسیس (Moraceae) سے ہے اسی خاندان سے شہتوت اور گولر بھی تعلق رکھتے ہیں۔(۲)

انجیر ایک عمدہ پھل ہے۔ جس میں فضلہ نہیں ہوتا اسی لئے طویل بیماری کے بعد صحت یابی کے دوران انجیر کھانا بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ یہ طبیعت کو نرم کرتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا ہے۔(۳)

تمام شریں پھلوں میں انجیر نہایت میٹھا اور نازک ہوتا ہے، انجیر پکنے کے بعد پیڑ پر سے خود بخود گر پڑتا ہے۔

۱۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن ، ص ۸۵

۲۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۸

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۷۳

اور اسے اگلے دن تک محفوظ رکھنا ممکن نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ فریج میں رکھنے کے باوجود تھوڑی دیر بعد پھٹ کر ٹپکنے لگتا ہے، اس کے استعمال کی بہترین صورت اسے خشک کرنا ہے۔ انجیر کو خشک کرنے کے دوران اسے جراثیم سے پاک کرنے کے لئے گندھک کی دھونی دی جاتی ہے، اور آخر میں اسے نمک کے پانی میں ڈبویا جاتا ہے تا کہ یہ نرم و ملائم رہے۔ یاد رکھنے کی بات یہ بھی ہے کہ نمک بھی چیزوں کو محفوظ رکھنے والی ادویہ (Preservative) میں شامل ہے۔ انجیر کے درخت کی چھال، پتے اور دودھ ادویہ میں استعمال کئے جاتے ہیں، عام لوگ اس کی شفائی اہمیت سے اتنے آگاہ نہیں جتنا کہ وہ اسے بطور پھل اور وہ بھی موسم سرما میں جانتے ہیں۔ (۱)

انجیر بنیادی طور پر مشرق وسطیٰ اور ایشیائے کوچک کا پھل ہے، اب یہ برصغیر میں بھی پایا جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ہند میں آمد سے پہلے اس کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لئے یقین کیا جاتا ہے کہ عرب سے آنے والے مسلمان اطباء یا ایشیائے کوچک سے آنے والے منگول اور مغل اسے یہاں لائے۔ کئی سو سال گزر جانے کے باوجود برصغیر میں اس کی اتنی کاشت نہیں ہوتی کہ مقامی ضروریات کو پورا کر سکے۔ ایک تحقیق کے مطابق اس کا پودا سب سے پہلے سمرنا میں ملتا تھا۔ اور وہاں سے مختلف ممالک میں لایا گیا، اس کی پیدائش کے مشہور مراکز ترکی، اطالیہ، اسپین، پرتگال، ایران، فلسطین، شام اور لبنان ہیں۔ پاکستان میں چترال اور ہنزہ کے علاقے ہیں، چترال کے درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ ان کی انجیر بڑی اور سفید ہوتی ہے جبکہ دوسرے مقامات کا پھل نیلگوں ہوتا ہے۔ اس کی دو اہم قسمیں دستیاب ہیں، ایک وہ جسے لوگ باقاعدہ کاشت کرتے ہیں اور جو بستانی کہلاتی ہے، اور دوسری خودرو جنگلی کہلاتی ہے، جنگلی حجم میں چھوٹی اور ذائقہ میں اتنی لذیذ نہیں ہوتی جبکہ بستانی میں کاشتکاروں نے مختلف تجربات سے لذیذ قسمیں پیدا کرلی ہیں۔ اطبائے قدیم کے ہاں انجیر کا استعمال عہدِ رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے شروع ہوتا ہے، البتہ یونان میں بقراط نے اس کا سرسری سا ذکر کیا ہے اور تورات میں فصل کے طور پر مذکور ہے۔ (۲)

۱۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۸۹

۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۳۱

انجیر کی کیمیاوی ساخت موسم کے مطابق مختلف پائی گئی ہے۔ فروری کے ابتدائی دنوں میں انجیر کے پھل میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جبکہ اسی ماہ کے آخر میں یہ رطوبت قدرے کم ہو جاتی ہے۔ اپریل میں ہونے والی فصل میں بھی رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح کچی انجیر میں بھی رطوبت کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ حکماء کی رائے کے مطابق یہ تاثیر میں قدرے گرم اور تراوٹ والا پھل ہے۔ عام حالات میں انجیر کھانے کی مقدار تین سے پانچ دانے تک ہی محدود رکھنا چاہئے۔ خشک انجیر کی نسبت تازہ انجیر کھانے سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔(۱)

انجیر کی عمدہ ترین قسم ''سمرنا'' سے آتی ہے۔ اس انجیر کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں دو قسم کی مٹھاس پائی جاتی ہے۔ اس میں پائی جانے والی ایک مٹھاس تو وہ ہے جو کہ دوسری قسم کی مٹھاسوں کو گلانے کی صلاحیت رکھتی ہے یعنی جسم میں داخل ہونے کے بعد وہاں موجود زائد شکر کو گلا دیتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ انجیر کی بڑی خوبی ہے جو کہ ذیابیطیس کے مریضوں کے کام آتی ہے۔ شوگر کے مریض زائد شکر سے سخت تکلیف میں مبتلا رہتے ہیں اگر وہ انجیر کی خام حالت یا کثیر رطوبت کے حامل پھل کا استعمال کرنا شروع کر دیں تو کوئی بات نہیں کہ انہیں اس مرض میں فائدہ حاصل نہ ہو۔ جوں جوں انجیر درخت پر پکتی جاتی ہے اس کی مٹھاس میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔(۲)

اپریل میں حاصل ہونے والی انجیر کا موازنہ کچھ اس طرح ہے۔

قسم انجیر	نمی	گل جانے والی مٹھاس	کل مٹھاس
بازار کی عام انجیر	74.63% to 87.18%	29-54%	31.01-6018%

۱۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۰۱

۲۔ رامپوری، حکیم مولوی محمد نجم الغنی، خزائن الادویہ یونانی ادویہ کا انسائیکلوپیڈیا، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۰

درخت پر پکی ہوئی انجیر (۱)

قسم انجیر	نمی	گل جانے والی مٹھاس	کل مٹھاس
تیارانجیر	47.00%	55.73%	59.45%
کچی انجیر	87.80%	07.91%	08.76%
درآمد شدہ خشک انجیر	19.45%	24.07%	46.30%

انجیر کا قرآن میں تذکرہ:۔

انجیر کا ذکر قرآن میں ایک بار ہوا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ تین (۹۵)	۱۔۴

وَ التِّيۡنِ وَ الزَّيۡتُوۡنِ ۝ وَ طُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ۝ وَ هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ ۝ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ ۝

''قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی، اور طور سینین کی، اور اس امن والے شہر کی، یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا'' (۲)

یہ جواب قسم ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو اس طرح پیدا کیا کہ اس کا منہ نیچے کو جھکا ہوا ہے صرف انسان کو دراز قد، سیدھا بنایا ہے جو اپنے ہاتھوں سے کھاتا پیتا ہے، پھر اس کے اعضا کو نہایت تناسب کے ساتھ بنایا، ان میں جانوروں کی طرح بے ڈھنگا پن نہیں ہے۔ (۳)

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۹۶

۲۔ القرآن کریم سورۃ تین آیات ۱۔۴

۳۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۱۷۲۹

تفسیر قرآن :۔

سورۃ التین کی مندرجہ بالا آیات میں اس دنیا میں اگنے والے نباتات اور مقدس مقامات کی قسم کھا کر انسان کی اسی ساخت اور فطرت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر قرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ انجیر اور زیتون جامع فوائد کے حامل ہیں اس انسان کی حقیقتِ جامعہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ لہٰذا آیت کے مضمون کو ان دونوں کی قسم سے شروع کیا گیا ہے اور طور سیناء کی قسم اس لئے کھائی گئی ہے کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو شرفِ ہم کلامی سے بخشا تھا اور امن والا شہر یعنی مکہ معظمہ کی قسم اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ وہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ (۱)

مولانا مودودی نے تفہیم القرآن میں اس خیال کا اظہار فرمایا ہے کہ انجیر اور زیتون کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان بہت اختلاف ہوا ہے۔ حسن بصری، عکرمہ، عطاء بن ابی رباح، جابر بن زید، مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ انجیر سے مراد یہی انجیر ہے جسے لوگ کھاتے ہیں اور زیتون سے بھی یہی زیتون ہے جس سے تیل نکالا جاتا ہے۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے ایک قول حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی اس کی تائید میں نقل کیا ہے۔ اور جن مفسرین نے اس تفسیر کو قبول کیا ہے انھوں نے انجیر اور زیتون کے خواص اور فوائد بیان کر کے یہ رائے ظاہر کی ہے اللہ تعالیٰ نے انہی خوبیوں کی وجہ سے ان دونوں پھلوں کی قسم کھائی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک عام عربی داں تین اور زیتون کے الفاظ سن کو وہی معنی لے گا جو عربی زبان میں معروف ہیں۔ لیکن دو وجوہ ایسے ہیں جو یہ معنی لینے میں مانع ہیں۔ ایک یہ کہ آگے طور سینا اور شہر مکہ کی قسم کھائی گئی ہے اور دو پھلوں کے ساتھ دو مقامات کی قسم کھانے میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی۔ دوسرے ان چار چیزوں کی قسم کھا کر آگے جو مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اس پر طور سینا اور شہر مکہ تو دلالت کرتے ہیں، لیکن یہ دو پھل اس پر دلالت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی کسی چیز کی قسم کھائی ہے اس کی عظمت یا اس کے منافع کی بنا پر نہیں کھائی بلکہ ہر قسم اس مضمون پر دلالت کرتی ہے جو قسم کھانے کے بعد بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے ان دونوں پھلوں کے خواص کو وجہ قسم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انجیر اور زیتون سے مراد شام و فلسطین کے وہ مقدس مقامات ہیں جہاں ان درختوں کے باغات ملتے تھے، اور وہاں جہاں بہت سے انبیاء پیدا ہوئے۔ (۲)

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد دوم، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۸۲۵

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۶، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اول، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۳۸۶

مولانا عبدالحق حقانی نے اپنی تفسیر حقانی میں اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے خیال ظاہر کیا ہے کہ تین اس شہر کا نام تھا جو آج دمشق ہے اور زیتون بیت المقدس کو کہتے تھے۔ بعض علماء کے نزدیک تین اور زیتون دو پہاڑیوں کے نام تھے۔ بعض علماء کی نظر میں تین سے مراد شجرہ روح قدسیہ ہے۔ زیتون کا اشارہ عقل قدسی کی جانب ہے۔ طور سینین کے معانی عارف کے قلب کے ہیں۔ جب کہ بلدالامین کا مفہوم محبّ کے سینے سے ہے۔ (۱)

تفسیر ماجدی میں ایک ایسے نظریہ پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کی رو سے چاروں قسمیں اصل میں چار شریعات کی قسمیں ہیں نہ کہ پھلوں اور مقامات کی۔ اس طرح ''البلد الامین'' حوالہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے، ''طور سینین'' کا مطلب شریعت موسوی ہے اور زیتون کا مفہوم مسیحی مواعظ ہے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا مشہور وعظ کوہِ زیتون پر ہی ارشاد فرمایا تھا) اور ''انجیر'' کا اشارہ بعض علماء کے خیال میں ہندوستان کے مہاتما گوتم بدھ کی طرف ہے۔ (۲)

جناب عبداللہ یوسف علی نے دونوں مقدس مقامات کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور پھل کے درخت کی قسم کھانے کو عین ممکن بتایا ہے۔ پھر بھی انہوں نے بعض علماء کے اس نظریہ کا بھی جائزہ لیا ہے، جس کے تحت چاروں قسمیں چار مذاہب کا احاطہ کرتی ہیں اس طرح انجیر کا مطلب اس درخت سے ہوسکتا ہے جس کے نیچے مہاتما بدھ نے نروان حاصل کیا تھا۔ اس درخت کا نباتاتی نام مولانا یوسف نے (Ficus indica) دیا ہے۔ (۳)

سورۃ تین کی اس آیت میں انجیر اور زیتون سے مراد خواہ اشجار و ثمر ہوں یا مقدس مقامات ہوں، یا پہاڑ ہوں یا شریعات ہوں اصل حقیقت یہ ہے کہ ربِ جلیل نے اپنے ان احسانوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جس کے تحت انسان کو بہترین انداز اور ماحول میں پیدا کیا گیا۔ اس ماحول کے بیان کرنے میں انجیر اور زیتون کے حوالے یقیناً بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ (۴)

۱۔ حقانی، عبدالحق، تفسیر قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ، سورۃ تین آیت ۱-۴

۲۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، تاج کمپنی لاہور، س ن، سورۃ تین آیت ۱-۴

۳۔ علی، علامہ عبداللہ یوسف، تفسیر معانی القرآن، جلد اول و دوم، دارالکتاب المصری، قاہرہ، مصر، س ن، سورۃ تین آیت ۱-۴

۴۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۹۱

حافظ اسماعیل ابن کثیرؒ نے اپنے تئیں جو تحقیق کی ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ انجیر سے مراد دمشق اور اس کا پہاڑ ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ انجیر سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی وہ مسجد ہے جو کہ انہوں نے طوفان تھمنے کے بعد کوہ جودی کے دامن میں تعمیر کی تھی۔ ایک طرح سے یہ دنیا کی دوبارہ نوآبادی میں پہلی تعمیر تھی۔ حضرت مجاہدؒ بھی اس مسجد کو انجیر سے ہی استعارہ قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت قتادہؓ زیتون سے مراد بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ لیتے ہیں۔ حضرت مجاہدؒ اور حضرت عکرمہؓ اس سے مراد خالص زیتون کا پھل لیتے ہیں۔ تفسیری اشارات کو ایک جانب رکھتے ہوئے اگر سیدھی بات دیکھی جائے تو یہ حقیقت ہے کہ قرآن کے معنوں میں انجیر پھل بھی، تنِ آدم علیہ السلام کا ڈھانپنے والا ستر بھی، حضرت نوح علیہ السلام کی تعمیر شدہ مسجد بھی، کوہ جودی کی ایک اصطلاح بھی اور مسجد اقصیٰ بھی ہے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا انداز بیان کہ ایک ہی آیت میں اس نے تاریخ کے کتنے حصوں کو سمو ڈالا ہے۔ اس لئے تو پورے بنی نوع انسان کو چیلنج کیا گیا ہے تم ایسی ایک ہی آیت بنا کر لاؤ تو ہم تمہیں تسلیم کریں، اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرما دیا کہ تم ایسا کرنے میں کامیابی نہیں حاصل کر سکو گے کیونکہ وہ صرف اللہ ہی ہے جو کہ ہمارے کل اور مستقبل سے واقف ہے۔(۱)

ڈاکٹر فاروقی سورۃ التین کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

"انسان کو سرزمین پر ایک بہترین ماحول، دلکش انداز اور خوبصورت ساخت میں پیدا کیا گیا ہے۔ ظاہری و باطنی صفات سے اسے مالا مال کر دیا گیا ہے جب وہ ان احسانات الٰہی کا فائدہ اٹھا کر اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرتا ہے تو فرشتوں سے بھی سبقت لے جاتا ہے اور مسجود ملائکہ بن جاتا ہے لیکن جب وہ اپنی فطرت اور ساخت کو بھول جاتا ہے اور بد عملی کی طرف مائل ہو کر کینہ و بغض، عداوت و نفرت، مکر و ریا، ظلم و استبداد کا پیکر بن جاتا ہے تو وہ دھرتی پر بوجھ بن جاتا ہے اور جانوروں سے بدتر کہلاتا ہے، اس عالم میں وہ صرف قصر مذلت کا حقدار ہو کر رہ جاتا ہے۔ سورۃ التین کی آیات مبارکہ میں اس دنیا میں اگنے والے نباتات اور مقدس مقامات کی قسم کھا کر انسان کی اسی ساخت اور فطرت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔"(۲)

۱۔ ابن کثیر، حافظ اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، سورۃ التین آیات ۱۔۴

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۷۳

حدیث میں انجیر کا تذکرہ :۔

حضرت ابوالدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے انجیر کا بھرا ہوا تھال آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''کھاؤ!'' ہم نے اس میں کھایا پھر ارشاد فرمایا۔ ''اگر کوئی کہے کہ جنت کا پھل، جنت سے زمین پر آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی پھل ہے۔ کیونکہ بلاشبہ یہ جنت کا میوہ ہے، اس میں سے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتا ہے اور گٹھیا (جوڑوں کے درد) میں مفید ہے۔'' (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
''انجیر کھایا کرو یہ بواسیر کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور گٹھیا میں مفید ہے'' (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
''یہ جنت کا میوہ ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں، اسے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے اور نقرس میں بھی فائدہ کرتا ہے'' (۳)

اسی حدیث کو امام محمد بن احمد ذہبیؒ نے بھی تقریباً انہی الفاظ میں بیان کیا ہے مگر اس حدیث کا ماخذ بیان نہیں کیا جبکہ کنز العمال میں حضرت علاء الدین الہندیؒ نے یہی روایت معمولی ردوبدل کے ساتھ اس صورت میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے بیان کی ہے اگر یہ روایت صرف ایک ہی کتاب میں ایک ہی ذریعہ سے ملتی تو محدثین کرام کے اصول ثقاہت پر شبہ کیا جا سکتا تھا مگر دو مختلف راویوں اور کم از کم تین مجموعوں میں اسے بیان

۱۔ بحوالہ، سید محمد معظم جاوید بخاری، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن ، ص ۹۲

۲۔ بحوالہ، ڈاکٹر محمد اقتدار فاروقی، احادیث میں مذکور نباتات، ادویہ اور غذائیں ایک سائنسی جائزہ، علم و عرفان پبلشرز ۹۔ لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۱۹۹۸ء ، ص ۱۵۵

۳۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۷۳

کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ روایات کا یہ تواتر اس بات کا یقین دلانے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ روایت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انجیروں سے بھرا تھال خدمت اقدس میں موجود ہے۔ انجیر مدینہ میں نہیں ہوتی اور نہ ہی مکہ میں اس کی زراعت ہوتی ہے۔ شاید کسی اور جگہ سے آئی ہوگی۔ بہرکیف تھال ناگہاں ظاہر ہوتا ہے پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اہمیت کے بارے میں صادر ہوتا ہے اور اگر جنت سے کوئی پھل زمین پر آسکتا تو یہی ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ یہ جنت کا پھل ہے۔ اس ارشاد نبویؐ کے بعد سورۃ التین کی آیات کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بلاشبہ اس پھل کی افادیت کے بارے میں بھی آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جسمانی کمزوریوں کا ازالہ ہم نے اسے بخشا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کا میوہ فرما کر ان تمام روایتوں پر اثبات کی مہر لگا دی ہے جن کے بارے میں لوگ شک وشبہ میں مبتلا تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں انسان کو باخبر کیا اسی طرح انجیر سے آگاہی دی۔ علمی لحاظ سے یہ بڑا اعلان ہے جو عام طور پر علم طب میں فاضل اطباء بھی بڑی مشکل سے ہی کر پاتے ہیں۔(۱)

کتب مقدسہ میں انجیر کا تذکرہ :۔

بائبل مقدس میں انجیر کا ذکر انچاس (۴۹) مرتبہ آیا ہے۔ کتاب القضاۃ میں گیارہویں باب کی نویں اور دسویں آیات میں کہا گیا کہ:

> ’’تب درختوں نے انجیر کے درخت سے کہا کہ تو آ اور ہم پر سلطنت کر، انجیر کے درخت نے کہا کہ میں اپنی مٹھاس اور اچھے اچھے پھلوں کو چھوڑ کر درختوں پر حکمرانی کرنے جاؤں؟‘‘ (۲)

یہ آیت مثال کے طور پر آئی ہے جس میں انجیر اور دوسرے درختوں کے مابین گفتگو بتائی گئی ہے۔ اس میں بنی اسرائیل کو احساس دلایا گیا ہے کہ وہ اپنے خدا کو کیسے فراموش کئے ہوئے ہیں۔ جو کہ ان کی ہر ضرورت کو

۱۔ بحوالہ، سید محمد معظم جاوید بخاری، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۹۳

۲۔ قضاۃ ۱۱۔۹:۱۰

پورا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے، جس کا خلوص ان پر نچھاور ہونے کو بے چین ہے اور وہ ہیں کہ ان سب عنایات کے باوجود اس کی بات نہیں سنتے جو کہ ان کا رب ان سے کہنا چاہتا ہے اور وہ اطاعت نہیں کرتے جس کے لئے انہیں زمین پر بھیجا گیا ہے۔ وہ اللہ سے بہترین نعمتوں کے بدلے میں وہ اشیاء طلب کرنے کے خواہش مند ہیں جو کہ بے معنی اور فضول ہے جو کہ نہ تو اس دنیا میں ان کے کام آئیں گی اور نہ روز محشر میں۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ احساس بھی دلا رہا ہے کہ تم میری محبوب قوم ہو۔ کیا میں اب تمہیں چھوڑ کر دوسری قوموں پر مہربان ہو جاؤں۔(۱)

اسی ضمن میں زیتون اور انجیر کا ذکر پھر ملتا ہے:۔

''انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے اور تاکیں پھوٹنے لگیں۔ ان کی مہک پھیل رہی ہے۔'' (۲)

یہ آیت حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحیفہ غزل الغزلات کے تیرہویں باب میں مذکور ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ خوشحالی اور آسودگی کا دور دورہ ہے۔ ایسے میں انجیر کو خاص طور پر ترجیح دی گئی ہے۔ خوشحالی اور آسودگی اسی طرح ممکن ہو سکتی ہے جب انسان مکمل طور پر صحت مند اور ہٹا کٹا ہو۔ یعنی ہم اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسمانی صحت اور آسودگی کے لئے انجیر کے پکے ہوئے پھل کو ضروری قرار دیا ہے۔ یہاں خاص بات یہ ہے کہ انجیر کی خام شکل کے بجائے پکی ہوئی اور ہری انجیر کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ حکماء و اطباء کو اشارہ دیا گیا ہے کہ کونسا پھل انسان کی بیماریوں کو رفع کر سکتا ہے۔(۳)

۱۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن ، ص ۹۳

۲۔ غزل الغزلات ۱۳:۳

۳۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن ، ص ۹۴

زبور میں ارشاد ہے کہ:

''اس نے ان پر بارش کے بدلے اولے برسائے، ان کے تمام ملک میں دہکتی ہوئی آگ نازل کی، اس نے ان کے تاکوں اور انجیروں کو مارا، ان کی حدود میں ان درختوں کو توڑ ڈالا۔''(۱)

یہ آیت حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ہے جب انہوں نے فرعون مصر سے بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کیا اور جواب میں اس نے نافرمانی اور سرکشی کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ کا غیض وغضب ان پر نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ زبور میں اس واقعے کو دوبارہ بیان کرتے ہوئے قوم بنی اسرائیل کو احساس دلایا کہ ہم نے کیا کیا تمہارے لئے کیا ہے۔ یہاں بھی انجیر کا ذکر صحت وتندرستی کے حوالے سے آیا ہے۔ انجیر سے مراد ان کی جسمانی قوت ہے جسے بیماریوں میں مبتلا کر دیا گیا۔ یہاں پر خصوصاً انجیر کا ہی ذکر کیا گیا ہے حالانکہ کسی اور پھل کی مثال بھی دی جاسکتی تھی۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ انجیر خاص غذائی اہمیت کی حامل ہے جو اللہ تعالیٰ ہم پر آشکار کرنا چاہتا ہے۔(۲)

صحیفہ ارمیا میں ارشاد ہوتا ہے:

''بعد اس کے کہ شاہ بابل بنوکدنضر، شاہ یہودہ یکنیاہ بن یویاقیم کو بمعہ یہودہ کے سرداروں کے اور بمعہ پیشہ وروں اور لہاروں کے یروشلم سے جلاوطن کر کے بابل لے گیا تو خداوند نے مجھے ایک رویاء دکھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ خداوند کے ہیکل کے سامنے انجیروں کی دو ٹوکریاں دھری ہیں ہ ایک ٹوکری میں پہلے پکے ہوئے انجیروں کی مانند نہایت عمدہ انجیر تھے اور دوسری میں نہایت خراب انجیر، ایسے کہ کھانے کے لائق نہیں تھے ہ

۱۔ زبور۔۱۰۴۔۳۲،۳۳

۲۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن ،ص ۹۴

اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ اے ارمیا! تو کیا دیکھتا ہے تو میں نے کہا کہ انجیر۔ اچھے انجیر بہت ہی اچھے ہیں اور خراب انجیر بہت ہی خراب ہیں۔ اتنے خراب ہیں کہ کھانے کے لائق نہیں ہ تب میں نے خدا کا کلمہ پایا اور اس نے کہا کہ خداوند اسرائیل یوں فرماتا ہے کہ ان عمدہ انجیروں کی مانند میں یہودہ کے جلاوطنوں پر نگاہ کرتا ہوں جن کو میں نے اس جگہ سے ان کی بھلائی کے لئے کلدانیوں کی سرزمین میں بھیجا ہ اور میں نیکی کے لئے ان پر اپنی نظر کروں گا اور انہیں اس سرزمین میں واپس لاؤں گا اور ان کو بناؤں گا اور نہ ڈھاؤں گا اور ان کو لگاؤں گا اور نہ اکھاڑوں گا ہ اور میں ان کو ایسا دل دوں گا کہ وہ مجھے پہچانیں یعنی یہ کہ میں خداوند ہوں تو وہ میری امت ہوں گے اور میں ان کا خدا ہوں گا کیونکہ وہ اپنے سارے دل سے میری جانب رجوع کریں گے ہ لیکن ان خراب انجیر کی بابت جو ایسے خراب ہیں کہ کھانے کے لائق نہیں خداوند یوں فرماتا ہے کہ شاہ یہودہ صدقیاہ کے ساتھ اور اس کے سرداران اور یروشلم کے ان پس ماندوں کے ساتھ جو اس سرزمین میں رہ جائیں گے یا ملک مصر میں بستے ہوں گے میں ایسا ہی کروں گا ہ اور میں ان کو زمین کی تمام مملکتوں کے نزدیک ان سب جگہوں میں جہاں جہاں میں ان کو ہانکوں گا باعث ہول اور خجالت اور ضرب المثل اور توہین و تکفیر کا باعث کردوں گا۔''(۱)

حضرت میکاء علیہ السلام کو جب شاہ بابل بخت نصر اسیر کر کے لے گیا تو اسے وہاں خداوند کا جلال نظر آیا اور گفتگو کی جو تفصیل اس نے بیان کی اس میں مثال کے لئے انجیر کا پھل استعمال ہوا۔ اچھے انجیر کی مثال نیک لوگوں سے دی گئی اور خراب انجیروں سے مراد نافرمان لوگ تھے جن سے سایہ ایزدی اٹھ جائے گا۔

''تب ہر آدمی اپنی تاک اور انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھے گا اور ان کو کوئی نہ ڈرائے گا اس لئے کہ یہ رب الافواج نے فرمایا ہے۔''(۲)

۱۔ صحیفہ ارمیاؑ باب۔۲۴

۲۔ صحیفہ میکاہؑ ۔۴۔۴

حضرت میکاہ علیہ السلام نے اپنی قوم کوایک نئی خوشخبری دی کہ جنت کا دور بھی آنے والا ہے، جب انسان اپنے اعمال سے اس تک پہنچ جائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ اپناوعدہ پورا کرتے ہیں لیکن یہ وعدہ انہی کے لئے جو اس کی بتائی ہوئی راہ پر چلیں اور اس کے رستے کو نہ چھوڑیں۔ بنی اسرائیل کو برائیوں کی دلدل سے نکالنے کے لئے رب العزت نے ہر مراعات سے انہیں نوازا مگر وہ بدنصیب لوگ تھے انہوں نے حق کو سمجھنے کے بجائے کریدنے میں وقت ضائع کیا۔اس آیت میں انجیر کے جنت میں ہونے کا ثبوت موجود ہے۔(۱)

صحیفہ میکاہؑ باب سات میں ارشادفرمایا کہ:

''مجھ پر افسوس! میں تابستانی میوہ جمع ہونے اور انگور توڑنے کے بعد خوشہ چین کی مانند ہوں، کھانے کے نہ انگور نہ پہلا پکا مرغوب انجیر ہے۔''(۲)

اس آیت میں بھی انسان کے پچھتاوے کا بیان ہے کہ وہ دنیا کو تو پالیتا ہے مگر اسے استعمال کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے وہ ایسا بدنصیب ہے کہ جو سب کچھ رکھنے کے بعد بھی تشنہ ہے اور وہ اپنے ساتھ لے کر جارہا ہے وہ بے کار و بے مراد ہے۔ تابستانی میوہ سے مراد دنیاداری اور دولت و عشرت ہے جس کے حصول کے بعد بھی انسان خود کو پیاسا ہی محسوس کرتا ہے اور وہ ایک وقت ایسے دوراہے پر آ کھڑا ہوتا ہے کہ اس کا جسم اور صحت اسے کسی بھی چیز یا عیش کی اجازت نہیں دیتی۔ یہ سورۃ العصر کی اس آیت کے مصداق ہے کہ:

اِنَّ الْاِ نْسَا نَ لَفِیْ خُسْرٍ ہ (۳)

''بیشک (بالیقین) انسان سراسر خسارے میں ہے''

یہ جواب قسم ہے. انسان کا خسارہ اور ہلاکت واضح ہے کہ جب تک وہ زندہ رہتا ہے، اس کے شب و روز سخت محنت کرتے ہوئے گزرتے ہیں، پھر جب موت سے ہمکنار ہوتا ہے تو موت کے بعد آرام اور راحت نہیں

۱۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص۹۶

۲۔ صحیفہ میکاہؑ ۔۷۔۱

۳۔ القرآن کریم سورۃ العصر آیت ۲

ہوتی، بلکہ وہ جہنم کا ایندھن بنتا ہے۔(۱)

صحیفہ حجائی میں ارشاد ہے کہ:

''کیا اس وقت بیج کھتے میں ہے؟ کیا انگور اور انجیر اور انار اور زیتون کے درختوں میں پھل لگے نہیں؟ اسی دن سے لے کر میں برکت دے رہا ہوں''(۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑائی اور نعمتوں کا ذکر کیا ہے کہ کیا اس نے انسان کے لئے درختوں میں پھل نہیں لگائے، اور ان پھلوں میووں میں ایسی برکت نہیں ڈالی کہ وہ جسم کے لئے صرف غذا بن جائیں بلکہ عوارض کا خاتمہ بھی کرڈالیں۔اس آیت میں انجیر کے ساتھ ساتھ دوسرے پھلوں اور زیتون کا بالخصوص ذکر کیا گیا ہے۔ان سب پھلوں کے نام بیان کرنا ہی حکمت ربی ہے۔انسان کو ان کی جانب توجہ دینا چاہئے۔(۳)

حضرت عیسیٰؑ کی بیعت میں ان کے حواریوں میں سے مرقس اپنے ایک سفر کی روداد بیان کرتا ہے کہ:

''دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے، دیکھا گیا شاید اس میں کچھ ہے، مگر جب اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔''(۴)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا، یہاں انجیر نیکی کی علامت کے طور پر بیان کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہتیری کوشش کے باوجود بنی اسرائیل نیکی کی جانب مائل نہ ہوسکے اور گنتی کے چند لوگ ہی صاحب ایمان ہوئے۔بائبل میں انجیر کے بارے میں مزید ذکر بھی

۱۔ القرآن کریم وترجمہ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ر ۱۴۱۷ھ، ص ۱۷۴۳

۲۔ صحیفہ حجائی باب ۲۔۱۹

۳۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۹۷

۴۔ مرقس باب ۱۱۔۱۳

موجود ہے۔اب یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ انبیاء کرام اور الہامی صحیفہ جات و کتب میں انجیر اور انجیر کے درخت کی تکرار کیوں کی گئی ہے۔دوسرے پھل بھی بیان ہوئے ہیں مگر انجیر کو ان پر فوقیت حاصل رہی ہے۔سابقہ کتب مقدسہ میں ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انجیر کی قسم کھا کر اس کی اہمیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔(۱)

انجیر کے کیمیاوی اجزاء :۔

انجیر میں کیمیاوی اجزاء کے تناسب پر اگر نگاہ ڈالی جائے تو اس طرح ہیں:

لحمیات۔	1.5	نشاستہ۔	15.0	حدت کے حرارے۔	66	سوڈیم۔	24.60
پوٹاشیم۔	288	تانبہ۔	0.07	فولاد۔	1.18	گندھک۔	22.9
کیلشیم۔	8.05	میگنیشیم۔	26.2	کلورین۔	7.1	فاسفورس۔	26.0

انجیر کا کیمیاوی تجزیہ:۔

ایک سو گرام خشک انجیر میں عام کیمیائی اجزاء کا تناسب اسے ایک قابل اعتماد غذا بنا دیتا ہے۔اس میں کھجور کی طرح سوڈیم کی مقدار کم اور پوٹاشیم زیادہ ہے۔ایک سو گرام کے جلنے سے حرارت کے چھیاسٹھ(٦٦) حرارے حاصل ہوتے ہیں۔حراروں کی یہ مقدار عام خیال کی نفی کرتی ہے کہ کھجور یا انجیر تاثیر کے لحاظ سے گرم ہوتے ہیں۔انجیر میں وٹامن ''C'' اور''A'' کافی مقدار میں موجود ہے جبکہ''B'' اور''D'' معمولی مقدار میں ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ خوراک کو ہضم کرنے والے جوہروں کی تینوں اقسام یعنی نشاستہ کو ہضم کرنے والے لحمیات کو ہضم کرنے والے(Proteose) اور چکنائی کو ہضم کرنے والے(Lispase Cravin)

ا۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن ،ص ۹۸

ایک عمدہ تناسب میں پائے جاتے ہیں۔اس طرح ان اجزاء کی موجودگی انجیر کو ہر طرح کی خوراک کو ہضم کرنے کے لئے بہترین مددگار بنا دیتی ہے، اہم عناصر ترکیبی میں ایمونائی ترشے (P. Tyrosin Albumin) جوہر (Cravin) شامل ہیں،اس میں گلوکوز، چکنائی، گونداور معدنی نمک جبکہ انجیر کا اپنا یا درخت کے دودھ میں لحمیات کو ہضم کرنے والا جوہر (Peptonising Ferment) پایا جاتا ہے۔حال ہی میں کیمیادانوں نے اس میں ایک جوہر (Bromelain) دریافت کیا ہے،اس میں یہ خاصیت پائی گئی ہے کہ یہ بلغم کو پتلا کر کے نکالتا ہےاور التہابی سوزشیں کم کرتا ہے، یہ جوہراس کے علاوہ انناس اور پپیتہ میں بھی ملتا ہے۔(۱)

افعال وخصوصیات :۔

انجیر ایک کثیر الغذا میوہ ہےاسی وجہ سے بدن کوفربہ کرتااور رنگ بدن کونکھارتا ہے۔مواد بدن کونضج دینے، قبض کوکھولنے اور دمہ کھانسی میں اخراج بلغم کے لئے دیتے ہیں چونکہ یہ معرق ہےاور فضلات کوظاہر بدن کی طرف خارج کرتا ہے لہٰذا مرض جدری میں استعمال ہوتا ہے،مواد کو باہر کی طرف رجوع کر کے کرب اور شدت حرارت میں تخفیف بخشتا ہے جگراور طحال کے سدوں کوکھولنےاور ورم طحال کوتحلیل کرنے کے لئے بھی زیادہ مستعمل ہے۔ پھوڑوں کو پختہ کرنے کے لئے اس کا ضماد لگاتے ہیں مغز اخروٹ کے ہمراہ کھانا تقویت باہ کے لئے بہتر بیان کیا جاتا ہے۔(۲) موتی جھرہ کدری وغیرہ میں دانوں کا ظاہر کرنے کے لئے استعمال کراتے ہیں، جگر کے لئے کچھ مضرت رکھتا ہے مگر سکنجبین اور انار اس کا مصلح ہے،اور بدل اس کا مویز منقیٰ ہے۔(۳)

انجیر میں چونکہ سٹرک ایسڈ، ایسٹک ایسڈ اور میلک ایسڈ کی موزوں مقدار بھی موجود ہوتی ہے اس لئے یہ پھل قوت ہاضمہ کی اصلاح کرتا ہے۔اس میں تازہ خون پیدا کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔اسی لئے

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء ، ص ۱۵۲۔۱۵۳

۲۔ کبیرالدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۸۳

۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء ، ص ۹۶

اسے حکماء واطباء ''مولد خون'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ انجیر میں اٹھارہ فیصد فولاد اور قابلِ قدر مقدار میں وٹامن ''بی'' موجود ہوتا ہے، یہ دونوں اجزاء خون کی پیدائش میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انجیر چہرے کے حسن کو نکھارتی ہے اور جلد کو خوش رنگ بناتی ہے۔ جلد پر موجود داغ دھبوں کو ختم کرتی ہے۔ گلے کی خراش اور خشک کھانسی کے جراثیموں کو جڑ سے اکھاڑتی ہے۔ بلغم میں کمی کرتی ہے اسی لئے اس پھل کو دمہ کے لئے مفید قرار دیا جاتا ہے۔ انجیر میں معدنی اجزاء وٹامن بی کیلشیم، اور فاسفورس کی موجودگی اسے قوی تر بنا ڈالتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انجیر جسم کو فربہ کرتی ہے اس کے کچھ عرصہ مسلسل استعمال سے وزن بڑھتا ہے، نو عمری میں اگر بچوں کو خصوصاً موسم سرما میں انجیر کھلائی جائے تو ان کی نشو ونما میں حیرت انگیز معاونت ملتی ہے۔ ان کا رنگ صاف ہوتا ہے۔(۱)

انجیر ہلکا قبض کشا ہے اس میں غذائیت کی مقدار بھی اچھی خاصی ہوتی ہے۔ اطباء کے نزدیک اس کا لعاب آنتوں سے غذا کو پھسلا کر خارج کرتا ہے۔ اس لحاظ سے قبض دور کرنے میں اس کو اہمیت حاصل ہے۔ انجیر گلے اور ناک کی چھوت کو دور کرتا ہے، اس کو پکا کر یا بھون کر اس کی پلٹس بنا کر رسولیوں پر لگائی جاتی ہے اور وہ پھوٹ پڑتی ہیں۔ انجیر کا دودھ بواسیری مسوں کا علاج ہے۔ دودھ لگانے سے ہلکا ورم سا آتا ہے جو خود بخود دور ہو جاتا ہے اور مسا جھڑ جاتا ہے۔ یہ بلغم کو پکا کر خارج کرتا ہے اس کے استعمال سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔ یہ پسینہ بھی لاتا ہے، اس سے تلی کا ورم اور جگر کی سختی دور ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ پیشاب آور ہے اس لئے گردے اور مثانے کی پتھری بھی نکالتا ہے، اس مقصد کے لئے پانچ دانے روزانہ کھلانا نافع ہے۔(۲)

حکیم نجم الغنی خان نے انجیر کو ملین، ریاح کو تحلیل کرنے والا قرار دیا ہے، یہ جگر اور تلی کو قوت دیتا ہے، ورم کو دور کرتا ہے، سینہ کے درد کو نافع ہے، مرگی، فالج، خفقان اور دمہ میں مفید ہے، زیادہ مقدار میں دست آور ہے، سدے دور کرتا ہے۔ بادام اور اخروٹ ملا کر کھانا زیادہ مفید ہے، بواسیر کو مٹاتا ہے، گردوں کے دبلے پن کو دور کرتا ہے۔(۳)

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص۔ ۹۶

۲۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۱۵

۳۔ رامپوری، حکیم مولوی محمد نجم الغنی، خزائن الادویہ یونانی ادویہ کا انسائیکلو پیڈیا، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۰

انجیر کھانے سے حیض کے خون میں اضافہ ہوتا ہے اور دودھ زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ وید کہتے ہیں کہ انجیر کھانے سے چہرے پر نکھار آتا ہے، باؤ گولہ کو نافع ہے اور حواسِ خمسہ کو قوت دیتی ہے۔ اس کے گودے کو شکر اور سرکہ کے ساتھ پیس کر بچوں کو چٹانے سے نرخرے کا ورم اتر جاتا ہے۔ اس کے کھانے سے کمر کا درد جاتا رہتا ہے۔ انجیر کے درخت کے دودھ میں روئی بھگو کر دانت کے سوراخ میں رکھیں تو درد مٹ جاتا ہے۔ انجیر کے جوشاندے سے کلی کرنے سے مسوڑھوں اور گلے کی سوزش کم ہو جاتی ہے۔ اس کے دودھ میں جو کا آٹا گوندھ کر برص پر لگانے سے اس کا بڑھنا رک جاتا ہے۔ چہرے کے داغوں پر بھی اس کی لگانا مفید ہے۔ اس کے درخت کی چھال کی راکھ کو سرکہ میں پیس کر اس کو جوڑوں یا پٹھوں کی اکڑن والی جگہ پر لیپ کریں تو پٹھوں کی اکڑن جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح کا لیپ جوڑوں کے درد میں بھی مفید ہے۔ (۱)

حکماء کہتے ہیں کہ کلونجی اور گل کاسنی کا مرکب ہر صبح تازہ تیار کر کے انجیر خشک چھ دانوں کے ہمراہ لی جائے تو پتے کی پرانی سوزش اور پتھریوں کو ختم کرتی ہے۔ صرف چند ہفتے اس طریقہ علاج کو جاری رکھا جائے تو ایسے مریض بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جن کے بارے میں آپریشن کرانا بے حد ضروری سمجھا جاتا ہے۔ (۲)

انجیر پرانے قبض کا بہترین علاج ہے۔ اس کے گودے میں پایا جانے والا دودھ ملیں ہے اور اس میں پائے جانے والے چھوٹے چھوٹے دانے پیٹ کے حموضات میں پھول کر آنتوں میں حرکات پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ پرانے قبض کے مریض اگر کچھ دن باقاعدہ انجیر کھائیں اور بیت الخلاء جانے کا وقت مقرر کریں تو یہ تکلیف ہمیشہ کے لئے رخصت ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں کی آنتوں میں ہمیشہ سڑاند رہتی ہے ان کے لئے انجیر سے بہتر کوئی دوائی موجود نہیں۔ اس کی فعالیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر اسے پیس کر یا گھونٹ کے کچے گوشت پر لیب کر دیا جائے تو گوشت دو گھنٹوں میں اتنا گل جاتا ہے کہ اسے انگلیوں سے توڑا جا سکتا ہے۔ (۳)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص۔ ۱۵۵

۲۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۰۹

۳۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۲۷

انجیر خون کی نالیوں میں جمی ہوئی غلاظتوں کو نکال سکتی ہے، اسی افادیت کی وجہ سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بواسیر میں پھولی ہوئی وریدوں کی اصلاح کے لئے اس کے استعمال کا حکم فرمایا۔ اکثر بلڈ پریشر میں زیادتی خون کی نالیوں میں موٹائی آجانے سے ہوتی ہے، انجیر اس مشکل کا بہترین حل ہے کیونکہ یہ جسم سے چربی گلا کر نکال دیتی ہے۔ بڑھاپے میں جب خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہیں اور اعضاء میں بھی فالج کی سی کیفیت ہوتی ہے تو ایسے میں انجیر اکسیر کا درجہ رکھتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ مریض اس کا استعمال مسلسل چھ ماہ تک کرے تب اس کے کرشماتی اثرات ملاحظہ ہونگے۔ (۱)

گردوں کے خراب ہونے کے متعدد اسباب ہیں اس مرض کی اندرونی صورت یہ ہوتی ہے کہ خون کی نالیوں میں تنگی کی وجہ سے گردوں کی کارگزاری متاثر ہوتی ہے۔ یہی کیفیت پیشاب میں کمی اور بلڈ پریشر میں زیادتی کا باعث بن جاتی ہے۔ ان حالات میں اگر زندگی کو اتنی مہلت مل سکے کہ کچھ مدت انجیر کھائی جائے تو اللہ کے فضل سے وہ بیماری جس میں اگر گردے تبدیل نہ ہوں تو موت یقینی ہے، شفایابی پر منتج ہوتی ہے۔ (۲)

کان بہنے کا اکسیری علاج انجیر میں پوشیدہ ہے دو عدد انجیر خشک لے کر تقریباً ایک کلو پانی میں جوش دیں۔ جب ایک کپ پانی باقی بچے تو اتار کر ٹھنڈا کر کے مریض کو انجیر اور پانی استعمال کرا دیں۔ اس طرح روزانہ ایک ماہ تک ایسا کرنے سے انشاءاللہ کان بہنے کے تمام عوارض ختم ہو جائیں گے۔ (۳)

برص جسے ایک لاعلاج مرض سمجھا جاتا ہے اس کے لئے انجیر دشتی کی جڑ کا چھلکا لے کر اس کو دودھ میں خوب جوشا کر اور اس میں ضامن لگا کر دہی بنائیں اور اس سے مکھن نکال کر برص کے نشانات پر لگائیں تو کچھ عرصے بعد وہ نشانات ختم ہو جاتے ہیں۔ اگر انجیر کی جڑ کا چھلکا اور گلِ منڈی ہم وزن کا عرق کشید کر کے برص کے مریض کے نشانات پر دن میں تین بار لگائیں تو ایک سے دو ماہ میں برص کے نشانات ختم ہو جاتے ہیں۔ (۴)

۱۔ عبداللہ، حکیم محمد، کنز المجربات، ادارہ مطبوعات سلیمانی، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ستمبر ۲۰۰۲ء ص ۱۲۸

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۔۱۵۹

۳۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۲

۴۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء ، ص ۱۶

سردی کے موسم میں نزلے اور بلغم کی وجہ سے گلے میں ورم ہو جائے اور گلا بیٹھ جائے، آواز بند یا بھاری ہو جائے تو ایسے میں انجیر کو پانی میں جوش دے کر اسے بطور چائے پینا بہت مفید ہے، اگر اس کے ساتھ منقیٰ چند دانے شامل کر لئے جائیں تو بدرجہا بہتر ہو جاتا ہے۔ ایسے مریض جن کو دمہ کی شکایت ہو اور کھانسی بھی ہو اور بلغم نہ نکلتا ہو سخت بے چینی اور بے قراری ہو، بار بار کھانسی کا دورہ بھی اٹھتا ہو تو اسی تمام کیفیات میں مندرجہ ذیل نسخہ بہت مفید ثابت ہوتا ہے:۔

گلِ بنفشہ نو گرام، گلِ زوفہ نو گرام، انجیر خشک چار عدد، ملیٹھی پانچ گرام، منقیٰ سات عدد ان تمام اجزاء کو پانی میں جوش دیکر ایک کپ دن میں تین بار استعمال کرائیں۔ اور خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں یہ ایسا نسخہ ہے جس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔ (۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

جدید تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ انجیر میں اجزاء لحمیہ اجزاء معدنی اور اجزاء شکر، کیلشیم، فاسفورس پائے جاتے ہیں۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ انجیر میں جو معدنی اجزاء پائے جاتے ہیں دونوں قسم کے انجیر میں (یعنی تازہ اور خشک) وٹامن اے اور سی کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں اور قلیل مقدار میں وٹامن بی اور ڈی بھی ہوتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا اجزاء کے پیشِ نظر انجیر ایک نہایت مفید دوائے غذائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے عام کمزوری اور بخاروں میں اس کے استعمال سے اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ (۲)

حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ اگر زہر قاتل کے استعمال سے پہلے مغز اخروٹ اور سداب (ایک سبز رنگ مائل بہ نیلگوں پودا ہے) کے ساتھ انجیر کا استعمال کر لیں تو زہر سے نجات ہوتی ہے، اور نفع بھی پہنچتا ہے۔ (۳)

۱۔ رحمانی، حکیم صلاح الدین، بیاض خاص، یونی پبلیشرز، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۲۹

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۸۳

۳۔ الجوزی، ابو عبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۷۳

بعض طبیب کہتے ہیں کہ تازہ انجیر توڑنے پر جو دودھ نکلے اسے جمع کر لیجئے اس میں سے دو سے پانچ قطرے تک برص، چنبل اور ایگزیما کے متاثرہ حصے پر لگائیں اس کے چند دن کے استعمال سے ساری جگہ صاف ہو جائے گی۔ یہ علاج صرف حاذق حکیم کے مشورے سے ہی کرنا چاہئے ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح گلٹیوں پر انجیر کا تازہ دودھ لگانے سے یہ آہستہ آہستہ گھل جاتی ہیں۔ (۱)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

جدید تحقیق کے مطابق انجیر ہیپاٹائٹس بی جیسے موذی مرض میں مفید پایا گیا ہے۔ اس کے لئے انجیر، منقی اور شہد کا مرکب ایک بہترین اور طاقتور ٹانک ہے، جو انسانی جسم کے اعصابی نظام کے علاوہ معدہ و جگر، آنتوں اور گردوں کو بہترین دفاعی نظام فراہم کرتا ہے۔ بڑھاپے میں جب معدے کی ساختیں کمزور پڑ جاتی ہیں اور جسم میں یورک ایسڈ کی زیادتی ہو جاتی ہے تو ایسے میں انجیر کا استعمال یورک ایسڈ کے بہاؤ کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے۔ (۲)

آج کے دور میں آلودگی (Plution) دنیا بھر کا عالمی مسئلہ بن گئی ہے، ہر طرف زہریلی گیسوں، کثافتوں اور کثیف دھوئیں کے بادل انسانی صحت کو تباہ کر رہے ہیں۔ اور دیگر تیز ادویات کے باعث جسم پر منفی اثرات بری طرح سے حملہ آور ہو رہے ہیں، ان تمام بداثرات سے نجات پانے کے لئے روزانہ چار پانچ دانے انجیر پسی ہوئی کلونجی کے ہمراہ کھانے سے انسان ان تمام زہریلی وباؤں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ ایک تجربے کے مطابق اگر کوئی شخص انجیر اور کلونجی نہار منہ کھالے تو اس دن اس پر کسی قسم کے زہر (جو آلودگی سے ہوتا ہے) کا اثر نہیں ہوگا۔ (۳)

۱۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۱۲۲
۲۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۱۲
۳۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ص ۲۸

ڈاکٹر ندکارنی تجویز کرتے ہیں کہ تازہ انجیروں کو رات بھر شبنم میں رکھ کر کسی مٹھاس اور باداموں کے ساتھ اگر نہار منہ کھایا جائے تو یہ منہ اور زبان کے زخموں کو دور کرتی ہے۔ اور اس سے منہ کے چھالے بھی مٹ جاتے ہیں، انجیر جسم کی حدت کو پندرہ دن میں معمول پر لاتی ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ یہ نسخہ ہمارے محدثین گذشتہ چودہ سو برسوں سے متواتر بیان کرتے آ رہے ہیں اور آج کے جدید لوگ ان لوگوں کی تحقیق کے پیچھے بھاگ رہے ہیں جو خود انہی محدثین کے نسخوں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر ندکارنی انجیر کے فوائد کا خلاصہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بھوک لگانے والی اور مخرجِ بلغم ہے، انجیر کے دودھ میں غذا کو ہضم کرنے والے جوہر (Papaine) کی مانند ہوتے ہیں، یہ غذا میں موجود نشاستہ کو منٹوں میں ہضم کر دیتے ہیں، ان کے فوائد کے ساتھ ساتھ ان میں بڑی عمدہ غذائیت بھی موجود ہے۔ (۱)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۵۵

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

☆ en.wikipedia.org/wiki/Common_fig
☆ www.crfg.org/pubs/ff/fig.html
☆ www.fig.net/
☆ www.fig-gymnastics.com/
☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/morton/fig.html
☆ www.eatatfig.com/
☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid
☆ www.w3.org/MarkUp/html3/figures.html
☆ fig.sportcentric.org/
☆ en.wikipedia.org/wiki/Ficus
☆ www.thefruitpages.com/figs.shtml
☆ www.saltpublishing.com/books/smp/1844710920.htm
☆ www.antonfig.com/
☆ dermnetnz.org/dermatitis/plants/fig.html
☆ www.fig2010.com/
☆ www.figandcherry.com/
☆ www.witheringfig.com/
☆ www.figweb.org/Figs_and_fig_wasps/index.htm
☆ epb.lbl.gov/xfig/fig-format.html
☆ www.figkids.com/

ببولِ عرب

ببول کے مختلف نام:۔

عربی۔	طلح ۔سیال	اردو۔ہندی۔	ببولِ عرب،ام غیلان (۱)	فارسی۔	مغیلاں
گجراتی۔	اکیشیا	جرمن۔	Akazie	سندھی۔	ببر
یونانی۔	Akakaia	فرانسیسی۔	Acacia	بنگالی۔	بابلا
انگریزی۔	Acacia (۲)	نباتاتی۔	Acacia seyal Del. Syn. A. Fistula Schweinf.	لاطینی۔	Acacia

تعارف:۔

عرب میں ببول کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں جن میں سب سے اہم (Acacia seyal) ہے جس کو عربی میں سیال اور طلح کہتے ہیں۔(۳) یہ درخت عرب کے علاوہ نائجیریا، سینیگال، سوڈان وغیرہ میں کافی ملتا ہے اور اس سے حاصل کردہ گوند یورپ کے بازاروں میں (Talh Gum) کے نام سے فروخت ہوتا ہے۔(۴) یہ گوند صمغ عربی (Gum Arabic) بھی کہلاتا ہے۔ طلح (سیال) کا پیڑ جزیرہ نما عرب کا نہایت اہم پودا ہے کیونکہ یہ ایندھن اور عمارتی لکڑی کے علاوہ اچھے سایہ کا بھی ذریعہ ہے۔ اس درخت میں کافی تیز کانٹے ہوتے ہیں لیکن اس کے پھول خوشبودار ہوتے ہیں اور جب پورے طور پر کھلتے ہیں تو ان کے تہ در تہ گچھے ایک دل فریب منظر پیش کرتے ہیں۔(۵) برصغیر میں بکثرت پیدا ہوتا ہے، ببول کی چھوٹی چھوٹی شاخیں بطور

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۴ء، ص ۱۶۴

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 6.

۳۔ Blatter, E.; Flora of Aden, Government Printing Press, Calacutta, 1914.

۴۔ Whistier, R. L. and J. N. Be Miller; Industrial Gums, Acad Press, New York, 1973.

۵۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۴۳

مسواک بھی استعمال کی جاتی ہیں، جو کہ دانتوں کو صاف کرنے اور مسوڑھوں کو مضبوط کرنے کے لئے نہایت مفید ہیں۔ مضبوطی واستحکامِ دندان کے لئے پوستِ ببول کو منہ میں رکھ کر چباتے ہیں، نیز انہیں فوائد کی غرض سے اس کو سنون یعنی (منجن) میں استعمال کرتے ہیں۔ مزاج سرد وخشک بدرجہ دوم ہے۔ ببول کا گوند جسے انگریزی میں (Gumabric) کہتے ہیں عام طور پر لوگ اسے پہچانتے ہیں اور اطباء ادویہ میں استعمال کرتے ہیں۔ ببول کے گوند کی ڈلیاں زردی مائل نیم شفاف ہوتی ہیں۔ مزہ پھیکا لعاب دار ہوتا ہے۔ مزاج گرمی سردی میں معتدل، دوسرے درجہ میں خشک ہے، ہندوستان میں جس (Acacia) کو ببول کہتے ہیں وہ (Acacia nilotica) ہے۔ اسے عرب میں سط کے نام سے جانا جاتا ہے۔(۱) مختلف اقسام کے (Acacia) گوند یعنی صمغ عربی کا ذریعہ ہیں، جن میں سب سے اہم (Acacia Senegal) اور (Acacia seyal) ہیں ۔ یہ گوند ساری دنیا میں مختلف صنعتوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ سوڈان سمیت کئی ممالک تقریباً اسی ہزار ٹن گوند یورپ، امریکہ اور ہندوستان وغیرہ سپلائی کرتے ہیں۔ ممبئی ببول کے گوند کا ایک اہم تجارتی مرکز سمجھا جاتا ہے۔ یہ گوند کیک، پیسٹریز، آئس کریم اور مشروبات کے علاوہ دواؤں، پینٹ اور سیاہی (Ink) وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں۔(۲)

قرآن میں ببول کا تذکرہ:۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ الواقعہ (۵۶)	۲۷۔۳۳

وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ہ فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ہ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ہ وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ہ وَّ مَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ ہ وَّ فَاکِہَۃٍ کَثِیۡرَۃٍ ہ لَّا مَقۡطُوۡعَۃٍ وَّ لَا مَمۡنُوۡعَۃٍ ہ(۳)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۲

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۴۵

۳۔ القرآن کریم سورۃ الواقعہ آیات ۲۷۔۳۳

(اور داہنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ وہ وہاں ہوں گے جہاں بغیر کانٹوں کی بیریاں اور تہ بہ تہ کیلے (طلح) ہونگے اور لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا ۔اور کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان کی روک ٹوک ہوگی)

مندرجہ بالا آیات میں دو قسم کے اشجار کا ذکر ہوا ہے۔ایک طلح اور دوسرا سدرہ، اردو کے تقریباً سبھی مفسرین اور مترجمین نے طلح کو کیلا بتایا ہے اور سدر کو بیری سے تعبیر کیا ہے، لیکن علامہ یوسف علی کی نظر میں سدر تو بیری ضرور ہے لیکن طلح کو ایک خاص قسم کے (Acacia) کو درخت لکھا ہے انھوں نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ کیلے کو عرب میں موز کہتے ہیں اور زمانہ قدیم میں کیلا عرب میں نہیں ہوتا تھا۔(۱) جناب پکتھال نے طلح کا ترجمہ کیلا (Banana) ہی کیا ہے(۲) لیکن مسٹر آربیری نے اس کو (Serried Acacia) کا نام دیا ہے۔(۳)

طلح کی اہمیت قرآن کریم کی کچھ دوسری آیات سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔مثلاً فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیءِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ہ (پس جب وہاں پہنچے تو بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے کے درخت میں سے آواز دیئے گئے کہ اے موسٰی! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار)(۴) جس شجر کی بابت بیان ہوا ہے کہ وہاں سے حضرت موسیٰ کو آواز سنائی دی وہ درخت بعض محققین کی نظر میں طلح تھا۔اسی طرح بیعتِ رضوان کے وقت جس درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس کے بابت بھی کہا جاتا ہے کہ وہ طلح کا درخت تھا۔(۵)

۱۔ علی، علامہ عبداللہ یوسف، تفسیر معانی القرآن، جلد اول و دوم، دارالکتاب المصری، قاہرہ، مصر، س ن ، سورۃ الواقعہ آیات ۳۳۔۲۷

۲۔ Pickthall; Muhammad Marmaduke and Fateh Muhammad Jalandhri; The Holy Quran, Taj Company Delhi, 1986.

۳۔ Arbery, Arther J.; The Quran, Oxford University Press, London, 1983.

۴۔ القرآن کریم سورۃ القصص آیت نمبر ۳۰

۵۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۴۴

ببول کے کیمیاوی اجزاء :۔

کیمیاوی اعتبار سے صمغ عربی ایک بہترین (Carbohydrate Polymer) ہے۔جس کے اجزاء:
D-galactose, L-arabinose, L-rhamonose اور Uronic acids ہیں۔(۱)

افعال وخصوصیات :۔

قابض ومجفف ومغلظ ہونے کی وجہ سے اس کو اسہال رقت سرعت احتلام، سوزاک، جریان وسیلان الرحم میں بطور سفوف کھلاتے ہیں۔ برگِ نورستہ ببول کو زیرہ اور غنچہ انار کے ہمراہ پیس کر پانی میں اسہال اطفال کے حبس کرنے کے لئے مستعمل ہے۔ نفع خاص اس کا رقت منی کے لئے مستعمل ہے۔ معدہ اور آنتوں کو مضر ہے۔ کتیرا و شہد اس کا مصلح ہے۔ چھال امرود اس کا بدل ہے۔ جدید تحقیقات سے اس کی چھال سے زیادہ مقدار میں ''ٹے نین'' حاصل ہوئی اور ایک قابض جو ہر بھی پایا گیا اور گوند میں عربین نامی جو ہر ایک کیلشیم پوٹاشیم اور میگنیشیم کے ہمراہ پایا جاتا ہے۔ اس کے مشہور مرکبات میں حب تپ بلغمی (حب مبارک)، حب سل اور لعوق سپستان وغیرہ شامل ہیں۔(۲) ببول کے گوند کا لعاب ادویہ کو گوند کر گولیاں اور قرص بنانے کے کام آتا ہے۔ سینہ اور حلق کی خشونت، پھیپھڑوں کے زخم، سل پیچش اور اسہال میں بکثرت مستعمل ہے۔ جریان وسیلان الرحم کو دور کرنے میں مستعمل ہے۔(۳)

زخم، پھوڑا، پھنسی کا دافع، مصفّی خون ہے، ہر قسم کی رطوبتوں کو روکتا اور خشک کرتا ہے، جوشِ خون کو تسکین دیتا ہے۔ عموماً حمیات کو نافع ہے اور خصوصاً سونوخس اور مطبقہ کی جلدی امراض میں خارجی استعمال بھی کرتے ہیں۔ اس کی پھلی خام مگر فربہ جس میں بیج بڑھ کر اپنی نوع مقدار تک پہنچ گئے ہوں، سایہ میں خشک کریں اور پھر

۱۔ Whistier, R. L. and J. N. Be Miller; Industrial Gums, Acad. Press, New York, 1973.

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۲

۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۹۲

کوٹ چھان لیں۔ وقتِ ضرورت نہار منہ دو گرام سے چھ گرام تک پھانک لیں اوپر سے دو دو نیم گرم شیریں کیا ہوا نیم پاؤ سے پونہ سیر تک حسبِ برداشت پی لیں، دوپہر تک کچھ نہ کھائیں، بعد میں ہلکی غذا لے سکتے ہیں۔ کم از کم سات روز تک یہ عمل جاری رکھیں۔ اور مرچ سرخ، پیاز، لہسن اور نمک کم کھائیں، یہ جریان، کثرتِ احتلام، سرعتِ انزال اور رقتِ منی میں نہایت مفید ہے، ممسک و مبہی بھی ہے۔ سیلان ورطوباتِ رحم میں زیادہ سے زیادہ سات روز تک استعمال کرنا کافی ہے۔ بعض مزاجوں میں کھانے کے ساتھ ہی پوٹلی باندھ کر حمولاً بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ بعض کو صرف حمول ہی پورا فائدہ کرتا ہے۔ خوراک کی ضرورت نہیں ہوتی، بعض کو دونوں طرح حسبِ مزاج و عمر استعمال کرایا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کے حمول میں اثر قوی کرنے کے لئے نصف وزن پھٹکری بریاں اضافہ کی جاتی ہے۔ افراطِ طمث کو روکتا ہے، استحاضہ کو بھی مفید ہے، ہر قسم کے دستوں کو روکتا ہے، اسکی اصلاح اس طور کی جاتی ہے کہ صبح اس کا استعمال کیا ہو تو رات کو سوتے وقت اطریفل یا گلقند بقدرِ ہضم ہمراہ شیرِ مادہ گاؤ نیم گرم استعمال کیا جائے۔(۱)

شدید قابض ہونے کی وجہ سے اسہال، پیچش، اکفنجی مسوڑھوں، سرطانی آتشکی قلاع، بواسیر، خروج المقعد (کانچ نکلنا)، زخموں، جریان وسیلان الرحم اور سوزاک میں مستعمل ہے۔ اسہال و پیچش میں ببول کی چھال کا جوشاندہ نہایت مفید ہے۔ قلاع اور مسوڑوں کے عوارض میں ببول کی چھال اور آم کی چھال کو نصف گھنٹہ تک جوش دے کر ٹھنڈا ہونے پر غرارے اور کلیاں کرائیں۔ ببول کی چھال اور بادام کے چھلکوں کو جلائیں اور باریک پیس لیں، اس میں نمک ملائیں، دانتوں کے لئے بہترین منجن ہے۔ پائیوریا میں بھی نہایت فائدہ بخش ہے۔ اس سے مسوڑھے سخت اور مضبوط ہو جاتے ہیں۔ بواسیر اور خروج المقعد یعنی کانچ نکلنے میں اس کی جڑ کا جوشاندہ بنا کر اس سے آب دست لینے کی ہدایت کریں۔ کانچ نکلنے میں اس کے پتوں کا عصارہ (اقاقیا) استعمال کرائیں۔ سوزاک اور سیلان الرحم میں اس کے پتوں اور پھول کا سفوف بنا کر استعمال کراتے ہیں۔ زخموں کے لئے ببول کے تازہ پتوں کو پلٹس کے طور پر زخموں پر لگائیں۔ ببول کا گوند خراش دار کھانسی، سوزشِ حلق، معدہ، آنتوں اور ہوا کی نالی کی سوزش میں نیم گرم دودھ سے استعمال کرنا مفید ہے۔(۲)

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۶۹

۲۔ اشرف آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۵۲

ببول کی کونپلیں قبض پیدا کرتی ہیں۔ان کو سائے میں خشک کر کے کوٹ چھان کر سفوف بنالیں اور برابر وزن کھانڈ ملا کر پانچ گرام صبح نہار منہ تازہ پانی سے کھائیں۔اگر دست آتے ہوں تو وہ بھی اس کے استعمال سے بند ہو جاتے ہیں۔ببول کی کونپلیں،سفید زیرہ اور انار کی کلی ہر ایک ایک گرام کو پانی میں پیس چھان کر دن میں تین بار پلانے سے بچوں کے دست رک جاتے ہیں۔ببول کی چھال بھی قبض کی تاثیر رکھتی ہے،مسوڑھے کمزور ہوں،ان سے خون بہتا ہو،دانت ہلتے ہوں تو ببول کی تازہ چھال چبانے سے مسوڑھے مضبوط ہو جاتے ہیں اور ان سے خون بہنا رک جاتا ہے۔ببول کا گوند سینے اور حلق کی خشکی کو دور کرتا ہے،کھانسی،دمہ اور سل میں مفید ہے۔خشک کھانسی اس کے گوند کی ڈلی منہ میں ڈال کر اس کا لعاب چوستے رہنے سے ختم ہو جاتی ہے۔مقوی دماغ بھی ہے اور نزلے میں مفید ہے۔اس غرض سے اس کو بادام اور مغزیات کے حریرے یا ٹھنڈائی میں شامل کیا جاتا ہے۔پیچش میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔بچے کی پیدائش کے بعد اس کو گھی میں بھون اور پیس کر قدرے شکر ملا کر زچہ کو کھلاتے ہیں۔اس میں اکثر اور چیزیں بھی ملائی جاتی ہیں۔لیکن یہ اکیلا بھی کافی ہے۔روزانہ سات گرام صبح کو نیم گرم دودھ کے ساتھ کھلاتے ہیں۔(۱)

ببول کی گوند کو پانی میں حل کر کے ماتھے پر لیپ کرنے سے گرم قسم کے دردِ سر کو آرام آجاتا ہے۔ببول کے پھول ایک تولہ،تل کا تیل دو تولہ،دونوں کو آگ پر رکھ کر جوش دیں جب پھول جل کر سیاہ ہو جائیں تو تیل کو اتار کر چھان لیں۔کانوں کی پیپ خشک کرنے میں لاجواب چیز ہے،دو چار بوندیں نیم گرم تیل کانوں میں ڈالیں آرام ہوگا۔ببول کے پتوں کا رس نکال کر آنکھوں پر لیپ کرنے سے آنکھوں کے ورم کو آرام ہوتا ہے اور پانی بہنا بند ہو جاتا ہے چند بار لیپ کریں۔ببول کے پھولوں کی ڈوڈیاں ایک تولہ پانی میں گھونٹ کر مصری ملا کر پینے سے دل کی گرمی دور ہو کر دھڑکن ٹھیک ہو جاتی ہے۔ببول کے پھولوں کا سفوف بقدر ایک کف دست کھانے سے یرقان چھ دن میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ببول کی چھال کو بہت باریک پیس کر زخموں پر لگانے سے آتشک کے زخم جلد اچھے ہو جاتے ہیں۔ببول کی گوند کا لعاب دو تولہ استعمال کرنے سے ایک ہفتہ میں ذیابیطس شکری میں شکر آنا بند ہو جاتا ہے۔ببول کی کچی پھلیاں سایہ میں خشک کر کے باریک پیس لیں اور بقدر

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۷۱

تین ماشہ پانی سے استعمال کرائیں کثرتِ بول یعنی بار بار پیشاب آنے میں مفید ہے چند روز میں آرام آجاتا ہے۔ ببول کی گوند انڈے کی سفیدی میں حل کر کے لگانے سے آگ سے جلے ہوئے مقام کو آرام ہوتا ہے۔ ببول کی جڑ کو پانی میں جوش دے کر پلانے سے پیٹ کا درد دور ہوجاتا ہے۔ ببول کے بیج پیس کر شہد کے ہمراہ لیپ کرنے سے ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ جاتی ہے۔ ببول کے پھول سرکہ میں حل کر کے داد پر لگانے سے چند روز میں آرام ہوجاتا ہے، مجرب المجرب نسخہ ہے۔ (۱)

بواسیر کے لئے ببول کی ایسی پھلیاں لیں جن میں ابھی بیج نہ پڑے ہوں انہیں سایہ میں خشک کر کے باریک پیس کر محفوظ رکھیں، ہر قسم کی بواسیر کے لئے مفید ہے۔ تقریباً چھ گرام تازہ پانی کے ساتھ استعمال کرنے سے چند دنوں میں آرام آجاتا ہے۔ اسی طرح بغیر بیج والی پھلیاں خشک کر کے پیس لیں اور ہموزن چینی ملا کر صبح نہار منہ نو گرام دودھ یا پانی سے کھانا مردانہ و زنانہ سیلان کے لئے مفید ہے۔ بعض دفعہ حمل کے دوران خون جاری ہوجاتا ہے۔ ابتداء میں ببول کے نرم و نازک پتے (کونپلیں) دو تولہ لے کر آدھ سیر پانی میں خوب جوش دیں۔ جب آدھا پانی رہ جائے تو چھان کر اور ٹھنڈا ہونے پر مصری ملا کر پلایا جائے تو حمل محفوظ رہے گا۔ صرف تین دن پلانا ہے۔ بعض دفعہ سردیوں میں پاؤں پھٹ جاتے ہیں ان کو "بوائیاں" کہتے ہیں ببول کی گوند پیس کر تھوڑے پانی میں بھگو کر ان بوائیوں میں بھر دیں اور اوپر سے کاغذ کا ٹیپ لگادیں آرام آجائے گا۔ (۲)

افریقہ میں ریگستانی علاقے کے قبائلی لوگ اس گوند سے غذا اور دوا دونوں کا کام لیتے ہیں۔ وہ ایک خاص مقدار میں اسے کھا کر چوبیس گھنٹے کے لئے بھوک سے بے نیاز ہوجاتے ہیں۔ اسی گوند کے لعاب سے وہ مختلف امراض کا علاج اپنے قبائل میں کامیابی سے کرتے ہیں۔ دیگر ببول کی چھال پانی میں جوش دے کر ٹب میں ڈال کر اس پانی میں تھوڑی دیر سیلان الرحم کی مریضہ بیٹھ جایا کرے تو چند دن میں یہ تکلیف دور ہوجاتی ہے۔ گلقند ببول جریان اور احتلام کے لئے مفید ہے قاطع بلغم اور سرفہ بلغمی نیز آواز کو صاف اور درست

۱۔ ابراھیمی، حکیم محمد حسین، عجائبات سیناسی، دلکشا بلڈنگ خان پور، بہاولپور مغربی پاکستان، اپریل ۱۹۶۰ء، ص ۲۹۔۳۰

۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۴۹۴

کرتا ہے۔گل ببول لے کر بطریق ایک حصہ پھول ببول دو حصہ کھانڈ میں تیار کر کے چھ ماہ دھوپ میں بند کر کے رکھ چھوڑیں۔اس کے بعد استعمال کریں۔اس سے پہلے استعمال کرنی کی اجازت نہیں ہے۔تین گرام سے ایک تولہ تک بدرقہ مناسب سے دیں۔(۱)

۱۔ شرما، پنڈت کرشن کنوردت، جڑی بوٹیاں اوران کے عجیب وغریب فوائد، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۰ء، ص ۴۰

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

- ☆ www.acaciashrine.com
- ☆ www.acacia.org
- ☆ www.imdb.com/title/tt0380164
- ☆ www.acacia-net.com
- ☆ www.acacia-au.com
- ☆ www-sop.inria.fr/acacia
- ☆ eprints.hec.gov.pk/1529/1/1411.HTM
- ☆ investing.businessweek.com/research/stocks/.../snapshot.asp?...
- ☆ acacia.com.pk/home.htm
- ☆ www.acaciaresearch.com
- ☆ www.acaciacreations.com
- ☆ www.acaciacreations.com
- ☆ www.acacia-africa.com
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Acacia

ریحان

ریحان کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	الریحان	ہندی۔	بابوتلسی، گلال تلسی، بن تلسی	فارسی۔	شاہسپرم
اردو، گجراتی۔	سبزہ(۱)	جرمن۔	Basilikum	کشمیری۔	نیازبو
اطالوی۔	Basilico	فرانسیسی۔	Basilic	بنگالی۔	سجا، بابوتلسی
انگریزی۔	Sweet basil(۲)	ملیالم۔	تیروتھیو	لاطینی۔	Basilica
روسی۔	Bazilik	سنسکرت۔	وشوتلی، منجاریکی	عربی۔	ریحان، حوک، حبق
مرہٹی۔	سجا، تکماریہ	تامل۔	تیروپتروپچائے	تیلگو۔	رودراجیڈا
ہسپانوی۔	Albahaca	نباتاتی۔	Ocimum basilicum lin		

تعارف:۔

سائنسی اعتبار سے ریحان وہ پودے ہیں جو خودرو بھی ہوتے ہیں اور کاشت بھی کئے جاتے ہیں۔عرب کے ریگستانی علاقوں میں خوب پیدا ہوتے ہیں۔(۳) اس کا نباتاتی نام (Ocimum basilicum) ہے، جو ہندوستان میں بابوتلسی کہلاتا ہے اور یورپ میں سوئٹ باسل کے نام سے موسوم ہے۔(۴) ہندوستان میں یہ عام طور سے جنگلی ہوتا ہے اور اس کے بیج بڑے پیمانے پر اکٹھے کئے جاتے ہیں اور یورپ کو تخم ماریہ کے نام سے برآمد کئے جاتے ہیں۔(۵) جنوبی یورپ میں اس کی بڑے پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے اور غذا و دوا کے

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۴ء، ص ۲۶۷

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 115.

۳۔ Blatter, E.; Flora of Aden, Government Printing Press, Calacutta, 1914.

۴۔ Anonymous; Wealth of India, Raw Materials, Vol. I-X, P.I.D., C.S.I.R., New Delhi, 1976.

۵۔ Anonymous; Monthly Statistics of Foreign Trade of India. Vol. I (Imports), Vol. II (Exports), March, 1985.

لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ بہت سی ایلو پیتھک دواؤں میں ریحان کے پودے سے حاصل کردہ عرق (Extract) ملایا جاتا ہے جس کو (Basilic) کہتے ہیں۔(۱) یہ خودرو بوٹی ہے، معنوی لحاظ سے یہ شاہی بوٹی لیکن افسوس کہ اسے ہمیشہ شاہی بوٹی کی حیثیت حاصل نہیں رہی، چار ہزار سال سے اس کے چمکیلے اور خوشبودار پتے کہیں تقدس کے حامل رہے ہیں اور کہیں ناپسندیدگی کی علامت: ہندو اس پودے کو مقدس خیال کرتے ہیں اور اپنے مندروں کے گرد اگاتے ہیں، تاہم یونانیوں کے نزدیک یہ بوٹی غربت اور بدقسمتی کی علامت رہی، یہاں تک کہ یونانی سیانے (پلینی) نے کسانوں کو اس کی کاشت سے باز رہنے کی تلقین کی صدیوں تک اہلِ یورپ اس توہم کا شکار رہے کہ تلسی اور بچھوؤں کے درمیان کوئی پراسرار جادوئی تعلق موجود ہے، اگر آپ اس کو زیادہ دیر سونگھتے رہیں تو آپ کے دماغ میں بچھو پیدا ہو جائیں گے اور اگر آپ اسے کاشت کریں تو زیر کاشت زمین میں بچھوؤں کی آبادکاری یقینی ہے۔ یہ حیران کن بات ہے کہ تلسی خود سے منسوب ان تمام سابقہ توہمات سے چھٹکارا پا کر اپنی شاہی حیثیت بحال کر رہی ہے۔(۲) تلسی کی تقریباً ساٹھ اقسام ہیں جن میں ارغوان (Ocymum Purpurescens)، خستہ پتوں والی (Ocymum Crispum) زیادہ مشہور، جبکہ میٹھی تلسی (Oymum Basilicum) اور لیموں کی خوشبو والی (Ocymum Gratissimum) جس کے پودے کی اونچائی تقریباً بارہ انچ ہوتی ہے وسیع پیمانے پر زیر استعمال ہے۔اس کے پودے کے سر پر پھولوں کا تاج بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ یہ پودا مرطوب زمین اور درمیانی آب و ہوا میں خوب نشوونما پاتا ہے۔ بحیرہ روم کے ساحلی علاقوں میں اس کے نرم بیضوی پتے دھنیے کی طرح کاٹ کر سالن میں شامل کئے جاتے ہیں۔ یہ نرم و نازک پودا ایک مخصوص خوشبو کا حامل ہوتا ہے، نرم اور زرخیز زمین میں اس کے بیج اپریل کے شروع میں بوئے جاتے ہیں۔ شدید سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کی کاشت کمروں کے اندر گملوں یا شیشے کے سائبانوں یا باغوں میں کی جاتی ہے۔اس کا بیج دس تا چودہ روز میں نمو پاتا ہے۔ جب اس کے پودے تین انچ تک باہر اور ان پر چار تا چھ پت نکل آئیں تو پودوں کو اس طرح پھیلا دیا جاتا ہے کہ ان کے درمیان فاصلہ چھ سے آٹھ انچ ہو۔ وسطی شاخیں تراش دی جاتی ہیں تاکہ پودوں کا

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۱۸۹

۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۸

زیادہ سے زیادہ پھیلاؤ ممکن ہو۔ سفید پھولوں کو بھی کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے تا کہ اس کے پتوں کو سخت ہونے سے محفوظ رکھا جا سکے۔ موسم گرما کی فصل ستمبر کے آخر تک تیار ہو جاتی ہے۔(۱)

قرآن میں ریحان کا تذکرہ:۔

قرآن میں ریحان کا ذکر دو بار آیا ہے:۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
۱۔	سورۃ الرحمٰن (۵۶)	۱۲
۲۔	سورۃ الواقعہ (۵۷)	۸۹

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ہ(۲)

''اور بُھس والا اناج اور خشبودار پھول ہیں''۔

فَرَوحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِيمٍ ہ (۳)

''اُسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے''۔

ہندو مذہب میں تلسی کا پودا مقدس سمجھا جاتا ہے اور وہ اسے برکت کے لئے اپنے گھروں میں لگاتے اور اس کی پوجا کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے جنت میں ملنے والی بہترین چیزوں میں ریحان کو شامل فرمایا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لذیذ، مفید اور اپنے فوائد میں یکتا ہے۔ جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجیر کے بارے میں فرمایا کہ اگر کوئی پھل جنت سے زمین پر آ سکتا تو یہی ہوتا۔ مگر ہم ابھی تک یہ طے نہیں کر سکے کہ ریحان حقیقت میں کیا ہے؟ بھارتی حکومت کی ''کتاب الادویہ'' میں سید صفی الدین نے قرار دیا ہے کہ ریحان بذاتِ خود کوئی پودا نہیں بلکہ وہ تمام پودے جن کے بیج خوشبودار اور لطیف ہیں ان میں سے کسی ایک کو

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۸۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲

۳۔ القرآن کریم سورۃ الواقعہ آیت ۸۹

بھی ریحان کہا جا سکتا ہے جیسے کہ:

تخمِ کنوچہ، ریحان الشیوخ (Salvia Spinosa)

فرنجمشک (Ocimum Basilicum)

ڈاکٹر ندکارنی کا بیان ہے کہ:

کولہ تلسی (Ocimum Caryophyllatum)

حبق (Ociumm Pilosum)

گولہ تلسی اور حبق بھی ریحان ہیں۔

افریقہ کے مچھر دور بچ (Ocimcm Sanctum)

تخمِ بالنگو (Lallemantia Royleana)

مرزنجوش، مروا (Origanum Majorana)

ریحان کافوری یا کاپور تلسی (Ocimum Kilimindschoricum)

اس سے بھارت میں کافور حاصل کیا گیا تھا۔ ان میں فروایا مرزنجوش کا ذکر احادیث میں زکام کے علاج کے لئے علیحدہ ملتا ہے ہے، جب کہ حبق بھی علیحدہ مذکور ہے۔ اس لئے گمان یہی ہے کہ ریحان کا تعلق تلسی کے خاندان سے ہے۔

تفسیر قرآن :۔

مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یعنی پھل میوے بھی زمین سے نکلتے ہیں اور غلّہ میں دو چیزیں ہیں۔ دانہ، جو انسانوں کی غذا ہے اور بھوسہ جو جانوروں کے لئے ہے۔ اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں لیکن ان کی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ (۱)

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد دوم، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۶۲۹

مولانا مودودی تفہیم میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "طرح طرح کے غلّے ہیں جن میں بھوسا بھی ہوتا ہے اور دانہ بھی۔ یعنی آدمیوں کے لئے دانہ اور جانوروں کے لئے چارہ"۔(۱) تفسیرِ ماجدی میں تحریر ہوا ہے کہ زمین سے ایسی چیزیں بھی نکلتی ہیں جن کی براہِ راست غذائی اہمیت نہیں ہے، لیکن خوشبو کے لئے بہرحال انسان کے کام آتی ہیں۔ مولانا نے ریحان کا کوئی اردو، ہندی یا فارسی نام نہیں تحریر فرمایا ہے ۔(۲) مولانا عبدالحق حقانی نے ریحان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ ربّ العزت نے خوشبو کی چیزیں اور عمدہ پھول پیدا کئے ہیں۔ ریحان کی پتّیوں میں خوشبو آتی ہے، ان کے پتّے اور خوشبو دار پھول آنکھوں میں اپنی رنگتوں سے نور اور سرور پیدا کرتے ہیں۔(۳) آر بیری (۴) اور جناب سید عبداللطیف (۵) نے اس کا ترجمہ (Fragrant Herb) سے کیا ہے۔ محمد مارمے ڈیوک پکتھال (۶) اور عبداللہ یوسف علی (۷) نے بھی اس کو (Scented Herb) لکھا ہے۔ غرض یہ کہ زیادہ تر مفسرین نے ریحان کو ایک خوشبو دار پودہ ہی کہا ہے لیکن اس کی نباتاتی کیفیات یا طبّی اہمیت پر روشنی نہیں ڈالی ہے۔(۸)

۱۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۵، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۵۲

۲۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، تاج کمپنی لاہور، س ن، سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲

۳۔ حقانی، عبدالحق، تفسیر قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ، سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲

۴۔ Arbery, Arther J.; The Quran, Oxford University Press, London, 1983.

۵۔ Latif, Syed Abdul; Al Quran (English). The Academy of Islamic Studies, Osmania University, Hyderabad, 1969.

۶۔ Pickthall; Muhammad Marmaduke and Fateh Muhammad Jalandhri; The Holy Quran, Taj Company Delhi, 1986

۷۔ علی، علامہ عبداللہ یوسف، تفسیر معانی القرآن، جلد اول ودوم، دارالکتاب المصری، قاہرہ، مصر، س ن، سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲

۸۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۷

حدیث میں ریحان کا تذکرہ :۔

حضرت اسامہ بن شریکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

الا مشمر للجنة، فان الجنة لا خطر لها، هي۔ ورب الكعبة نورٌ يتلا لا وريحانة تهترّ و قصر مشيد و نهر مطرد و تمرة نضيجة وزوجة حساء جميلة، دحلل كثيرة و مقام فى ابدٍ فى دار سليمة۔ و فاكهة و خضرة ۔ حبرة و نعمة۔ فى محلة عالية بهية۔ قالو ا نعم يا رسوالله ۔ نحن المشمرون لها۔ قال: قولوا ان شاء الله تعالیٰ۔ فقال القوم: انشاء الله۔(۱)

''کیا جنت کے لئے کوئی تیار ہے؟ بیشک جنت کے اردگرد کوئی باڑ نہیں ہے۔رب کعبہ کی قسم! وہ نور اور چمکتی روشنی ہے اور وہ ریحان کی ڈالیاں ہیں جو لہلہاتی ہیں۔وہاں مضبوط محل ہیں اور سیدھی نہر ہے اور پکی ہوئی کھجوریں ہیں اور خوش اطوار خوبصورت بیویاں ہیں بے شمار عمدہ لباس ہیں۔ یہاں پر ہمیشہ رہنے کے لئے سلامتی اور اطمینان کے گھر ہیں۔ یہاں پر پھل ہیں، سبزیاں ہیں، یہاں پر دھاری دار چادریں ہیں اور عمدہ عمدہ نعمتیں ہیں۔ بلند اور بارونق محل ہے۔لوگوں نے عرض کی کہ ہم وہاں جانے کو تیار ہیں۔فرمایا نہیں، کہو انشاءاللہ ہم جائیں گے۔چنانچہ حاضرین نے انشاءاللہ کہا''۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

من عرض عليه ريحان فلا يردّة. فانه خفيف المحمل و طيب الرائحة (۲)

۱۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفۃ الجنۃ، ص ۴۳۳۲

۲۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب صفۃ الجنۃ، ص ۲۰۴۲

''جس کسی کو ریحان پیش کیا جائے وہ اس کو لینے سے انکار نہ کرے کیونکہ یہ اپنی خوشبو میں نہایت عمدہ اور وزن میں ہلکا ہوتا ہے''۔

جامع ترمذی میں حضرت ابی عثمانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اذا اعطی احدکم الریحان فلایردہ فانہ خرج من الجنة (۱)

''جب تم میں سے کسی کو ریحان دیا جائے تو انکار نہ کرو، کیونکہ یہ پودا جنت سے آیا ہے''۔

ریحان یا تلسی کے کیمیاوی اجزاء :۔

ریحان یا تلسی کے بیجوں میں تیل کے علاوہ لیس دار اجزاء ہوتے ہیں۔ پتوں سے زرد رنگ کا سبزی مائل فرازی تیل نکلتا ہے جو تھوڑی دیر پڑا رہے تو اس کی خشک قلمیں بن جاتی ہے جن کو (Basil Camphor) کہتے ہیں۔ تلسی اور رام تلسی کے پتوں سے جو کیمیاوی عناصر میسر آئے ہیں ان میں (Thymol Eugenol Methyl Chayicol) زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں (Eugenol) بنیادی طور پر لونگ میں پائی جاتی ہے۔ اور دانتوں کے درد کو دور کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ (Thymol) اس کے علاوہ صعتر میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھروں میں دھونی دینے کے لئے مناسب قرار دیا ہے۔ کیمیاوی عناصر کی خوشبو کی وجہ سے تلسی کی تمام قسمیں کیڑوں مکوڑوں اور مچھروں کو بھگاتی ہیں۔ اس لئے بعض ماہرین ملیریا کے انسداد کے لئے گھروں کے آس پاس تلسی کی جملہ اقسام کی کاشت کو بڑا مفید قرار دیتے ہیں۔ (۲)

۱۔ علامہ بدیع الزمان، جائزۃ الشعوذی ترجمہ جامع ترمذی، کتاب الزہد، باب صفۃ الجنۃ، جلد اول، کارواں پریس دربار مارکیٹ لاہور، س ن، ص ۴۸۰

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۲۶

افعال وخصوصیات :۔

اس کا مزاج درجہ اولی میں سرد اور دوسرے درجہ میں خشک ہے۔اس کے باوجود یہ مرکب القوی ہے۔اس میں سرد جوہر ارضی زیادہ ہوتا ہے، اس میں کسی قدر لطیف حرارت بھی ہوتی ہے۔جس سے مکمل تخفیف ہوتی ہے۔ اس کے اجزاء قریب القوۃ ہیں اور اس میں داخلی وخارجی انداز پر قوت حابسہ وقوت قابضہ دونوں یکساں طور پر ساتھ ساتھ پائی جاتی ہیں۔اسہال صفراوی کو روکتا ہے، گرم تر بخارات کے لئے دافع ہے، اور اگر اس کو سونگھ لیا جائے تو غیر معمولی طور پر مفرح قلب ہے۔اس کے سونگھنے سے وباء دور ہوتی ہے۔اسی طرح اس کو گھر میں چھڑکنے سے بھی وباء دور ہوتی ہے۔اور حالبین (وہ دو رگیں جن سے پیشاب گردہ سے مثانہ میں آتا ہے) میں پیدا ہونے والے ورم کے لئے نافع ہے، اگر اس کی کونپل کو پیس کر سرکہ میں آمیز کر کے سر پر ضماد کیا جائے تو نکسیر کو روکتا ہے۔اور اگر پھنسیوں اور ہاتھ پیر کے زخموں پر اس کا سفوف کر کے چھڑکا جائے تو زخم مندمل کرتا ہے، اور اگر بدن پر اس کی مالش کی جائے تو پسینہ روک دیتا ہے۔(۱)

تخمِ ریحان سینے اور پھیپھڑوں میں آنے والے خون کو نکالنے میں نافع ہے، معدہ کی صفائی کرتا ہے۔اس میں چونکہ جلا اور صفا کرنے کی قوت ہوتی ہے اس لئے سینہ اور پھیپھڑے کو ضرر نہیں پہنچاتا اس کی خاصیت یہ ہے کہ کھانسی کے ساتھ آنے والے دست (اسہال) کو روکنے میں ایک انوکھی دوا ہے۔پیشاب آور ہے، مثانہ کی سوزش اور کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے نیز بچھو کے ڈنک میں بھی نفع بخش ہے۔اس کی جڑ سے خلال کرنا مضر ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔(۲) ریحان کے پھول اور پتیاں دونوں ہی پیشاب آور ہونے کے علاوہ (Stimulant, Carminative اور Demulcent) ہیں۔پورا پودا ہی (Antiseptic) خصوصیات رکھتا ہے۔اس کے بیج (تخمِ ریحان) یونانی دواؤں میں معدے کی تکالیف میں استعمال کئے جاتے ہیں۔یہ بیج انتہائی لعاب دار ہوتے ہیں۔جریان اور پیچش جیسے امراض کی بہترین دوا ہیں، اس کے علاوہ کھانسی میں بھی فائدہ مند ہیں۔(۳)

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۹۹

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۸۰

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۸

لمبے پتوں والی تلسی کے خشک پتوں کو چائے کی مانند ابال کر دینے سے گردہ، مثانہ، اور پیشاب کی نالی کو سوزش ٹھیک ہو جاتی ہے۔ تلسی کے پتوں کا رس نکال کر اس میں شہد ملا کر نہار منہ پینے سے چہرے کی رنگت نکھر آتی ہے۔ اسے طویل عرصہ تک استعمال کرنے سے اکثر داغ بھی اتر جاتے ہیں۔ یہی رس کان درد کے لئے اکسیر ہے، چند قطرے ڈالنے سے درد فوراً جاتا رہتا ہے۔ کپور تلسی کے پتے پیس کر نہار منہ کھانے سے پیٹ کے بڑے کیڑے مر جاتے ہیں۔ ویدک طب میں سانپ کاٹے کے لئے اس کے پتوں کا رس بار بار دینا تریاق بتایا جاتا ہے۔ ویدوں کے مطابق مریض اگر بیہوش ہو تو یہ رس اس کے کانوں میں ڈالا جائے، ناف میں ڈالیں اور جسم پر مالش کریں مریض ہوش میں آجائے گا۔ (۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

زمانہ قدیم کے طبیب اور قرون وسطیٰ کے راہب جملہ امراض میں تلسی کی افادیت سے بخوبی آشنا تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے باغات میں اس کی کاشت کو یقینی بنایا اور پھر ان راہبوں اور طبیبوں نے دیکھا کہ تلسی کے کھانوں میں استعمال کے ساتھ ساتھ چارٹر یوس شراب اور سینڈ بی کی شکل میں اس کے عرق بھی تیار کئے جانے لگے۔ یونانی مورخ اپی کیوس نے رومی دور حکومت کے پہلی صدی کے چند بہترین غذائی نسخوں میں مٹر اور لیک (پیاز کی ایک قسم) کی چٹنی کا ذکر کیا ہے جس میں تلسی کا عرق استعمال کیا جاتا تھا۔ لیگوریا کے باشندوں نے تقریباً بیس برس قبل اس کی موسم سرما کی کاشت سے دنیا کو متعارف کرایا جس نے اس کی سال بھر دستیابی یقینی بنادی۔ (۲)

تلسی کے پتوں میں فراری روغن پایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے اس میں خوشبو پائی جاتی ہے، اس روغن کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے مچھر دور بھاگتے ہیں۔ ہوا کا تعفن دور ہو جاتا ہے، اس روغن کو کافور ریحانی کہتے ہیں۔ ریحان یعنی تلسی کی تمام اقسام مقوی قلب، ملطف، منفث اور دافع تعفن ہیں۔ اس لئے ان کو ضعف

۱۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۲۸

۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۹

قلب، خفقان، نزلہ وزکام، کھانسی، اسہال حمیات یعنی بخار، خاص طور پر ملیریا میں استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے پتوں کا تازہ جوشاندہ خفقان، نزلہ وزکام اور بخار میں دیا جاتا ہے۔دیگر عارضوں میں تلسی کے بیجوں کا لعاب دار شربت نہایت مفید رہتا ہے۔مخزن الاطباء میں لکھا ہے کہ جس جگہ تلسی کا پودا لگا ہو اس کی خوشبو سے وبائی جراثیم وہاں سے دور بھاگتے ہیں، اور وہ جگہ جراثیم سے پاک ہو جاتی ہے۔(۱)

بھارتی حکومت کے محکمہ طب کی تحقیقات کے مطابق اس کی تمام اقسام مقوی قلب ہیں۔دافع تعفن، ملطف اور منفث حیض اثرات رکھتی ہیں۔اس لئے ان کو ضعف قلب، خفقان، نزلہ، زکام، پرانی کھانسی، اسہال اور ملیریا بخار میں دینا فائدہ کا باعث ہوتا ہے۔اس کے پتے آب لیموں میں ملا کر ضماد کرنا داد کے لئے نافع ہیں۔اگر زخم میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو اس کے خشک پتوں کا سفوف اس پر چھڑکیں اور بگڑے ہوئے زخموں کے لئے اس کے بیج پیس کر اور پلٹس بنا کر باندھنا نافع ہے۔(۲)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

مغربی محققین نے ریحان کی مسیحائی دیکھتے ہوئے پورے یورپ میں اس کو روزمرہ کی غذائی حیثیت سے متعارف کرادیا جس کے باعث فرانس میں تلسی سوپ آپسٹو ہر ریسٹورینٹ میں لازمی تیار کیا جاتا ہے جہاں اس کے شوقین اسے نوش کرتے ہیں۔ انگلستان میں فیڈ لین چٹنی کے نام سے اسے خاصی شہرت حاصل ہے۔جولندن کی پسماندہ بستیوں میں عام بکتی ہے۔مغربی لیگوریا کے جیرارڈ وگو بو کی فیکٹری سان ریمو میں ہر سال تلسی کی مشہور چٹنی پیسٹو کے پانچ لاکھ مرتبان تیار کئے جاتے ہیں۔اس کارخانے کی مصنوعات جاپان تک جاتی ہیں۔اٹلی کو تلسی کی سرزمین کہا جانے لگا جہاں اینڈورا کا گرین ہاؤس تیئس ہزار چھ سو اسی (۲۳۶۸۰) مربع فٹ پر محیط ہے۔ جہاں پیٹروبلگرانو اور ان کی بیوی ریٹا اپنے ملازمین کے ساتھ تلسی کے تازہ چنے ہوئے ڈنٹھل لکڑی کی گیلی چقتیوں کے ساتھ پیک کرتے نظر آتے ہیں۔ایک دن میں پانچ ہزار کریٹ، جنوا، ٹیورن اور میلان کی منڈیوں میں بھیجے جاتے ہیں۔(۳)

۱۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۷۸

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۲۷

۳۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۳۰

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست ۔

☆ www.eunos.com/keith/landy
☆ www.moscow-taxi.com/churches/st-basils-cathedral.html
☆ www.basilwhite.com
☆ www.basilsart.com
☆ basilgloo.com
☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/b/basbus17.html
☆ www.addicosolutions.com
☆ www.basilrathbone.net
☆ www.imdb.com/title/tt0118686
☆ www.newadvent.org/cathen/02330b.htm
☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/b/basswe18.html
☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid
☆ en.wikipedia.org/wiki/Basil_Rathbone
☆ en.wikipedia.org/wiki/Basil

زیتون

زیتون کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	الزیتون	**ہندی، پنجابی۔**	زیتون	**عربی۔**	زیت
اردو، فارسی۔	زیتون (۱)	**عبرانی۔**	Zaith Zayit	**فرانسیسی۔**	Olive
انگریزی، جرمن۔	Olive(۲)	**روسی، لاطینی، اطالوی۔**	Oliva	**یونانی۔**	Elia
ہسپانوی۔	Olivo	**نباتاتی۔**	Olea Europaea Lin		

تعارف:۔

زیتون کا ایک چھوٹا درخت ہوتا ہے جس کی اونچائی اوسطاً پچیس فٹ ہوتی ہے اس کی پیداوار بذریعہ قلم کی جاتی ہے کیونکہ قلم کے بغیر کاشت کیے گئے پودے عمدہ پھل نہیں دیتے ہیں۔ زیتون کے پھل بیضاوی شکل کے دو سے تین سینٹی میٹر لمبے ہوتے ہیں۔ زیتون کے باغات جنوبی یورپ، کیلیفورنیا، الجزائر، آسٹریلیا، مغربی ایشیا، فلسطین، یونان، ایشائے کوچک، اسپین، اٹلی، ہندوستان، پاکستان، کوہ ہمالیہ کی وادی، شمالی افریقہ اور عرب کے کئی ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ مگر اسپین اور اٹلی زیتون کے عمدہ پھل اور روغن پیدا کرنے والے ممالک میں سرفہرست ہیں۔ روغنِ زیتون کی عالمی پیداوار تین ملین میٹرک ٹن سے بھی زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ (۳) زیتون کے پکے پھل انتہائی شیریں اور لذیذ ہوتے ہیں، ان کے گودے میں پندرہ سے چالیس فیصد تک تیل ہوتا ہے جو اپنی خصوصیات اور صاف وشفاف ہونے میں بے مثال مانا جاتا ہے۔ یہ تیل گودے کو کھلی میں نچوڑ کر نکالا جاتا ہے۔ اس تیل کا اصل جز (Oleic acid) ہے جو اس میں تقریباً اَسّی (۸۰)

۱۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۴ء، ص ۷۶۲

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 945.

۳۔ چغتائی، حکیم محمد طارق محمود عبقری مجذوبی، پھلوں سے صحت وخوبصورتی، خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۶۰

فیصد ہوتا ہے، اس کے علاوہ اس میں (Stearic acid, Myristic acid, Palmatic acid, Linoleic acid اور Arachidic acid) بھی تھوڑی مقدار میں ملتے ہیں۔ یہ نہ جمنے والا یعنی (Non drying oil) کہلاتا ہے۔ اس کی زبردست غذائی خصوصیت کے ساتھ ساتھ بے پناہ طبی اہمیت تسلیم کی جاتی ہے۔ بغیر پکائے ہوئے کو سالن کے طور پر استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ عربوں میں پرانا دستور تھا کہ طویل سفر یا جنگی معرکوں کے دوران لوگ روٹی کو شہد اور زیتون کے تیل میں بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ اس طرح کھانا پکانے کی زحمت اور وقت سے بچا جاسکتا تھا۔ (۱)

زیتون کا اصل وطن فلسطین اور شام کا وہ علاقہ ہے جو فینی شیا (Phoenicia) کہلاتا ہے۔ یہیں اس کی کاشت تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح شروع کی گئی اور اسی خطہ سے یہ پودا مغرب اور مشرق کے ممالک لے جایا گیا۔ یعنی یہیں سے یہ ایران، افغانستان اور جنوبی یورپ کے ملکوں میں گیا۔ یورپ میں تو یہ اتنا کامیاب اور عام ہوا کہ لوگ سمجھنے لگے کہ یہ وہیں کا پودہ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے دور سے قبل کے یونانی مفکروں اور حکماء نے اسے یورپی پودہ ہی سمجھ لیا تھا اور یہ خیال اس حد تک تقویت پاتا رہا کہ انیسویں صدی میں اس کا نباتاتی نام (Olea europaea) رکھ دیا گیا۔ لیکن پچھلی نصف صدی کی تحقیقات کی بنا پر یہ بات تسلیم کرلی گئی کہ اس کا اصل وطن شام اور فلسطین ہے نہ کہ یورپ۔ (۱) زیتون کی وطنیت (Nativity) کا حوالہ قرآن کریم کو سورۃ النور کی آیت میں دیا گیا ہے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ه (۲)

''اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس پر چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی طرح قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۵۰

ستارے کے ہو وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے لوگو(کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے"۔

گویا کہ قرآن کے مخاطبین اول یعنی عربوں کو اس بات کا علم رہا ہوگا کہ ہر پودا کا ایک وطن ہوتا ہے جہاں سے وہ دوسرے علاقوں میں لے جایا جاتا ہے، اور انھیں بتایا گیا کہ زیتون دوسرے پھل دار پودوں کی طرح مغرب یا مشرق سے نہیں لایا گیا بلکہ یہ وہیں کا اصل پودا ہے۔(۱) آج کی بات نہیں بلکہ صدیوں سے معالجات میں علاج بالنباتات یعنی جڑی بوٹیوں سے علاج رائج ہے۔ جڑی بوٹیوں، پھلوں، پھولوں اور نباتاتی روغنوں سے تیار کئے گئے مرکبات مختلف بیماریوں میں بطور دوا استعمال کئے جاتے رہے ہیں۔قدیم زمانے سے لے کر آج کے سائنسی دور میں بھی زیتون کا تیل اپنی ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے اور بیشتر بیماریوں میں اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔اس کی افادیت کے بے شمار پہلو ہیں،اس کے اثرات طلسماتی ہیں۔(۲)

قرآن میں زیتون کا تذکرہ سات بار ہوا ہے:۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر	نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
(۱)	سورۃ الانعام (۵)	۹۹	(۲)	سورۃ الانعام (۵)	۱۴۲
(۳)	سورۃ النحل (۱۵)	۱۱	(۴)	سورۃ المومنون (۲۳)	۲۰
(۵)	سورۃ النور (۲۴)	۳۵	(۶)	سورۃ عبس (۸۰)	۲۹
(۷)	سورۃ التین (۹۵)	۱-۴			

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۵۲

۲۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۶۴

وَ هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ یَنْعِهٖ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ہ (۱)

"اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے درختوں سے ان کے گچھے میں سے، خوشے ہیں جو نیچے کو لٹک جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار کے بعض ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور کچھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہر ایک کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔"

دوسرے جگہ ارشاد باری ہے کہ:

وَ هُوَ الَّذِیٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ط كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ہ وَ لَا تُسْرِفُوْا ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ہ (۲)

"اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں میں چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی مختلف چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ بھی نہیں ہوتے ان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔"

۱۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت ۱۰۰

۲۔ القرآن کریم سورۃ الانعام آیت ۱۴۲

سورۃ نحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ہ (۱)

''اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے بے شک ان لوگوں کے لئے تو اس میں بڑی نشانی ہے اور غور و فکر کرتے ہیں''.

سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ہ (۲)

''اور وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو تیل نکالتا ہے اور کھانے والے کے لئے سالن ہے''۔

سورۃ النور میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ہ (۳)

''اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس پر چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی طرح قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو جو درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی خود وہ تیل قریب ہے کہ آپ ہی روشنی دینے لگے اگرچہ

۱۔ القرآن کریم سورۃ النحل آیت ۱۱

۲۔ القرآن کریم سورۃ المومنون آیت ۲۰

۳۔ القرآن کریم سورۃ النور آیت ۳۵

اسے آگ نہ بھی چھاوے نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے لوگو(کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے"۔

سورۃ عبس میں اللہ کریم فرماتے ہیں کہ:

وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ہ (۱)

"اور زیتوں اور کھجور"۔

سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وَ التِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ ہ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ ہ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ہ(۲)

"قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی۔اور طور سینین کی۔اور اس امن والے شہر کی۔یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا"۔

تفسیر قرآن :۔

مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں سورۃ الانعام کی آیت ۹۹ میں فرماتے ہیں کہ "یعنی صورت شکل، مقدار، رنگ، بو اور مزہ کے اعتبار سے بعضے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، بعضے نہیں۔یعنی ابتداء جب پھل آتا ہے تو کچا، بدمزہ اور ناقابلِ انتفاع ہوتا ہے۔پھر پکنے کے بعد کیسا لذیذ، خوش ذائقہ اور کارآمد بن جاتا ہے، یہ سب خدا کی قدرت کا ظہور ہے"۔سورۃ النور کی آیت ۳۵ میں مولانا رقم طراز ہیں کہ "یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین و آسمان کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں۔یعنی یوں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے۔لیکن مومنین مہتدین کو نور الٰہی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اس کی مثال اسی سمجھو گویا مومن قانت کا جسم ایک طاق کی طرح ہے جس کے اندر ایک ستارہ کی طرح چمکدار شیشہ

۱۔ القرآن کریم سورۃ عبس آیت ۲۹

۲۔ القرآن کریم سورۃ التین آیت ۴-۱

(قندیل) رکھا ہو، یہ شیشہ اس کا قلب ہوا جس کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ اس شیشہ میں معرفت وہدایت کا چراغ روشن ہے، یہ روشنی ایسے صاف وشفاف اور لطیف تیل سے حاصل ہورہی ہے جو ایک نہایت ہی مبارک درخت (زیتون) سے نکل کر آیا ہے۔ اور زیتون بھی وہ جو کسی حجاب سے نہ مشرق میں ہو نہ مغرب میں یعنی کسی طرف دھوپ کی روک نہیں کھلے میدان میں کھڑا ہے جس پر صبح وشام دونوں وقت کی دھوپ پڑتی ہے''۔(۱)

مولانا مودودی تفہیم میں سورۃ النور آیت (۳۵) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''یعنی جو کھلے میدان میں یا اونچی جگہ واقع ہو، جہاں صبح سے شام تک اس پر دھوپ پڑتی ہو، کسی آڑ میں نہ ہو کہ اس پر صرف صبح کی یا صرف شام کی دھوپ پڑے۔ زیتون کے ایسے درخت کا تیل لطیف ہوتا ہے، اور زیادہ تیز روشنی دیتا ہے۔ محض غربی یا محض شرقی رخ کے درخت نسبتاً خراب تیل دیتے ہیں''۔(۲) تفسیر ماجدی میں تحریر فرمایا گیا ہے کہ نہ اس کے (زیتون) جانب شرقی میں کوئی آڑ ہے اور نہ غربی میں، اس کا فیض شرق وغرب کے ساتھ مخصوص نہیں۔(۳) مولانا عبدالحق حقانی نے ریحان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ ربّ العزت نے خوشبو کی چیزیں اور عمدہ پھول پیدا کیے ہیں۔ ریحان کی پتیوں میں خوشبو آتی ہے، ان کے پتے اور خوشبودار پھول آنکھوں میں اپنے رنگوں سے نور اور سرور پیدا کرتے ہیں۔(۴) عبداللہ یوسف علی نے اس آیت کا انگریزی ترجمہ تو یہی کیا ہے کہ ''زیتون نہ مشرق کا اور نہ مغرب'' مگر تفسیر میں فرمایا ہے کہ زیتون سارے عالم کا ہے نہ کہ مشرق یا مغرب کا۔(۵) محمد مارماڈیوک پکتھال نے بھی یہی لکھا ہے کہ ''زیتون نہ مشرق کا نہ مغرب کا''(۶)۔ ڈاکٹر فاروقی تحریر فرماتے ہیں کہ سورۃ النور میں زیتون کا حوالہ اس کی نباتاتی اصلیت کی جانب ہے جس کو پودا کی (Nativity) کہتے ہیں۔(۷)

۱۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد دوم، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۸۸

۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۵، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اول، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۵۲

۳۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، تاج کمپنی لاہور، س ن، سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲

۴۔ حقانی، عبدالحق، تفسیر قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ، سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲

۵۔ علی، علامہ عبداللہ یوسف، تفسیر معانی القرآن، جلد اول ودوم، دارالکتاب المصری، قاہرہ، مصر، س ن، سورۃ الرحمٰن آیت ۱۲

۶۔ **Pickthall; Muhammad Marmaduke and Fateh Muhammad Jalandhri; The Holy Quran, Taj Company Delhi, 1986.**

۷۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۵۲

حدیث میں زیتون کا تذکرہ :۔

بیہقی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ائتد مو ا با لزیت و اد هنوفانه من شجرة مباركةه۔(۱)

''روغنِ زیتون کو بطور سالن استعمال کرو، اور اس کا روغن لگاؤ اس لئے کہ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے''۔

ایک دوسری حدیث میں ترمذی اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا:

كلوا الزيت و اد هنو ا به فانه من شجر ة مباركة (۲)

''روغنِ زیتون کھاؤ۔ اور اس کو لگاؤ، اس لئے کہ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل کیا جاتا ہے''۔

ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

كلوا الزيت و ادهنوبه فان فيه شفاء من سبعين داء منها الجذام (۳)

''زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر (۷۰) بیماریوں سے شفاء ہے جن میں ایک کوڑھ بھی ہے''۔

۱۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۳۳۱۹

۲۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۱۶۲۷

۳۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۳۳۱۹

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتداوى ذات الجنب بالقسط البحرى و الزيت (۱)

''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب (پلوسی) کا علاج قسط البحری (قسط شیریں) اور زیتون کے تیل سے کریں''۔ (اس حدیث کو ترمذی اور مسند احمد میں بھی روایت کیا گیا ہے)

کتب مقدسہ میں زیتون کا تذکرہ:۔

''اور وہ کبوتری شام کے وقت اس کے پاس لوٹ آئی اور دیکھا تو زیتون (بائبل ۔Zaytom) کی ایک تازہ پتی اس کی چونچ میں تھی تب نوحؑ نے معلوم کیا کہ پانی زمین پر سے کم ہو گیا ہے''۔ (۲)

دوسری جگہ فرمایا کہ:

''اور تو بنی اسرائیل کو حکم دینا کہ وہ تیرے پاس کوٹ کر نکالا ہوا زیتون (بائبل ۔Sayit) کا خالص تیل روشنی کے لئے لائیں تا کہ چراغ ہمیشہ جلتا رہے''۔ (۳)

زیتون کے کیمیاوی اجزاء :۔

زیتون کے تیل میں کیلشیم، آئرن، فاسفورس، پوٹاشیم، میگنیشیم، سوڈیم، گندھک، کلورین، مینگنز، کوبالٹ، وٹامن سی اور وٹامن ڈی شامل ہیں۔

۱۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الزیت، ص ۳۳۱۹

۲۔ کتاب پیدائش۔ باب ۸۔ آیت ۱۱

۳۔ کتاب خروج۔ باب ۲۷۔ آیت ۲۰

زیتون کا کیمیاوی تجزیہ:۔

کیمیاوی تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ کیلشیم جسم میں انسانی عملِ استحالہ (Metobolism) کو فروغ دیتا ہے۔اس کے لئے غذا میں زیتون کا تیل، دودھ، دہی، پنیر، مچھلی، گوشت سبزیاں وغیرہ استعمال کرنے سے جسم میں کیلشیم کی کمی نہیں ہوتی۔کیلشیم کی طرح فاسفورس بھی انسانی جسم میں ہڈیوں اور دانتوں کی ساخت میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ فاسفورس کے حصول کا ذریعہ ان غذاؤں سے بخوبی حاصل ہوسکتا ہے جو یہ ہیں۔ گوشت، انڈا، مچھلی، روغنِ زیتون اور شہد۔کلورین آنتوں کے راستے جذب ہوکر خون میں مل جاتی ہے اس کی سب سے زیادہ ضرورت غدۂ درقیہ کو ہوتی ہے۔اس غدود میں ایک ہارمون یعنی افرازی مادہ تھائیروسین بنتا ہے جس کا خاص جزو کلورین اور آیوڈین ہے۔ یہ افرازی مادہ عملِ استحالہ کو ضرورت کے مطابق جسم میں بڑھاتا اور گھٹاتا ہے۔اس معدنی نمک کے حصول کا اعلیٰ ذریعہ مچھلی اور زیتون کا تیل ہے۔پوٹاشیم اور میگنیشیم یہ دونوں معدنی نمکیات خلیات کا حصہ ہوتے ہیں۔ ان کا کام جسم انسانی میں ترشوں کا توازن برقرار رکھنا ہے۔اس معدنی نمک کے بہترین ذرائع یہ ہیں۔زیتون کا پھل، زیتون کا تیل، خشک میوے، شہد، مچھلی، گوشت، بادام، پستہ، گندم اور جو وغیرہ۔سوڈیم معدنی نمک بھی مذکورہ بالا معدنی نمکیات کی طرح خلیوں کا حصہ ہوتا ہے یہ معدنی نمک بھی زیتون کے تیل میں موجود ہے اور جسم میں اس کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ گندھک جسم انسانی کا جز و اور کوبالٹ جو کہ دھاتی اجزاء ہیں ان کا کام معدے میں ترشے بنانا ہے۔اس کے حصول کا اعلیٰ ذریعہ لحمیات، زیتون کا تیل، اور مچھلی کا تیل ہیں۔پھلوں میں سیب، ناشپاتی، اخروٹ اور انگور وغیرہ بھی ان کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔(۱)

افعال و خصوصیات :۔

زیتون پہلے درجہ میں رطب ہے، اس کو خشک کہنے والوں کی بات صحیح نہیں ہے۔اور روغن زیتون، زیتون ہی کی

۱۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۶۶۔۱۶۷

طرح ہے۔ پختہ زیتون کا رس نہایت عمدہ اور بہتر ہوتا ہے، اور نیم پختہ سے نکلنے والا تیل سرد خشک ہوتا ہے۔ اور سرخ زیتون دونوں کے مابین متوسط ہوتا ہے۔ سیاہ زیتون گرم کرنے والا ہوتا ہے اور اسی میں اعتدال کے ساتھ رطب ہوتا ہے، ہر قسم کے زہر میں مفید ہے۔ دست آور ہے، پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے، پرانا روغنِ زیتون بہت زیادہ گرم کن اور محلل ہوتا ہے اور جو پانی کے ذریعہ نکالا جاتا ہے اس میں حرارت کم ہوتی ہے، اور لطیف تر اور نفع بخش ہوتا ہے۔ اس کی تمام قسموں سے جلد میں نرمی اور ملائمت پیدا ہوتی ہے۔ بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔ زیتون کا نمکین پانی آتش زدہ مقام پر آبلے نہیں آنے دیتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اور برگِ زیتون بدن کے سرخ دانوں اور پہلو کی پھنسیوں، گندے زخموں اور پتی کو روکتا ہے۔ پسینہ بند کرتا ہے، اس کے علاوہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔(۱)

زیتون کے تیل کی جسم پر مالش کرنے سے جسم کو حرارت اور قوت میسر آتی ہے۔ زیتون کا تیل بطور غذا استعمال کرنے سے بھی جسم کو حرارت اور قوت میسر آتی ہے، زیتون کے تیل میں پکی ہوئی غذائیں کھانے سے انسان سردی اور سرد موسم کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ زیتون کا تیل کھانے اور لگانے سے ہر طرح کی بواسیر کو فائدہ کرتا ہے۔ زیتون کے تیل کو کوڑھ کے مریض پر بار بار لگانے سے فائدہ کرتا ہے۔ زیتون کے تیل کا مسلسل اور مستقل غذائی استعمال پیشاب کی بیماریوں اور پتھریوں کو بھی نکال دیتا ہے۔ پتے کی پتھری بذریعہ پیشاب نکالنے کے لئے ہر روز ایک چمچہ چھوٹا روغنِ زیتون دودھ میں ملا کر پینے سے پتھری بدستور خارج ہوجاتی ہے۔(۲)

زیتون کے تیل کا طویل عرصہ غذائی طور پر استعمال معدہ کی تیزابیت کو دور کرتا ہے اور السر کو مٹاتا ہے۔ جلدی بیماریوں میں عام طور سے اور داد میں خصوصاً نہایت مفید ہے۔ کئی اقسام کے مرہموں، پلاسٹروں اور نفیس قسم کے صابن بنانے کی صنعت میں روغنِ زیتون کی کافی کھپت ہے۔ دل کے ان امراض میں جن میں زیادہ چربی کا استعمال نقصان دہ سمجھا جاتا ہے زیتون کا تیل سود مند ثابت ہوتا ہے۔(۲)

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۰۲

۲۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۶۱

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۵۰

زیتون کا تیل سر پر لگانے سے بال گرنا بند ہو جاتے ہیں، موتیا بند آنکھ میں لگانا مفید ہے۔ اس کی مالش سے اعضاء کو طاقت، پٹھوں کا درد دور، مرگی میں بھی اس کی مالش مفید ہے۔ وجع المفاصل، عرق النساء دور کرتا ہے۔ تیل پینے سے معدہ آنتوں کے امراض دور ہوتے ہیں، پتھری گردہ و پتہ اور سوزش ٹھیک کرتا ہے۔ استنقاء میں مفید ہے۔ پیشاب آور ہے، ناسور، بواسیر، پلورسی میں مفید ہے۔ چنبل میں قسطِ شیریں، سنا مکی، مہندی ہم وزن پیس کر چار گنا روغنِ زیتون میں پکانے کے بعد لگانے سے آرام آجاتا ہے۔ دردوں میں مالش سے فائدہ کرتا ہے، زیتون کا پھل نسیان میں مفید ہے، فالج میں مالش کرنا سود مند ہے۔ جنگلی زیتون کے پتوں کا رس کان میں ڈالیں کان بہنا بند ہوگا۔ اگر شہد ملا کر ہلکا گرم ڈالیں تو پھنسی، میل، بہرہ پن میں مفید ہے۔ (۱)

روغنِ زیتون بیرونی استعمال سے جلد پر مرطب، ملین، محلل اور مسکن تاثیر کرتا ہے اور جسم پر مالش کرنے سے اعضاء کو تقویت بخشتا ہے اندرونی طور پر کھلانے سے بدن کو غذا پہنچاتا ہے۔ اعضائے غذائی کی خراش و سوزش کو تسکین بخشتا ہے، زیادہ مقدار میں کھلانے سے خفیف ملین تاثیر کرتا ہے۔ جگر کی صفراوی پتھریوں (حصاۃ الکبد) کو گھلا کر خارج کر دیتا ہے۔ روغن زیتون کو درد اعضاء فالج، اوجاع مفاصل، عرق انساء اور دوسرے امراض میں تحلیل و تسکین کی غرض سے مالش کرنا مفید ہے۔ بدن کی خشکی کو دور کرتا ہے جلد کے خشک امراض مثلاً چنبل اور خشک گنج میں لگانے سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ آگ سے جلے ہوئے اعضاء کی سوزش کو تسکین دینے کے لئے مرہم بنا کر استعمال کرنا جلن کو دور کرتا ہے۔ ضعیف اشخاص خصوصاً لاغر و ضعیف بچوں میں اس کو بدن پر مالش کرنے سے ان کے جسم میں جذب ہو کر تغذیہ بخشتا اور ضعف و لاغری کو دور کرتا ہے۔ (۲)

ایسا داد جو کسی دوا سے ٹھیک نہ ہوتا ہو اس کے لئے زیتون کی لکڑی کو چولہے میں رکھ کر جلائیں جب اس میں سے تیل نکلنے لگے تو احتیاط سے جمع کریں بعد پرانے سے پرانے داد پر بھی لگانے سے داد اچھا ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ چنبل، چھیپ (چھائیں) کے لئے بھی مفید ہے اور گنج کو بھی فائدہ کرتا ہے۔ (۳)

۱۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ص ۳۵

۲۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۲

۳۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۹

جولوگ روزانہ ایک تولہ روغن زیتون کسی بھی طرح پی لیتے ہیں، وہ سدا پیٹ کی ہر بیماری سے محفوظ اور نزلہ و زکام اور نمونیہ سے بچے رہتے ہیں۔ ہر طرح کے قبض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے روغن زیتون کو گرم دودھ میں ملا کر پینے سے افاقہ ہوجاتا ہے۔ آگ سے جلنے پر کچا زیتون پیس کر لگانے سے آبلہ نہیں پڑتا۔ زیتون کے کچے پھل کو سرکہ میں ملا کر کھانے سے صفراء کو نفع ہوتا ہے، زیتون کے کچے پھل کو سُداب کے ساتھ جوش دے کر پینے سے پیٹ کے مروڑ، کیڑے اور قولنج ورمی میں آرام ہوتا ہے۔ کچے پھل کا اچار کمی اشتہاء (بھوک کی کمی) کے مرض کو دور کرتا ہے اور معدے کو مضبوط بناتا ہے۔ پیٹ پر روغن زیتون کی مالش سے استسقاء کو نفع ہوتا ہے۔ زیتون کا تیل اگر نمک میں ملا کر مسوڑھوں پر ملا جائے تو ان میں خون آنا بند ہوجاتا ہے اور ماس خورہ کا مرض دور ہوتا ہے۔ اگر انڈوں کو زیتون کے تیل میں فرائی کر کے شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے تو قوت مردمی وقوت باہ کے لئے لاجواب شے ہے، زیتون کا تیل اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے، زیتون کا تیل قوتِ باہ کے لئے اکسیر ہے۔ روغنِ زیتون دنیا کے تمام روغنیات سے زیادہ وٹامن (حیاتین) اور معدنی نمکیات سے بھرپور ہے۔ (۱)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

زیتون کا تیل زچہ بچہ کی صحت کے لئے مفید ہے، زیتون کے پتوں کا رس منہ اور زبان کے زخموں کو مندمل کرتا ہے، پھل اور پتوں کا پانی پکا کر لیپ تیار کیا جاتا ہے اس کو دانتوں پر لگانے سے دانتوں کا کیڑا اتر جاتا ہے۔ زیتون کے پتوں کو سرکہ میں جوش دے کر کلیاں کرنے سے دانت کا درد رفع ہوجاتا ہے۔ اگر کان میں میل اکٹھی ہوجائے یا پانی پڑجانے سے بہرہ پن محسوس ہو تو اس میں زیتون کا تیل ڈالنا چاہئے۔ اس کے قطرے کانوں میں باقاعدگی سے ڈالتے رہنے سے کان بہنا بند ہوجاتے ہیں۔ زیتون کا تیل گنجے پن کا مرض ختم کرتا ہے بالوں کو لمبا اور مضبوط بناتا اور جلد سفید ہونے سے روکتا ہے۔ آنکھوں میں ڈالنے سے بینائی بڑھتی ہے اور آنکھوں کی سرخی دور ہوتی ہے۔ دمہ، تپ دق وغیرہ میں زیتون کا تیل بے حد مفید ہے، دمہ کے

۲۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن، ص ۱۹۵

مریضوں کو بیماری کی شدت سے باہر آنے کے بعد باقاعدگی سے زیتون کا تیل پیتے رہنا آئندہ دورے سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ سانس اکھڑنے کے دورے کے دورانئے کو کم کرتا ہے۔ اس کا مسلسل استعمال کرنے والے افراد نزلہ، زکام اور نمونیہ سے محفوظ رہتے ہیں۔(۱)

حکیم کبیرالدین اپنے معمولات میں تحریر کرتے ہیں کہ زیتون کا تیل زخموں کی اصلاح اور التحام کی غرض سے مراہم میں شامل کر کے زخموں پر لگاتے ہیں اور اندرونی طور پر سنکھیا جیسے زہروں کی سمیت کو دفع کرنے اور ان کے اعضائے غذا میں جو درد و سوزش میں لاحق ہوتی ہے۔ اس کو زائل کرنے کے لئے دیتے ہیں بدن کے ضعف و لاغری کو دور کرنے اور باہ کو قوت دینے کے لئے دو تولے سے پانچ تولے تک پلاتے ہیں اور قبض، قروح مقعد، شقاق مقعد اور قولنج میں بھی پلانا فائدہ مند ہے۔ حصات الکبد (گردہ و مثانہ کی پتھری) میں کچھ عرصہ پلانا پتھری کو گھول کر براہ اسہال خارج کرتا ہے۔(۲)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

چین اور جاپانی ماہرین تحقیق کے بعد کہتے ہیں کہ لمبا عرصہ زیتون کا تیل پینے سے معدہ اور آنتوں کے سرطان ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اور سانس کی ہر بیماری دمہ، زکام، نمونیہ، انفلوئنزا ٹھیک ہوتے ہیں۔ ماہرین بتاتے ہیں کہ پیٹ کے ہر طرح کے سرطان کا علاج زیتون کا تیل بطور دوا پی کر کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔(۳)
جدید تحقیق کے مطابق زیتون کا تیل دائمی قبض کی بیماری کو دور کرتا ہے، جدید تحقیق سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ زیتون کا تیل دوا بھی ہے اور غذا بھی۔ گردوں کے امراض میں یہ نقصان نہیں دیتا، سوزش والی جگہ کو سکون دیتا ہے، آنتوں کی جلن کو دور کرتا ہے۔(۴)

۱۔ درانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۲۹
۲۔ کبیرالدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۳۲
۳۔ درانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء ص ۳۵
۴۔ درانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۲۳۰

ڈاکٹر برنٹ کہتے ہیں کہ خارش کا جرثومہ جس کا نام (Acari) ہے جب چلنا شروع کرتا ہے تو مریض کو خارش محسوس ہوتی ہے اور پھر شدت اختیار کر جاتی ہے۔ کھجاتے کھجاتے خون تک نکل آتا ہے اور ساری جلد کچی ہوجاتی ہے۔ پھر یہ جرثومہ اپنی حرکت بند کر دیتا ہے اور مریض کو وقتی طور پر سکون ملتا ہے۔ زیتون کے تیل کا بیرونی استعمال اس جرثومے کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اس کی حرکت ختم ہوجاتی ہے۔ (۱)

برطانیہ اور امریکہ کی ادویہ کی سرکاری فہرست یعنی قرابادین کے مطابق زیتون ایک مؤثر دوائی ہے، ان کی سفارش کے مطابق یہ غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ جدید تحقیق کے مطابق گردوں کے امراض جہاں نائٹروجن والی غذائیں دینا مناسب نہیں ہوتا وہاں زیتون بہترین غذا ہے۔ یہ سوزش والی جگہوں کو تسکین دیتا ہے۔ آنتوں کی جلن کو کم کرتا ہے، پیٹ کو ملائم کرتا ہے اور جب بچوں میں کئی دن اجابت نہ ہوتو زیتون کے تیل کا حقنہ (مقعد میں پچکاری کے ذریعہ ڈالنا) کرنے سے فضلہ بغیر تکلیف کے آسانی سے خارج ہوجاتا ہے۔ اس عمل میں یہ گلیسرین سے زیادہ مؤثر ہے۔ مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں طبّی خدمات انجام دینے والے سینکڑوں ڈاکٹروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ ان سب کا متفقہ جواب یہ تھا کہ انہوں نے زیتون کا تیل پینے والے کسی شخص کو کبھی پیٹ کے سرطان میں مبتلا نہیں دیکھا۔ (۲)

۱۔ Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۶۸

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست۔

☆ www.olive.com/

☆ bazaar-vcs.org/Olive

☆ www.mono-project.com/Olive

☆ www.pakissan.com/.../scope.of.olive.cultivation.in.pakistan.shtml

☆ www.wildlifeofpakistan.com/.../oliveridleyturtle.htm

☆ olive.aiou.edu.pk

☆ www.crfg.org/pubs/ff/olive.html

☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_Ridley

☆ en.wikipedia.org/wiki/Chartreuse_(color)

☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_branch

☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_Oyl

☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_(fruit)

☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_oil

☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive

کافور

کافور کے مختلف نام:۔

قرآنی۔	کافور	اردو، ہندی۔	حنا، کافور(۱)	فارسی۔	حنا، پنا
گجراتی۔	مہندی	جرمن۔	Akazie	کشمیری۔	مانز
یونانی۔	Kufros	فرانسیسی۔	Henni	بنگالی۔	مہندی
انگریزی۔	Camphor(۲)	نباتاتی۔	Lawsonia inermis linn.	لاطینی۔	Lawsonia
عبرانی۔	Kopher,Copher	سنسکرت۔	راگ گربھا، کراوا	عربی۔	حنا

تعارف:۔

لسان العرب (۳) میں کافور کے کئی معنی دیے گئے ہیں۔ اور ابنِ درید کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ عرب اسے قفور اور قافور بھی کہتے ہیں۔ اس کو ایک ایسا پودا بتایا گیا ہے جس کی کلیاں اخوان کی کلیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ اس کے سوا کافور کے معنی اس کے علاوہ بھی بتائے گئے ہیں۔ جو ہرن کے جسم سے دستیاب ہوتی ہے۔ المنجد میں کافور کو ایک خوشبودار گھاس نیز کھجور کے شگوفہ کا غلاف اور خوشۂ انگور نکلنے کی جگہ بتایا گیا ہے۔ لغات القرآن میں کافور سے مراد اس خول کی دی ہے جو شگوفہ کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوتا ہے۔ (۴) مزید برآں یہ ایک دوا کا نام بھی ہے جو حدت کم کرتا ہے۔ اس کو سفید تیز خوشبودار تلخ مادہ بھی بتایا گیا ہے۔ جو درخت کافور سے رِس کر جم جاتا ہے، یہ درخت بحرِ ہند کے بعض جزیروں میں پیدا ہوتا ہے، مولانا سید سلیمان

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۱۹۹۴ء، ص ۸۷۲

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 202.

۳۔ ابن منظر، لسان العرب، بیروت، ۱۹۵۶ء

۴۔ نعمانی، عبدالرشید، جلالی، سید ابوداتم، لغت القرآن، ندوۃ المصنفین، دھلی، س ن، ص ندارد

ندوی کی رائے میں کافور کا تعلق ہندوستانی لفظ کپور یا کر پور سے ہے۔(۱) زمانہ قدیم سے کافور کا ذریعہ دو بالکل مختلف نباتاتی خاندان کے پودے رہے ہیں۔ایک تو ملیشیا کا درخت ہے جو (Dryobalanops aromtica) کہلاتا ہے،اس کا خاندان (Dipterocar paceae Camphora) ہے، دوسرا ذریعہ چین اور جاپان کا دراز قد پیڑ ہے، جس کو (Cinnamonum) کہتے ہیں۔ یہ (Lauraceae) خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔(۲) کافور ایک روزمرہ استعمال میں آنے والی چیز ہے جو ہندوپاک میں ہر جگہ کسی نہ کسی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔اتنی کثرت سے استعمال ہونے کے بعد اس کے درخت کو ہندوستان میں ڈیرہ دون، نیل گری، سہارنپور، کلکتہ اور میسور میں تجارتی طور پر لگایا گیا جہاں یہ خوب بڑھ رہا ہے۔اس کے علاوہ جاپان، چین، فارموسا اور بورنیو میں ہوتا ہے۔اس کی بلندی سو فٹ تک ہوسکتی ہے اور درخت کا تنا ۸۔۶ فٹ قطر تک ہوتا ہے، پتوں کے لحاظ سے یہ درخت سدابہار ہے،اس کی کاشت سطح سمندر سے چار ہزار فٹ کی بلندی سے کم پر نہیں ہوتی۔اور ان علاقوں میں خوب پھلتا پھولتا ہے جہاں پر سالانہ چالیس انچ سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔سری لنکا میں اسے پانچ سو فٹ کی بلندی پر کاشت کیا گیا۔لاہور کے باغِ جناح میں بھی اس کا درخت موجود ہے،اور شکل وصورت سے ٹھیک ہی معلوم ہوتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ ریتلی زمین میں پتوں کی کھاد ڈال کر اسے گہرائی میں بویا جائے اور اس علاقہ میں موسم سرما میں سردی زیادہ نہ پڑتی ہو تو درخت بڑھ جاتا ہے۔طبِ یونانی میں ایک تو عام کافور بیان کیا گیا ہے، یہ وہ کافور ہے جو کافور قیصوری بھی کہلاتا ہے،اس کے علاوہ ڈلیوں اور قلموں کی صورت میں جو کافور ملتا ہے وہ جاپان اور فارموسا سے آتا ہے۔جبکہ مجمع الجزائر شرق الہند اور سماٹرا کا کافور ''بھیم سینی'' کہلاتا ہے۔(۳)

کافور ایسے درختوں سے حاصل کیا جاتا ہے جن کی عمر پچاس سال سے زائد ہو، درخت کو گرانے کے بعد اس کی ہری شاخوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جاتے ہیں پھر ان کو ایسے کنستروں میں ڈالا جاتا ہے جن کے

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰۹

۲۔ Watt, George, A Dictionary of the Economic Products of India, Vol. I & II Govt. Printing Press, Calcutta, 1896.

۳۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طبِ نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۱

پینڈوں میں سوراخ ہوتے ہیں۔ پھران میں بھاپ داخل کی جاتی ہے، بھاپ کی حدّت سے کافور ٹہنیوں سے نکل کر ڈرم کے اطراف میں سفوف کی صورت لگ جاتا ہے۔ جبکہ سوراخوں میں سے ایک گاڑھا سیال نیچے گرتا ہے جس کو روغن کافور کہتے ہیں۔ اس کے بعد ان لکڑیوں اور پتوں کو عرق نکالنے کی ترکیب کی مانند کشید کرتے ہیں۔ اس عمل کے دوران حاصل ہونے والا کافور عمدہ نہیں ہوتا اس میں چونا اور کوئلہ ملا کر اسے صاف کیا جاتا ہے، پھر قلمیں یا ٹکیاں بنالی جاتی ہیں۔ عام طور پر درخت کی جڑوں میں کافور کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔(۱) ملیشیائی کافور درخت کی چھال سے رِستا ہے اور جم جاتا ہے، جس کو کھرچ کر نکال لیا جاتا ہے جبکہ چینی کافور حاصل کرنے کے لئے درخت کی لکڑی کو پانی میں جوش دے کر عرق کو جما لیتے ہیں۔ ہندوستان میں کافی عرصہ پہلے ملایا کا کافور لایا گیا جو ہندوستانی زبان میں کپور یا کرپور کہلایا۔ یہ بہت قیمتی ہوتا تھا۔ پھر کئی سو سال بعد یعنی غالباً بارہویں صدی عیسوی میں چینی کافور ہندوستانی بازاروں میں فروخت ہونے لگا۔ جو نسبتاً ارزاں تھا۔ ملایا کے کافور کم بھیم سینی کپور یا قصوری کپور اور کبھی کبھی فضوری کپور کہا جاتا تھا، جبکہ چینی کافور صرف کپور کہلاتا تھا۔(۲)

عربوں کے برصغیر میں پرانے تجارتی تعلقات رہے ہیں جو اسلام سے قبل بھی تھے اور اسلام کے بعد بھی بلکہ اسلام کے بعد ان میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ چنانچہ یہ عین ممکن ہے کہ کافی عرصہ قبل عربوں نے ہندوستان کے توسط سے کافور سے واقفیت حاصل کر لی ہو اور اس کی تجارت کرتے ہوں لیکن یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ عربوں کو کافور کا علم کب اور کس دور میں ہوا۔ یہ بات تو یقینی اور حتمی طور سے کہی جاسکتی ہے کہ مصر، یونان، روم وغیرہ کی پرانی تہذیبوں میں ایک بھی حوالہ ایسا نہیں ملتا ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ براہِ راست یا بالواسطہ وہاں کے عوام یا خواص حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل یا پھر کئی سو سال بعد تک کافور سے واقف رہے ہوں۔ مصر کے تہذیبی عجائبات، عمارات اور ممیز (Mummies) میں مختلف اقسام کی خوشبودار اشیاء کے استعمال کا ثبوت تو ملتا ہے۔ جن میں قابلِ ذکر لوبان، روغنِ بلسان اور مرکی ہیں (۳)

۱۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۳۸

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۹۰

۳۔ Wilkinson, J. G.; The Manners and Customs of the Ancient Egyptians, Vol. I-III, John Murray, London, 1978.

لیکن کوئی ایسی چیز، نشانی یا حوالہ نہیں پایا گیا جس میں کافور کا شائبہ بھی ہو۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ عرب جن چیزوں کی تجارت ہندوستان سے کرتے تھے ان سب کو مصر کے بازاروں میں فروخت کرتے تھے۔ جہاں سے کافی اشیاء یونان لے جائی جاتی تھیں۔ یونان کے طبّی ادب میں جس سونٹھ یعنی زنجبیل کا ذکر ملتا ہے اس کو ہندوستان سے یونان پہنچانے کا سہرا عربوں کے سر جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر ہندوستانی عطریات، مسالے اور موتی وغیرہ کے تذکرے اور حوالے مصر و یونان کے قدیم ادب میں ملتے ہیں، لیکن کافور کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا ہے۔ یونان اور روم کے معروف دانشوروں اور مفکروں میں سے کسی ایک بھی کافور کا ذکر نہیں کیا۔ ارسطو، افلاطون، پلائنی، ڈائس کورائڈ، تھیوفراسٹس اور ہیروڈائٹس جیسے عالموں نے اپنی کسی تصنیف میں کافور کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ حکیم جالینوس کی تصنیفات میں بھی کافور کا بیان نہیں پایا جاتا ہے۔(۱)

جارج واٹ نے کافور کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ ایک مشہور عرب طبیب حکیم اسحاق ابن عمان نے نویں صدی عیسوی میں ملایا کی کافور کی طبّی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ وہی دور ہے جب مشہور جغرافیہ دان ابن خردازبہ نے اپنی کتاب میں کافور پر تبصرہ کیا ہے۔(۲) مولانا سید سلیمان ندوی نے بھی لکھا ہے کہ نویں صدی میں ایک عرب سیاح نے بتایا کہ عرب لائی جانے والی ہندوستانی پیداوار میں آبنوس، بید، عود، کافور، لونگ، جوزبوا اور قسم قسم کی عطریات ہوتی تھیں۔ برخلاف اس کے ۱۴ھ میں جس سیاح نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جن ہندوستانی درآمدات کی تفصیل بتائی تھی اس میں کافور کا نام نہیں تھا۔(۳) مسٹر فلپ ہٹی نے تاریخ عرب کی انگریزی تصنیف میں عراق اور ایران کے باب میں لکھا ہے کہ اسلام کے ظہور میں آنے کے زمانے تک عرب کافور سے ناواقف اور لاعلم تھے اور اس کے ثبوت میں وہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ۶۳۷ء عراق و ایران فتح کر لیا گیا تو کچھ عرب سپاہیوں کو ایک بستی میں کافور ملا جس سے پہلے وہ واقف نہ تھے۔ لہٰذا نمک سمجھ کر کھانے میں ڈال لیا۔(۱) اسی

۱۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۱۱

۲۔ Watt, George, A Dictionary of the Economic Products of India, Vol. I & II Govt. Printing Press, Calcutta, 1896.

۳۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۹۱

واقعہ کو ابن الطقطقی (الفخری) نے یوں بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ کافور پانے کا واقعہ مدینہ میں حضرت عمرؓ کو سنایا گیا۔ روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ:

"کسی عرب کو وہاں (عراق و ایران کی مہم کے دوران) ایک چمڑے کی تھیلی ملی، جس میں کافور تھا۔ اس نے اپنے ساتھیو کو لا کر دیا۔ ان سب نے اسے نمک سمجھ کر کھانے میں ڈالا۔ اس سے قبل وہ کافور کے مزہ سے واقف نہ تھے اور نہ ان کو یہ علم تھا کہ یہ کیا ہے۔ انھوں نے اس کافور کو دو درہم کے عوض خرید لیا"۔ (۲)

یہ واقعہ تاریخ طبری میں بھی درج ہے۔ (۳) مندرجہ بالا دی گئی کافور کی تاریخ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ چھٹی صدی تک عرب کافور سے بالکل ناواقف تھے اور غالباً ہندستان میں بھی یہ کوئی عام استعمال کی چیز نہ تھی، اسلام کے ظہور میں آنے کے فوراً بعد عربوں کے لئے علم کے خزانے کھل گئے اور سائنس کے ہر شعبہ میں انھوں نے زبردست پیش رفت کی۔ علم طب کی ترقی تو مسلمانوں کا ایک عظیم کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ (۴) ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی میں ہی یونانی اور ہندوستانی زبانوں میں لکھی گئی اہم سائنسی اور طبی موضوعات کی کتابوں کے عربی تراجم ہوئے اور نباتاتی دواؤں کے استعمال کو ایک ایسی شکل دی گئی۔ جس سے بعد میں ساری دنیا مستفید ہوئی۔ علم کی ترقی کے اسی دور میں عربوں کو ایران کے ذریعہ ہندستان کے کافور کی طبی اہمیت کا اندازہ ہوا اور پھر عربوں کے توسط سے ساری دنیا میں کافور کو ایک اہم دوا کے طور پر تسلیم کیا جانے لگا۔ (۵) ملایا کا کافور اس وقت تک بہت کمیاب اور قیمتی رہا جب تک کہ چینی کافور بین الاقوامی طور

۱۔ Hitti, Phillips, K.; The History of Arabs, MacMillon & Co., London, 1953, Page 156.

۲۔ فخری، ابن الطقطقی، تاریخ الدول الاسلام، بیروت، ۱۹۶۰ء

۳۔ طبری، ابو جعفر ابن جریر، تاریخ طبری، جلد دوم، ادارہ تبلیغ دین، دیوبند ہندوستان ۱۹۸۳ء

۴۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۲

۵۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۹۲

پر بازاروں میں نہ آ گیا۔ تیرویں صدی میں مارکو پولو(۱) نے جب ملایا کا سفر کیا تو اسے وہاں کافور پیدا کرنے والے درختوں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اس زمانے میں بھی کافور کی قیمت سونے کی قیمت کے برابر تھی۔ چینی کافور غالباً پندرہویں صدی کے اواخر یا سولہویں صدی کے اوائل میں یورپ لایا گیا۔ اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کا کرپور (کپور) ایران میں کافور کہلایا اور ایران ہی کے ذریعہ ساتویں اور آٹھویں صدی میں عرب اس سے نسبتاً مانوس ہوئے اور جب انہوں نے اس کی طبی خصوصیات کو پرکھ لیا تو نویں صدی تک وہ شہرت عطا کر دی جس کا سلسلہ آج تک چلا آ رہا ہے۔ بوعلی سینا کے بتائے ہوئے کافوری علاج کے نسخے دنیا میں تسلیم کر لئے گئے۔(۲) کافور ایک نہایت تیز بو اور تلخ مزہ کی نباتاتی شے ہے۔ ملایا کی کافور کا اصل جز (d-borneol) ہے جبکہ چینی کافور کا جز (2-Camphanone) ہے۔ یہ دونوں کیمیاوی اجزاء (Toxic) ہوتے ہیں اور غذا میں قطعاً استعمال نہیں کئے جا سکتے ہیں۔(۳)

پہلی جنگ عظیم (1918-1814) کے دوران جرمنی نے تارپین کے تیل سے مصنوعی کافور بنانے کا طریقہ ایجاد کیا اور اب انگلستان، روس، امریکہ، اٹلی، اسپین اور چین میں مصنوعی کافور بنانے کی صنعت باقاعدہ موجود ہے بلکہ پاکستان میں جتنا بھی کافور آج کل استعمال میں ہے وہ مصنوعی ہے۔ اصلی کافور چونکہ مہنگا ہوتا ہے، اس لئے لوگ درآمد کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ کیمیاوی تجزیہ پر معلوم ہوا ہے کہ ادرک، دارچینی، ریحان، خولنجان، الائچی خورد اور زرنباد (کپور کچری) میں بھی کافور بطور جز و شامل ہوتا ہے۔ یہ تمام ادویہ مہنگی ہیں اور ان سے کافور نکالنا مہنگا ہوگا، اس لئے روس میں (Ocimum) خاندان کے متعدد درختوں سے کشید کر کے کافور نکالنے کے تجربات کئے گئے جو کہ کامیاب رہے اور اس قسم کا کافور اصلی درخت کے کافور سے سستا ہوتا ہے۔(۴)

۱۔ Benedetto, L. F.; Travels of Marco Polo, London, 1950, Page 284-287.

۲۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۱۲

۳۔ Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

۴۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۲

قرآن میں کافور کا تذکرہ:۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
ا۔	سورۃ الدھر (۷۶)	۶۔۵

اِنَّ الْاَ بْرَارَ یَشْرَ بُوْ نَ مِنْ کَاْ سٍ کَا نَ مِزَا جُهَا کَا فُوْ رًا ہ عَیْنًا یَّشْرَبُ بَهَا عِبَا دُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْ نَهَا تَفْجِیْرًا ہ(۱)

''بیشک جو نیکوکار ہیں وہ ایسا مشروب نوشِ جاں کریں کے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے''

یعنی کافور ملی شراب، دوچار صراحیوں یا مٹکوں میں نہیں ہوگی، بلکہ چشمہ ہوگا، یعنی ختم ہونے والی نہیں ہوگی۔ یعنی اس کو جدھر چاہیں گے، موڑ لیں گے، اپنے محلات و منازل میں، اپنی مجلسوں میں اور بیٹھکوں میں اور باہر میدانوں اور تفریح گاہوں میں۔(۳)

تفسیر قرآن :۔

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی مشروب نہ ہو'' کا سا'' نہیں ہوتا بلکہ قدیم لغات میں کا سا شراب کے جام کو کہتے ہیں اور جنت کی ایک نہر کا نام ''عین الکافور'' ہے، اس نہر کے پانی میں کافور کی سی ٹھنڈ ہوگی لیکن وہ خوشبو دنیاوی کافور کی خوشبو سے مختلف ہوگی۔ سعید بن قتادہؓ اس کی تفسیر

ا۔ القرآن کریم سورۃ الدھر آیات ۶۔۵

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۱۷۲۹

میں فرماتے ہیں کہ نہر کے پانی کے جام کے مشروب سے کافور کی مہک آتی ہوگی اور ان کو سر بمہر کرنے لئے کستوری کی مہر لگی ہوگی۔ حضرت عکرمہؓ اس میں اضافہ کرتے ہیں کہ اس مشروب میں کافور کی مہک ہوگی اور اس پر کستوری کی مہر ہوگی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو جنت میں ٹھنڈک کے لئے مہیا کرے گا۔ ابنِ کثیرؒ تفسیر میں بھی ان خوشبوؤں کی موجودگی بیان کرتے ہیں۔ (۱) مولانا شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی میں بیان فرماتے ہیں کہ ابرار کے لئے چشمہ کافور کی شراب یعنی جام شراب پئیں گے جس میں تھوڑا سا کافور ملایا جائیگا، یہ کافور دنیا کا نہیں بلکہ جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جو خاص طور پر اللہ کے مقرب و مخصوص بندوں کو ملیگا۔ شاید اس کو ٹھنڈا، خوشبو دار، مفرح اور سفید رنگ ہونے کی وجہ سے کافور کہتے ہوں۔ چشمہ کا بہنا عباد اللہ کے اختیار میں ہوگا یعنی وہ چشمہ ان بندوں کے اختیار میں ہوگا جدھر اشارہ کریں گے اسی طرف کو اس کی نالی بہنے لگے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا اصل منبع حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قصر میں ہوگا۔ وہاں سے سب انبیاء و مومنین کے مکانوں تک اس کی نالیاں پہنچائی جائیں گی۔ واللہ اعلم۔ (۲) مولانا مودودی تفہیم القرآن میں رقمطراز ہیں کہ اصل میں لفظ ابرار استعمال ہوا ہے جس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کا حق ادا کیا ہو، اس کے عائد کیے ہوئے فرائض بجالائے ہوں، اس کے منع کیے ہوئے افعال سے اجتناب کیا ہو۔ یعنی وہ کافور ملا ہوا پانی نہ ہوگا بلکہ ایسا قدرتی چشمہ ہوگا جس کے پانی کی صفائی اور ٹھنڈک اور خوشبو کافور سے ملتی جلتی ہوگی۔ عباد اللہ (اللہ کے بندے) یا عباد الرحمٰن (رحمٰن کے بندے) کے الفاظ اگرچہ لغوی طور پر تمام انسانوں کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں، کیونکہ سب ہی خدا کے بندے ہیں۔ لیکن قرآن میں جہاں بھی یہ الفاظ آئے ہیں ان سے نیک بندے ہی مراد ہیں۔ گویا کہ بدلوگ جنہوں نے اپنے آپ کو بندگی سے خارج کر رکھا ہو اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنے اسم گرامی کی طرف منسوب کرتے ہوئے عباد اللہ یا عباد الرحمٰن کے معزز خطاب سے نوازے۔ (۳)

۱۔ ابن کثیر، حافظ اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، سورۃ الدھر آیت ۵

۲۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیر عثمانی جلد دوم، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۷۶۳

۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۱، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۱۹۰-۱۹۱

حدیث میں کافور کا تذکرہ :۔

احادیث میں کافور کا ذکر صرف میت کے غسل اور کفن دینے کے سلسلہ میں آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی اور مقصد کے لئے بیان نہیں فرمایا۔(۱) محدثین کے مشاہدات میں یہ ایک درخت کی گوند ہے جو کہ شرق الہند اور اندیپ کے علاقہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی متعدد قسمیں ہیں جو خالص ہے، اسے ریاحی کہتے ہیں۔ ورنہ یہ عود میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ زہروں کے اثر کو زائل کرتا ہے، یہ ریح کی دردیں دور کرتا ہے اور جنسی قوت کو بڑھاتا ہے۔(۲)

افعال وخصوصیات :۔

کافور کا تیل دردوں کے لئے مالش کی بہترین دوائی ہے، یہ سرد تر اور طبیعت میں انقباض پیدا کرتا ہے۔ ذہن کو بیدار کرتا ہے اور حواس کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کے لگانے اور سونگھنے سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔ اسے معمولی مقدار میں پینے سے اسہال میں فائدہ ہوتا ہے۔ کافور دافعِ تعفن ہے، یہ جلد کی شریانوں کو پھلاتا ہے۔ اس لئے یہ پیٹ سے ریاح کا نکال دیتا ہے۔ بعض افراد کے لئے یہ ابتداء میں محرک ہوتا ہے اور بعد میں سست کر دیتا ہے۔ پرانے ایگزیما میں سیلی سلک ایسڈ ایک فیصدی مرہم میں پانچ فیصدی کافور، نشاستہ اور بسمتھ شامل کر کے مرہم بنایا جائے تو یہ جلد کی کئی بیماریوں کے علاوہ داد اور چنبل میں بھی مفید ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اندرونی طور پر کافور کا استعمال محفوظ نہیں، اس کے ذیلی اثرات کافی ہیں لیکن بیرونی استعمال کے لئے کافور ایک لاجواب دوائی ہے، ہر قسم کی کھجلی، درد، ورم اور سوزش میں اسے پورے اعتماد کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک بات کا خیال رہے کہ اسے جس شکل میں بھی استعمال کیا جائے نسخہ میں اس کی اپنی شرح دس فیصدی سے زیادہ نہ ہو۔(۳) کافور کا استعمال متلی، چکر اور شدید پیٹ کا درد پیدا کر سکتا ہے، فالج کا بھی اثر

۱۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۴

۲۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۲۹۴

۳۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتات قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۱۸

ہوسکتا ہے، اسی لئے کافور سے بنی دواؤں کے استعمال میں احتیاط لازم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کافوری دواؤں کو بچوں کی پہنچ سے دور کھنا چاہیے کیونکہ اگر بچے اس کا استعمال غلطی سے بھی کرلیں تو ان کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ غذا اور مشروبات میں کافور کا ملانا نہ تو طبی اعتبار سے صحیح ہے اور نہ مزے کے اعتبار سے۔ دنیا کے کسی علاقہ اور کسی دور میں کافور کو پانی، مشروبات اور غذا میں استعمال نہیں کیا گیا جبکہ دوا کے طور پر اس کے خارجی اور داخلی استعمال کی افادیت مسلم ہے۔(۱) کافور کی دھونی دینے سے جریانِ خون رک جاتا ہے۔ ایک حصہ کافور کو چار حصہ کتھ میں ملا کر ۲ رتی کی گولیاں بنائی جاتی ہیں، یہ گولیاں صفراوی بخار اتار دیتی ہیں۔ کافور سرکہ میں حل کر کے بھڑ یا بچھو کے کاٹے پر لگانے سے ورم اتر جاتا ہے۔ یہی نسخہ دردِ دانت کے لئے بھی مفید ہے۔ کاہو کے تیل میں حل کر کے ناک میں ٹپکائیں تو ناک کی سوزش میں فائدہ کر کے جلد نیند لاتا ہے۔ چنبیلی کے تیل میں حل کر کے ناک میں ڈالنے سے نکسیر بن ہو جاتی ہے۔(۲)

مشرقی محققین کی جدید تحقیقات :۔

ابتدائی دور میں اطباء کو معلوم نہ تھا کہ کافور کہاں سے حاصل ہوتا ہے۔ ''دستو الاطباء'' میں لکھا ہے کہ کیلے کا درخت اگر پرانا ہو جائے تو اس کے تنے سے کافور نکلتا ہے۔ ابنِ بیطار (1197-1248) جیسا علم الادویہ کا علامہ بھی اس کے بارے میں مغالطہ میں مبتلا رہا۔ ایک انگریز محقق نے پتہ چلایا کہ یونانی اطباء کافور سے واقف نہ تھے، البتہ عرب اطباء کو اس کے فوائد کا علم تھا۔ چونکہ متعدد چیزوں سے کافور کی طرح کی خوشبو آتی ہے اس لئے کئی ایک مغالطہ کھا گئے۔ برما کے علاقے میں ایک گھاس چھ فٹ تک اونچی اور خودرو ہوتی ہے، اس کے پتوں کو اگر ہاتھوں میں ملیں تو کافور کی طرح کی خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ طب جدید میں اسے مقامی طور پر حدت پیدا کرنے والا بیان کیا جاتا ہے۔ حکیم نجم الدین خان رامپوری اپنے مریضوں کو چنبیلی کے تیل میں کافور ملا کر دماغی کمزوری دور کرنے کے لئے سنگھاتے تھے اور اسی تیل سے وہ دانت کے سوراخوں پر درد رفع

۱۔ Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبویؐ اور جدید سائنس، جلد دوم، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۷

کرنے کے لئے لگاتے تھے۔ یہ کسی بھی زخم کا درد ساکن کرتا ہے، کھجلی کو رفع کرتا ہے، اگر کسی جگہ سے خون بہہ رہا ہو اور رکنے میں نہ آتا ہو تو کافور چھڑکنے سے بند ہو جاتا ہے۔ ہرے دھنیا کے پتوں یا سرکہ یا ریحان کے پتوں میں کافور حل کرکے سر اور پیشانی پر مالش کرنے سے دردسر جاتا رہتا ہے۔ بلغم نکالنے والی ادویہ کے ساتھ کافور ملانے سے پرانی کھانسی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ حیض کا درد، مرگی، رعشہ اور اختلاج قلب میں کافور دینا مفید ہے، قوتِ باہ پر کافور کا اثر اطباء میں بحث کا باعث بنا ہوا ہے، ابنِ اسود اسے کمزور کردینے والا بیان کرتا ہے۔ ویدک طب میں بھی اسے کمزوری کا باعث مانا جاتا ہے جبکہ بھاؤ پرکاش اسے کمزوری کو دور کرنے والا کہتی ہے۔ یہ درد، تشنج، رعشہ، ورم مٹاتا ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے، پپوٹوں پر لیپ کرنے سے آنکھوں کا ورم چلا جاتا ہے۔ دمہ کے دورہ کی شدت کے دوران حکماء نے دورتی کافور میں دورتی ہینگ کی گولی چار چار گھنٹے بعد بڑے دعوے کے ساتھ بیان کی ہے مگر وہ اس کے ساتھ مریض کی چھاتی پر گرم پانی میں زیتوn ملا کر اس کی ٹکور کرتے ہیں۔ کافور گرم پانی میں ملا کر اس میں کپڑا تر کرکے گٹھیا اور نقرس کے متورم جوڑوں پر سینک کرنے سے سوجن اتر جاتی ہے۔ (۱)

کافور کو مختلف روغنوں میں حل کرکے درد کمر، وجع مفاصل، ذات الجنب اور ذات الریہ وغیرہ میں مالش کرتے ہیں اور بعض امراض جلدیہ میں ان کی حدت اور سوزش کو تسکین دینے کے لئے مناسب ادویہ کے ہمراہ لگاتے ہیں، دردِ دندان کو دور کرنے کے لئے ماؤف دانت پر رکھ کر دبا لیتے ہیں، اور بخر الفہم (گندہ دہنی) کو زائل کرنے کے لئے پان کے ہمراہ یا کسی مناسب دوا کے ہمراہ کھلاتے ہیں، نکسیر کو بند کرنے کے لئے بھی آبِ کشنیز سبز میں حل کرکے ناک میں قطور کرتے ہیں۔ دردِ گوش کو تسکین دینے کے لئے بھی آبِ کشنیز سبز میں حل کرکے کان میں ٹپکاتے ہیں۔ آنکھ کی سوزش کو دور کرنے اور ان کو مرضِ چیچک سے محفوظ رکھنے کے لئے سرمہ کے ہمراہ آبِ مذکور میں حل کرکے قطور کرتے ہیں اور مناسب ادویہ کے ہمراہ مرض قلاع میں بطور زرور استعمال کرتے ہیں۔ نفخ شکم، اسہال سفراوی و دموی اور ہیضہ میں مختلف طریقوں سے کھلاتے ہیں سفراوی اور خونی بخاروں اور تپ دق میں دیتے ہیں، نزلہ، زکام میں سنگھاتے اور پرانی کھانسی میں اخراجِ بلغم کے لئے

۱۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتات قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء، ص ۳۰۴

کھلاتے ہیں، تازہ زخموں سے خون کو بند کرنے اور گرم زخموں کی حرارت وسوزش کوتسکین دینے کے لئے مراہم میں شامل کر کے زخموں پر لگاتے ہیں۔(۱)

مغربی محققین کی جدید تحقیقات :۔

طب جدید میں کافور بلغم نکالنے، تپ دق کے علاج، زہروں کے علاج اسہال، منہ کی سوزش، دماغی کمزوری، سردرد، گردوں اور جگر کی سوزش کے لئے استعمال میں آرہی ہے۔طب جدید میں مغربی تحقیق کاروں نے اس سے دو مرکب جس میں ایک کھانسی کا مرکب ہے جس کا نام (Tr. Camphor Co.) ہے کھانسی کے علاج کے لئے مشہور اور قابلِ اعتماد دوائی ہے۔دوسرا بیرونی استعمال کے لئے (Lint Camphor Co.) ہے، جو آج تک زیرِ استعمال ہے۔اس کے علاوہ کافور خارجی طور سے لگائے جانے والے دردکش مرہموں میں جو(Fibrositis neuralgia) جیسے نہ جانے کتنے امراض میں کارآمد ثابت ہوا ہے۔(۲)

۱۔ کبیرالدین، حکیم،مخزن المفردات،شرکت الامتیاز،رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء،ص۳۱۲

۲۔ Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رھنما ماخذ کی فہرست ۔

☆ en.wikipedia.org/wiki/Camphor

☆ en.wikipedia.org/wiki/Cinnamomum_camphora

☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/c/campho13.html

☆ www.3dchem.com/molecules.asp?ID=203

☆ www.camphor.net/news.html

☆ www.answers.com/topic/camphor

☆ www.naturaldatabase.com/nd/Search.aspx?cs=&s

☆ www.urdustudies.com/pdf/12/05essence.pdf

☆ www.inchem.org/documents/pims/pharm/camphor.htm

☆ sci-toys.com/ingredients/camphor.html

☆ www.nlm.nih.gov/medlineplus/ency/article/002566.htm

☆ chestofbooks.com/health/materia-medica.../Camphor.html

☆ dictionary.reference.com/browse/camphor%20oil

☆ cms.herbalgram.org/healthyingredients/Camphor.html

گلاب

گلاب کے مختلف نام:۔

قرآنی۔ وردَ ہندی، پنجابی۔ گلاب فرانسیسی۔ Rosier

اردو، فارسی۔ گلاب(۱) لاطینی، اطالوی۔ Rosa یونانی۔ Rodon

انگریزی، جرمن۔ Rose(۲) سنسکرت۔ کرنیکا، ترونی، شت پتری تیلگو۔ روجا

ملیالم۔ پنی نیر پشپم نباتاتی۔ Rosa phoenicia مراٹھی۔ گلاپاجا

تعارف:۔

گلاب جو گل و آب سے مرکب ہے حقیقت میں آب گل یعنی عرق گل سرخ کا نام ہے۔ لیکن عام طور پر اردو اور ہندی میں اسے گل سرخ پر اطلاق کرتے ہیں۔ مشہور درخت کا پھول ہے، جو اپنی ہلکی، گلابی رنگت، نفیس اور بھینی بھینی خوشبو اور پتیوں کی نزاکت اور ملائمت میں شہرہ آفاق ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں جن میں سرخ، سفید، سیاہ، ہرا، اُودا، اورنج، گلابی، پیلا وغیرہ شامل ہیں ۔ فصلی گلاب دواؤں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی تین اقسام مشہور ہیں، بستانی، صحرائی اور پہاڑی۔ ان میں پہاڑی زیادہ قوی اور زیادہ خوشبو والی ہوتی ہے۔ (۳) پاکستان کے میدانی و کوہستانی علاقوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ گل سرخ یعنی گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں اور زیرہ دواؤں میں استعمال کرتے ہیں۔ پھول سے عرق کشید کیا جاتا ہے۔ جو عرق گلاب کے نام سے دستیاب ہے۔ (۴) گلاب کا پھول خوشنما اور خوشبودار ہوتا ہے۔ پھول ہی بطور دوا مستعمل ہے۔ پھولوں کی رنگت کے لحاظ سے کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اس کا پودا دس سے بارہ فٹ تک جاتا ہے۔ اچھی نگہداشت پر

۱۔ فیروز الدین، الحاج مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۱۸۹۴ء، ص ۹۷۱

۲۔ Macmillan, Webster's New World College Dictionary, A Simon & Schuster Macmillan Company 1633 Broadway New York, 1970, Page 1166.

۳۔ چغتائی، حکیم غلام محی الدین، حکیم فصیح الدین چغتائی، رہنمائے عقاقیر، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۳۳

۴۔ اشرف، آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۳۴

اس کا گھیرا خوب ہوتا ہے۔گل سرخ مرکب القوی ہے کیونکہ اس میں قوت حار لطیفہ اور قوت باردہ غلیظ دو مختلف قوتیں موجود ہیں حرارت برودت سے زیادہ ہے اور مزاج اس کا سرد خشک ہے۔(۱) تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ یونانیوں کو مختلف قسم کے گلاب معلوم تھے۔ بلکہ وہ دیوجانس اور زہرہ کے لئے مقدس مانے جاتے تھے۔قدیم رومیوں میں روسالیا کے نام سے پھولوں والوں کی سیر کا میلہ ہوا کرتا تھا،قدیم زمانے میں گل سرخ مشرق اور مغرب میں عجیب وغریب توہمات کا باعث ہوا ہے۔اس کو سورج سے نسبت دے کر اس کے متعلق کئی قسم کے شکوک اور ٹونے کرتے تھے۔قدیم یونانی، رومی اور اسلامی اطباء نے گل سرخ کے اکثر مرکبات اور ان کے طبی استعمال کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً گلاب، گلقند، گلنگبین، گل روغن خام و مطبوخ، عطر گل وغیرہ یہ سب پرانے مرکبات ہیں۔ البتہ اس وقت اس کے اجزاء وترکیب میں کچھ فرق آ گیا ہے۔(۲) گلاب کی بے شمار اقسام ہیں لیکن ادویاتی ومعالجاتی طور پر دیسی سرخ گلاب بڑی طبی خصوصیتوں کا حامل ہے اور وطن عزیز پاکستان میں ہر جگہ کثرت سے پایا جاتا ہے۔رنگ کے اعتبار سے یہ پھول کئی قسم کا ہوتا ہے، مثلاً بڑا گہرا سرخ گلابی، سفید، صندلی رنگت، زرد اور زردی مائل رنگ کا ہوتا ہے، اسپین غرناطہ میں الحمرا کے باغات میں سبز رنگ کا گلاب پایا جاتا ہے۔روس کے علاقہ جارجیا سوئزرلینڈ میں تو سیاہ رنگ کے گلاب کی باضابطہ کاشت کی جاتی ہے۔جبکہ سوئزرلینڈ میں گلاب کی ایک ایسی قسم بھی ہے جس کے پھول زردی مائل ہلکے سنہری ہوتے ہیں۔(۳)

قرآن میں گلاب کا تذکرہ ایک بار ہوا ہے:۔

نمبر شمار۔	نام مع سورۃ نمبر۔	آیت نمبر
(۱)	سورۃ الرحمٰن (۵۵)	۳۷

ا۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الامتیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۵۰

۲۔ چغتائی، حکیم غلام محی الدین، حکیم فصیح الدین چغتائی، رہنمائے عقاقیر، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۳۴

۳۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۹

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَۃً کَالدِّھَانِ ہ (۱)

''پس جب کہ آسمان پھٹ کر سرخ ہو جائے جیسے کہ سرخ چمڑہ۔''

تفسیر قرآن :۔

قیامت والے دن آسمان پھٹ پڑے گا، فرشتے زمین پر اتر آئیں گے، اس دن یہ نار جہنم کی شدت حرارت سے پگھل کر سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا. دِھَانٌ سرخ چمڑا۔(۲) مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں سورۃ الرحمٰن کی آیت ۳۷ میں فرماتے ہیں کہ ''یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹے گا اور رنگ میں لال گلابی ہو جائے گا ہے''۔(۳)

مولانا مودودی تفہیم میں سورۃ الرحمٰن آیت (۳۷) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''پھر (کیا بنے گی اس وقت) جب آسمان پھٹے گا اور لال چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا۔ یہ روزِ قیامت کا ذکر ہے، آسمان کے پھٹنے سے مراد بندشِ افلاک کا کُھل جانا، اجرامِ سماوی کا منتشر ہو جانا، عالمِ بالا کے نظم کا درہم برہم ہو جانا، اور یہ جو فرمایا کہ آسمان اُس وقت لال چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ہنگامہ عظیم کے وقت جو شخص زمین سے آسمان کی طرف دیکھے گا اسے یوں محسوس ہوگا کہ سارے عالمِ بالا پر ایک آگ سی لگی ہوئی ہے''۔(۴) گلاب کا ذکر قرآن پاک میں سرخ رنگ کو بیان کرنے کے لئے کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزِ محشر چہار جانب گلاب کی سی سرخی چھائی ہوگی۔ یوں تو گلاب کئی رنگ کے ہوتے ہیں لیکن جب بھی اس کے رنگ کی تشبیہ دی جاتی ہے تو وہ صرف سرخ رنگ سے ہی دی جاتی ہے نہ کہ کسی اور رنگ سے (۵)۔

۱۔ القرآن کریم سورۃ الرحمٰن آیت ۳۷

۲۔ القرآن کریم وترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغۃ الاردویۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ، ص ۱۵۱۵

۳۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیرِ عثمانی جلد دوم، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۸۸

۴۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد ۵، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، طبع اول، اکتوبر ۱۹۸۲ء، ص ۲۶۴

۵۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۰۵

حدیث میں گلاب کا تذکرہ :۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث ملتی ہیں جن میں خوشبو کو ریحان اور طیب کا نام دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے۔(۱)

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من عرض علیه ریحان فلایرده فانه طیب الریح خفیف المحمل ہ۔(۲)

''جس کسی کو خوشبو پیش کی جائے وہا سے واپس نہ کرے کیونکہ وہ سب سے بہتر خوشبو اور ہلکے محمل والی ہے''۔

سنن ابوداؤد اور نسائی میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من عرض علیه طیب فلا یرده فانه خفیف الحمل طیب الرائحة (۳)

مسند بزار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا:

ان الله طیب یحب الطیب نظیف یحب النظافة کریم یحب الکرم
جواد یحب الجود فنظفوا افناء کم و ساحاتکم ولا تشبهوا بالیهود
یجمعون الاکب فی دوهم ہ(۴)

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد ۱۰، کتاب اللباس، باب من لم یرد الطیب، ص ۳۱۲

۲۔ امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب، باب استعمال المسک، ص ۲۲۵۳

۳۔ ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی رد الطیب، ص ۴۱۷۲، نسائی، کتاب الزینۃ، باب الطیب، جلد ۸، ص ۱۸۹

۴۔ ترمذی، محمد بن عیسٰی، الجامع الصحیح ترمذی، کتاب الزینۃ، باب الطیب، ص ۲۸۰۰

''خدا پاک ہے، پاکی کو پسند فرماتا ہے، پاکیزہ گی اسے محبوب ہے، کریم ہے، کرم کو پسند کرتا ہے، سخی ہے جود وسخا کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا اپنے صحنوں اور آنگن کو صاف شفاف رکھو اور یہود کی طرح مت ہو جاؤ جو اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ جمع رکھتے ہیں''۔

ابن ابی شیبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ''سکہ'' نامی ایک طرح کی خوشبو تھی، جس کو آپؐ استعمال فرمایا کرتے تھے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

ان للـه حقا علی کل مسلم ان یغتسل فی کل سبعة ایام و ان کان له طیب ان یمس منه ہ(۱)

''ہر مسلمان پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ ہر ہفتہ غسل کرے اور اگر اسے خوشبو میسر ہو تو لگائے''۔

Chemical composition: گلاب کے کیمیاوی اجزا

The chemical composition of rose oil is one of the most complex and contains more than 300 known compounds, yet the main chemical components of rose oil can be listed as -citronellol, phenyl ethanol, geraniol, nerol, farnesol and stearpoten with traces of nonanol, linalool, nonanal, phenyl acetaldehyde, citral, carvone, citronellyl acetate, 2-phenylmenthyl acetate, methyl eugenol, eugenol and rose oxide.(2)

گلاب میں روغن گل یا عطر گل، ٹے نک ایسڈ، گیلک ایسڈ شامل ہیں۔

۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، جلد۲، کتاب یوم الجمعۃ، باب الغسل، ص ۳۰۲

۲۔ www.essentialoils.co.za/essential-oils/rose.htm

افعال وخصوصیات :۔

عمدہ خوشبو روح کی غذا ہے، اور روح قوائے انسانی کے لئے سواری ہے۔ اور قویٰ میں خوشبو سے بالیدگی آتی ہے۔ اور دماغ، دل اور تمام باطنی اعضاء کو نفع پہنچتا ہے۔ قلب کو فرحت ملتی ہے۔ نفس خوش ہوتا ہے۔ اور روح میں بالیدگی آتی ہے۔ خوشبو روح کے لئے نہایت موزوں چیز ہے اور جان بخش ہے، روح اور عمدہ خوشبو کے درمیان قریبی تعلق پایا جاتا ہے اس لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا کی دو محبوب ترین چیزوں میں سے ایک خوشبو بھی تھی۔ (۱)

گل سرخ ارواح کو قوت وفرحت دیتا ہے، اور لطافت بخش ہے، دست آور، اورام وریاح کو تحلیل کرتا ہے، صفراء وبلغم کو تسکین دیتا ہے، درد گردہ، درد سر اور بخار کو نافع اور خفقان وغشی کو مفید ہے۔ اس کی بو نزلہ پیدا کرتی اور لیپ معدہ کی رطوبتوں کو خشک کرتا ہے۔ اس کی تاثیر مختلف اعضائے بدن پر مختلف ہوتی ہے مثلاً:

امراضِ دماغ:۔ اس کو سونگھنے سے گرمی کا سر درد رفع ہوتا ہے، دماغی التہاب کی تسکین کرتا ہے۔ تازہ پھول کو کچل کر ماتھے پر ضماد کرنے سے دردسر کو فائدہ ہوتا ہے۔ گلاب یا اس کے عطر کو سونگھنے سے دماغ اور دل کو قوت ملتی ہے۔ بعض اطباء کا خیال ہے کہ جس آدمی کا دماغ کمزور اور مزاج گرم ہو تو اس کے سونگھنے سے اس کو نزلہ زکام ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ گلاب میں قابض اور کم گرم اثر موجود ہے۔ اس کے گرم اثر کی وجہ سے دماغ کی رطوبت بہنے لگتی ہے۔ چونکہ گرمی کم ہے اس لئے وہ تحلیل نہیں ہو سکتیں۔ پھر قبض کی وجہ سے ناک کی طرف رطوبت نکلنے کے رستے بند ہو جاتے ہیں۔ اس سبب سے ریاح پیدا ہو کر چھینک آتی ہے۔ اور گرم مزاج میں زکام پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جن لوگوں کے دماغ میں گرمی اور منافذ تنگ ہوں۔ ان کو گلاب کے سونگھنے سے ضرور چھینکیں آتی ہیں۔ اور زکام عارض ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کو اگر گلاب کے سونگھنے کا شوق ہو اور چھینکوں سے بچنا چاہے تو وہ کافور اور گل بنفشہ بھی سونگھ لے۔ یہ دونوں چیزیں اس کی اصلاح کرتی ہیں۔

۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، درالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۳۵۷

امراضِ چشم:۔ اگر گرمی سے آنکھوں میں درد ہوتو اس کے پھولوں کا رس آنکھ میں ڈالنے سے آرام ہوجاتا ہے۔(۱) قبض کشا ہے، گلاب کے پھولوں کی گلقند یونانی نسخوں میں اس مقصد کے لئے مستعمل ہے، عرقِ گلاب مفرح دل ودماغ ہے، بعض بیماریوں سے پیدا ہونے والی کمزوری، شدتِ پیاس، اور بعض حمی امراض میں بہت مفید پایا گیا ہے۔ اس کی جادواثر خوشبو سے کئی ذہنی ونفسیاتی عوارض دور ہوتے ہیں عرقِ گلاب آشوبِ چشم کے لئے اکسیر اور جید الاثر ہے۔ نافع ریح ہے، دردِ ریح کو دور کرتا ہے۔ اسے جوش دے کر یا اس کے عرق سے کلیاں کرنے سے منہ کے چھالے رفع ہوجاتے ہیں۔ گلاب کی پنکھڑیوں کو پیس کر دانتوں پر ملنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں اور متورم مسوڑھوں کے لئے مفید ہے۔ اس کے جوشاندے سے غرارے کرنے سے خناق کو فائدہ ہوتا ہے اور بیٹھی ہوئی آواز کھل جاتی ہے۔ اس کے کھانے سے دل، جگر اور معدہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔(۲) گلاب کے تازہ پھولوں کا ضماد دردِ سر کے لئے بہت مفید ہے، ٹھنڈی چھاؤں میں سکھائے گئے گلاب کے پھول پیٹ کے کیڑوں اور گردوں کی جھلی کے چھوٹے چھوٹے عوارض کے لئے شافی علاج ہیں۔ گلاب کی پتیاں اور گاؤزبان کا خمیرہ چھوٹے بچوں کی نشوونما، بالیدگی، جسم دل و دماغ کی طاقت، زبان کی لکنت اور قوت ہاضمہ کے لئے بہت مفید ہے۔ گلاب کی پتیاں اور گاؤزبان کو عرق گلاب یا عرق گاؤزبان میں رگڑ کر اس میں چینی یا مصری ملادیں چند روز میں خمیرہ تیار ہوجائے گا۔ اسے آنچ دینے کی ضرورت نہیں۔ یہ خمیرہ بڑی عمر کے بچوں اور بڑی عمر کے آدمیوں کے لئے بھی مفید ہے۔ کیونکہ گلاب مرکب القویٰ، مفرح قلب، مقوی جگر ومعدہ اور محلل اورام ہے۔(۳)

تازہ گلاب سونگھنے سے قوتِ شامہ یعنی سونگھنے کی حس تیز ہوتی ہے۔ گلقند فصلی معدہ کی کمزوری دور کرتا اور دست آنے روکتا ہے۔ قبض دور کرتا ہے، مقوی دل ودماغ جگر ہے، ضعف دماغ کے لئے سات تولہ گلقند دو تولہ شربت صندل ملا کر پینا فائدہ کرتا ہے۔ نزلہ وزکام میں گلاب کی پتیاں پانچ ماشہ اور گل بنفشہ چھ ماشہ جوشاندہ بنا کر دن میں دوبار استعمال کرنا نفع کرتا ہے۔(۴)

۱۔ چغتائی، حکیم غلام محی الدین، حکیم فصیح الدین چغتائی، رہنمائے عقاقیر، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور، س ن، ص ۲۳۵

۲۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۱

۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۳۹۹

۴۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء، ص ۱۷۹

گلاب کا تازہ پھول سونگھنا مفرح قلب و دماغ ہے لیکن کمزور اشخاص کو اس سے نزلہ و زکام کی تحریک ہو سکتی ہے۔ گلاب کا پانی نچوڑ کر آنکھ میں قطور کرنے سے آشوبِ چسم حار کو اور کان میں ڈالنے سے کان کے درد گرم کو فائدہ بخشتا ہے، سر درد کو تسکین دینے کے لئے پانی میں پیش کر پیشانی پر ضماد کرنا مفید ہے۔(۱)

گل سرخ محلل اورام اور قابض الیاف عضلیہ اور ملیّن ہے۔ اسی لئے ورم جگر، ورم رحم، بطانہ قلب اور قبض میں اس کو استعمال کرتے ہیں۔ زیرہ گلاب قابض و حابس ہے، اسہال محوی و محدی، نفث الدم اور ہر قسم کے لزف الدم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اورام احشماء میں شربت گل سرخ استعمال کرنا مفید ہے، اس کا زیرہ پیس کر پانچ گرام کھلانے سے اسہال کو فائدہ ہوتا ہے، روغن گل دس گرام دینے سے قبض دور ہوتا ہے۔ بیرونی طور پر روغن گل کی مالش کرنے سے اورام تحلیل ہو جاتے ہیں، خصوصاً ورم رحم میں خاص طور پر اس کو حمولاً استعمال کیا جاتا ہے۔ خفقان میں عرق گلاب پچیس لٹر سادہ پانی میں ملا کر پلائیں۔ عرق گلاب کا قطور رمد کے لئے نہایت مفید اور آسان علاج ہے۔(۲)

شربت گل سرخ مفرح اور مقوی ہے۔ غم کو دور اور پیاس کی شدت کو ختم کرتا ہے۔ خالص عرق میں اسپغول پیس کر جوڑوں پر لیپ کیا جائے تو جوڑوں کی سوجن اور ورم دور ہو جاتے ہے۔ حلق میں درد ہو تو عرقِ گلاب میں شہد ملا کر غرارے کرنے سے تکلیف ختم ہو جاتی ہے۔ بہاری گلاب کی گلقند دل، دماغ اور معدہ کو قوت دیتی ہے، ہاضمہ قوی ہوتا ہے، بلغمی و سوداوی بخاروں میں نفع بخش ہے، یہ آنتوں سے بلغم کو نکالتا اور قبض کو دور کرتا ہے۔ سل کے مریضوں کے لئے تازہ گلقند بہت مفید ہے۔ جو لوگ لمبی بیماری سے اٹھے ہوں وہ خالص گلقند دس تولے میں بادام چھلے ہوئے پانچ تولہ اور مویز منقیٰ پانچ تولے خوب پیس کر شامل کریں۔ ایک چمچہ روز صبح کھانے سے قوت حاصل ہوگی۔(۳)

۱۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، شرکت الاتمیاز، رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۳۵۰

۲۔ اشرف آغا، پاکستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے خواص، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۳۲

۳۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء، ص ۵۳۲

مزید ریسرچ کے خواہش مندوں کے لئے رہنما ماخذ کی فہرست ۔

☆ www.justourpictures.com/roses/redroses.html
☆ en.wikipedia.org/wiki/Rose
☆ en.wikipedia.org/wiki/A_Red,_Red_Rose
☆ www.redroseimports.com
☆ www.redrosepublishing.com/bookstore
☆ www.redrosestationery.com
☆ www.redroselofts.com
☆ www.redrosehenna.com
☆ www.surlalunefairytales.com/rosered/index.html
☆ books.google.com.pk/books?isbn=0823982572
☆ www.redrosetea.com
☆ www.nga.gov/collection/gallery/.../ggafamer-55740.html
☆ www.redroselancaster.com
☆ www.redrosesegtours.com

مشکل الفاظ

حروفِ تہجی کی ترتیب سے درج ذیل ہیں:۔

اثیر :۔ اثیر عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں، عالی یا بلند مگر اصطلاحِ طب میں اس مرکب دواء کو کہتے ہیں جو حلق میں پھونکی جاتی ہے۔

احراق :۔ احراق عربی لفظ ہے، جس کے لغوی معنی ہیں آگ میں جلانا، اصطلاحِ طب میں بھی معدنی یا غیر معدنی چیز کو آگ میں جلانے کو احراق کہتے ہیں۔

اطریفل :۔ معجون کی قسم کا ایک مرکب ہے اس لئے اس کے بنانے میں ان تمام ہدایات کو مدنظر رکھنا چاہئے جو کہ معجون کے بنانے میں بیان کی جاتی ہیں۔

اکال :۔ عضو کو کھا جانے والی (وہ دوا جو اپنی تیزی اور قوت محللہ کی زیادتی سے جو ہر عضو کو فنا کردے اور گوشت کھا جائے) اکال کہتے ہیں۔

تقطیر :۔ عربی لفظ ہے، جس کے لغوی معنی ہیں قطرہ قطرہ کرنا۔ اصطلاحِ طب میں ادویات کے عرق کشید کرنے کو یا ادویات کے سیال کو قطرہ قطرہ کر ٹپکا کر مصفی کرنے کو تقطیر کہتے ہیں۔

تاکین:۔ انگور

جوارش :۔ گوارش کا معرب ہے جو گوارید (بمعنی ہضم ہونا) کا حاصل مصدر ہے۔ معجون اور جوارش میں یہ فرق ہے کہ معجون خوش ذائقہ و بد ذائقہ دونوں قسم کی ہوتی ہے لیکن جوارش ہمیشہ خوش ذائقہ ہوتی ہے۔ جوارش کی ترکیب معجون کی ترکیب کے قریب قریب ہی ہوتی ہے۔ صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ جوارش کے اجزاء بہ نسبت معجون کے کسی قدر موٹے پیسے جاتے ہیں۔

جاذب :۔ کھینچنے والی (ایسی ادویہ جو اپنی گرمی اور لطافت کی وجہ سے غلیظ رطوبت کو ایسی جگہ کھینچ لاتی ہے جہاں سے مادہ بہہ کر آسانی سے نکل سکے)۔ ایسی دوا کو جاذب کہتے ہیں۔

جالی :۔ جلا اور پاک کرنے والی (ایسی ادویہ جو جلد کی سطح سے لیس دار رطوبت کو چھیل کر پاک اور صاف کر دیتی ہیں)۔

جامد :۔ جماد دینے والی (ایسی ادویہ جو پتلی خلطوں کو گاڑھا اور سخت کر کے جما دیتی ہیں)۔

حقنہ :۔ کسی سیال شے کو بذریعہ پچکاری رودۂ مستقیم میں داخل کرنے کو عربی میں حقنہ اور انگریزی میں انیما کہتے ہیں۔

حالق/حلاق:۔ بالوں کو اڑانے والی (ایسی ادویہ جو بالوں کو کمزور کر کے اکھاڑ دیتی ہے حالق/حلاق کہلاتی ہیں)۔

حکاک :۔ کھجلی پیدا کرنے والی (ایسی ادویہ جو اپنی گرمی اور تیزی کی وجہ سے گاڑھی خلطوں کو مسام کی طرف کھینچتی اور خراش کی وجہ سے کھجلی پیدا کرتی ہے حکاک کہلاتی ہیں)۔

دابق :۔ چپکنے والی (ایسی ادویہ جو لیس کی وجہ سے جسم سے چپک جائے انہیں دابق کہتے ہیں)۔

دافع خمار :۔ نشہ دور کرنے والی (ایسی ادویہ جو تبخیر کو روک کر نشہ دور کر دے دافع خمار کہلاتی ہیں)۔

رادع :۔ لوٹا دینے والی (ایسی ادویہ جو سرد اور قابض ہونے کی وجہ سے مواد کو عضو ماؤف پر گرنے سے روکتی ہے انہیں رادع کہتے ہیں)۔

سعوط :۔ کسی سیال چیز کے (از قسم روغن یا عرق وغیرہ) ناک میں ٹپکانے کو سعوط کہتے ہیں۔

سفوف :۔ ایک یا چند خشک ادویات کو باریک پیس کر تیار کرنا سفوف کہلاتا ہے۔

سنون :۔ خشک پسی ہوئی دوا جو دانتوں پر ملی جائے اصلاحِ طب میں اسے سنون اور ڈاکٹری میں ٹوتھ پاؤڈر اردو میں منجن کہتے ہیں۔

شربت :۔ ایک سیال شیریں مرکب ہے جسے میوہ جات کے عرق مثلاً سیب، انار، انگور وغیرہ یا دواؤں کے جوشاندہ یا خیساندہ میں شکر سفید یا مصری وغیرہ کا قوام ملا کر تیار کرتے ہیں۔

شیاف :۔ اصطلاحِ طب میں اس بتی یا فتیلہ کو کہتے ہیں جو دوا میں لت کر کے فُرج، مقعد یا احلیل یا دیگر سوراخہائے بدن مثل سوراخ گوش وغیرہ یا زخم یا آنکھ میں رکھا جائے۔

ضماد :۔ اصطلاحِ طب میں ادویہ کو کسی تیل یا ہرے پتوں کے سادہ پانی میں گاڑھا گاڑھا پیس کر کسی حصہ جسم پر لگانے کو ضماد یا لیپ کہتے ہیں۔

طلاء :۔ صرف تیل کو یا ادویہ کو تیل یا پانی میں پیس کر کسی عضو پر پتلا پتلا لیپ کرنے کو اصطلاحِ طب میں طلاء کہتے ہیں۔

عرق :- اس کشید ہوئے پانی کو عرق کہتے ہیں جو بھگوئی ہوئی ادویہ کے جوش کے انجرات سے بذریعہ دیگ اور بھبکہ وغیرہ حاصل کیا جاتا ہے، اس کو انگریزی میں ایکسٹریشن (Extraction) کہتے ہیں۔

عاصر :- نچوڑنے والی (ایسی ادویہ جو قوت قابض اور کسیلے پن کی وجہ سے عضو کو سمیٹتی اور پتلی رطوبت کو نچوڑتی ہے عاصر کہلاتی ہیں)۔

غسال :- دھونے والی (ایسی ادویہ جو اخلاط کو سطح عضو سے دھو دیتی ہے اس کا سیال ہونا ضروری ہے کو غسال کہتے ہیں)۔

کاوی :- داغ دینے والی (ایسی ادویہ جو اپنی تیزی اور سوزش کے سبب سطح جراحات کی جلد کو جلائے اور داغ ڈالے کاوی کہلاتی ہیں)۔

قاشر :- چھلکا اتارنے والی (ایسی ادویہ جو" جلا" کی زیادتی کی وجہ سے عضو کے مواد کو دور کرتی اور چھلکا اتارتی ہیں قاشر کہلاتی ہیں)۔

قرص :- ٹکیہ یا لازنج بھی گولی کی ہی قسم سے ہے اور اس کے بنانے کی ترکیب بھی بعینہ وہی ہے جو گولی کی مگر اس کی شکل چپٹی یا بیضاوی بنائی جاتی ہے۔

قیروطی، قطوریا ایک یا چند ادویہ کے نہایت باریک سفوف کو کحل (سرمہ) کہتے ہیں جو آنکھوں میں لگانے کے واسطے

کحل :- تیار کیا جاتا ہے۔

گلقند :- عموماً گلقند سے مراد وہی گلقند ہوتا ہے۔ جو گلاب کے پھول اور قند سے تیار کیا گیا ہے۔

لاذع :- خراش کرنے والی (ایسی ادویہ جو بوجہ شدت گرمی و تیزی و قوت نفوذ کے عضو میں سوزش اور خراش پیدا کردے لاذع کہلاتی ہیں)۔

لازج :- چپکنے والی (ایسی ادویہ جو بوجہ خشکی و لیس کے عضو سے جدا نہ ہو جیسے خبازی بعض قسم کی مچھلی، مسور، چاول، موگرہ، گوند وغیرہ)۔

مبرد :- سردی پہنچانے والی (ایسی ادویہ جو خود سرد ہونے کی وجہ سے سردی بخشتی ہیں۔ جیسے صندل، کاہو، نیلوفر، گڑھل کے پھول، آلو بخارا، افیون کاسنی وغیرہ)۔

مبہی :- قوتِ باہ پیدا کرنے والی ادویہ

مرہم :۔ نیم جامد مرکب دوا جو کسی تیل یا چربی میں ادویہ ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اور زخم پھوڑے اور ورموں وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

معجون :۔ ایک مرکب دوا ہے جسے ادویہ کو باریک کوٹ کر شہد یا قند سفید وغیرہ کے قوام میں ملا کر تیار کرتے ہیں۔ اور اس قدر نرم رکھتے ہیں کہ حلوے کی طرح ہاتھ سے کھائی جا سکے۔

مجفف :۔ خشکی کرنے والی وہ ادویہ جو بوجہ خشک ہونے کے اعضاء کی رطوبت یا زخم کو خشک کردے مجفف کہلاتی ہیں)۔

محمر :۔ سرخ کرنے والی ایسی ادویہ جو بوجہ گرمی اور قوت جاذبہ خون کو عضو کی طرف کھینچ لائے اور عضو کو سرخ کردے محمر کہلاتی ہیں)۔

مخدر :۔ بے حس کر دینے والی (ایسی ادویہ جو قوت قبض اور سردی و خشکی کے باعث مسامات و مجاری کو کثیف کر کے روح نفسانی کے نفوذ کو روکے اور عضو کو بے حس کر دے مخدر کہلاتی ہیں)۔

مخشن :۔ کھردرا پن پیدا کرنے والی (ایسی ادویہ جو اپنی قوت قبض و خشکی کے عضو کی ظاہری سطح کو کھردرا کردے مخشن کہلاتی ہیں)۔

مرقق :۔ پتلا کرنے والی (ایسی ادویہ جو بہ سبب حرارت و رطوبت کے اخلاط کو پتلا کرتی ہیں، جیسے شہد، سرکہ، شکر، پودینہ کا عرق وغیرہ مرقق کہلاتی ہیں)۔

مزلق :۔ پھسلانے والی (ایسی ادویہ جو لعاب دار ہو اور باطنی عضو کی اندرونی سطح کو تر اور چکنا کر کے اندرونی خلط کے مادہ کو خارج کردے۔ جیسے آلو بخارا، املی پرانی، تخم ریحان، بہیدانہ شریں، گوندنی پختہ، سپستان، تخم خبازی، وغیرہ مزلق کہلاتی ہیں)۔

مسکن :۔ درد کو تسکین دینے والی (ایسی ادویہ جو اخلاط کی حرارت اور جوش کو ساکن کریں، مسکن کہلاتی ہیں)۔

مصلح :۔ اصلاح کرنے والی (ایسی ادویہ جو دوسری دوا کا کوئی خاص ضرر رفع کرے یا بہ سبب اپنے خواص متضاد کے اس کی اصلاح کرے، مثلاً سناء کے استعمال سے متلی آنے لگتی ہے اور مروڑ پیدا ہوتا ہے لہٰذا بغرض اصلاح اس کے ساتھ گل سرخ یا انیسوں ملا دیتے ہیں جس سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے)۔

مفرح :۔ فرحت دینے والی (ایسی ادویہ جو اپنی لطافت کے باعث طبیعت میں فرحت اور خوشی پیدا کریں اور دل کو تقویت ہیں جیسے الائچی، دارچینی، سیب، بہی، مغز پستہ، انجیر، املی وغیرہ مفرح کہلاتی ہیں)۔

مصادر و مراجع

اردو کتابیات

۱۔ آزاد، مولانا ابوالکلام، تفسیر ترجمان القرآن

۲۔ القرآن کریم و ترجمۃ معانیہ وتفسیرہ الی اللغہ الاردویۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف المدینۃ المنورۃ، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۱۴۱۷ھ

۳۔ ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابوالفداء، تفسیر ابن کثیر، ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی، اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اردو بازار لاہور، س ن

۴۔ ابن ماجہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مترجم مولانا محمد قاسم امین، مکتبۃ العلم، اردو بازار لاہور، پاکستان، ۲۰۰۸ء

۵۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابوداؤد، دار الفکر بیروت، ۱۹۸۹ء

۶۔ ابوعبدالرحمٰن النسائی، سنن نسائی، دار البشائر بیروت ۱۹۹۴ء

۷۔ ابی الحجاج مسلم بن عیسیٰ اشعث القشیری، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی بیروت، س ن

۸۔ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع الصحیح ترمذی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۰۸ھ

۹۔ امام احمد بن حنبل، المسند المکتب الاسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

۱۰۔ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ، موطاء امام مالک، ترجمہ علامہ وحید الزمانؒ، میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی ۱۹۸۵ء

۱۱۔ الجوزی، ابوعبداللہ ابن القیم، طب نبوی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ء

۱۲۔ الکلینی: اصول الکافی کتاب فضل العلم، باب ثواب العالم والمتعلم، س ن

۱۳۔ اعوان، حکیم مظفر حسین، کتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرز جدید، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۲ء

۱۴۔ ابراہیمی، حکیم محمد حسین، عجائبات سنیاسی، دلکشا بلڈنگ خانپور بہاولپور مغربی پاکستان، ۱۹۶۰ء

۱۵۔ اجمیری، ڈاکٹر فضل الدین، غذائی علاج، ادارہ دعوۃ القرآن کراچی، اپریل، ۱۹۹۲ء

۱۶۔ امرتسری، حکیم محمد اسمٰعیل، مجربات حکمائے پاک وہند، ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور، س ن

۱۷۔ امرتسری، حکیم غلام جیلانی، مجربات جیلانی، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، س ن

۱۸۔ اشرف، آغا، بیاض نور الدین، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور، س ن

۱۹۔ اعظمی، مولانا ظہور الباری، تفہیم البخاری، حذیفہ اکیڈمی الفیصل مارکیٹ، اردو بازار لاہور، س ن

۲۰۔ اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، الموجود ۵۰۰ھ

۲۱۔ البغدادی، عبداللہ بن باقیا، الجمان فی تشابیہ القرآن لابی القاسم، المتوفی ۴۸۵ھ

۲۲۔ الصالح، ڈاکٹر صبحی، مباحث فی علوم القرآن، طبع ثانی، جامع دمشق ۱۳۸۱ھ

۲۳۔ احمد، امین ڈاکٹر ضحیٰ، الاسلام مجلّہ ثانی، س ن

۲۴۔ احمد، ڈاکٹر محمد خلف اللہ، مقدمہ اثر القرآن فی تطور العقد العربی، طبعہ ثانی، دار امعارف مصر، س ن

۲۵۔ القطان، مناع خلیل، مباحث فی علوم القرآن، طبع ثانی، بیروت

۲۶۔ الرافعی، مصطفیٰ الصادق، اعجاز القرآن، س ن

۲۷۔ الازہری، عبدالصمد الصارم، تاریخ التفسیر، انارکلی لاہور، س ن

۲۸۔ الزحیلی، استاذ الدکتور وھبۃ، التفسیر المنیر، دار الفکر بدمشق، ۲۰۰۳ء

۲۹۔ باکھرو، ایچ، کے، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، شفا بخش غذائیں، تخلیقات علی پلازہ ۳۔ مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۷ء

۳۰۔ بدیع الزمان، علامہ، جائزۃ الشعوذی ترجمہ جامع ترمذی، جلد اول، کارواں پریس دربار مارکیٹ لاہور، س ن

۳۱۔ بخاری، سید محمد معظم جاوید، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم انجیر اور زیتون سے علاج، الخیام پبلشرز جلال دین ہسپتال چوک اردو بازار لاہور، س ن

۳۲۔ بٹ، حکیم حافظ طاہر محمود، طبی کرشموں کا انسائیکلوپیڈیا، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء

۳۳۔ بونی، ابو العباس احمد بن علی، شمس المعارف، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی، ۱۹۷۷ء

۳۴۔ پانی پتی، قاضی محمد ثناء اللہ محمدی عثمانی تفسیر مظہری، دارالاشاعت ایم اے جناح روڈ کراچی، ۱۹۹۹ء
۳۵۔ تھانوی، اشرف علی، بیانُ القرآن، مرکز اشرفُ العلوم دیو بند
۳۶۔ جعفر، ابو جعفر بن علی، تاج المصادر، المتوفی ۵۴۴ھ
۳۷۔ چغتائی، حکیم طارق محمود، نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء
۳۸۔ چغتائی، حکیم محمد طارق محمود عبقری مجذوبی، پھلوں سے صحت و خوبصورتی، خزینہ علم و ادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء
۳۹۔ حفنی، محمد شریف، بدیع القرآن، س ن
۴۱۔ حریری، غلام محمد، تاریخ تفسیر و مفسرین، استقلال پریس لاہور، س ن
۴۲۔ حقانی، عبدالحق، تفسیرِ قرآن دارالاشاعت بالیماراں دہلی، ۱۳۶۴ھ
۴۳۔ خاور، کرنل ظفر محمود، قرآن (حکمت، اعجاز، فضیلت) نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، س ن
۴۵۔ خان، مولانا غلام اللہ، تفسیر جواھر القرآن، کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی، س ن
۴۶۔ خان، مولانا وحید الدین، مذہب اور سائنس، مطبوعہ دہلی انڈیا، ۱۹۸۰ء
۴۷۔ خان، حکیم آراے و حکیم حسن ابراہیم، سادھوں اور سنیاسیوں کے چٹکلے، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز لاہور، س ن
۴۸۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر القرآن، تاج کمپنی لاہور، س ن
۴۹۔ دہلوی، مولانا محمد ابراھیم، طبِ روحانی مع خواص القرآن، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی، ۱۹۷۵ء
۵۰۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، قرآن محل کراچی، س ن
۵۱۔ دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث، کمالاتِ عزیزی، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی، ۱۴۱۳ھ
۵۲۔ درّانی، مسعود احمد خان، قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا، علم و عرفان پبلشرز لاہور، جنوری ۲۰۰۵ء
۵۳۔ درّانی، ڈاکٹر عائشہ، زیتون کی ڈالی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۰ء
۵۴۔ رمانی، امام ابوالحسن علی بن حسین، النکت فی الاعجاز، المتوفی ۴۰۴ھ
۵۵۔ رضوان علی سید، ڈاکٹر، مقدمہ الفوائد فی مشکل القرآن لحر، بن عبدالسلام، س ن

۵۶۔ رازی، امام فخر الدین، تفسیر کبیر، مصر الجزء الثانی، س ن

۵۷۔ رامپوری، حکیم مولوی محمد نجم الغنی، خزائن الادویہ یونانی ادویہ کا انسائیکلو پیڈیا، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور، س ن

۵۸۔ سیوطی، جلال الدین، المذہب فیما وقع فی القرآن من المعرب، المتوفی ۹۱۰ھ

۵۹۔ سجستانی، ابو حاتم سہل بن محمد، اعراب القرآن، المتوفی ۲۸۴ھ

۶۰۔ شوق، ڈاکٹر ضعیف، البلاغۃ تطور و تاریخ، مصر، س ن

۶۱۔ صالح، ڈاکٹر صُبحی، ترجمہ غلام احمد حریری، علوم القرآن، ملک سنز پبلشرز، کارخانہ فیصل آباد، جون ۱۹۸۴ء

۶۲۔ صابونی، پروفیسر محمد علی، مترجم ظفر اقبال کلیار، علومِ قرآن، ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور، س ن

۶۳۔ علی، علامہ عبداللہ یوسف، تفسیر معانی القرآن، جلد اول و دوم، دار الکتاب المصری، قاہرہ، مصر، س ن

۶۴۔ عثمانی، مولانا شبیر احمد، تفسیرِ عثمانی جلد اول، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، س ن

۶۵۔ عبدالحنان، حکیم، مضامینِ صحت جلد اول، فضلی سنز اردو بازار کراچی، جنوری ۱۹۹۲ء

۶۶۔ عبداللہ، استاذ الاحکما حکیم محمد، خواص لیموں، ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور، س ن

۶۷۔ عبداللہ، استاذ الاحکما حکیم محمد، کنز المجربات، ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور، س ن

۶۸۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، پھلوں اور سبزیوں کے خواص، اداہ مطبوعاتِ سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، طبع ہشتم اپریل، ۲۰۰۶ء

۶۹۔ عبداللہ، استاذ الحکما حکیم محمد، خواص گل سرخ، اداہ مطبوعاتِ سلیمانی رحمان مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، مئی، ۱۹۷۸ء

۷۰۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، سانس کی بیماریاں اور علاج نبوی، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، س ن

۷۱۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، طب نبوی اور جدید سائنس، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، س ن

۷۲۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، علاج نبوی اور جدید سائنس، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، س ن

۷۳۔ غزنوی، ڈاکٹر خالد، امراض جلد اور علاج نبوی، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، س ن

۷۴۔ غلام جیلانی، حکیم حاجی، نشاط زندگی، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، س ن

۷۵۔ غلام جیلانی، شمش الاطباء ڈاکٹر و حکیم، مخزن المرکبات و معلم دواسازی، مطبوعہ دہلی انڈیا ۱۹۳۸ء

۷۶۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات قرآنی، الفیصل ناشرانِ وتاجرانِ کتب، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء، س ن

۷۷۔ فیروزالدین، الحاج مولوی، فیروزاللغات، فیروزسنز لمیٹڈ لاہور، ۱۸۹۴ء

۷۸۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، احادیث میں مذکور نباتات، ادویہ اور غذائیں ایک سائنسی جائزہ، علم و عرفان پبلشرز ۹۔لوئر مال، عقب میاں مارکیٹ اردو بازار لاہور، ۱۹۹۸ء

۷۹۔ فاروقی، ڈاکٹر محمد اقتدار، نباتاتِ قرآن ایک سائنسی جائزہ، صابری برادرز پبلشرز پہلی منزل مین میڈیسن مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور، ۱۹۹۶ء

۸۰۔ کسائی، علی بن حمزہ، معانی القرآن، المتوفی ۱۸۹ھ

۸۱۔ کبیرالدین، حکیم محمد، لغات الادویہ، طبی بک کمپنی گجرات، س ن

۸۲۔ کبیرالدین، حکیم محمد، بیاض کبیر طبی بک کمپنی گجرات، س ن

۸۳۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن، پھولوں، پھلوں اور سبزیوں وجڑی بوٹیوں سے علاج، جھانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور، ۱۹۹۰ء

۸۴۔ کشمیری، حکیم عبدالرحمٰن لہسن اور پیاز سے علاج، مشتاق احمد، اسر نیئر پرنٹر لاہور، س ن

۸۵۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، معارف القرآن، مکتبہ امعارف دارالعلوم الحیتیہ، شھداد پور، ۱۴۱۹ھ

۸۶۔ ادارہ پاکستان بائبل، کتابِ مقدس یعنی کتاب خروج، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور پاکستان، ۲۰۰۸ء

۸۷۔ ادارہ پاکستان بائبل، کتابِ مقدس یعنی کتاب استثنا، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور پاکستان، ۲۰۰۸ء

۸۸۔ ادارہ پاکستان بائبل، کتاب زبور یعنی کتاب استثنا، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور پاکستان، ۲۰۰۸ء

۸۹۔ ادارہ پاکستان بائبل، کتاب یوحنا کی انجیل یعنی کتاب استثنا، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور پاکستان، ۲۰۰۸ء

۹۰۔ ادارہ پاکستان بائبل، کتاب گنتی یعنی کتاب استثنا، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، لاہور پاکستان، ۲۰۰۸ء

۹۱۔ قیسی، مکی بن ابی طالب، رعایہ لتجوید القراءۃ، المتوفی ۴۳۷ھ

۹۲۔ گوالیاری، حضرت شیخ محمد غوث، ، مترجم مولانا مرزا محمد بیگ نقشبندی دہلوی، جواہر خمسہ (کامل)، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن

۹۳۔ مغری، ابوبکر محمد عیسیٰ، وقوف النبیؐ فی القرآن، المتوفی ۲۹۱ھ

۹۴۔ محمد ابن اسحاق ندیم، الفہرست، مطبوعہ، ، س ن

۹۵۔ متاع خلیل قطان، مباحث فی علوم القرآن، بیروت، ، س ن

۹۶۔ مودودی، سید ابوعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد اول تا ششم، ادارہ ترجمانِ القرآن لاہور، طبع اوّل، اکتوبر ۱۹۸۲ء

۹۷۔ مالکی، علامہ ڈاکٹر سید محمد علوی، ترجمہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، الرابطہ انٹرنیشنل ۲۳۔ جاپان منشن کراچی، س ن

۹۸۔ میرٹھی، صوفی وارثی، مجربات بوعلی سینا، نو بہار بکڈپو لوہاری گیٹ لاہور، س ن

۹۹۔ ملک، حکیم ناصر، ناصر فارما کوپیا، ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور، س ن

۱۰۰۔ مرہم عیسی، حکیم محمد حسین، طبی ماءتہ عامل، شوکت بک ڈپو شوکت بازار گجرات، س ن

۱۰۱۔ ملتانی، حکیم الٰہی بخش عباسی، طلاؤں سے علاج، مکتبہ خزینۃ الحکمت لاہور، ۱۹۹۱ء

۱۰۲۔ نحوی، ابوعلی حسن بن احمد فارسی، الحجۃ فی القراءات، المتوفی ۳۷۷ھ

۱۰۳۔ نحوی، ابوعبیدہ معمر بن مثنی، غریب القرآن، المتوفی ۲۰۹ھ

۱۰۴۔ نیساپوری، ابوقاسم محمود، الوجوہ ولنظائر فی القرآن، المتوفی ۵۵۳ھ

۱۰۵۔ نیساپوری، ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی، امثال القرآن، المتوفی ۴۱۲ھ

۱۰۶۔ نعمانی، عبدالرشید، جلالی، سید ابودائم، لغت القرآن، ندوۃ المصنفین، دھلی، س ن

۱۰۷۔ نعمانی، محمد منظور، معارف الحدیث جلد اول تا چہارم، الفرقان، لکھنو، ۱۹۷۷ء

۱۰۸۔ نور باقی، ڈاکٹر ہلوک، مترجم سید محمد فیروز شاہ گیلانی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، انڈس پبلشنگ کارپوریشن کراچی، ۱۹۹۸ء

۱۰۹۔ ندوی، مولانا سید سلیمان، مقالاتِ سلیمان، نیشنل بک فائونڈیشن لاہور، ۱۹۹۰ء

۱۱۰۔ ناصر، ڈاکٹر سید حافظ وحید الدین، وظائف المؤکلین، افریشیا پرنٹرز کراچی، ستمبر ۱۹۹۲ء

۱۱۱۔ شفیع، مولانا مفتی محمد، معارف القرآن جلد اوّل، ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید، جون، ۱۹۹۱ء

۱۱۲۔ شرما، پنڈٹ کرشن کنوردت، نشاط شباب، ادارہ تعمیر طب لاہور، س ن

۱۱۳۔ شرما، پنڈٹ کرشن کنوردت، نئی جوانی، ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور، س ن

۱۱۴۔ شرما، پنڈٹ کرشن کنوردت، جڑی بوٹیاں اور ان کے عجیب و غریب فوائد، مطبوعہ دہلی ۱۹۵۰ء

۱۱۵۔ ھارون یحییٰ، مترجم محمد یحییٰ، قرآن رہنمائے سائنس، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، س ن

کتابیات (انگریزی)

1. Ali, Allama Abdullah Yusuf; The Meaning of Glorious Quran, Vol. I&II, Dar Al-Kitab Al-Masri, Cairo, Egypt.
2. Anonymous; Encyclopaedia Americana, American Corporation, U.S.A., 1952.
3. Anonymous; Encyclopaedia Britanica, William Benten Publisher, London, 19623.
4. Anonymous; Firewood Crops, Shrub and Tree Species for Energy Production, N.A.S., Washington, 1980.
5. Anonymous; Index Kewensis, Vol. I & II Supplements Oxford University Press, London.
6. Anonymous; Monthly Statistics of Foreign trade of India. Vol. I (Imports), Vol. II (Exports), March, 1985.
7. Anonymous; Proceedings of the First National Workshop of Post Harvest Management of Rapes, Pune, 1985.
8. Anonymous; Wealth of India, Raw Materials, Vol. I-X, P.I.D.,C.S.I.R., New Delhi, 1976.
9. Arbery, Arther J.; The Quran, Oxford University Press, London, 1983.
10. Attar Zafar Ahmad, Journal of Irish Dental Association, March-April Issue, Page 16, 1980.

11. Baqi, Muhammad Fuad Abdul; Concordance and Index of the Holy Quran, Suhail Academy, Lahore, 1987.

12. Basic Human Embryology, Williams P.3RD Edition, 1984, P.64.

13. Bell, Richard; The Quran, T. & T. Clark, Edinburgh, 1987.

14. Benedetto, L. F.; Travels of Marco Polo, London, Page 284-287, 1950.

15. Blacow, N.W.; The Extra Pharmacopaeia (Martindale). The Pharmaceutical Press, London, 1972.

16. Blatter, E.; Flora of Aden, Government Printing Press, Calacutta, 1914.

17. Blatter, E.; Flora of Atsnovs, Government Printing Press, Calacutta, 1919.

18. Brown, Edward G., Arabian Medicine, Cambridge Univ., Press, London, 1921.

19. Bucaille, Maurice; Quran and Modern Science, Markazi Martab Islami, 1988.

20. Bucallille, Maurice; The Bible, The Quran and Science The Holy Scriptures Examined in the light of Modern Knowledge), Crescent Publishing Co., Delhi, 1988.

21. Bukhari, Muhammad Bin Ismail; al-Jame al-Sahih, Kitab al-Tib, al-Atimah, Kitab al-Salat Bad al-Khalq (Zikr al-Malaika)(Traditions).

22 Chopra, R. N., Nayar, S. L. and Chopra, I.C.; Glossary of Indian Medicinal Plants, C.S.I., New Delhi, 1956.

23. Cooper, J., W. F. Madelung and A. Jones; The Commentary of the Quran by al-Tabari, Vol. I, Oxford University Press, 1987.

24. Dan Graves, Scientists of Faith, Kregel Resources, 1996, P. 51.

25. Daryabadi, Abdul Majid; Holy Quran-Translation and Commentary, Vol. 1-IV, Academy of Islamic Research & Publication, Nadwatul Ulema, Lucknow-226007, 1981-85.

26. Daryabadi, Abdul Majid; Tafeer-ul-Quran (commentary of Quran), Taj Company, Lahore (Urdo)

27. Daud, Abu; al-Sunan, (Traditions)

28. Dawood, N. J.; The Quran (English), Penguin Book, U.K., 1961.

29. Dawson, V.H.W. and A. Aten; Dates-Handling, Processing and Packing, F.A.O., Rome, 1978 (2nd Reprint).

30. Duhan, Saeed Nasir; Al-Quran al-uloom, Matbai al-Noman, al-Najf, 1975. (Arabic)

31. Dymock, W., C.J.H. Warden and D. Hooper; Pharmacopaeia Indica, Kegan Paul & Co., London, 1981.

32. E.; Plant in the Service of Man, J.M. dent and Sons Ltd., London, 1971.

33. Einstein A., Science Hilosophy and Religion, New York,1941.

34. Everett, T.H.; Illustrated Encyclopaedia of Horticulture, The New York Botanical Garden, Vol. 1-X, Garland Publishing Inco., New York. 1982.

35. Fakhri, Ibn al-tiqtaqa; Tarikh-ud-Duwal al-Islamia, Beirut, Page 82, 1960 (Arabic).

36. Farooqi, M.I.H. and G.S. Srivastava; The Tooth. Brush Tree (Salvadora Persica), Quarterly Journal of Crude Drug Research Vol. VIII, Pages 1297-1300, Netherlands, 1968.

37. Farooqi, M.I.H.; Euphorbias as a Source of Medicinally Important Latices-Proc. of Workshop of Euphorbia Plants, Sriram Inst. for Industrial Res., Prages 34-36, 1988.

38. Faruqi, Ismail R. and L. Lamya Faruqi; the Cultural Atlas of Islam, MacMillon Publishing Co., 1986.

39. Fikrl, All; al-Quran Yanbo al-Ilm al-Irfan, Fart III, Cairo, (Arabic).

40. Frohne, D. and Pfander, H.J.; Poisononus Plants, Wolfe Publishing Ltd., Germany, 1984.

41. Gatje, Helmut; The Quran and its Exergesis, Routledge and Kegan Paul, London, 1976.

42. General Science, Carolyn Sheets, Robert Gardener, Samuel Howe; Allyn and Bacon Inc. Newton, Massachusetts, P. 305-306.

43. Gibb, H.A.R., J.H. Kramers, E.L., Provencal, J. Schacht; The Encyclopaedia of Islam, New Edition, Luzac & Co., London, 1978.

44. Hamilton, F.; La Botanique de La Bible, Eugene Fleurdelya, Bice, 1871 (French).

45. Haqqani; Abdul Haque, Tafseer-e-Haqqani (Commentary of the Quan) Daru Ishaat, Ballimaran, Delhi, 1364 H. (Urdu).

46. Harrison, S. G.; Manna and its Sources, Kew Bulletin, London, 1950.

47. Hasting, James; A Dictionary of the Bible, T. & T. Clark, Edinburgh, 1904.

48. Hastings, James; Encyclopedia of Religion and Ethics, T. & T. Clark, Edinburgh, 1956.

49. Henry M. Morris, Men of Science Men of God, Master Books, 1992, P.13

50. Hereman, Samuel; Paxton Botanical Dictionary, Enaus & Co., London, 1953.

51. Hitti, Phillips, K.; The History of Arabs, MacMillon & Co., London, Page 156, 1953.

52. Holt, P.M., K.S. Lambton and B. Lewis; The Cambridge History of Islam, Cambridge Univ., Press, Cambridge, 1970.

53. Howes, F.N.; A Dictionary of Useful and Everyday Plants and their common names, Cambridge Univ., Press 1974.

54. Howes, F.N.; Vegetable Gums and Mucilages, Chronica Botanica Co., Massachusets, U.S., 1949.

55. Hughes, Thomas Patrick; Dictonary of Islam, Cosmo Publication, New Delhi, 1978 (First Print, 1885).

56. Humbal, Ahmad Bin; Musnad Humbal, (Traditions)

57. Hyams, E.; Plant in the Servicxe., Tan. J. M. Dent and Sons Ltd., London, 1971.

58. J.D.E. Vries, Principia, Newton 2nd Edition, Essentials of Physical Science, B. Eerdmans Pub. Co., Grand Rapids, SD, 1958, P. 15

59. J. H. Tiner, Johannes Kepler- Gaint of Faith and Science, Milford, Michigan: Mott Media, 1977, P. 197.

60. J.D.E. Vries, Principia, Newton 2nd Edition, Essentials of Physical Science, B. Eerdmans Pub. Co., Grand Rapids, SD, 1958, P. 15

61. Jean Guitton, Dieu et la Science; Vers le Metarealisme, Paris, Grasset, 1991, P.5

62. Johri, Tantavi; al-Quran al-uloom al-Asrihah, Maktabah Mustafi, Cairo, 1951 (Arabic).

63. Join Marks Templeton, Evidence of Purpose-Scientists discover the Creator, Continuum, New York, 1994, P. 50.

64. Kamal, Hassan; Encyclopaedia of Islamic Medicine, General Egyptian Book Organization, 1975.

65. Khalifa, Muhammad; The Sublime Quran and Orientalism, longman, London, 1983.

66. Khan, Muhammad Muhsin; Sahih Bukhari (Arabic-English) Vol. I-IX Islamic university, al-Madina al-Munauwara, S. Arabia.

67. Latif, Syed Abdul; al Quran (English). The Academy of Islamic Studies, Osmania University, Hyderabad, 1969.

68. Lewis, B., Ch. Pellant and J. Schacht; The Encyclopaedia of Islam, Vol. I-IV, Luzac & Co., 1978.

69. Lewis, M.E., Plants used for Teeth Cleaning, J. Prev. Dent., 6, 61-70 (1980).

70. Lindley, J. and Moore, T.; The Encyclopaedia or the Treasury of Botany, Neeraj Publishing House, 1981.

71. Macura, B.; Elseviers 'Dictionary of Botany', Part I, Plants names in English, French, German, Latin and Russian, Elsevler Scientific Publishing Co., Amsterdam, 1979.

72. Maja, Ibn; al-Sunan, (Traditions)

73. Malik bin Anas; Muatta, (Traditions)

74. Manzur, Ibn; Lissan al-Arab, Beirut, 1956 (Arabic).

75. Maudoodi; Abul Aala, Tafhim-al-Quran (Commentary of the Quran), Print set, Ghaziabadi, 1986, (Urdu).

76. McCuraah, James; Palms of the World, Harper & Brothers, New York, 1960

77. Moldenke, H.N. and A. L. Moldenke; Plansts of the Bible, Chronica Botanica Co., Mass., U.S., Pages, 23, 31-33, 66-70, 124-128, 169-172, 227-228, 240-244, 247-249, 278, 1952.

78. Muslim, bin al-Hajjaj; al-Sahih, (Traditions).

79. Nadkarni, K. M.; Indian Materia Medica, Vol. I, Popular Book Depot., Bombay, 1954.

80. Nadvi, Syed Muzaffar-uddin; A Geographical History of the Quran, Taj Co., Delhi, 1985.

81. Nadvi, Syed Suleiman, Arob-o-Hind Taalluqat (Indo-Arab Relation), Allahabad (India) 1930 (Urdu).

82. Nisai, Ahmad bin Ali; al-Sunan, (Traditions).

83. Nomani, Muhammad Manzur; Meaning and Message of the Tradition (Translated by Asif Kidwai), Vol. I-IV, Academy of Islamic Research & Publications, Lucknow, 3rd Edition, Pearson, J. D.; Index Islamicus, W. Heffer & Son, Ltd. Cambridge, 1961.

84. Penrice, John; A Dictionary and Glossary of the Quran, Cosmo Publication, New Delhi, 1978.

85. Pickthall; Muhammad Marmaduke and Fateh Muhammad Jalandhri; The Holy Quran, Taj Company Delhi, 1986 (Eng. & Urdu).

86. Platts. Hohn, T.; A Dictionary of Urdu, Classical hindl & English, Oxford university Press, 1974.

87. Playfair, George; Taleef Shareef (English). Thacker & Co., Calcutta, 1833.

88. Post, George, E.; Flora of Syria, Palestine and Sinal, Vol. I & II, American Press, Beirut, 1933.

89. Powers of Nature, National Geographic Society Washington D.C., 1978, P. 12-13.

90. Pruthi, J.S.; Spices, National Book Trust, New Delhi, 1979.

91. Publishing House, Farashkhana, Delhi, 1987.

92. Purseglove, T.W.; Spices, Acad. Press, 1981.

93. Rehman, Afzal; Subject Index of Holy Quran, Noor

94. Rouk, B.; Plants Consumed by Man, Academic Press, London. 1975.

95. Sheriff, Moideen; A Catalouge of Indian Synonyms of the Medicinal Plants. Periodical Expert Book Agency, Delhi, 1978 (Reprint of 1869).

96. Siddiqui, M.Z.; Studies in Arabic and Persian Medical Literature, Calcutta University Press, 1961.

97. Siddiqui, M.Z.; Studies in Arabic and Persian Medical Literature, Calcutta University Press, Pages 30-31, 1959.

98. Smith, William and J. M. Fuller; The Dictionary of Bible, Hohn Murray Co., London, Pages 548-9, 1983.

99. Steingass, F.; Comprehensive Persian-English Dictionary, Crosby Lickwood & Sons, London.

100. Thanvi; Ashraf Ali, Bayan0ul-Quran, Markaz Ashraf Alullum Deoband (Commentary of the Quran) (Urdu).

101. Tirmizi, Muhammad bin Isa; al-Jame al-Sahih, (Traditions).

102. Tuskin Tuna, Sonsuz Uzaylar External Spaces, P. 31.

103. Usmani;Shabbir Ahmed, Tafseer-e-Quran (Commentary of the Quran), Madina Press, Bijnore (Urdu).

104. Watt, George, A Dictionary of the Economic products of India, Vol. I & II Govt. Printing Press, Calcutta, 1896.

105. Wealth of India, Raw Materials. Vol. I-X, P.I.D., C.S.R.R., New Delhi, 1976.

106. Wensinck, J. and J. P. Mensing; Concordance et indices de la Tradition Musulmane, London, 1987.

107. Whistier, R. L. and J. N. Be Miller; Industrial Gums, Acad. Press, New York, 1973.

108. White, A., R.A. Dyer and B. L. Sloane; The Succulent Euphorbias, Abbey Garden Press, Vol. I, Page 30, 1941.

109. Wickens, G. E., J. R. Goodin and D.V. Field; Plants for Arid Land, George Allen and University Press, London, Pages 192-195, 1984.

110. Wilkinson, J. G.; The Manners and Customs of the Ancient Egyptians, Vol. I-III, John Murray, London, 1978.

111. Williams P., Basic Human Embryology, 3RD Edition, 1984, P.64.

112. Willis, J.C.; A Dictionary of the Flowering Plants and Ferns, Cambridge University Press, 1973.

113. Yagjoub, A. and G. Samuelson, Manna from Astragalus adscendens, Economic Botany, Vol. 32, Page 294, 1978.

اخبار و رسائل

۱۔ الہلال کلکتہ، ۲۵، فروری ۱۹۱۴ء

۲۔ ثانی، ڈاکٹر صلاح الدین، علوم اسلامیہ انٹرنیشنل شمارہ نمبر ۸، خرم پرنٹنگ پیرس کراچی، اگست تا دسمبر ۲۰۰۸ء

Acacia/ببول عرب

- ☆ www.acaciashrine.com
- ☆ www.acacia.org
- ☆ www.imdb.com/title/tt0380164
- ☆ www.acacia-net.com
- ☆ www.acacia-au.com
- ☆ www-sop.inria.fr/acacia
- ☆ eprints.hec.gov.pk/1529/1/1411.HTM
- ☆ investing.businessweek.com/research/stocks/.../snapshot.asp?...
- ☆ acacia.com.pk/home.htm
- ☆ www.acaciaresearch.com
- ☆ www.acaciacreations.com
- ☆ www.acaciacreations.com
- ☆ www.acacia-africa.com
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Acacia

Basil/ریحان

- ☆ www.eunos.com/keith/landy
- ☆ www.moscow-taxi.com/churches/st-basils-cathedral.html
- ☆ www.basilwhite.com
- ☆ www.basilsart.com
- ☆ basilgloo.com
- ☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/b/basbus17.html
- ☆ www.addicosolutions.com
- ☆ www.basilrathbone.net

- ☆ www.imdb.com/title/tt0118686
- ☆ www.newadvent.org/cathen/02330b.htm
- ☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/b/basswe18.html
- ☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Basil_Rathbone
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Basil

Blessedtree/طوبیٰ

- ☆ www.theblessedtree.com/index2.html
- ☆ www.theblessedtree.com/
- ☆ www.newscientist.com/article/dn3946-blessed-tree-extracts-linked-to-dna-damage.htm
- ☆ books.google.com.pk/books?isbn=0968268315
- ☆ www.flickr.com/photos/texasmutatedreject/684728493/
- ☆ wallpaperstock.net/blessed-tree-wallpapers_w4847.html
- ☆ larsmeanderings.vox.com/library/photo/6a00c11414ccc05af50109810a9ef7000c.htm
- ☆ www.topdownloads.net/wallpapers/blessed-tree_2_65004.html
- ☆ pickupsomegreen.blogspot.com/2007/10/blessed-tree-in-holy-ground.html
- ☆ www.sudanvisiondaily.com/modules.php?name=News&file=article&sid=37477
- ☆ www.youtube.com/watch?v=4K7JpzpcNQ4
- ☆ coffeeworks.blogs.com/coffee_and_tea/2005/05/o_blessed_holy_.html
- ☆ www.alarab.co.uk/Previouspages/North%20Africa%20Times/2007/11/18-11/NAT241811.pdf
- ☆ www.elnaggarzr.com/en/main.php?id=20
- ☆ bitmunk.com/media/6746220 - 12k
- ☆ www.palestine-family.net/index.php?nav=6-207&cid=498&did=2504&pageflip=2
- ☆ www.cmaspast.com/store/index.php?act=viewProd&productId=786
- ☆ books.google.com.pk/books?id=pHM4AAAAMAAJ
- ☆ www.flickr.com/photos/mnesterpics/494855885/

- ☆ www.flickr.com/photos/mnesterpics/494855885/
- ☆ www.mgmariah.com/mgstore/catalog/i28.html
- ☆ www.hadeer.com/archive/index.php/t-75.html
- ☆ www.zaytuna.org/about.asp
- ☆ www.radianceweekly.com/feature.php?content_id=38&issue_id=32
- ☆ www.blessedtreehouse.com/

Camphor/کافور

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Camphor
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Cinnamomum_camphora
- ☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/c/campho13.html
- ☆ www.3dchem.com/molecules.asp?ID=203
- ☆ www.camphor.net/news.html
- ☆ www.answers.com/topic/camphor
- ☆ www.naturaldatabase.com/nd/Search.aspx?cs=&s
- ☆ www.urdustudies.com/pdf/12/05essence.pdf
- ☆ www.inchem.org/documents/pims/pharm/camphor.htm
- ☆ sci-toys.com/ingredients/camphor.html
- ☆ www.nlm.nih.gov/medlineplus/ency/article/002566.htm
- ☆ chestofbooks.com/health/materia-medica.../Camphor.html
- ☆ dictionary.reference.com/browse/camphor%20oil
- ☆ cms.herbalgram.org/healthyingredients/Camphor.html

Cedar/سدرہ یا بیری

- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Cedar

☆ www.cedar.buffalo.edu/research.html - 3k
☆ www.cedarcreek.umn.edu/research/focus/ - 6k
☆ www2.warwick.ac.uk/fac/soc/cedar/projects/ - 23k
☆ http://www.scu.edu.au/schools/comm/index.php/51/
☆ https://commerce.us.reuters.com/purchase/showReportDetail.d
☆ www2.cedarcrest.edu/syllabi/syllabi2008spring/NTR30570Spri
☆ www.alacrastore.com/storecontent/spcred/686212 - 18k
☆ www.gg.rhul.ac.uk/Cedar/research.html - 24k
☆ www.highbeam.com/doc/1G1-130798404.html - 57k
☆ www.thecedartree.net/
☆ www.cedartreeoutfitters.com/ -
☆ www.cedartreeinstitute.org/
☆ www.cedartreebooks.com/
☆ www.cedartreehotel.com/
☆ www.menupages.ie/restaurants/the_cedar_tree.aspx
☆ http://www.dublinks.com/index.cfm/loc/17/pt/0/spid/DA3D51
☆ www.cedarcreektreehouse.com/
☆ cedartreeinc.org/
☆ www.cedartreeinc.com/
☆ www.cedartreecompanies.com/
☆ www.cedartreeireland.net/
☆ www.trails.com/tcatalog_trail.aspx?trailid=XAC001-024 - 60k
☆ www.tonyhowell.co.uk/Trees.htm - 35k
☆ www.cedartreefound.org/employmentopportunities.html
☆ www.newadvent.org/cathen/03473a.htm
☆ www.cedartrees.com/

Cucumber/ککڑی

☆ http://www3.interscience.wiley.com/journal/11923545/abstract?CRETRY=1&SRETRY=09
☆ wikipedia.org/wiki/Cucumber
☆ github.com/aslakhellesoy/cucumber/wikis
☆ github.com/aslakhellesoy/cucumber/tree/master
☆ www.cucumbergrowingtips.com
☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid=42
☆ urbanext.illinois.edu/veggies/cucumber1.html
☆ www.lpl.arizona.edu/~bcohen/cucumbers/info.html
☆ www.recipezaar.com/library/getentry.zsp?id=235
☆ books.google.com.pk/books?id=0FsUAAAAQAAJ
☆ blog.davidchelimsky.net/2008/9/22/cucumber
☆ www.answers.com/topic/cucumber
☆ en.wikipedia.org/wiki/Cucumber_sandwich
☆ www.msnbc.msn.com/id/19230461
☆ www.sweetcucumber.com/
☆ www.lpl.arizona.edu/~bcohen/cucumbers
☆ www.lpl.arizona.edu/~bcohen/cucumbers
☆ books.google.com.pk/books?isbn=1555913806

Crops/زراعت

☆ RE Evenson, D Gollin - 2003 - books.google.com
☆ JN Pretty, R Hine, University of Essex, England ... - 2001 - essex.ac.uk
☆ RM Welch, RD Graham - Field Crops Research, 1999 - Elsevier
☆ Z Griliches - The Journal of Political Economy, 1958 - UChicago Press
☆ J Huang, C Pray, S Rozelle - Nature, 2002 - nature.com
☆ Dorward, J Kydd, C Poulton - 1998 - eprints.soas.ac.uk

☆ DR Piperno, DM Pearsall, ScienceDirect (Online ... - 1998 - Am Anthrop Assoc

☆ www.crop.cri.nz/

☆ www.dmoz.org/Science/Agriculture/Crop_Plants/

☆ www.desertagriculture.org/

☆ www2.dupont.com/Production_Agriculture/en_US/news_events/index.html

☆ www.sarep.ucdavis.edu/

☆ www.google.com/Top/Science/Agriculture/Crop_Plants/

☆ en.wikipedia.org/wiki/Agriculture

☆ newfarm.rodaleinstitute.org/depts/NFfield_trials/1103/notillroller.shtml

☆ www.nap.edu/books/0309058937/html/index.html

☆ news.bbc.co.uk/2/hi/science/nature/6200114.stm

☆ www.sciseek.com/Agriculture/Field_Crops/

☆ www.oryza.com/forums/showthread.php?t=524

☆ www.idrc.ca/en/ev-9307-201-1-DO_TOPIC.html

☆ linkinghub.elsevier.com/retrieve/pii/S0378429007002481

☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/proceedings1990/V1-021.html

Date/کھجور

☆ en.wikipedia.org/wiki/Date_palm

☆ www.sunpalmtrees.com/Palm-Trees-Pictures-True-Date-Palms.htm

☆ forums2.gardenweb.com/forums/load/frugal/msg1117100731634.html

☆ www.datetree.com

☆ www.tytyga.com/product/Pygmy+Date+Palm+Tree

☆ www.palmwonders.com

☆ encyclopedia2.thefreedictionary.com/Date+palm+tree

☆ datepalmtrees.googlepages.com

- ☆ www.archive.org/details/loosmll
- ☆ en.allexperts.com/q/Fruit-718/Phoenix-dactylifera-Date-tree.htm
- ☆ www.sunpalmtrees.com/Cold-Hardy-Palm-Trees-True-Date-Palms.htm
- ☆ latimesblogs.latimes.com/laland/2009/03/tree-of-the-w-1.html
- ☆ www.zillow.com/homedetails/Date-Tree-Rd-Colton-CA-92324/2139804607_zpid/
- ☆ travel.yahoo.com/p-hotel-370917-best_western_date_tree_hotel-i
- ☆ www.nachoua.com/English/palmeng.htm
- ☆ www.expedia.com/pub/agent.dll/qscr=dspv/htid=15700
- ☆ archaeology.about.com/od/romanempire/ss/paradise_3.htm
- ☆ www.aaronsfarm.com/product/Canary+Island+Date+Palm+Tree
- ☆ www.amazuluinc.com/faux-date-palm-tree.htm
- ☆ www.historyofideas.org/stc/Coleridge/poems/Blossom_Date.html
- ☆ realtravel.com/h-289581-indio_hotel-best_western_date_tree_hotel
- ☆ insureblog.blogspot.com/2008/06/date-tree-update.html

Euphorbia/زقوم

- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Euphorbia
- ☆ www.euphorbia-international.org/
- ☆ www.flickr.com/photos/allison_wonderland/110183178/
- ☆ www.flickr.com/photos/quaknit/430165722/in/pool-71332142@N00
- ☆ forums.gardenweb.com/forums/load/weeds/msg0611481220108.html
- ☆ www.featurepics.com/online/Euphrobia-Pics126050.aspx
- ☆ www.stokestropicals.com/sticks-on-fire-39.htm
- ☆ www.rareprintsgallery.com/store/product/wag064
- ☆ wsfcs.k12.nc.us/education/components/calendar/default.php?
- ☆ mts.admin.wsfcs.k12.nc.us/education/components/calendar/default.php?
- ☆ mts.admin.wsfcs.k12.nc.us/education/components/calendar/default.php?

- ☆ www.sephora.com/browse/product.jhtml;jses?
- ☆ coronacactus.com/darryl/Photo_Albums/InterCity_Aug08/slides/76.html
- ☆ www.haworthia.com/RSATrip/Days/14MayCombviewEuphorbiaAlbipolinifera.htm
- ☆ www.ruhr-uni-bochum.de/boga/html/monatsportraets/Dezember2003.html
- ☆ psjc.icm.edu.pl/psjc/cgi-bin/getdoc.cgi?AAAA017874
- ☆ www.actahort.org/members/showpdf?booknrarnr=682_34
- ☆ www.springerlink.com/index/HM3626584495KV57.pdf
- ☆ www.tuobjetivo.com/website/fotos.asp?seccio=galerias+de+autores
- ☆ www.thefind.com/beauty/browse-lanolin-moisturizing-lipstick - 316k
- ☆ www.plantesgrasses.com/forums/index.php?
- ☆ www.flora.mu/prodCatalogue.asp?catg=5&page=3
- ☆ www-ulp.u-strasbg.fr/article.php/1/5/1-078-324-229/the-university
- ☆ www.telegraph.co.uk/gardening/3473531/Growing-wood-by-cutting-back.html
- ☆ www.stayinsa.co.za/southafrica/eastlondon-accommodation.html

Fig/انجیر

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Common_fig
- ☆ www.crfg.org/pubs/ff/fig.html
- ☆ www.fig.net/
- ☆ www.fig-gymnastics.com/
- ☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/morton/fig.html
- ☆ www.eatatfig.com/
- ☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid
- ☆ www.w3.org/MarkUp/html3/figures.html
- ☆ fig.sportcentric.org/
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Ficus
- ☆ www.thefruitpages.com/figs.shtml

☆ www.saltpublishing.com/books/smp/1844710920.htm
☆ www.antonfig.com/
☆ dermnetnz.org/dermatitis/plants/fig.html
☆ www.fig2010.com/
☆ www.figandcherry.com/
☆ www.witheringfig.com/
☆ www.figweb.org/Figs_and_fig_wasps/index.htm
☆ epb.lbl.gov/xfig/fig-format.html
☆ www.figkids.com/

Fruits/ثمر

☆ en.wikipedia.org/wiki/List_of_fruits
☆ books.google.com.pk/books?isbn=1404237011
☆ www.thefruitpages.com
☆ www.crfg.org/pubs/frtfacts.html
☆ www.expressgiftservice.com/category_display.php?parent=113
☆ www.fruit.on.net
☆ www.fruit.com
☆ www.fruitchess.com
☆ www.fruitproperty.com
☆ mypyramid.gov/pyramid/fruits.html
☆ www.free-soil.org/fruit
☆ www.fruitsandveggiesmatter.gov
☆ www.5aday.nhs.uk/ -
☆ www.merriam-webster.com/dictionary/fruit
☆ www.fruitquiz.co.uk

Garlic/لہسن

☆ en.wikipedia.org/wiki/Garlic

☆ www.garlic-central.com/garlic-health.html

☆ www.youtube.com/watch?v=MYfcb3LAoX4

☆ nccam.nih.gov/health/garlic

☆ www.recipezaar.com/library/getentry.zsp?id=165

☆ www.pakavenue.com/webdigest/food_and_nutrition/article_04.htm

☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/g/garlic06.html

☆ homecooking.about.com/od/foodhistory/a/garlichistory.htm

☆ www.parc.gov.pk/1SubDivisions/NARCCSI/Horticul/garlic.html

☆ www.whfoods.com/genpage.php?tname=foodspice&dbid=60

☆ www.almaden.ibm.com/cs/garlic

☆ www.garlic-central.com

☆ www.youtube.com/watch?v=j_Gzg6-W2Q4

☆ www.thegarlicfarm.co.uk/

☆ www.garlic.mistral.co.uk

Gourd/لوکی

☆ en.wikipedia.org/wiki/Gourd

☆ waynesword.palomar.edu/ww0503.htm

☆ ohioline.osu.edu/hyg-fact/1000/1630.html

☆ www.gourd.com/

☆ americangourdsociety.org/

☆ www.calgourd.com/

☆ www.amishgourds.com/

- ☆ www.thegourdreserve.com/
- ☆ vidpk.com/view_video.php?vid=18875
- ☆ www.rbgkew.org.uk/collections/ecbot/Gourds.htm
- ☆ www.welburngourdfarm.com/
- ☆ www.carolinagourdsandseeds.com/
- ☆ www.arizonagourds.com/
- ☆ www.gourdcentral.com/
- ☆ www.canadiangourdsociety.org/
- ☆ www.alabamagourdsociety.org/
- ☆ www.sandlady.com/ - 21k
- ☆ www.sugarinthegourd.com/
- ☆ www.merriam-webster.com/dictionary/gourd
- ☆ videos.oneindia.in/watch/6852/ridge-gourd-masala.html
- ☆ www.texasgourdsociety.org/ -
- ☆ kygourdsociety.com/

Ginger/ادرک

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Ginger
- ☆ www.umm.edu/altmed/articles/ginger-000246.htm
- ☆ www.theepicentre.com/Spices/ginger.html
- ☆ pk.countrysearch.tradekey.com/ginger.htm
- ☆ www.khanapakana.com/recipesearch.aspx?...chicken%20ginger
- ☆ www.nlm.nih.gov/medlineplus/druginfo/.../patient-ginger.html
- ☆ www.urbandictionary.com/define.php?term=ginger
- ☆ www.itspakistan.net/food/recipe.aspx?rid=51&tastename
- ☆ www.gingerco.com/ -
- ☆ nccam.nih.gov/health/ginger/index.htm

☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/g/ginger13.html

☆ www.stevenfoster.com/education/monograph/ginger.html

☆ en.wikipedia.org/wiki/Geri_Halliwell

☆ www.gingerrogers.com/

☆ www.gingerbeards.com/

☆ www.wildginger.com/

☆ www.plantcultures.org/plants/ginger_landing.html

☆ www.ginger-baker.com/

☆ www.reelclassics.com/Actresses/Ginger/ginger.htm

☆ www.fitnessandfreebies.com/fitness/ginger.html

☆ www.aromaweb.com/essentialoilsgo/ginger.asp

☆ www.gingersgarden.com/ -

☆ www.wildgingerfarm.com/

☆ gingerart.net/

☆ www.drummerworld.com/drummers/Ginger_Baker.html

Grain/اناج

☆ www.grain.org/gr/?id=179 - 25k

☆ www.grain.org/seedling/?id=239 - 54k

☆ www.dowagro.com/mycogen/resource/newsreleases/20080821c.htm

☆ reveg-catalog.tamu.edu/11-Seed%20Harvesting.htm

☆ www.icarda.cgiar.org/News/Seed%20Info/SeedInfo_33/ResearchNotes_33.htm

☆ www.sciencedaily.com/releases/2008/08/080825201928.htm

☆ www.nordtech.ubm.ro/issues/2003/2003.01.77.pdf

☆ www.inmagine.com/sof018/sof018018-photo - 100k

☆ www.grainlegumes.com/aep/special_reports/seed_protein_in_grain_legumes

☆ www.maf.govt.nz/mafnet/publications/outside-in-review/page-05.htm

- ☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/proceedings1993/v2-068.html
- ☆ www.fedfarm.org.nz/n552.html - 20k
- ☆ www.grainscanada.gc.ca/str-rst/fusarium/fhbwc-foc-eng.htm
- ☆ www.ars.usda.gov/pandp/people/people.htm?personid=197
- ☆ www.ferrari-tractors.com/smallscale.htm
- ☆ awww.encyclopedia.com/topic/grain.aspx

Graps/انگور

- ☆ www.acclaimimages.com/search_terms/grapes.html
- ☆ www.dreamstime.com/eating-fresh-graps-image8031973
- ☆ www.flickr.com/photos/kitta/131321944/
- ☆ www.services.bostonglobe.com/globestore/category.cgi?item=60194
- ☆ www.shutterstock.com/pic-2362347-merlot-grapes-on-the-vine.html
- ☆ www.faqs.org/photo-dict/phrase/407/grapes.html
- ☆ www.strykowski.net/eng/sloikwoda/Grape_-_photos_of_grapes_2541.php
- ☆ www.absolutestockphoto.com/photo_27078.html
- ☆ www.fotosearch.com/PTC109/010424/
- ☆ www.pcimagenetwork.com/3california/california_24.html
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Wikipedia:Featured_picture_candidates/Grapes -
- ☆ www.worldofstock.com/closeups/TET1215.php
- ☆ www.nunukphotos.com/Other-Nature/Grapes-drying-in-the-sun
- ☆ www.photostock.eu/en/picture/68644
- ☆ www.oktatabyebye.com/picture-gallery/4218-home-travel-photo.html
- ☆ www.fotolia.com/id/1903713
- ☆ shippouchan.vox.com/library/photos/tags/grapes/
- ☆ impressive.net/people/gerald/2002/10/07/19-44-37-sm.html
- ☆ www.jacobimages.com/v/images-stock-photos-places/miscellaneous/

- ☆ www.panoramio.com/photo/8452882
- ☆ www.publicopinion.com/topic.aspx?t=Photo+Graps
- ☆ www.pixmac.com/picture/red-grapes/000000173806
- ☆ www.dreamstime.com/ripe-red-wine-graps.1-image8366536
- ☆ www.superstock.com/stock-photos-images/1613R-15063
- ☆ www.sxc.hu/photo/1153733
- ☆ www.grapesoftaste.com/photos.html

Leaf/برگ

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Leaf
- ☆ www.theleaflabel.com/
- ☆ leaf.sourceforge.net/
- ☆ http://www.leafmarque.com/leafuk/
- ☆ www.colon-cleanse-constipation.com/senna-leaf.html
- ☆ www.nutrasanus.com/senna.html
- ☆ www.florahealth.com/flora/home/Canada/HealthInformation/
- ☆ www.itmonline.org/arts/laxatives.htm
- ☆ www.healthsquare.com/drugs/109170.htm
- ☆ www.herbreference.com/senna_leaf.html
- ☆ www.botanical.com/botanical/mgmh/s/senna-42.html
- ☆ www.allayurveda.com/herb_month_may2002.htm
- ☆ www.amazon.com/Rinas-Garden-Senna-Leaf-Natural/dp/B0013YZRGY
- ☆ www.tradekey.com/ks-senna-leaf/
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Henna
- ☆ www.hennaleafdesigns.com/
- ☆ www.haircareherbal.com/herbal-hair-cleansers/henna-leaf/prod_49.html
- ☆ www.morethanalive.com/Henna-leaf-red-powder

☆ www.hennasupply.com/leaf-seed-yields.html

☆ www.fromnaturewithlove.com/soap/product.asp?product_id=herbhenna

☆ www.nature.com/nindia/2009/090107/full/nindia.2009.0.html

☆ www.tradeindia.com/manufacturers/indianmanufacturers/henna-leaf-powder.html

☆ www.hennabypinki.com/

☆ shopping.rediff.com/shop/productdisplay.jsp?Silver-Henna(Leaf)-Orange-Kundan-Candle-SQ-1-Small&prrfnbr

Lentil/مسور

☆ en.wikipedia.org/wiki/Lentil

☆ www.youtube.com/watch?v=Kewt_KX11Gk

☆ www.youtube.com/watch?v=Oy0NWgWrMdM

☆ homecooking.about.com/od/howtocookvegetables/a/lentiltips.htm

☆ books.google.com.pk/books?isbn=1402063121

☆ www.hort.purdue.edu/newcrop/afcm/lentil.html

☆ www.pea-lentil.com

☆ www.videojug.com/film/how-to-make-lentil-soup

☆ www.foodsubs.com/Lentils.html

☆ eprints.hec.gov.pk/2493/

☆ www.101cookbooks.com/archives/lively-up-yourself-lentil-soup-recipe.html

☆ www.vrg.org/recipes/lentils.htm

☆ www.britannica.com/EBchecked/topic/336146/lentil

☆ en.wikipedia.org/wiki/Lentil_soup

☆ en.wikibooks.org/wiki/Cookbook:Lentil

Manna/مَن

- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Biblical_description
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Book_of_Exodus
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Dew
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Book_of_Numbers
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Coriander
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Bible
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Judaism
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Quranic_description
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Al-Baqara
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#External_links
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#The_pot_of_manna
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Identifying_manna
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Origin
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Use_and_function
- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Manna#Further_reading

Mustard/رائی

- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Mustard
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Mustard_(condiment)
- ☆ www.theepicentre.com/Spices/mustard.html
- ☆ www.youtube.com/watch?v=TyM6VqRGwCY
- ☆ www.youtube.com/watch?v=rU62Oo2d3GM
- ☆ shop.legalseafoods.com/index.cfm/pk/product/ac/list/cid/10152
- ☆ www.ag.ndsu.edu/pubs/alt-ag/mustard.htm

- ☆ www.mustardweb.com/
- ☆ www.jar.com.pk/pdf/45-3-8.pdf
- ☆ www.mustardsgrill.com/
- ☆ www.mustardweb.org/
- ☆ www.mustardsrestaurant.com/
- ☆ www.parc.gov.pk/1SubDivisions/NARCCSI/CSI/rapeseed.html
- ☆ www.indianetzone.com/1/mustard.htm
- ☆ urbanext.illinois.edu/veggies/mustard1.html
- ☆ www.colmansmustardshop.com
- ☆ www.mustardcatering.com/
- ☆ www.mustard.ca/ - 14k
- ☆ eprints.hec.gov.pk/1616/
- ☆ www.mustardplug.com/
- ☆ eprints.hec.gov.pk/1616/
- ☆ www.frenchsmustard.com/ -
- ☆ www.mustardplug.com/
- ☆ www.nps.gov/plants/alien/fact/alpe1.htm
- ☆ www.amustard.com/
- ☆ www.mustardlondon.com/

Onions/پیاز

- ☆ PROTAbase on Allium cepa.
- ☆ The Secret to Cutting Onions Without Crying (by Steve Fry)·
- ☆ "http://en.wikipedia.org/wiki/Onion"
- ☆ Vidalia onion, Onion Johnny·
- ☆ www.theonion.com/content/news_briefs/millions_of_dollars_of - 33k
- ☆ www.highbeam.com/doc/1G1-101171964.html

☆ www.sciencedaily.com/releases/2008/02/080202115345.htm
☆ www.crop.cri.nz/home/news/releases/1201749913200.php
☆ www.ermanz.govt.nz/news-events/archives/media-releases/2007/mr
☆ www.public.iastate.edu/~CYBERSTACKS/Onion.htm
☆ www.encyclopedia.com/topic/onion.aspx
☆ www.space.com/scienceastronomy/onion_asteroids_030402.html
☆ www.bio-medicine.org/tag/onion/
☆ www.hdc.org.uk/sectors/NEW/Onion%20Research%20Strategy%
☆ www.foodnavigator.com/Science-Nutrition/New-quality-scale-for-onions

Olive/زیتون

☆ www.olive.com/
☆ bazaar-vcs.org/Olive
☆ www.mono-project.com/Olive
☆ www.pakissan.com/.../scope.of.olive.cultivation.in.pakistan.shtml
☆ www.wildlifeofpakistan.com/.../oliveridleyturtle.htm
☆ olive.aiou.edu.pk
☆ www.crfg.org/pubs/ff/olive.html
☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_Ridley
☆ en.wikipedia.org/wiki/Chartreuse_(color)
☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_branch
☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_Oyl
☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_(fruit)
☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive_oil
☆ en.wikipedia.org/wiki/Olive

Pomegranate/انار

☆ www.send2press.com/newswire/2006-08-0816-003.shtml
☆ www.shoulder1.com/news/mainstory.cfm/88
☆ newsblaze.com/story/2006081612230000001.sp/topstory.html
☆ www.carefair.com/Nutrition/Pomegranate_Natures_Oldest_Medicine_791.html
☆ www.juiceproducts.org/nutritionnews_pomegratant-health.html
☆ www.eurekalert.org/pub_releases/2005-09/uow-cpp092205.php
☆ www.encyclopedia.com/topic/pomegranate.aspx
☆ www.nutraingredients.com/Research/Pomegranate-juice-may-ease-erectile-dysfunction
☆ nutritionresearchcenter.org/healthnews/pomegranate-seed-oil-benefits-skin/
☆ news.bbc.co.uk/2/hi/health/4284382.stm
☆ www.noveya.com/rimon.html
☆ www.la-isha.com/Scientific-Studies-a/135.htm
☆ www.pomegranatesource.com/pomegranate_history.html
☆ www.pomegranate.me.uk/
☆ pk.countrysearch.tradekey.com/fresh-pomegranate.htm
☆ www.getnutri.com/product15860/pomegranate-extract.html
☆ pomegranates.org/home.shtml
☆ www.thalassemiapatientsandfriends.com/index.php?topic=2410.msg21421
☆ pomegranatesourcing.com/
☆ www.sadruddin.com/pome.htm
☆ www.naturalnews.com/pomegranate.html
☆ www.healthcentral.com/peoplespharmacy/408/61202.html
☆ shopinberkeley.com/p/pomegranate/
☆ www.emarkaz.com/shop/store/books-2652.php
☆ www.alhamra.com/Excerpts/shadowspomegranateEXCERPT.htm
☆ allnutri.com/pid28/naturally+pomegranate.aspx

Redrose/گلاب

- ☆ www.justourpictures.com/roses/redroses.html
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Rose
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/A_Red,_Red_Rose
- ☆ www.redroseimports.com
- ☆ www.redrosepublishing.com/bookstore
- ☆ www.redrosestationery.com
- ☆ www.redroselofts.com
- ☆ www.redrosehenna.com
- ☆ www.surlalunefairytales.com/rosered/index.html
- ☆ books.google.com.pk/books?isbn=0823982572
- ☆ www.redrosetea.com
- ☆ www.nga.gov/collection/gallery/.../ggafamer-55740.html
- ☆ www.redroselancaster.com
- ☆ www.redrosesegtours.com

Tamarix/جھاؤ

- ☆ Retrieved from "http://en.wikipedia.org/wiki/Tamarix"
- ☆ http://www.Flora Europaea Tamarix
- ☆ http://www.Flora of China Tamarix species list
- ☆ http://www.U.S. NPS guide
- ☆ www.tamarisk.colostate.edu/ - 7k
- ☆ www.treesearch.fs.fed.us/pubs/26420 - 21k
- ☆ www.invasivespeciesinfo.gov/plants/saltcedar.shtml - 56k
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Tamarix - 62k

☆ www.tamariskcoalition.org/tamariskcoalition/PDF/TRO%202009%

☆ www.lifesci.ucsb.edu/eemb/faculty/dantonio/research/research.html - 23k

☆ www.ibiblio.org/pfaf/cgi-bin/arr_html?Tamarix+anglica

☆ www.ecy.wa.gov/programs/wq/plants/weeds/aqua013.html

☆ adsabs.harvard.edu/abs/2008AGUFMPP52A..08Y

☆ flickr.com/photos/8555588@N07/sets/72157608594192245/

☆ www.brassett.org.uk/trees/tamgaa.html

☆ www.thefreedictionary.com/Tamarisk+salt+tree

☆ www.nationmaster.com/encyclopedia/Tamarisk-tree

☆ www.dictionary.babylon.com/Tamarisk

☆ www.nps.gov/plants/ALIEN/fact/tama1.htm

☆ dictionary.die.net/tamarisk%20salt%20tree

☆ www.diynetwork.com/diy/gr_shrubs_trees/article/0,2029,DIY_13857_5938550,

☆ eco.confex.com/eco/2008/techprogram/P10617.HTM

☆ dictionary.reference.com/browse/Tamarisk

☆ www.absoluteastronomy.com/topics/Tamarix

☆ tncinvasives.ucdavis.edu/esadocs/tamaaphy.html

Toothbrush Tree/شجرمسواک

☆ www.ecrater.com/product.php?pid=1552301 - 20k

☆ www.naturaltoothbrush.com/ - 9k

☆ https://www.amazines.com/Salvadora_persica_related.html - 51k

☆ www.nationmaster.com/encyclopedia/Toothbrush - 90k

☆ www.personal.psu.edu/fme5002/projecthome.htm - 293k

☆ everything2.com/title/miswak - 41k

☆ www.newcrops.uq.edu.au/listing/salvadorapersica.htm - 23k

☆ www.highbeam.com/doc/1G1-94448145.html - 58k

☆ www.veganessentials.com/catalog/recycled-toothbrush.htm - 15k
☆ www.siu.edu/~ebl/leaflets/araya.htm - 79k
☆ en.wikipedia.org/wiki/Salvadora_persica
☆ www.wordwebonline.com/en/TOOTHBRUSHTREE
☆ www.toothbrushtree.com/
☆ www.thefreedictionary.com/toothbrush+tree
☆ www.serengeti.org/plantlife.html
☆ www.websters-online-dictionary.org/to/toothbrush+tree.html
☆ www.audioenglish.net/dictionary/toothbrush_tree.htm
☆ dictionary.reference.com/browse/toothbrush+tree
☆ www.squidoo.com/miswak
☆ www.worldagroforestrycentre.org/Sea/Products/AFDba
☆ www.economy-point.org/t/toothbrush-tree.html
☆ www.onpedia.com/dictionary/toothbrush-tree
☆ www.answers.com/topic/toothbrush-tree
☆ www.flickr.com/photos/justin/356048034/
☆ www.dawn.com/2007/04/12/nat20.htm
☆ www.flowersinisrael.com/Salvadorapersica_page.htm - 10k
☆ livinghopeomaha.wordpress.com/2008/12/12/tooth-brush-tree/

Vegetable/ترکاری

☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Vegetable
☆ en.wikipedia.org/wiki/List_of_vegetables
☆ www.videojug.com/film/how-to-make-crispy-vegetable-spring-rolls
☆ www.parc.gov.pk/1SubDivisions/NARCCSI/Horticul/vegetables.html
☆ www.backyardgardener.com/veg/
☆ www.nicepakistan.com/food.htm

- ☆ www.merriam-webster.com/dictionary/vegetable
- ☆ www.hri.ac.uk/ENVEG/data/raw/vegdata.htm
- ☆ plantanswers.tamu.edu/vegetables/veg.html
- ☆ thefoody.com/basic/vegindex.html
- ☆ vric.ucdavis.edu
- ☆ www.vegetableexpert.co.uk
- ☆ en.wikibooks.org/wiki/Cookbook:Vegetable
- ☆ mypyramid.gov/pyramid/vegetables_tips.html
- ☆ www.gemueseorchester.org

Vegetable Oil/تیل

- ☆ http://en.wikipedia.org/wiki/Vegetable_oil
- ☆ en.wikipedia.org/wiki/Vegetable_oil_used_as_fuel
- ☆ ravenfamily.org/andyg/vegoil.htm
- ☆ books.google.com.pk/books?isbn=0970722702
- ☆ www.greasecar.com/
- ☆ www.vegetableoildiesel.co.uk/fuelsdatabase/database/index.php
- ☆ journeytoforever.org/biodiesel_svo.html
- ☆ www.vegoilmotoring.com/
- ☆ www.youtube.com/watch?v=qZ8L1Prl6tk
- ☆ www.dieselveg.com/
- ☆ International Herald Tribune
- ☆ www.brecorder.com/index.php?id=8rm=&supDate=
- ☆ www.dancingrabbit.org/biodiesel/
- ☆ www.libertyvegetableoil.com/
- ☆ www.vegetableoildiesel.co.uk/
- ☆ www.wvofuels.com/

☆ www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=story_28-4-2003_pg6_8

☆ www.britannica.com/EBchecked/topic/624598/vegetable-oil

☆ www.wastecare.co.uk/vegetable-oil/

☆ pk.countrysearch.tradekey.com/vegetable-oil.htm

☆ www.frybrid.com/ - 34k

☆ www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2007%5C08%5pg5_23

☆ www.youtube.com/watch?v=GOFbsaNeZps

☆ www.nicepakistan.com/pakveg.htm

☆ www.autobloggreen.com/category/vegetable-oil/